بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھٰذا بیانٌ للناس وھدًی وّموعظۃٌ للمتقین ۝

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسم تاریخی

تفسیر کشف القلوب

۱۳۱۹ھ

از

امام المفسرین حافظ کلام مبین ابوالوفا حضرت سید الشیوخ مولنا سید شاہ محمد عمر حسینی قادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ

تکملہ

از

مرشدنا و مولنا حضرت سید محمد پادشاہ حسینی قادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

حصہ اول جلد دوم

[۲۰] مریم [۲۲] حج

تفسیر قادری اب ویب سائیٹ پر بھی: www.ata-e-habeeb.org

تفسیر قادری کی ویب سائیٹ

www.ata-e-habeeb.org

تفسیرِ قادری حصہ اول جلد پنجم کے ساتھ فہرست معجم (ضمنی عنوانات)

منسلک ہے جو سید غوث محی الدین حسینی صاحب قادری نصرالحق کی مرتبہ ہے

اس فہرست کی مدد سے کسی معین و مخصوص مضمون کے مباحث کی فہرست جو مختلف مقامات پر

پھیلے ہوئے ہیں ایک ہی جگہ دیکھی جاسکتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری (تفسیر کشف القلوب)

حصہ اول کے مؤلف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؔ رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسمِ شریف : مولانا مولوی میر پرورش علی رفعت پناہ قدس سرہ المعروف سید محمد پادشاہ حسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت و وفات : ۱۲۸۲ھ ۱۳۳۰ھ

مقامِ ولادت وفات : حیدرآباد دکن

دیگر تصانیف : فرائض قادری، (منظوم جس میں چاروں مذاہب کے وراثت کے مسائل جمع ہیں۔ رہبرِ طریقت، مصطلحاتِ تصوف، صحیفۂ معرف، تحفہ فاروقیہ وغیرہ وغیرہ۔ پٹنہ کے رسالہ تحفہ حنیفہ میں بھی اکثر آپ کے مسلسل مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں بعض مشاہیر کی کتابوں کے ترجمہ بھی شامل ہیں۔ کلامِ خلیقؔ ؒ کے نام سے آپ کا مختصر کلام بھی شائع ہوا ہے۔

حصہ دوم اور حصہ سوم کے مؤلف:

شیخ الاسلام مولانا مولوی سید محمد پادشاہ حسینی لئیقؔ رحمۃ اللہ علیہ

والد کا اسم شریف : سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی قادری خلیقؔ رحمۃ اللہ علیہ

سن ولادت وفات : ۱۳۱۷ھ ۱۳۸۴ھ

مقام ولادت ووفات : حیدرآباد۔

دیگر تصانیف : تصریفِ قادری، جس میں عربی کے مصادر اور ان کا اُردو اور فارسی میں ترجمہ ہے۔ ماثورہ دعاؤوں کی کئی کتابیں، ماہنامہ نور، ماہنامہ خلیق اور مختلف روزناموں میں بھی آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ کلامِ لئیقؔ کے نام سے آپ کا کلام بھی شائع ہوا ہے۔ صدر مجلس علماءِ دکن کے معتمد کی حیثیت سے آپ کے خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

دیگر تفصیلات حصہ اول جلد اول میں مختصر تعارف میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری الموسوم تفسیرِ کشف القلوب (۱۳۱۹ھ)

پہلا حصہ	۱۷۔سورہ بنی اسرائیل تا ۴۸۔سورہ فتح ۱ تا 2025	از سید الشیوخ سید محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا حصہ تیسرا حصہ	۴۹۔سورہ حجرات تا ۱۱۴۔سورہ ناس ۱۔سورہ فاتحہ تا ۲سورہ بقرہ (صرف ابتدائی [۳۶] آیتیں)	شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی القادری لئیق رحمۃ اللہ علیہ

۱ پہلا حصہ جلد اوّل
۱۷۔سورہ بنی اسرائیل
تا ۱۹۔سورہ کہف
۱ تا ۴۳۴

۲ پہلا حصہ جلد دوم
۲۰۔سورہ مریم
تا ۲۲سورہ حج
۴۳۵ تا ۷۷۲

۳ پہلا حصہ جلد سوم
۲۳۔سورہ مؤمنون
تا ۲۷۔سورہ نمل
۷۷۳ تا ۱۲۰۸

۴ پہلا حصہ جلد چہارم
۲۸۔سورہ قصص
تا ۳۵۔سورہ فاطر
۱۲۰۹ تا ۱۶۲۲

۵ پہلا حصہ جلد پنجم
۳۶۔سورہ یٰس
تا ۴۸۔سورہ فتح
۱۶۲۳ تا ۲۰۲۵

۶ دوسرا حصہ جلد اول
۴۹۔سورہ حجرات
تا ۵۳۔سورہ نجم
۱ تا ۷۰۱

۷ دوسرا حصہ جلد دوم
۵۴۔سورہ قمر
تا ۵۷۔سورہ حدید
۷۰۲ تا ۱۳۳۶

۸ دوسرا حصہ جلد سوم
۵۸۔سورہ مجادلہ
تا ۶۶۔سورہ تحریم
۱۳۳۷ تا ۱۹۱۱

۹ دوسرا حصہ جلد چہارم
۶۷۔سورہ ملک
تا ۷۷۔مرسلات
۱۹۱۲ تا ۲۶۱۸

۱۰ دوسرا حصہ جلد پنجم
۷۸۔سورہ نبا
تا ۹۲۔سورہ لیل
۲۶۱۹ تا ۳۲۲۸

۱۱ دوسرا حصہ جلد ششم
۹۳۔سورہ ضحیٰ
تا ۱۰۴۔سورہ ھمزہ
۲۶۱۹ تا ۳۷۰۴

۱۲ دوسرا حصہ جلد ہفتم
۱۰۵۔سورہ فیل
تا ۱۱۴۔سورہ ناس
۳۷۰۵ تا ۴۱۱۰

۱۳ تیسرا حصہ
۱۔سورہ فاتحہ تا
۲۔سورہ بقرہ [۳۶]
آیتیں ۱ تا ۴۱۶۲

اس طرح یہ تفسیر (۱۵) ویں پارہ سے آخر سورہ ناس تک جملہ (۱۳) جلدوں میں سولہ پارہ + سورہ فاتحہ + سورہ بقرہ کی ۳۶ آیتوں پر مشتمل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنہ ۱۳۱۹ھ

تفسیر قادری

الموسوم بہ اسم تاریخی **تفسیر کشف القلوب**

کتاب :- حصّہ .... اول .... جلد دوم ....

تفسیر سورۃ .... [۲۰] مریم .... تا سورۃ .... [۲۲] حج ....

پارہ .... پارہ ....

تصنیف :-

(۱) حصّہ اول :- سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ الفتح

پارہ ۱۵ تا پارہ ۲۶ تین جلدوں میں

از الشیوخ حافظ سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہ العزیز

(سنہ ۱۲۸۲ھ سنہ ۱۳۳۰ھ)

(۲) حصّہ دوم اور سورۃ الحجرات تا سورۃ الناس سات جلدوں میں

(۳) حصّہ سوم سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرہ ایک جلد

(صرف ابتدائی ۳۶ آیتیں)

تکملہ از شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی لئیق رحمۃ اللہ علیہ (سنہ ۱۳۱۷ھ - سنہ ۱۳۸۴ھ)

سالِ اشاعت :- حصّہ اول - سنہ ۱۳۱۹ھ سے سنہ ۱۳۳۰ھ تک (سنہ ۱۹۰۰ء تا سنہ ۱۹۱۱ء)

(ماہانہ پرچوں کی شکل میں ہر ماہ دو جز یعنی (۳۲) صفحات)

حصّہ دوم و حصّہ سوم - سنہ ۱۳۷۲ھ تا سنہ ۱۳۸۴ھ (سنہ ۱۹۵۲ء تا سنہ ۱۹۶۴ء)

مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری مدظلہ العالی کے حکم سے مولوی سید علی حسینی علی مرحوم و مغفور کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق نے

فہرست مضامین میں آیتوں اور سورتوں کے نمبروں کے اضافہ کیساتھ ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ کر کے اسے کتابی شکل دی ۔ جو پرچے دستیاب نہ ہو سکے ان کی زیراکس کاپیاں حاصل کر لی گئیں ہیں ۔

نوٹ :۔ تفسیر قادری اور الشیوخ قدس سرہ العزیز کی دوسری کتابوں کے متعلق تفصیلات سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سے حاصل کی جاسکتی ہیں

پتہ

مکان نمبر :19-3-1086/1

بند گلی روبرو فلک نما بس ڈپو،

انجن باولی، فلک نما، حیدرآباد 56۔

فون : 24460038

سل : 9490748463

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین ؕ

الحمد للہ تفسیر قادری کے ماہانہ پرچوں کو ایک جگہ کرکے اسے کتابی شکل دی گئی ہے تاکہ اسکے نسخے مختلف کتب خانوں اور ریسرچ سنٹرس میں عام استفادہ کیلئے رکھوا دیئے جاسکے۔

تفسیر قادری تین حصوں میں ہے۔

پہلا حصہ:- سورۃ بنی اسرائیل (۱۵ واں پارہ) تا سورۃ الفتح (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصہ:- سورۃ الحجرات (۲۶ واں پارہ) تا سورۃ الناس (۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصہ:- سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ (صرف ابتدائی ۳۶ آیاتِ کریمہ)

حضرت سید الشیوخ حافظ کلام مبین ابوالوفا سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہ العزیز نے ۱۳۱۹ھ میں سورہ بنی اسرائیل سے تفسیر قادری کی اشاعت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس تفسیر کا تاریخی نام " تفسیر کشف القلوب" ہے آپ ہر نمازِ جمعہ کے بعد مکہ مسجد میں تفسیر بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی تفسیر سے ہزاروں افراد ظاہری باطنی فیض پاتے رہے۔ ساتھ ہی شائقین نے تفسیر کی اشاعت کا تقاضہ بھی شروع کردیا۔ اس وقت تک چودہ پاروں کی تفسیر تقریباً مکمل ہوچکی تھی۔ اور پندرہواں پارہ شروع ہونے والا تھا۔ چنانچہ اسی سے اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کردیا گیا۔ اسطرح تفسیر قادری ہر ماہ (۳۲) صفحات پر شائع ہوتی رہی یہاں تک کہ یہ سلسلہ ۱۳۳۰ھ میں حضرت سید الشیوخ (رحمۃ اللہ علیہ) کے انتقال کی وجہ سے سورۃ فتح کی تفسیر تک پہنچکر رک گیا۔

سیدی ؒ نے ۱۳۲۴ھ میں تفسیر قادری کا مقدمہ تحریر فرمایا۔ جو بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے جسمیں اُن اصولوں کا ذکر ہے جو جنکا خیال ایک مفسر کو رکھنا ہے۔ جن کتابوں اور تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے انکا اور انکے مصنفین کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سی مفید باتیں ہیں جنکا جاننا ہر ایسے شخص کیلئے ضروری ہے جو قرآن کریم

سے ظاہری و باطنی فیض پانے کا متمنی ہو۔

اہمیت کے پیشِ نظر مقدمہ کی کاپیاں دوسرے حصہ کیساتھ بھی منسلک کر دی گئی ہیں

سید الشیوخ رح کے انتقال کے بعد آپکے صاحبزادے اور جانشین شیخ الاسلام مولانا سید محمد بادشاہ حسینی لئیق قدس سرہ العزیز نے مکہ مسجد میں تفسیر کے سلسلے کو جاری رکھا لیکن تفسیر کی اشاعت چاہنے کے باوجود ایک طویل عرصے تک ممکن نہ ہو سکی۔ ۱۳۷۲ھ میں تقریباً اکتالیس سال بعد آپنے سورۃ فتح کی دوبارہ اشاعت سے اس مقدس کام کی دوبارہ ابتداء کی اور سورۃ الحجرات سے سورۃ الناس تفسیر کی تکمیل فرمائی۔

اس کے بعد شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے پہلے پارہ سے چودہ پاروں تک تفسیر کی تکمیل کا ارادہ فرمایا تھا لیکن آپنے ابھی سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی ابتدائی (۳۶) آیتوں ہی کی تفسیر فرمائی تھی کہ ۱۳۸۴ھ میں آپ کے انتقال سے یہ سلسلہ بھی یہیں رک گیا۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت ہی کے اہلِ خاندان میں اسی نہج پر اس اہم کام کی تکمیل فرمائیں۔ اور اس تشنگی کو کم کریں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ فہرست مضامین کو ایک جگہ کرتے ہوئے اسمیں سورتوں اور آیات کریمہ کے نمبروں کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ اضافہ محض اسلئے کیا گیا ہے دورانِ تلاوت یا پھر کسی اور وقت کسی آیت کی تفسیر دیکھنے کا خیال ہو تو اسے فوری آیت کے نمبر کے حوالے سے نکال لیا جا سکے۔

فہرستِ مضامین کے ساتھ فہرست معجم بھی تیار کر لی گئی ہے۔ جس پر نظرِ ثانی ہونی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کاپیاں بعد میں سورۃ الفتح اور سورۃ الناس کے بعد منسلک کر دی جائینگی۔ سہولت کیلئے تفسیر قادری کی حسبِ ذیل جلدیں تیار کی گئی ہیں۔ جو پرچے نہیں مل سکے اُن کی زیراکس کاپیاں لگا دی گئیں ہیں تاکہ سٹ مکمل ہو۔

پہلا حصہ جلد اوّل } مقدمہ تفسیر قادری تفسیر سورۃ بنی اسرائیل (۱۵ واں پارہ) تا سورۃ الحج (۱۷ واں پارہ)

جلد دوم :۔ تفسیر سورۃ المومنون (۱۸ واں پارہ) تا سورۃ الفاطر (۲۲ واں پارہ)

جلد سوم :۔ تفسیر سورۃ یٰسٓ (۲۲ واں پارہ) تا سورۃ فتح (۲۶ واں پارہ)

دوسرا حصہ جلد اوّل } تفسیر سورۃ الحجرات (۲۶ واں پارہ) تا سورۃ النجم (۲۷ واں پارہ)

جلد دوم تفسیر سورۃ القمر تا سورۃ الحدید
(۲۷ واں پارہ)

جلد سوم تفسیر سورۃ مجادلہ تا سورۃ تحریم
(۲۸ واں پارہ مکمل)

جلد چہارم :- تفسیر سورہ ملک تا سورہ المرسلات
(۲۹ واں پارہ مکمل)

جلد پنجم :- تفسیر سورہ نباء تا سورۃ اللیل
(۳۰ واں پارہ)

جلد ششم :- تفسیر سورۃ الضحیٰ تا سورۃ الھمزہ
(۳۰ واں پارہ)

جلد ہفتم :- تفسیر سورۃ تا سورۃ الناس
(۳۰ واں پارہ)

تیسرا حصّہ :- مقدمہ، تفسیر سورۃ فاتحہ، سورہ البقر کی ابتدائی (۳۶) آیتوں کی تفسیر

بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ
۳ جولائی ۱۹۹۲ء
بروز جمعہ

حق تعالیٰ ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس سلسلے میں کوشش کیں ہیں جزائے خیر عطاء فرمائیں اور خوش رکھیں۔

میری خاص دعائیں برادر طریقی مولوی سید علی حسینی مرحوم و مغفور کے فرزند سید غوث محی الدین حسینی نصر الحق سلمہ کے لئے ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں ہمیشہ خوش رکھیں اور اُن کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب امت کیلئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں! اسے قبول کریں۔

آمین

والحمد للہ رب العالمین

مولانا
حبیب محمد عمر حسینی قادری
مدظلہ العالی

قادری چمن، حیدرآباد

کلام صوفیہ

کلام صوفیہ جو قرآن میں ہے۔ وہ اشارات اُن باریکیوں کے طرف ہیں جو سالکوں کیلئے کشف ہوتے ہیں اور ظاہر معنی سے اسکی تطبیق ممکن ہوتی ہے اور یہ کمالِ ایمان اور محض عرفان ہے۔ اور جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ ظاہر معنی ہرگز نہیں اور صاف باطنی معنی ہی مقصود ہیں تو یہ اُن ملحدوں کا اعتقاد ہے۔ جو شریعت کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ صوفیۂ کرام کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ احکام تفسیر ظاہر کو حاصل کر کے اسرارِ قرآنی سمجھنے کی کوشش کرے۔ ورنہ بغیر دروازے میں داخل ہوئے گھر کے اندر پہونچنا ممکن نہیں۔

مقدمہ تفسیر قادری ص ۱۱، ص ۱۲

تفسیر اور تاویل میں فرق

تفسیر و تاویل میں جو فرق ہے آئیں اختلاف ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں۔ اور ماتریدی نے فرمایا کہ تفسیر قطعی طور سے ظاہر کرنا ہے۔ کہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ اور تاویل احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کو غیر قطعی طور پر ترجیح دینا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ جو درایت کے متعلق ہو وہ تفسیر ہے۔ اور جو روایت کے متعلق ہو وہ تاویل ہے۔ اور بعض نے اس کے سوا کچھ اور کہا۔ لیکن اب عرف میں تاویل اس اشارۂ قدسیہ اور معارفِ سبحانیہ کو کہتے ہیں کہ جو سالکین کیلئے پردہ عبارات سے منکشف ہو اور قلوبِ عارفین پر ابرِ غیب سے باراں ہو۔ اور تفسیر اس کے سوائے ہے۔

مقدمہ تفسیر قادری ص ۱۳

اہلبیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم

اگر اہل بیت نجات کی کشتی میں تو صحابہ آسمانِ ہدایت کے تارے ہیں۔ جیسے بحرِ سلوک سے پار ہونا ہو تو اس کشتی میں سوار ہو کر اُن تاروں سے راہ کی معرفت حاصل کر کے ساحلِ مقصود تک پہنچ جائے۔ کشتی بغیر تاروں کے اور تارے بے کشتی کے نافع نہیں اگر اس راہ کو جلد طئے کرنا منظور ہو تو پیران کبار و اولیاء عظام کی توجہ بھی ضرور ہے۔

مور مسکیں ہوا داشت کہ در کعبہ رسد ؛ دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیرِ قادری المعروف تفسیرِ کشف القلوب ۱۳۱۹ھ

حصہ اوّل جلد دوّم

[۱۹] سورۂ مریم، [۲۰] سورۂ طٰہٰ، [۲۱] سورۂ انبیاء و [۲۲] سورہ حج از حافظِ کلامِ مبین حضرت سید شاہ محمد عمر حسینی القادری خلیق رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۸۲۔۱۳۳۰ھ]

۱۹۔ سورہ مریم [مکی]

(آیتیں [۹۸] ، رکوعات [۶])

مضامین	صفحہ
نجاشی پادشاہ کا سورہ مریم سننا	۴۳۵
آیت ۱ (كٓهٰیٰعٓصٓ)	۴۳۶
آیت ۲ (ذِكر رَحمَةِ رَبِّكَ عَبدَه زكريَّا……)	۴۳۶
آیت ۳ (اِذْ نَادٰى رَبَّه نِدَآءً خفيًّ……)	۴۳۶
آیت ۴ (قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظمُ……)	۴۳۶
آیت ۵ (وَ اِنِّیْ خِفْت……) تا ختم آیت ۶ (وَاجعَلهُ رَبِّیْ رَضِيًّا)	۴۳۶
آیت ۷ (يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ ……)	۴۳۷
آیت ۸ (قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلَام……)	۴۳۸
آیت ۹ (قَالَ كَذٰلِكَ ……)	۴۳۸
آیت ۱۰ (قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰيَة ……)	۴۳۸
حضرت زکریا علیہ السلام کا تین رات دن سکوت	۴۳۹
آیت ۱۱ (فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِه ……)	۴۳۹
آیت ۱۲ (يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبِ ……) تا آیت ۱۴ (جَبَّارًا عَصِيًّا)	۴۳۹
یحییٰ علیہ السلام کا بچوں کو کھیلنے کیلئے بلانا اور اُن کا خواب	۴۴۰
آیت ۱۵ (وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ ……)	۴۴۱
مخلوق کو تین وقتوں میں وحشت ہونا	۴۴۱
قصہ زکریا علیہ السلام	۴۴۱
شہادت زکریا علیہ السلام	۴۴۱
بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام	۴۴۳

آیت ۱۶(وَ اذْكُرْ فِی الْكِتَابِ مَرْیَمَ)	۴۴۴
آیت ۱۷(فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ......)	
(بی بی مریم علیہا السلام کا جبرئیل علیہ السلام سے گفتگو کرنا)	۴۴۵
آیت ۱۸(قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ......)	۴۴۶
آیت ۱۹(قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ ......)	۴۴۶
آیت ۲۰(قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ ......)	۴۴۶
آیت ۲۱(قَالَ كَذٰلِكِ ......)	۴۴۷
اقسام پیدائش مخلوق	
(آدم علیہ السلام کو بے مرد اور عورت کے پیدا کیا)	۴۴۷
آیت ۲۲(فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ ......)	
(جبرئیل علیہ السلام کا بی بی مریم کے گریبان میں نفخ کرنا)	۴۴۸
آیت ۲۳(فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ......)	
پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۴۴۹
آیت ۲۴(فَنَادٰهَا ......)	۴۴۹
نکتہ خصوصیتِ درختِ خرما	۴۴۹
آیت ۲۵(وَ هُزِّیْٓ اِلَیْكِ ......)	۴۵۰
آیت ۲۶(فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ......)	
بی بی مریم کا روزہ رکھنا	۴۵۰
آیت ۲۷(فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا ......)	۴۵۰
آیت ۲۸ (یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ ......)	۴۵۰
آیت ۲۹(فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ......)	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جھولے میں بات کرنا	۴۵۱
آیت ۳۰(قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ......)	۴۵۲
آیت ۳۱(وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا......)	۴۵۲
آیت ۳۲(وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ ......)	۴۵۳
آیت ۳۳(وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ ......)	۴۵۳
ثبوت میلاد وسلام	۴۵۳
آیت ۳۴(ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ......)	۴۵۳
آیت ۳۵(مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ ......)	۴۵۴
آیت ۳۶(وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ......)	۴۵۴
آیت ۳۷(فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ......)	۴۵۴
مرزا قادیانی کے خیالاتِ باطلہ	۴۵۴
مباہلہ اس وقت بھی مشروع ہے	۴۵۵
بیان رفع مسیح علیہ السلام	۴۵۵
آیت ۳۸(اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ......)	۴۵۶
آیت ۳۹(وَاَنْذِرْهُمْ ......)	۴۵۶
آیت ۴۰(اِنَّا نَرِثُ الْاَرْضَ......)	۴۵۶

آیت۴۱(وَ اذْکُرفِی الْکِتَابِ ......)
قصۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام ۴۵۷
آیت۴۲(اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ ......) ۴۵۷
آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نہیں چچا تھے ۴۵۷
آیت۴۳(یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْجَآءَ نِی ......) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توحید کی طرف آذر کو بلانا ۴۵۹
آیت۴۴(یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ......) ۴۵۹
آیت۴۵(یٰاَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ......) ۴۵۹
آیت۴۶(قَالَ اَرَاغِبٌ......) ۴۵۹
آیت۴۷(سَلٰمٌ عَلَیْكَ ......) ۴۶۰
آیت۴۸(وَاَعْتَزِلُکُمْ......) ۴۶۰
آیت۴۹(فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ......) ۴۶۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُن کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جانا ۴۶۱
آیت۵۰(وَوَهَبْنَا لَهُمْ ......) ۴۶۲
آیت۵۱(وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ......) ۴۶۲
قصۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام
تعداد اولوا العزم پیغمبر علیہم السلام ۴۶۲
آیت۵۲(وَنَادَیْنٰهُ مِنْ ......) ۴۶۳
آیت۵۳(وَ وَهَبْنَا لَهٗ ......) ۴۶۳
آیت۵۴(وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ......) ۴۶۳
قصہ حضرت اسماعیل علیہ السلام
آیت۵۵(وَ کَانَ یَاْمُرُ......) ۴۶۴
آیت۵۶(وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ......) و آیت۵۷(مَکَانًا عَلِیًّا......)
قصہ حضرت ادریس علیہ السلام ۴۶۴
خصوصیاتِ حضرت ادریس علیہ السلام ۴۶۵
آیت۵۸(اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ ......) ۴۶۵
قرأت تو ہے مگر رونا کہاں؟ ۴۶۶
آیت۵۹(فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ......) ۴۶۶
تاکید نماز ۴۶۷
آیت۶۰(اِلَّا مَنْ تَابَ ......) ۴۶۷
آیت۶۱(جَنّٰتِ عَدْنٍ......)
جنت کے اوصاف ۴۶۸
آیت۶۲(لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا......) ۴۶۸
آیت۶۳(تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ ......) ۴۶۹
آیت۶۴(وَمَا نَتَنَزَّلُ ......) ۴۶۹
آیت۶۵(رَبُّ السَّمٰوٰتِ......) ۴۷۰

آیت۶۶ (وَیَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ......)	۴۷۱
آیت۶۷ (اَوَلَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَان......)	۴۷۱
حضرت سید الاولیاء رضی اللہ عنہ کے	
ریاضت کے حالات	۴۷۲
آیت۶۸ (فَوَ رَبِّکَ لَنَحۡشُرَنَّهُمۡ......)	۴۷۲
آیت۶۹ (ثُمَّ لَنَنۡزِعَنَّ مِنۡ......)	۴۷۲
آیت۷۰ (ثُمَّ لَنَحۡنُ اَعۡلَمُ......)	۴۷۲
آیت۷۱ (وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا......)	۴۷۲
ذکرِ صراط	۴۷۴
مؤمنین کی شفاعت	۴۷۵
آیت۷۲ (ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ......)	۴۷۵
مؤمن کے نور سے دوزخ کی آگ بجھنا	۴۷۵
آیت۷۳ (وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ......)	۴۷۶
آیت۷۴ (وَکَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ......)	۴۷۶
آیت۷۵ (قُلۡ مَنۡ کَانَ......)	۴۷۷
آیت۷۶ (وَیَزِیۡدُ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ......)	۴۷۷
آیت۷۷ (اَفَرَاَیۡتَ الَّذِیۡ......)	۴۷۸
آیت۷۸ (اَطَّلَعَ الۡغَیۡبَ......)	۴۷۹
آیت۷۹ (کَلَّا سَنَکۡتُبُ......)	
تا آیت۸۰ (وَیَاۡتِیۡنَا فَرۡدًا......)	۴۷۹
آیت۸۱ (وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ......)	
تا آیت۸۲ (عَلَیۡهِمۡ ضِدًّا......)	۴۸۰
آیت۸۳ (اَلَمۡ تَرَا......)	۴۸۱
آیت۸۴ (فَلَا تَعۡجَلۡ عَلَیۡهِمۡ......)	۴۸۱
گستاخیٔ دین کے سبب سے غیرتِ	
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جوش ہونا	۴۸۱
اور جب اپنی ذات کیلئے صبر فرماتے تو	
خداوندِ عالم غضب میں آتا	۴۸۱
ملک الجبال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم	
سے عرض کرنا	۴۸۴
آیت۸۵ (یَوۡمَ نَحۡشُرُ......)	۴۸۴
آیت۸۶ (وَنَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ......)	۴۸۵
آیت۸۷ (لَا یَمۡلِکُوۡنَ الشَّفَاعَةَ......)	۴۸۵
لایملکون الشفاعۃ کی تفسیر	۴۸۵
عہد نامہ	۴۸۶
آیت۸۸ (وَقَالُوا اتَّخَذُوا......)	
تا آیت۹۲ (اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا......)	۴۸۷
آیت۹۳ (اِنۡ کُلُّ مَنۡ......)	
تا آیت۹۵ (یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فَرۡدًا......)	۴۸۸
آیت۹۶ (اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ......)	۴۸۸

اللہ کے محبوب کو آسمان اور زمین والوں کا چاہنا	۴۸۸
آیت ۹۷ (فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ......)	۴۸۹
آیت ۹۸ (وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا......)	۴۸۹
ہر عمل کا مدار نیت پر	۴۸۹

الحمدللہ سورہ مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔

[۲۰] سورہ طٰہٰ (مکی)

آیات (۱۳۵) رکوع (۸)

[۲۰] سورہ طٰہٰ	۴۹۱
طٰه (آیت ۱)	
نکات لفظ طٰه	
آیت [۲] وَمَآ اَنۡزَلۡنَا ...... تاختم	
آیت [۴] السَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی	
(قرآن اس لئے نہیں اُتارا............ ......بلند آسمانوں کو)	۴۹۲
ذاتِ مصطفوی ﷺ مظہرِ اتم ہے	۴۹۳
(آیت ۵) الرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ (رحمٰن عرش پر مستوی ہوا)	۴۹۴
(آیت ۶) لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ (اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے)	۴۹۵
آیت [۷] وَاِنۡ تَجۡهَرۡ اگر تم پکار کر	۴۹۵
مصالحتِ حنبلی واشعری	۴۹۵
(آیت ۸) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں)	۴۹۶
اللہ سبحانہ کے (۹۹) نام	۴۹۶
اللہ اسمِ ذات	۴۹۶
حزر الثمین عربی متن	۴۹۶
سامعینِ اسمائے الٰہی کے درجات	۴۹۹
مقصدِ اسنی از امام غزالیؒ	۴۹۹
اسمائے الٰہی۔ اُن کے معنی اور اس سے بندہ کا حظ۔ امام غزالیؒ کی کتاب ''مقصد اسنی شرح اسماء الله الحسنی'' کا ترجمہ	۵۰۰
اَللّٰه جَلَّ جَلَالُهٗ	۵۰۰
اَلرَّحۡمٰنُ اَلرَّحِیۡمُ جَلَّ جَلَالُهٗ	۵۰۱
اَلۡمَلِكُ جَلَّ جَلَالُهٗ	۵۰۲
اَلۡقُدُّوۡسُ جَلَّ جَلَالُهٗ	۵۰۳

اَلسَّلَامُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۴
اَلْمُؤمِنُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۵
اَلْمُھَیْمِنُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۶
اَلْعَزِیْزُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۷
اَلْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۷
اَلْمُتَکَبِّرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۷
اَلْخَالِقُ ۔ اَلْبَارِئُ ۔ اَلْمُصَوِّرُ	
جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۸
اَلْغَفَّارُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۰۹
اَلْقَھَّارُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۱
اَلْوَھَّابُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۲
اَلرَّزَّاقُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۳
اَلْفَتَّاحُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۴
اَلْعَلِیْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۵
اَلْقَابِضُ ۔ اَلْبَاسِطُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۶
اَلْخَافِضُ ۔ اَلرَّافِعُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۶
اَلْمُعِزُّ ۔ اَلْمُذِلُّ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۷
اَلسَّمِیْعُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۷
اَلْبَصِیْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۸
اَلْحَکَمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۸
اَلْعَدْلُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۱۹
اَللَّطِیْفُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۰
اَلْخَبِیْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۰[الف]
الخبیر معنی میں العلیم	۵۲۰
اَلْحَلِیْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	
اَلْعَظِیْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۰[ا]
اَلْغَفُوْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[الف]
اَلشُّکُوْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ب]
اَلْعَلِیُّ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ب]
اَلْکَبِیْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ب]
اَلْحَفِیْظُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ج]
اَلْمُقِیْتُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ج]
اَلْحَسِیْبُ جَلَّ جَلَالَہٗ	[ج]
اَلْجَلِیْلُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۱
اَلْکَرِیْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۲
اَلرَّقِیْبُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۲
اَلْمُجِیْبُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۳
اَلْوَاسِعُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۴
اَلْحَکِیْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۵
اَلْوَدُوْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ	۵۲۵

اَلْمَجِيْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۶

اَلْبَاعِثُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۶

اَلشَّهِيْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۷

اَلْحَقُّ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۷

اَلْوَكِيْلُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۷

اَلْقَوِیُّ ۔ اَلْمَتِيْنُ ۵۲۹

اَلْوَلِیُّ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۹

اَلْحَمِيْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۲۹

اَلْمُحْصِی جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۰

اَلْمُبْدِئُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۰

اَلْمُعِيْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۰

اَلْمُحْيِی جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۰

اَلْمُمِيْتُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۰

اَلْحَیُّ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۱

اَلْقَيُّوْمُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۱

اَلْوَاجِدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

ال ؟ماجِدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

اَلْوَاحِدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

اَلصَّمَدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

اَلْقَادِرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

اَلْمُقْتَدِرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۲

اَلْمُقَدِّمُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۳

اَلْمُؤَخِّرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۳

اَلْاَوَّلُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۳

اَلْاٰخِرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۳

اَلظَّاهِرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۴

اَلْبَاطِنُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۴

بحثِ ظہورِ حق ۵۳۴

صوفیہ ان چار ناموں سے عینیت ثابت کرتے ہیں ۵۳۵

اَلْبَرُّ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۶

اَلتَّوَّابُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۶

اَلْمُنْتَقِمُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۷

اَلْعَفُوُّ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۷

اَلرَّؤُفُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

مَالِكُ الْمُلْكِ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

اَلْوَالِی جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

اَلْمُتَعَالِی جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

اَلْمُقْسِطُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۸

ظالم ومظلوم کا باہم ملے ہوئے جنت میں جانا ۵۳۹

اَلْجَامِعُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۳۹

اَلْغَنِی ۔اَلْمُغْنِیُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۰

اَلْمَانِعُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۰

اَلضَّارُّ ۔ اَلنَّافِعُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۰

مثالِ قدرتِ حق ۵۴۱

اَلنُّوْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۱

اَلْھَادِیُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۱

اَلْبَدِیْعُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۲

اَلْبَاقِیُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۲

اَلْوَارِثُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۳

اَلرَّشِیْدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۳

اَلصَّبُوْرُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۳

معذرت ۵۴۴

وَاحِدُ۔ اَحَدُ جَلَّ جَلَالَہٗ ۵۴۴

(۹۹) نام ۔اسم سے مقصود اس کے معنیٰ ۵۴۵

بحث ہُو ہُو ۵۴۵

بندہ خُلقِ الٰہی سے متّصف ہوتا ہے مشابہ نہیں ۵۴۷

دوضد بعضے اوصاف میں مشارک ہیں ۵۴۷

بیانِ معرفتِ الٰہی ۵۴۸

اسماءِ الٰہی (۹۹) نام میں منحصر نہیں ۵۵۰

اسم اذن پر موقوف ہے وصف نہیں ۵۵۱

توحید کے بیان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ۵۵۳

آیت[۹] وَھَلْ اَتٰیكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی
...... تاختم آیت[۱۶] فَتَرْدٰی (اور کیا تم
کو موسیٰ کی بات پہنچی ...... جو ایمان نہ
لایا...... ہلاک ہوجاؤ گے۔) ۵۵۴

عقیدہ سماعِ کلامِ الٰہی ۵۵۵

حنبلی مذہب۔قضاء (نماز) ترتیب سے ۵۵۶

ابنِ عباس نے فرمایا ''جب موسیٰ علیہ
السلام نے مدت پوری کی......'' ۵۵۷

مدح تفسیر ابنِ جریر ۵۵۷

آیت[۱۷] وَمَاتِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی
...... تاختم آیت[۲۳] اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی
(اور کیا ہے تمہارے داہنے ہاتھ میں اے ۵۵۸
موسیٰ...... اپنی بڑی نشانیاں دکھائیں)

حقائق الاشیاء ثابتہ ۵۵۸

منافعِ عصاء ۵۵۹

آیت[۴۴] اِذْهَبْ اِلٰی فِرعَوْنَ ...... تاختم آیت[۴۸] مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی (فرعون کی طرف جاؤ...... جو جھٹلائے اور منہ پھیرے) ٥٦١

شرحِ صدر سے مراد ٥٦٤

عقدہ ٥٦٥

ہارون وموسیٰ علیہما السلام ٥٦٥

موسیٰ علیہ السلام پر آٹھ احسان

پہلا احسان۔ ماں پر الہام کرنا ٥٦٦

الہام موجبِ علم ہے ٥٦٦

دوسرا احسان اور تیسرا احسان ٥٦٧

چوتھا احسان ٥٦٨

تعلیم پر اُجرت کا لینا ٥٦٨

حکام کو ہدیہ لینا حرام ہے ٥٦٩

پانچواں اور چھٹا احسان ٥٧١

ساتواں احسان ٥٧٣

آٹھواں احسان ٥٧٣

آیت[۴۹] قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا (تم دونوں کا پروردگار کون ہے) ٥٧٥

آیت[۵۰] قَالَ رَبُّنَا الَّذِی اَعْطٰی (کہا ہمارا پروردگار وہ ہے...........) ٥٧٥

آیت[۵۱] قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الاُوْلیٰ (بولا کہ پہلے قرنوں کا کیا حال ہے) ٥٧٥

آیت[۵۲] قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ (اس کا علم میرے پروردگار کے پاس) ٥٧٦

آیت[۵۳] اَلَّذِی جَعَلَ لَکُمُ تاختم آیت[۵۴] لِاُولِی النُّھٰی (جس نے تمہارے لئے ...... عقلمندوں کیلئے) ٥٧٦

آیت[۵۵] مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ (ہم نے اُسی زمین سے تم کو پیدا کیا) ٥٧٧

آیت[۵٦] وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ تاختم آیت[۹۸] کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (البتہ ہم نے فرعون کو اپنی تمام نشانیاں دکھادیں...... ہر چیز پر حاوی ہے) ٥٧٨

بحث اِنْ ھٰذانِ ٥٧٩

قصہ موسیٰ علیہ السلام بطورِ تصوف ٥٨٧

آیت[۹۹] کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْكَ ٥٨٧

تاختم آیت[۱۰۴] اِلَّا یَوْمًا (اس طرح تم کو گذشتہ خبریں...... مگر ایک دن) ٦٠٠

ذکرِ لدُنی ٦٠١

آیت[١٠٥] وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ تاختم آیت[١١١] مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (تم سے پہاڑوں کی بارے میں پوچھتے ہیں......جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا) ٦٠٢

مصدر خود معروف ومجہول نہیں ہوتا ٦٠٢

آیت[١١٢]وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ تاختم آیت[١١٤] رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (جونیک کام کریگا...... مجھےاور زیادہ علم دے) ٦٠٤

فصاحتِ زبانِ عربی ٦٠٥

آیت[١١٥] وَلَقَدْ عَهِدْنَا تاختم آیت [١٢٣] وَلَا يَشْقٰى (اورہم نے اُن سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا......اور نہ تکلیف میں پڑیگا) ٦٠٧

بیانِ سجدہ ٦٠٨

بیان عصمتِ انبیاء علیہم السلام ٦٠٩

آیت[١٢٤] وَمَنْ اَعْرَضَ تاختم ٦٠٩

آیت[١٢٧] اَشَدُّ وَاَبْقٰى (جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اُس کو تنگی کی زندگی ملیگی......عذاب سخت دیرپا ہے) ٦١٠

آیت[١٢٨] اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ (کیا لوگوں کو اس سے ہدایت نہوی......) ٦١٤

آیت[١٢٩] وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ (اگر ایک بات نہوتی جو پہلے سے......) ٦١٤

آیت[١٣٠] فَاصْبِرْ عَلٰى مَايَقُوْلُوْنَ (اُن باتون پر جو کافر کہتے ہیں صبر کرو) ٦١٥

آیت[١٣١] وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (اپنی نظر اس چیز کی طرف مت دوڑاؤ) ٦١٦

آیت[١٣٢] وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو) ٦١٧

آیت[١٣٣] وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا تاختم آیت[١٣٤] اَنْ نَذِلَّ وَنَخْزٰى (اور کافر کہتے ہیں......ہم ذلیل وخوار ہونے سے پہلے) ٦١٩

آیت[١٣٥] قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ (ہر ایک منتظر ہے سوتم بھی منتظر رہو) ٦٢٠

الحمدللہ سورہ طٰہ کی تفسیر ختم ہوئی

٢١۔سورہ انبیاء[مکی]

(آیتیں[١١٢] ، رکوعات[٧])

شانِ نزول ٦٢١

آیت[۱]اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ ۶۲۱

آیت[۲]مَایَاۡتِیۡھِمۡ ...... تاختم

آیت[۳]......تُبۡصِرُوۡنَ ۶۲۲

بیانِ حساب ۶۲۲

آیت[۴]۔قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ......

تاختم آیت[۶]...... یُؤۡمِنُوۡنَ ۶۲۳

آیت[۷]۔وَمَآ اَرۡسَلۡنَا......

تاختم آیت[۱۰]۔...... اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۶۲۵

آیت[۱۱]۔وَکَمۡ قَصَمۡنَا...... ۶۲۶

تاختم آیت[۱۵]......خامِدُوۡنَ

آیت[۱۶]۔وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ...... ۶۲۸

تاختم آیت[۱۸]......مِمَّا تَصِفُوۡنَ

آیت[۱۹]۔وَلَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰت

...... تاختم آیت[۲۰]......لَایَفۡتُرُوۡنَ ۶۲۹

آیت[۲۱]۔اَمِ اتَّخَذُوۡآ......

تاختم آیت[۲۵]......فَاعۡبُدُوۡنَ ۶۳۰

برہانِ تمانع ۶۳۰

آیت[۲۶]۔وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ

...... تاختم آیت[۲۹]......ظٰلِمِیۡنَ ۶۳۲

آیت[۳۰]۔اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ......

تاختم آیت[۳۳]......یَسۡبَحُوۡنَ ۶۳۴

بیانِ فلک ۶۳۵

آیت[۳۴]۔وَمَا جَعَلۡنَا......

تاختم آیت[۴۱]......یَسۡتَھۡزِءُ وۡنَ ۶۳۶

بیان موت مجازی وحقیقی ۶۳۸

آیت[۴۲]۔قُلۡ مَنۡ یَّکۡلَؤُکُمۡ......

تاختم آیت[۵۰]......مُنۡکِرُوۡنَ ۶۳۹

قرآن مجید مبارک ہے ۶۴۲

کلام مین متکلم کے آثار پائے جاتے ہیں ۶۴۲

بیان توریت وانجیل ۶۴۴

آیت[۵۱]۔وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَآ اِبۡرَاھِیۡمَ

...... تاختم آیت[۷۳]......لَنَا عٰبِدِیۡنَ

قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ۶۴۵

روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام ۶۵۰

معجزہ حضرت ابومسلم خولانی کا آگ

میں نہ جلنا ۶۵۱

معجزہ دسترخوان شریف کا نہ جلنا ۶۵۲

معجزۂ منظوم مثنوی ۶۵۳

آیت[۷۴]۔وَلُوطًا...... تاختم	
آیت[۷۵]...... مِنَ الصّٰلِحِینَ	۶۵۳
قصۂ حضرت لوط علیہ السلام	
آیت[۷۶]۔وَنُوحًا اِذْ نَادٰی......	
تاختم آیت[۷۷]...... اَجْمَعِینَ	
قصۂ حضرت نوح علیہ السلام	۶۵۴
آیت[۷۸]۔وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ......	
تاختم آیت[۸۲]...... لَهُمْ حٰفِظِینَ	
قصۂ حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام	۶۵۵
جانوروں کا زراعت کو پامال کرنا	۶۵۷
مجتہد مصیب ومخطی ہوتا ہے	۶۵۸
آیت[۸۳]۔وَاَیُّوبَ اِذْ نَادٰی......	
تاختم آیت[۸۴]...... لِلْعٰبِدِینَ	
قصۂ حضرت ایوب علیہ السلام	۶۵۹
سونے کے ٹڈے گرنا آسمان سے	۶۶۱
سچی محبت میں کوئی تکلیف نہیں معلوم ہوتی	۶۶۲
آیت[۸۵]۔وَاسمٰعِیلَ...... تاختم	
آیت[۸۶]...... مِنَ الصّٰلِحِینَ	
قصۂ اسمٰعیل وادریس وذوالکفل علیہم السلام	۶۶۳
آیت[۸۷]۔وَذَا النُّونِ......	
تاختم آیت[۸۸]...... مُؤْمِنِینَ	
قصۂ حضرت یونس علیہ السلام	۶۶۳
قصۂ ذوالکفل علیہ السلام	۶۶۳
قصۂ حضرت یونس علیہ السلام	۶۶۳
یونس علیہ السلام کے غضب کا سبب	۶۶۴
ترکیب قراءت دعاء یونس علیہ السلام	۶۶۷
آیت[۸۹]۔وزَکَرِیَّا اِذْ نَادٰی......	
تاختم آیت[۹۰]...... اَجْمَعِینَ	
قصۂ حضرت زکریا علیہ السلام	۶۶۸
آیت[۹۱]۔وَ الَّتِیْ اَحْصَنَتْ......	
قصۂ حضرت مریم علیہا السلام	۶۶۸
آیت[۹۳]۔اَنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ......	۶۶۹
ردِّ قادیانی	۶۷۰
آیت[۹۴]۔فَمَنْ یَّعْمَلْ...... تاختم	
آیت[۹۷]...... بَلْ كُنَّا ظٰلِمِینَ	۶۷۱
قصۂ نزول عیسٰے وخروجِ دجّال و یاجوج ماجوج۔	۶۷۲
آیت[۹۸]۔اَنَّكُمْ مَا تَعْبُدُونَ......	
تاختم آیت[۱۰۰]...... لَا یَسْمَعُونَ	۶۷۳

آیت[۱۰۱]۔اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ......

تاختم آیت[۱۰۴]......کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ۶۷۴

آیت[۱۰۵]۔وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا......

تاختم آیت[۱۰۶]......عٰبِدِیۡنَ ۶۷۷

آیت[۱۰۷]۔وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اَلَّا ۶۷۷

رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ......

آنحضرت کے حسنِ معاشرت وشفقت ورحمت کا بیان ۶۷۹

اعرابی پر شفقت ۶۸۳

آیت[۱۰۸]۔قُلۡ اِنَّ مَا یُوۡحٰی ......

تاختم آیت[۱۱۱]......اِلٰی حِیۡنَ ۶۸۵

آیت[۱۱۲]۔قٰلَ رَبِّ احۡکُمۡ

بِالۡحقِّ...... ۶۸۶

الحمد للہ سورۂ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔

۲۲۔سورۂ حج [مدنی]

(آیتیں[۷۸] ، رکوعات[۱۰])

سورہ حج ۶۸۷

آیت۱(یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا......)

تا آیت۲(......عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیۡدٌ) ۶۸۷

تاکید کیلئے بھی آتا ہے ۶۸۰

آیت۳(وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُجَادِلُ......

) تا آیت۴(...... اَلٰی عَذَابِ السَّعِیۡرِ) ۶۸۹

آیت۵(یٰاَیُّهَا النَّاس اِنۡ کُنۡتُمۡ......) ۶۹۰

آیت۶(ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ ......)

تا آیت۷(......مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ) ۶۹۳

بیانِ سکر ۶۹۴

آیت۸(وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُجَادَلُ......

) تا آیت۱۰(...... بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ) ۶۹۵

سوءِ خاتمہ اہلِ معقول ۶۹۶

آیت۱۱(وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَعۡبُدُ......)

تا آیت۱۳(......وَلَبِئۡسَ الۡعَشِیۡرُ) ۶۹۷

بیان ریا کار ۶۹۷

آیت۱۴(اِنَّ اللّٰهَ یُدۡخَلُ الَّذِیۡنَ......

) تا آیت۱۶(...... یَهۡدِیۡ مَنۡ یُّرِیۡدُ) ۶۹۹

آیت۱۷(اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا......)

تا آیت۱۸(......مَایَشَآءُ) ۷۰۰

آیت۱۹(هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ......)

تا آیت۲۲(......عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ) ۷۰۳

آیت۲۳(اِنَّ اللّٰهَ یُدۡخَلُ الَّذِیۡن......)

تا آیت۲۴(......اِلٰی صِرَاطِ الۡحَمِیۡدِ) ۷۰۵

ریشم اور سونے کی حرمت ۷۰۶
آیت ۲۵ (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا......) ۷۰۷
بیان مکانات مکہ مکرمہ ۷۰۷
بیان مکہ مکرمہ ۷۰۹
آیت ۲۶ (وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِیۡمَ......)
تا آیت ۳۱ (......فِیۡ مَکَانٍ سَحِیۡقٍ) ۷۱۰
جھوٹی گواہی ۷۱۱
بیان وقتِ قربانی ۷۱۳
بیانِ حج ۷۱۵
حج واجب علے الفور ہے ۷۱۶
بیانِ حج از طرف غیر ۷۱۷
حکایت ابنِ موفّق کا آنحضرت ﷺ
کی جانب سے حج کرنا ۷۱۷
آدابِ حج ۷۱۸
اسرار حج ۷۱۹
آیت ۳۲ (ذٰلِكَ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ......)
تا آیت ۳۳ (......اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ) ۷۲۲
بیان ہدی وقربانی ۷۲۲
آیت ۳۴ (وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا......)
تا آیت ۳۵ (...... رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ) ۷۲۴

آیت ۳۶ (وَ الۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا......)
تا آیت ۳۷ (...... وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِيۡنَ) ۷۲۶
بیان بُدنہ ۷۲۶
کیفیت نحر ۷۲۷
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم گنہگاروں کی
طرف سے قربانی کرنا ۷۲۷
ذبیحہ کو آرام دینا ۷۲۸
تقسیم قربانی وجلو وقربانی ووقتِ قربانی ۷۲۹
جسکو قربانی کرنا ہو عشرۂ ذیحجہ میں بال
ناخن وغیرہ نہ نکالے ۷۳۰
میت کی طرف سے قربانی نہ کرنا ۷۳۰
قربانی کس پر ہے ۷۳۱
قربانی میں کس عمر کا جانور جائز ہے ۷۳۱
بکری چھ مہینہ کی جائز نہیں ہے ۷۳۱
معجزہ حضرت کے سامنے اونٹوں کا
مذبوح ہونے کے لئے اتر لیٹ جانا ۷۳۳
حکایت ایک جوان کا بجائے قربانی
اپنی جان قربان کرنا ۷۳۳
اعتراض قربانی کا جواب ۷۳۴
حکایت ایک امیر کا مجبوراً حج کو جانا ۷۳۴

بیان دیدارِ الٰہی	۷۳۵
حکایت چھ آدمیوں کی برکت سے چھ لاکھ آدمیوں کا حج مقبول ہونا	۷۳۵
حکایت اللہ تعالیٰ کا علی بن موفق کو فرمانا کہ تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے میں نے تمام اہل عرفات کو بخش دیا	۷۳۵
حکایت باپ بیٹے حج کو گئے باپ کو گھر ملا بیٹے کو گھر والا ملا	۷۳۶
آیت ۳۸ (اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ......) تا آیت ۴۰ (...... لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ)	۷۳۷
پہلی آیت جس میں کافروں سے لڑنے کی اجازت ملی	۷۳۷
آیت ۴۱ (اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ ......)	۷۴۰
آیت ۴۲ (وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ......) تا آیت ۴۸ (......وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ)	۷۴۰
آیت ۴۹ (قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ......) تا آیت ۵۱ (......اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ)	۷۴۳
آیت ۵۲ (وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ......) تا آیت ۵۴ (......اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ)	۷۴۵
فرق درمیان رسول و نبی	۷۴۵
قصہ غرانیق	۷۴۶
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جن مسلمان ہو گیا تھا	۷۴۹
بیان تابیرِ نخل	۷۵۰
اعجاز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ہاتھ [دست] کے متعلق	۷۵۰
سجدہ آنحضرت کے حق میں سجدۂ شکر تھا	۷۵۱
نکتہ آنحضرت کے سہو کے متعلق	۷۵۱
آیت ۵۵ (وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا......) تا آیت ۵۷ (...... لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ)	۷۵۲
آیت ۵۸ (وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا......) تا آیت ۶۰ (......لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ)	۷۵۳
نصیحت حضرت لقمان موت و بعث کے متعلق	۷۵۳
بیانِ مہاجرین	۷۵۴
دلائل قدرت	۷۵۶
آیت ۶۱ (ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ......) تا آیت ۶۲ (ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ......)	۷۵۶
آیت ۶۳ (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ......) تا آیت ۶۴ (...... ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ)	۷۵۷

آیت۶۵(اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ......)	۷۵۸	آیت۷۵(اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ......)	
آیت۶۶(وَھُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاکُمْ......)	۷۵۹	تا آیت۷۶(......تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ)	۷۶۵
دعاءامن	۷۵۸	بتوں کے ضعف کا بیان	۷۶۵
آیت۶۷(لِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا......)		آیت۷۷	
تا آیت۶۹(...... فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ)	۷۶۰	(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا......)	۷۶۶
آیت۷۰(اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ......)		آیت۷۸	
تا آیت۷۱(...... وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ)	۷۶۱	(وَجَاھِدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ......)	۷۶۸
آیت۷۳(یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ......)		نکتہ خداے تعالےٰ نے	
تا آیت۷۴(......لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ)	۷۶۳	آنحضرت ﷺ کو باپ نہ فرمایا	۷۷۰

الحمدللہ سورۂ حج کی تفسیر کے ساتھ تفسیرِ قادری حصہ اوّل جلد دوم ختم ہوئی۔

پیرومرشد مولانا حبیب محمد عمر حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد فرمانے پر سید غوث محی الدین حسینی نصرالحق نے یہ فہرست تیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ساتھ اس کام میں شریک رہنے والوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اور اپنے کلام کی برکت سے جزاءِ خیر عطا فرمائے اور اُن کی دین و دنیا کی مشکلوں کو حل فرمائے۔ آمین

پیر کے ساتھ رہا خدمتِ قرآں میں شریک خادمِ خادمِ قرآن ہوا نصرالحق

الحمدللہ
ربّ العالمین

اظہارِ تشکر

روز افزوں ہوں مدارج اور تیرا مرتبہ حق تعالیٰ دے تجھے اس امر کا بہتر صلہ
جس کو جو دینا تھا دے کر تو نے اپنے نصر کو ہاتھ میں تفسیر دے کر ساتھ اپنے کرلیا

لمعان کمپیوٹر گرافکس سے تفسیر قادری کا مکمل سٹ یا پھر مخصوص حصے حاصل کر سکتے ہیں۔
پتہ: **لمعان کمپیوٹر گرافکس** : ناصر کامپلکس متصل چھتہ بازار کمان، حیدرآباد۔
فون: 9440877806 مکان:24460038

اس سورہ کا نام مریم ہی کیونکہ آپکا بیان اس سورہ مین تفصیل سے ہی
قرآن مجید مین آپکا نام تیس مقامات پر ہی۔ اور آپکے نام کے سوا اور کسی عورت
کا نام قرآن مین مذکور نہین [1]۔ یہ سورت مکہ معظمہ مین اتری۔ اور یہی وہ [2]
سورہ ہی جسکو حضرت جعفر نے بوقت ہجرت حبشہ نجاشی بادشاہ اور اوسکے
لوگونکو پڑھ سنایا۔ نجاشی خوب رویا کہ اوسکی داڑھی تر ہوگئی۔ اور اوسکے
علما بھی اسقدر روئے کہ اونکے سامنے جو کتابین تھین بھیگ گئین اور
نجاشی کھڑا اوٹھا کہ یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام پر اترا اعتقاد دونون ایک ہی
طاق کے نور سے ہین۔ اور محمد بن اسحٰق کی روایت اس سے طویل ہے
اور اوسمین ہی کہ نجاشی ایمان لائے اور جب اونکا انتقال ہوا تو رسول اللہ
مدینہ مین صحابہ کو آگاہ فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی نے انتقال کیا پھر آپنے
نماز غایب پڑھی اور صحاح مین روایت ہی کہ ایک عرصہ تک اونکی قبر پر نور دیکھا گیا؛

[1] اسمین لطیفہ یہ ہی کہ جو آدمی مہذب و غیرت والا ہوتا ہی محفل مین اپنی جورو بی بی کا نام لینے شرماتا ہی۔ اور خصوص جو امور مخصوص ولادت وغیرہ ہین اوسکا بیان کرنا تو ہرگز روا نہین رکھتا چونکہ کفار نصاری ایک بڑا بہتان حضرت بی بی مریم پر کرتے تھے اسلئے اونکا نام مع قصہ کے اللہ تعالیٰ نے مصرح بیان فرمایا۔ ورنہ کسی عورت کا نام قرآن مین صریح طور سے مذکور نہین ۱۲

[2] امام احمد و بیہقی و ابن ابی حاتم (در منثور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ - یہ حروف مقطعات ہین جو متشابہات سے ہین - اللہ تعالی اسکے
معنی خوب جانتا ہی اور جسکو چاہا آگاہ کیا ابن عباسؓ[1] نے فرمایا کہ کہیعص و حم و یس اور
جو اسکے جیسے ہین سب اللہ بزرگ کے نام ہین ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا -
(یہ) ذکر تیرے رب کی رحمت کا ہی جو اوس کے بندہ زکریا پر ہوئی حضرت زکریا[2]
پیشہ نجاری کرتے تھے اور اوسی سے کہاتے تھے اب زمانہ رحمت کو بیان فرماتا ہے کہ
رحمت کو جوش اوسوقت ہوا - اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ٥ جب اونھون نے اپنے
رب کو پست آواز سے پکارا اس[3] لئے آواز پست کی کہ تاریا نہو - اور وہ دعا یہ تھی
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
رَبِّ شَقِيًّا ٥ کہا اے رب میرے بیشک میری ہڈیان بودی ہوگئین - اور سر بڑہاپے
سے چمک اٹھا - اور اے میرے پروردگار تجھ سے مین مانگ کر کبھی محروم نہین رہا -
بلکہ جب دعا کی تو نے قبول فرمائی - اور اس دعا کا یہ سبب ہی وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ

---

[1] دارمی و ابن ماجہ و ابن جریر (در) [2] صحیح بخاری (ابن کثیر) [3] ابن منذر و ابن جریر (در)
بعضون نے کہا اسواسطے آواز آہستہ کی کہ کہین لوگ یہ نہ خیال کرین کہ بوڑہے ہوگئے ہین اور اب
بیٹا طلب کرتے ہین یا یہ کہ قوم سے اپنے چھپایا یا یہ کہ بسبب بوڑہاپے کے آواز ہی پست تھی ۱۲ -

مِنْ وَّرَآئِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۙ یَّرِثُنِیْ

وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ اور مین اپنے بعد قرابتدارون سے

ڈرتا ہون اور میری بی بی بانجھ ہے۔ پھر تو اپنے پاس سے مجھے ایک وارث

عطا کر جو میرا اور اولادِ یعقوب (کی نبوت و علم) کا وارث ہووے۔ اور اے

میرے رب اوسکو برگزیدہ کر یعنے مجھے کھٹکا ہے کہ میرے قرابتدار میرے بعد دین کے

کامون مین سستی کرین اس لئے مجھے ایک ایسا نیک فرزند عطا فرما جو میرا جانشین ہو

اور اوسکی وجہ سے یہ تمام مہمات سرانجام کو پہنچین جب حضرت زکریا نے

اس قسم کی دعا مانگی تو اونکی دعا جنابِ الٰہی مین مقبول ہوئی اور یہ ندا آئی۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ اے

ؔ عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم (در) اور یہان مالی میراث مراد نہین کیونکہ آل یعقوب
اسوقت کروڑون موجود تھی تو انکا لڑکا ان سب کا وارث کس طرح ہوسکتا اور اونکی وراثت مالی کو تو لڑکی
بھی کافی تھی علاوہ یہ کہ اونکو مال نہ تھا اور بفرض ہو بھی تو مال انبیا صدقہ ہوتا ہے نہ میراث علاوہ یہ کہ
میراث مالی کیلئے ایک نبی اسقدر اہتمام نہین کرتا چہ جائیکہ پیغمبر علیہ السلام کو مال کا خیال ہو۔ اور وارث کا ہونا
علم نبوت مین موجود ہی قرآن مین ہے واورثنا بنی اسرائیل الکتب اور حدیث العلماء ورثة الانبیاء
اور صحیحین مین کئی وجہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہین ہوتی
جو ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے ترمذی مین بھی اسی طرح ہے و ورث سلیمان داود مین بھی مراد میراث نبوت ہے
کیونکہ اگر میراث مالی ہوتی تو سلیمان علیہ السلام کے بہائیون سے حضرت سلیمان کی کچھ خصوصیت نہ ہوتی ۱۲

وَرَآئِیْ | یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ
ساتھ فتح یا رکے ہی ۱۲ | دونون ساتھ جزم کے بقراءت ابو عمرو و کسائی ۱۲

نُبَشِّرُكَ | یٰزَكَرِیَّآءُ
باب نصر سے یعنی | ساتھ ہمزہ کے
ایک ہے | نافع حمزہ

زکریا بیشک ہم تمکو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہین جسکا نام یحیٰی ہی اور ہم نے اس سے
پہلے انکا کوئی ہمنام نہین کیا یعنے اس نام کا آجتک کوئی پیدا نہین ہوا[ا] حضرت
زکریا نے یہ بشارت سماعت فرما کر صرف اطمینان قلبی اور علم حاصل کرنیکی غرض
۸ سے دوسری دفعہ جناب الٰہی مین اس طرح التجا کی قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ
وَّكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا وَّقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡكِبَرِ عِتِيًّا ۝ عرض کی اے میرے
رب مجھکو کہانسے لڑکا ہوگا اور میری عورت بانجھ ہی اور مین بڑھاپے سے نہایت
ضعف کو پہونچ گیا ہون یعنے ہم دونوں کو از سر نو جوان کریگا یا اپنی قدرت کاملہ سے
اسی بڑھاپے کی حالت مین فرزند سرفراز فرمائیگا آواز آئی قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ
رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدۡ خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـئًا ۝ کہا (یہ امر)
یون ہی ہی تمہارے رب نے فرمایا کہ یہ (بات) مجھپر آسان ہی اور مین نے تمکو اس سے
پہلے پیدا کیا اور تم کچھہ نہ تھے۔ پھر آپ وقوع وعدہ کے لئے (یعنے جس فرزند کی خوشخبری
دیگئی ہی اونکے حمل مین قرار پانیکی) علامت دریافت کرتے ہین۔ قَالَ رَبِّ

عُتِيًّا ساتھ ضم عین کے ... ابن کثیر وابو عمرو ... شامی وشعبہ ۱۲ -

خَلَقۡنٰكَ حمزہ وکسائی بصیغہ جمع متکلم یعنے ہم نے تم کو پیدا کیا ۱۲ -

عِتِيًّا۔ ھرما اخرجه عبد الرزاق وابن المنذر وغیرھما عن قتادة۔ اور اونھون نے
ہی مجاہد سے روایت کی کہ نحول العظم مراد ہے یعنے ہڈیان گھلنے کا مرتبہ پہونچا۔ عرب بولتے
ہین جب لکڑی سوکھ جاتی ہے عتا عتوا وعتیا یعنے مصدر دونون طرح بولے جاتا ہے ۱۲

[ا] فریابی وابن شیبہ وابن منذر وحاکم وغیرہم (درمنثور)

اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ عرض کی اے ۱۰
رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر (خدانے) فرمایا تمہارے نشانی یہ ہے کہ تندرست
رہکر تین رات دن تک لوگون سے بات نکرسکوگے گفتگو کا موقوف ہونا اسلئے
تھا تا ماسوا سے منقطع ہوکر پوری طورسے اللہ کی طرف متوجہ ہووین پھر قدرت
خدا سے ایک رات اونکی بی بی امید سے ہوئین اور اوس علامت سکوت کا
ظہور ہوا فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ[3] فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ ۱۱
پھر اپنی عبادتگاہ سے اپنے لوگون مین باہر آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ صبح اور شام
خدا کی تسبیح کیا کرو ابن عباس[1] اور بہت سے لوگون نے بیان کیا کہ زکریا علیہ السلام
کی زبان بات کرنیسے بدون کسی مرض وعلت کے رُک گئی تھی ابن زید[2] نے کہا کہ
نماز وتسبیح پڑھتے لیکن لوگون سے بات نہین کرسکتے تھے صرف اشارہ سے بتلاتے تھے
جب حمل کے دن پورے ہوئے اور حضرت یحییٰ پیدا ہوئے چھوٹی ہی عمر مین غیب سے
اس طرح آواز آئی يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا ۱۲
مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ ۱۳
اے یحییٰ کتاب (یعنے توراۃ) کو مضبوط پکڑلو (یعنی اوسکے حکم کو اچھی طرح بجالاؤ)

[1] ابن جریر ۱۲ [2] ابن ابی حاتم ۱۲ [3] محراب غرفہ اور بیت کا صدر اور مسجد مین وہ مقام جہان امام کھڑا ہوتا ہو ۱۲

اور ہمنے اونکو دانائی (یعنے نبوت) لڑکپن سے عطا فرمائی - اور ہمنے اپنی طرف سے اونکو رحدلی اور پاکیزگی دی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے فرمانبردار تھے اور سرکش و نافرمان نتھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] نے فرمایا کہ لڑکون نے یحیی علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھیلنے چلو - حضرت یحیی نے جواب دیا کہ ہم کھیل کیلئے تو پیدا نہین کئے گئے - چلو نماز پڑہین وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا مین اسی طرف اشارہ ہی - اور یہی آپنے[2] فرمایا کہ جس نے قبل بلوغ قران پڑہ لیا تو وہ اون لوگون مین سے ہی جنکو لڑکپن مین ہی حکم دیدیا گیا ابن مجاہد[3] نے فرمایا کہ یحیی بن زکریا سبز گہاس تناول فرماتے اور اللہ کے خوف سے اسقدر روتے کہ آپکے آنسوؤن سے رخسار مبارک پر نشان پڑ گئے تھے اور یہی آپنے[4] فرمایا کہ حضرت یحیی نے اپنے پروردگار سے اسطرح سوال کیا کہ مجھے لوگون کی زبان سے بچائیو اور مجھے سب اچھا ہی کہین حکم ہوا اے یحیی یہ تو مینے اپنے لئے ہی نہین کیا مین تمہارے لئے کس طرح کرونگا جب خدا تعالی نے حضرت یحیی کے متعدد صفات حمیدہ بیان فرمائے - اب اونکو اوسکے صلہ مین اسطرح مبارکبادی دیتا ہے

[1] حاکم نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے [2] بیہقی ابن عباس سے (در منثور) [3] امام احمد نے زہد مین - ابن ابی شیبہ وابونعیم وشعب الایمان (در) بیہقی اپنے سنن مین (در)

وحنانا - یہ معطوف ہی الحکم پر حنان الناقہ علی ولدہا یعنی اونٹنی اپنے بچہ پر شفقت و محبت کے ساتھ

ع ١٥

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ اور انپر سلام ہی جس

دن وہ پیدا ہوے اور جس دن وہ مرینگے اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائینگے

[1] ابن عیینہ نے فرمایا کہ خلق کو زیادہ وحشت تین موقع پر ہوتی ہے - ایک ولادت

کے روز کیونکہ جہان تھا وہان سے علیحدہ ہوتا ہی اور ایک انتقال کے روز

کہ ایسے لوگون کو دیکھتا ہے جنکو اوس نے کبھی نہین دیکھا تھا اور ایک حشر کے

دن کہ خود کو مجمع عظیم مین دیکھیگا - اسی لئے اللہ تعالی نے یحیی علیہ السلام کو ان تینون

مواضع مین سلام سے مشرف فرمایا - جب [2] حضرت زکریا کا قصہ بیان ہوا جو

---

[1] ابن کثیر مع السند ۱۲ تنبیہ اس قصہ کا ذکر سورۂ آل عمران کُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ الخ

مین ہی لیکن چند باتون کا فرق ہی وہان فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ ہے اور یہان يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

ہے غرض مبشر اللہ تعالی ہے خواہ بواسطہ ملک ہو یا بلا واسطہ - وہان ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا اور یہان

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ رات اور دن دونون مراد ہین - اور اسمین لطیفہ

یہ ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور آل عمران مدنی - اور مکی سابق ہے مدنی پر اور عرب کے حساب مین رات

دن پر سابق ہوتی ہے کیونکہ چاند سے حساب ہی تو سابق کو سابق اور لاحق کو لاحق دیا گیا ۱۲

[2] زکریا بن برخیا حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی ذریت مین ہین - ابتداے بیت المقدس

کی خدمت مین شب و روز مشغول رہا کرتے تھے جب عمران بن ماثان کی عفت مآب بیٹی مریم

حنہ بنت فاقوذ کے پیٹ سے پیدا ہوئین اور حنہ نے اپنی مانی ہوئی منت کے موافق مریم کو

بیت المقدس کی خدمت کے لئے مجاورین بیت المقدس کے پاس لاکر سپرد کیا تو چونکہ یہ ان کے

سردار عمران کی بیٹی تھین اسلئے انکی تربیت کا فخر و اعزاز حاصل کرنے مین ہر شخص نے حرص کی مگر

مریم علیہا السلام کی کفالت کا افتخار حضرت زکریا علیہ السلام کو حاصل ہوا اسوجہ سے کہ مریم علیہا السلام

قصہ زکریا علیہ السلام

باوجودیکہ آپ بڑہاپے اور بی بی کے بانجہ ہونیکی وجہہ سے اولاد سے مایوس ہوچکے تھے اسپر بھی اپنی قدرتِ کاملہ سے اونکو ایک مقدس لڑکا عنایت فرمایا اب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۱ کی خالہ یعنی ایشاع انکے نکاح مین تھین اور نیز اسوجہہ سے بھی کہ باہمی جھگڑا ہونے پر قرعہ کے طور پر ہر ایک کے توریت شریف لکہنے کے قلم نہر اردن مین ڈالنے پر زکریا علیہ السلام ہی کا قلم نیچے بیٹھہ گیا جس سے معلوم ہوا کہ قرعہ زکریا علیہ السلام کے نام پر نکلا ہے اور اللہ پاک کو یہ عفت مآب ہونہار لڑکی برگزیدہ پیغمبر زکریا علیہ السلام کی کفالت مین رکھنی منظور ہے۔ غرض زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کو کچہہ سمجہہ پیدا ہوجانے پر ایک تنہا حجرے مین رکہا۔ مریم علیہا السلام ہر وقت عبادت مین مشغول رہتی تھین اور انکی کرامت کے باعث خلاف موسم جاڑے کے پھل گرمی مین اور گرمی کے میوے جاڑے مین آتے رہتے تھے جنکو بارہا حسب عادت آتے جاتے زکریا علیہ السلام نے بھی دیکھا چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے بعد نرینہ اولاد کا چراغ گُل دیکھکر بیت المقدس کی دلخواہ خدمت کرنے کے لئے لڑکے کی خواہش تھی اور بے نیاز قادر مطلق کی یہ قدرت کا تماشا دیکھکر بڑہاپے مین اس جوش کو اور ترقی ہوگئی اسلئے اپنے لڑکا پیدا ہونیکی اللہ سے دعا کی اور بانوے یا ترانوے اور بروایتے ایک سو بیس برس کی عمر مین ایک ہونہار لڑکے یعنی حضرت یحیی علیہ السلام کے تولد ہونیکا مژدہ ملا۔ قصہ مختصر اپنے لختِ جگر یعنے حضرت یحیی علیہ السلام کے ظلماً مقتول ہوے پیچہے خود بھی ظلماً شہید ہوئے صورت یہ ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے معجزہ کے طور پر بلا باپ کے حضرت عیسے علیہ السلام کا پیدا ہونا اس امر کا محرک ہوا کہ بعض خبیث طینت بد باطن لوگون نے حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھہ ملوث ہونیکی تہمت لگائی یعنے خالو کے ساتھہ بدنام کیا۔ جب یہ افواہ عوام الناس مین پھیلی تو ہزارون آدمی حضرت زکریا علیہ السلام کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہوگئے اور بعض مورخین نے لکہا ہے کہ جب ہیرودس بادشاہ نے زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیی علیہ السلام کو شہید کردیا اور یہ خبر زکریا علیہ السلام کو پہونچی تو زکریا کے دل مین ایک دہشت پیدا ہوئی اور یہ خوف ہوا کہ ہیرودس

اوس سے بھی زیادہ نادر قصہ یعنے بے باپ کے اولاد کا ہونا بیان فرماتا ہے تا منکرینِ قدرت ان قصون کو سن کر جان لین کہ وہ ہر کام پر پوری قدرت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۲ مجھکو بھی زندہ نہ چھوڑیگا۔ اس خیال سے زکریا علیہ السلام آبادی سے نکلکر جنگل کے طرف روانہ ہوے۔ ہر دو روایت مذکورہ کے مطابق زکریا علیہ السلام کے دشمن جو درحقیقت اللہ کے دشمن تھے اور ہر وقت اسکے سچے برگزیدہ پیغمبر کے قتل کی فکر مین لگے رہتے تھے پیچھے ہوے۔ حضرت زکریا علیہ السلام پریشان اور دشمنون سے اپنے آپ کو چھپانیکی فکر مین تھے کہ جنگل کے ایک درخت نے آواز دی "اے نبی اللہ آؤ مین تمکو پناہ دونگا" اوسیوقت درخت شق ہوا اور حضرت زکریا اسمین جا بیٹھے۔ شیطان کمبخت نے چادرِ مبارک کا ایک کونہ درخت سے باہر نکلا رہنے دیا تھا اور اسی بناپر اس نے گروہِ اعدا سے مخبری کی کہ زکریا علیہ السلام اس درخت مین چھپے ہین۔ دشمنون نے درخت کو آرہ سے کاٹنا شروع کیا اور آرہ نے جسم مبارک کو دو حصون مین تقسیم کر دیا۔

بیان حضرت یحیٰی علیہ السلام

یحیٰی علیہ السلام بن زکریا حسین صورت باریک آواز مضبوط اور قوی جسم بال کم دونون ابرو ملی ہوئین انتہا درجہ کے بچپن ہی سے خدا ترس اور عابد زاہد پیغمبر تھے انسے پہلے اس نام کا کوئی بشر نہین ہوا۔ صغرسنی مین خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور گو بڑی چاؤ اور آرزو کے بعد باپ کے بڑھاپے مین پیدا ہوئے تھے مگر والدین کے انتہا سے زیادہ تابعدار تھے ایسے نہ تھے جیسے عموماً نازپروردہ اور لاڈلے بچے گستاخ اور بے تہذیب ہوتے ہین۔ خوف خدا مین روتے روتے رخساروں کا گوشت گل گر گیا تھا داڑھین باہر سے نظر آتی تھین گھاس اور پتے کھاتے جنگل مین پھرا کرتے تھے۔ جو کی روٹی کھایا کرتے تھے انکے زمانہ نبوت مین توریت شریف کا یہ حکم کہ اپنی بھتیجی سے بھی نکاح جائز ہے منسوخ ہوگیا اتفاقاً حاکم وقت ہیرودس بادشاہ کی بھتیجی جو نہایت حسینہ جمیلہ تھی اور اکثر اپنی ضرورتین پوری کرانے چچا کے پاس آتی جاتی رہتی تھی اپنے چچا ہیرودس پر عاشق ہوکر نکاح کی خواہشمند ہوئی اور چونکہ ہیرودس خود اسپر گرویدہ تھا اسلئے دونون کی رضامندی سے نکاح ہونیکا ارادہ ہوا حضرت یحیٰی علیہ السلام

بیان حضرت یحیٰی علیہ السلام

رکھتا ہی۔ اور جو چاہے کر سکتا ہے چنانچہ وہ قصہ یہ ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۳ { بحکم شریعت ناسخہ مروجہ اس ممنوع اور حرام فعل سے مانع آئے تو اس لڑکی کی ماں یعنی ہیرودس کی بھاوج کو سخت ناگوار گذرا اور بیٹی کو خوب کپڑون اور زیور سے آراستہ اور پری پیکر بنا کر بادشاہ کو شراب پلانے کیلئے بھیجا اور سمجھا دیا کہ جب شراب سے مست ہو کر تجھپر مائل ہو تو کہیو کہ چچا جان میری ایک آرزو پوری کردیجئے اور جب قول و قرار پکا کئے پیچھے وہ آرزو دریافت کرے تو کہنا کہ یحیی کا سر کٹا ہوا اور طشت مین رکھا ہوا منگا دیجئے غرض اس لڑکی نے اسی طرح کیا اور ہیرودس نے ہرچند اسکو اس خیال سے روکا مگر وہ اپنے اصرار سے باز نہ آئی قصہ مختصر ہیرودس نے جلادون کو حکم کیا اور حضرت یحیی علیہ السلام کا سر مبارک جس وقت کہ وہ محراب داؤد علیہ السلام مین کھڑے نماز پڑہ رہے تھے کٹوا منگایا۔ جس وقت یحیی علیہ السلام کا سر جسم سے علحدہ طشت مین رکھا ہوا ہیرودس کے سامنے آیا ہے اسوقت سر مین سے خون کا فوارہ جاری تھا اور زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ "تجھکو یہ ہرگز جائز نہ تھا" بادشاہ نے گھر کی کوٹھری مین ایک گہرا گڑھا کھدوا کر سر کو دفن کرا دیا مگر خون زمین کی مٹی کو تر کرتا ہوا باہر نکل آیا اور صحن مین بہنے لگا غرضکہ یہ حالت دیکھکر اسپر منون مٹی ڈلوائی گئی مگر خون کا یہ عالم تھا کہ جون جون یہ مٹی ڈلوائی جاتی تھی وون وون خون زیادہ ابلتا اور پھوٹتا تھا یہانتک کہ مٹی فصیل تک پہونچ گئی اور بادشاہ معہ تابعین اور بھاوج اور بھتیجے کے ہی سزا مین زمین مین دہنسا دئے گئے۔ اسکے چند روز بعد اللہ پاک نے شاہ بابل جودرس نامی اور اسکے لشکر جرار کو اہل شہر پر غلبہ دیا اور یہ لوگ بیت المقدس پر چڑہ آئے لیکن ہرچند کوشش کی مگر شہر فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کرتے کرتے لشکری سپاہی اکتا گئے اسوقت ایک عورت لشکر مین آئی اور کہنے لگی کہ اگر تم لوگ یحیی پیغمبر کا واسطہ پکڑ کر اللہ سے دعا کرو تو تم کو اپنے مقصد مین کامیابی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ شہر پر قبضہ کرتے ہی یحیی علیہ السلام کا خون جو قتل کے وقت سے ابتک برابر جاری ہے تمکو قاتلین سے پورا انتقام لیکر بند کرنا چاہئے اس ترکیب کے عمل مین لانے سے بیت المقدس فتح ہوا اور جودرس نے اللہ کے برگزیدہ پیغمبر کے ایک قتل کے عوض ستر ہزار جانین تلف کین اسوقت وہ خون بند ہوا (تاریخ کامل وغیرہ)

مَرْیَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا ۙ اور اے نبی کریم

کتاب مین مریم کا ذکر کرو جب وہ اپنے لوگون سے کنارہ کرکے ایک شرقی

مکان مین ہوگئی۔ بیت المقدس کی شرقی جانب کو چلے جانیکی یہ وجہ[1] تھی

کہ آپ کو حیض آگیا تھا۔ بعضے کہتے ہین کہ عبادت کیلئے تخلیہ کیا تھا۔ بہر حال

9-17 آپ گوشہ نشین ہوئین جس طرح کہ ارشاد ہوتا ہے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ سو اونسے ورے

اُنسے پردہ کرلیا۔ پھر ہم نے اپنی روح (یعنے جبرئیل[2]) کو اوسکے پاس بھیجا تو

وہ اوسکے روبرو اچھا خاصہ آدمی بنکر آیا جب بی بی مریم نے ایک اجنبی

9-18 آدمی کو تنہا مکان مین اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو گھبرا کر یہ کہا۔ قَالَتْ اِنِّیْٓ

انتبذت انفردت اخرجه عبد الرزاق وغیرہ عن قتادہ (در) النبذ اصله الطرح والانتباذ افتعال منه ومنه فنبذوہ وراء ظهورهم ومنه النبیذ لانه یطرح فی الاناء وانتبذت تنحت ونبذة بفتح النون وضمها ناحیة (کبیر)

[1] سدی عن ابن عباس (در) [2] مجاہد وضحاک وقتادہ وابن جریج ووہب ابن منبہ وسدی نے کہا کہ رُوْحَنَا سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہین اور یہی ظاہر قرآن ہے چنانچہ دوسری آیت مین ارشاد ہوا نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ یعنے روح جو امانتدار ہے قرآن کو لیکر تمہارے قلب پر اترا تاکہ تم ڈرانے والون مین سے ہوئین (ابن کثیر)

اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ بولی مین[1] تجھہ سے رحمن کی پناہ مانگتی ہون اگر تو پرہیزگار ہی رحمن سے اسلئے پناہ لیتی ہون کہ تا رحم فرما کر مجھے عفت سے رکھے اور جو تو متقی ہے تو اوسکے نام پاک سے ڈر کر تو بھی خود مجھے نہ چھیڑے حضرت جبرئیل نے اسطرح جواب دیا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ○ کہا مین تو تیرے رب کا ہی بھیجا ہوا ہون تا کہ مین[2] تجھکو پاکیزہ لڑکا دون۔ تم نے تو صرف متقی ہونے کا ذکر کیا مین تو رسول بھی ہون اور رسول بھی کس کا جس نے تم کو تربیت فرمایا جب بی بی مریم نے یہ بات عادت کے خلاف سنین تعجب سے اس طرح پوچھنے لگین قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ

لیھب ورش وابو عمرو اور قالون دو وجہ سے ساتھ یار کے واحد مذکر غائب معنی تاکہ وہ دیوے یعنے اللہ تعالے ۱۲۔

[1] ابوالسعود نے کہا یہ صریح شاہد ہے کہ بی بی مریم کے دل مین اونکے جانب سے کچھہ میل بھی نہین آیا (تو وہ بعضے مفسر ونکا قول مردود ہے جنھون نے کہا کہ شہوت کا جوش ہو کر اونکا نطفہ اونکے رحم مین آیا) اور یہ مقام ظہور قدرت کا ہی جو خرق عادت پر دلیل ہی (قرآن مین اسی لئے ہو اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ) ہان جبرئیل کا اس حسن وجمال پر ظاہر ہونا بی بی مریم کے علوی درجات کا امتحان تھا کیونکہ مریم علیہا السلام سے ایسی عفت وپرہیزگاری ظاہر ہوئی کہ اوسکی انتہا نہین۔ اور اللہ عزوجل کا نام رحمن لینے مین مبالغہ پناہ مانگنے مین بھی اور یہ بھی غرض ہے کہ اس نام پاک سے آثارِ رحمت ظاہر ہو کر انکو اس امتحان کی بلا سے بچا لین۔ انتھی ۱۲۔

[2] جو لوگ بات بات کو شرک کہتے ہین وہ کہین جبرئیل علیہ السلام کو بھی مشرک نہ کہدین۔ کہ یہ ایسے کون ہین جو بیٹا دیتے ہین۔ لیکن اتنا قاعدہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ کبھی اضافت فعل کی بلحاظ سبب کے ہوتی ہے۔ یہان جبرئیل سبب نفخ ہین۔ اسیطرح اولیاء اللہ بھی حصول دعا کے لئے سبب ہوتے ہین اسلئے اونکے طرف بھی فعل منسوب کیا جاتا ہے ۱۲

يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ بولی کہان سے مجھے لڑکا ہوگا ۔ حالانکہ کسی آدمی
نے مجھے نہین چھوا اور نہ مین بدکار ہون ۔ نہ میرا نکاح ہوا نہ مین زناکار ہون ۔
پھر بے مرد کے خلاف عادت کس طرح لڑکا ہوگا ۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب
دیا ۔ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً
مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ کہا یونہی[1] ہی (ہم کرینگے) تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھ
آسان ہے ۔ اور تاکہ ہم اوس (لڑکے) کو لوگون کے لئے نشانی بنائین اور
مہربانی ہماری طرف سے ۔ اور[2] یہ کام ٹھہر چکا ہے نشانی یعنے ہمارے کمال قدرت
کی دلیل ۔ اور مہربانی بندون کے لئے یعنے اونکے ارشادات سے ہدایت پائینگے
اللہ تعالیٰ نے بشر کی پیدائش مین چار قسمین کین (۱) عیسی علیہ السلام کو
عورت سے بے مرد کے پیدا کیا ۔ (۲) حوا علیہا السلام کو مرد سے بے عورت کے
پیدا کیا (۳) باقی اولاد کو مرد و عورت سے پیدا کیا ۔ مجاہد[3] سے روایت ہے

[1] یعنی بے باپ کے ہم پیدا کرسکتے ہین اور اسی لئے فرمایا کہ ہم اوس کو آیت بنائین گے ۔ اور آیت کا
اطلاق بجز آیات قرانیہ کے جہان ہوا ہے تو کوئی نہ کوئی قدرتی بات پر ہوا ہے ۔ جو عادت کے خلاف
پائی گئی ہے ۔ جیسا اصحاب کہف اور ناقہ صالح علیہ السلام وغیرہما ۱۲ ۔

[2] یعنے علم الہی مین جاری ہو چکا ہے اور وہ ہو کر ہی رہے گا (ابن جریر)

[3] ابن کثیر نے سند سے نقل کی ۱۲ ۔

کہ مریم علیہا السلام نے بیان کیا کہ جب مین تنہا ہوتی تو عیسے مجھ سے حدیث
و باتین بیان کرتے حالانکہ وہ میرے پیٹ مین تھے۔ اور جب مین لوگون کے
درمیان ہوتی تو میرے پیٹ مین تسبیح اور تکبیر کہتے۔ غرض نفخ[1] کے بعد حمل کا
ذکر بیان فرماتا ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ پس اوس

(لڑکے کی) حاملہ ہوئی اور بسبب اوس حمل کے دور مکان مین کنارہ ہوگئی۔
ابن کثیر نے لکھا کہ بہت سے علمائے سلف فرماتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے
مریم علیہا السلام کے قمیص کے چاک گریبان مین نفخ کیا اور نفخہ اتر کر رحم مین
پہونچا اور بی بی مریم حاملہ ہوئین۔ امام مالک[2] نے فرمایا کہ عیسے بن مریم و یحیی
ابن زکریا دونون ابن خالہ یعنے خالہ زاد بھائی ہین۔ اور دونوں کا حمل ساتھ
ہی رہا تھا۔ ایک دن یحیی کی مان نے مریم سے (یعنی اپنی بہن سے) کہا کہ مین
دیکھتی ہون کہ جو میرے پیٹ مین ہے وہ اوسکو جو تمہارے پیٹ مین ہے سجدہ[3] کرتا ہے

حمل عیسی علیہ السلام کا ذکر گریبان میں نفخ روح

قصیاً ای بعیداً من اھلھا یقال مکان قاص وقصی بمعنی واحد مثل عاص وعصی (کبیر)

[1] یہان مقدر ہے فَنَفَخْنَا فِيهَا فَحَمَلَتْهُ جس پر دال ہے سورہ تحریم کی آیت فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا (سراج المنیر) [2] یہی روایت زیادہ معتبر ہے چنانچہ معراج کی حدیث مین اس کا ذکر گذر چکا تھا [3] سجدہ سے مراد تعظیم و تکریم ہے کیونکہ سجدہ اونکی ملت مین بجائے سلام کے مشروع تھا لیکن اس ملت مین اللہ تعالی نے سجدہ کو خالص تعظیم جلال کبریائی کیلئے مخصوص فرما دیا ہے اور غیر کیلئے حرام کیا۔ اور عبادت کے طور پر تو ہر ملت مین کفر تھا (ابن کثیر)

جب بی بی مریم کے حاملہ ہونے کا ذکر ہوا اب قربِ ولادت جو کیفیت ہوئی

اسطرح بیان فرماتا ہی فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ

قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ پھر مریم کو درد زہ کھجور کی (سوکھی[1]) پیڑ پاس لایا

کہنے لگی کاش مین اس سے پہلے مر چکتی اور بھولی بسری ہو جاتی - بی بی مریم کو اس

سبب سے اضطراب ہوا کہ جنگل مین ہون نہ آب و دانہ ہی - نہ کوئی رفیق و یگانہ،

اوسکے علاوہ لوگ مجھپر کیا کیا تہمتین لگائینگے مجھکو بدنامی کا اوسقدر خوف نہین

لیکن وہ تہمت سے گنہگار ہونگے اب اللہ تعالیٰ اونکو تسلی دیتا ہی اور چونکہ سب سے پہلے

آدمی کو پانی کی فکر ہوتی ہی اور بغیر پانی کے آدمی کہانے کو نہین بیٹھتا اسلئے اوسکی

خوش خبری پہلے سناتا ہی فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

سَرِيًّا ۝ پھر اسکو اسکے نیچے سے (جبریل یا عیسیٰ علیہ السلام نے) آواز دی کہ غم نہ کہا تیرے رب نے

مِتُّ — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ کے سوا باقی قاریوں کے نزدیک بکسر میم ہے، ان کے نزدیک ضمہ میم سے ماتَ یموتُ

نِسْيًا — نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی کے ساتھ کسر نون کے فرماتے کہا یہ دو لغتین ہین جیسے وتر اور وتر

مِنْ تَحْتِهَا — ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ فتح میم و تا کے یعنی وہ شخص ۱۲

المخاض هو مصدر مخضت المرأة اذا تحرك الولد في بطنها للخروج (بیضاوی)

[1] اخرج ابن جرير وابن ابي حاتم عن ابن عباس قال كان جذعا يابسا (در)

نکتہ کھجور کے جھاڑ مین جبتک نر کا پھول نہ ڈالین بارور نہین ہوتا اور آپکے ہلاتے ہی اوس ٹھونٹ کو

پھل آجانا اشارہ تھا کہ بغیر باپ کے بھی ہم اولاد دے سکتے ہین - اور کھجور کے جھاڑ کی خصوصیت اسلئے تھی کہ

وہ انسان سے مشابہ ہی اور جیسے اوسکے پھل میٹھے ہوتے ہین اسی طرح یہ لڑکا بھی نافع ہوگا - اور جیسے

یہ سوکھا جھاڑ انکی برکت سے تر و تازہ ہوگیا اسی طرح یہ آیندہ مُردون کو زندہ کرینگے - اور زچہ اور بچہ کیلئے

یہ میوہ نہایت مفید ہی - اور وہ عُسرِ ولادت کو بھی نافع ہے (خفاجی) [illegible] ۱۲

تیرے نیچے نہر کردی اور کہانیکا بندوبست اسطرح فرماتا ہی وَهُزِّیٓ اِلَیۡكِ بِجِذۡعِ ٢٥
النَّخۡلَةِ تُسٰقِطۡ عَلَیۡكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ اور اپنی طرف کھجور کی پیڑ ہلا تجھپر پکی تازی
کھجور گرا دیگا۔ **اب** کھانے پینے کا حکم دیکر تسکین واطمینان دلاتا ہی اور دفع تہمت
کی ترکیب بھی سکھلاتا ہی فَكُلِیۡ وَاشۡرَبِیۡ وَقَرِّیۡ عَیۡنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الۡبَشَرِ
اَحَدًا ۙ فَقُوۡلِیۡۤ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا فَلَنۡ اُكَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا ۚ پھر کہا اور
پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ سمجھو کہ مین نے رحمن کیلئے
روزیکی نذر کی ہی تو آج مین کسی آدمی سے بات نہ کرونگی۔ بنی اسرائیل[1] کی شریعت مین ٢٦
روزہ مین طعام وکلام دونون حرام تھے **جب** تسکین دہ کلمات آپنے سنین تو آپ کا
حزن ورنج سب دفع ہوگیا۔ خالق سے علاقہ صحیح پڑگیا۔ اب مخلوق سے شرمانیکا
کونسا موقع رہا۔ خود ہی بچہ کو لیکر قوم کے پاس آئین جس طرح ارشاد ہوتا ہی فَاَتَتۡ
بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ ؕ قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡـًٔا فَرِیًّا ۝ پھر ان (عیسی) کو اٹھا کر ٢٧
اپنی قوم کے پاس لائی۔ کہنے لگے اے مریم تو بُری چیز لائی۔ قوم نے اسی قدر کھکے
چپ نہ رہا بلکہ آپ کے بھائی اور آپکے ماں باپ کا بھی ذکر کیا۔ یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ ٢٨
مَا كَانَ اَبُوۡكِ امۡرَاَ سَوۡءٍ وَّمَا كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِیًّا ۝ اسے

[1] سدی وقتادہ (ابن کثیر)

تَسٰقَطْ	تَسَاقَطْ
حمزہ ساتھ تخفیف تا اور قاف کے فتح اور تخفیف سین کے۔ ایک تا حذف کرکے سب کے معنی قریب قریب ہین ۱۲	وابن کثیر ابوعمرو و عاصم ... ساتھ ... ادغام اور تشدید ... ہین اصل التساقط ... تا ثانی ... مین مدغم کیا ۱۲

ہارون[1] کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی جب قوم نے آپکو زجر و ملامت کی تو آپنے ع جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کیا۔ اور آپنے ملائکہ کی بشارت سے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ الخ یعنے جھولے مین ہی بات کرینگے۔ جان لیا تھا اسلئے حضرت عیسیٰؑ[2] کے جانب اشارہ سے تبلادیا فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ پھر لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہنے لگے ہم جھولے[3] کے لڑکے سے کیونکر بات کرین۔ وہ تو لڑکے سی بات کرنیکو آگے پیچھے

[1] امام احمد و مسلم و ترمذی و نسائی و بیہقی وغیرہم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے نصاریٰ نجران کی طرف روانہ فرمایا۔ نصرانیون نے مجھ سے پوچھا کہ تم لوگ یہ کیا پڑھتے ہو کہ یا اختَ ھٰرون یعنے اے بہن ہارون کی (اور ہارون تو موسیٰ کے بھائی ہین) حالانکہ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ سے اتنی مدت پہلے گذرے ہین۔ پھر مین نے وہانسے واپس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا ذکر کیا تو آپنے فرمایا کہ کیون تمنے یہ نہین کہا کہ وہ لوگ اپنے اگلے انبیاء و صالحین کے نامون پر نام رکھتے تھے (درمنثور) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگون نے حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کے نام پر بی بی مریم کے بھائی کا نام رکھا تھا۔ امام رازی نے فرمایا کہ یہی حقیقی بھائی ہین اور دوسرے معنی مجازی تو حقیقت کو چھوڑکر بلا ضرورت مجاز کی طرف جانا روا نہین ۱۲۔ [2] جب بی بی مریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو دیکھین تو صاحب مرتبہ کے سامنے بات نہ کرنا ادب سمجھا۔ اور اونکی طرف اشارہ کیا۔ اسی واسطے اہل معرفت جب کسی حقیقت کے دریافت کی ضرورت ہو بزرگونکی جانب اشارہ کرتے ہین۔ اور یہ بھی نکتہ ہے کہ بی بی مریم کی زبان تو زبان ظاہر تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے زبان باطن تھی۔ جب آپنے زبان ظاہر کو بند کیا تو حق عزوجل نے قدرت کاملہ سے زبان باطن کو گویا کیا اور یہی عارفون کی حالت ہوتی ہے جب وہ ظاہر سے سکوت کرتے ہین تو اون کی ارواح غیب الٰہی کی باتین بیان کرتی ہین اور جب بی بی مریم سچے دل سے اللہ کی جانب متوجہ ہوگئین تو اللہ تعالیٰ نے اونکی برات کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو گویا کیا۔ (عرائس)

[3] یعنے اس قدر چھوٹا بچہ ہے جو گہوارہ مین رہنے کے لایق ہے اور یہ مجاز معروف ہے ۱۲۔

ہو رہی تھے۔ حضرت عیسی نے ہی سبقت فرماکے اپنے آٹھ صفات بیان کردیئے

تین صفتین تو اس آیت مین ہین قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

(عیسی علیہ السلام نے) کہا مین اللہ کا بندہ ہون مجھکو کتاب دی۔ اور نبی کیا
حضرت عیسی نے نبوت کی فراست سے جانا کہ میرے بارہ مین طرح طرح کے
کفریہ کلمات کہے جائین گے اسی سبب سے اول جو بات اپنی زبان سے نکالی وہ
یہی تھی کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ کہ مین اللہ کا بندہ ہون تا یہ اوس شخص پر الزام ہو جاوے جو انکی
شان مین الوہیت وغیرہ کا دعوی کرے کیونکہ وہ خود اپنے آپکو اللہ تعالی کا بندہ
ظاہر کرتے ہین۔ اور اگرچہ اسوقت دفع تہمت زنا اپنے والدہ سے بہت ضروری
تھی لیکن آپنے اوس عیب و تہمت کے دفع کرنے مین کوشش کی جو خدا تعالی کی
جانب ہوئی تھی کیونکہ اوسکا حق سب سے زیادہ ہی اسی لئے پہلے اپنی عبودیت
کو ثابت فرمایا۔ اور یہ ایسا عمدہ طریقہ اختیار فرمایا جس سے تہمت زنا بھی
مان کے جانب سے دفع ہوگئی کیونکہ اللہ تعالی ایسا نکوکار اور اس مرتبہ کا لڑکا
بدکار عورت کو کس طرح عنایت فرمائیگا۔ دو صفتون کو اس طرح بیان فرماتے ہین

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا

اور مجھکو برکت والا بنایا جہان کہین مین ہون اور مجھکو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا

-32 آیت ۳۲
جبتک مین زندہ ہون - اور دو صفتون کو یون ذکر فرماتے ہین - وَبَرًّا بِوَالِدَتِي
وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ اور اپنے مان کے ساتھ نیکی کرنیوالا (بنایا) اور مجھے
-33 آیت ۳۳
سرکش بدبخت نہین کیا - آٹھوین صفت یہ ہی وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ
وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ اور مجھپر سلام ہی جس دن مین پیدا ہوا اور
جس دن مرونگا - اور جس دن زندہ اوٹھایا جاؤنگا - ذکرِ میلاد و وفاتِ سرورِ کائنات
دلالتِ آیت سے ثابت ہے اسلئے کہ جب یحیی وعیسی علیہما السلام کے میلاد و وفات کا
ذکر اللہ تعالی نے فرمایا تو آپ بدرجہ اولی مستحق ہین - اور اسی طرح آپکی ولادت کے
ذکر مین سلام پڑہنا بھی اشاراتِ قرانی سے مستفاد ہی اور کلمہ اذکر[لے] سے موکد ہی
دوسرے صلحا یا اور واقعات انکا ذکر بطور قیاس مشروع ہی - جب ابن مریم

ثبوت میلاد و سلام

9-34 آیت ۳۴
کے صفات مذکور ہو چکے تو سامع ایسے صفاتِ حمیدہ سنکر اونکے نام کا مشتاق
ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہی ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝
یہ ہی عیسی مریم کے بیٹے سچی بات جس مین وہ جھگڑتے ہین - یعنی جو ان صفات سے
موصوف تھے - وہ عیسی مریم ہی کے بیٹے تھے - اور جو گمراہ کچھ اور سمجھتے ہین -

قولُ
نافع وابن کثیر وابو عمرو وحمزہ والکسائی نے قول بلام مضموم کے خبر بعد خبر ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے ۔۔۔ ۱۲

لے جو ابتداء رکوع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مین مذکور ہے ۱۲ ذلک اشارہ ہے اون صفات
کی طرف جو آیۂ انی عبد اللہ مین مذکور ہے ۱۲ قَوْلَ الْحَقِّ - فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے - یعنی
یہ جو کہا گیا قولِ حق ہے اور اوسمین اضافت بیانیہ ہے ۱۲

اونکا ردیون فرماتا ہی مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَہٗ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ؕ اللہ کی یہ شان نہین کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے۔ جب آیت ۳۵
کوئی کام کرنا چاہتا ہی تو صرف اوسکو ہو کہتا ہی تو ہوجاتا ہی۔ جس خالق جل جلالہ
کی یہ شان ہی وہ فرزند کا کب محتاج ہی پہر عیسی علیہ السلام کا وہ قول جو انھون
نے گھوارہ مین کہا تھا بیان فرمایا وَاِنَّ اللہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا آیت ۳۶
صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہی اوسکی عبادت کرو
یہ سیدہی راہ ہی باوجودیکہ عیسی اپنی عبودیت کا اقرار کرتے ہین اسپر بھی لوگون
نے اختلاف کیا جس طرح ارشاد ہی۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِھِمْ ۚ فَوَیْلٌ
لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ مَّشْھَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ پھر قومین آپس مین مختلف[۱] ہوگئین آیت ۳۷

کُنْ۔ بطور استعارہ عبارت ہے نفاذ قدرت ومشیت سے ممکنات مین۔ یعنے ارادہ کے ساتھ ہی فوراً
پیدا ہوجانے کا بیان ہے۔ (کبیر)

[۱] اختلاف گروہ جملہ کفار کو شامل ہے خواہ یہود ہون یا نصارے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک عیسی علیہ السلام کا عروج اور پھر آخر زمانہ مین نزول کے سب اہل اسلام
متفق تھے جس طرح کہ آدم علیہ السلام کا نزول جنت سے ہوا۔ جو آسمانون پر ہے لیکن آجکل مرزا قادیانی
سلف کی راہ سے روگردان ہوکر اپنے چند معتقدون کو بطور فلاسفہ اس طرح بہکا رہے ہین کہ آسمان پر
جانا ممکن نہین جسم خاکی کس طرح جاسکتا ہے۔ اور اس اپنے عقیدہ کے جانیکے لئے وہ سید الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے بھی منکر ہوگئے۔ عجب نہین کہ چند روز مین حشر اجساد
کے بھی منکر ہوجائین کہ جو جسم سڑ گل گیا ہو وہ کس طرح زندہ ہو سکتا ہے۔ ہمنے انکو دعوت مباہلہ

مرزا قادیانی کے خیالات باطل

اورکافرونکے لئے بڑے دن کے سامنے ہونے سے خرابی ہی آج گو اختلاف

بقیہ حاشیہ صفحہ - بطور رجسٹری بھیجا تھا وصولی رسید بھی آگئی - جواب لی مدت گذر گئی
لیکن صدائے برنخواست - حالانکہ مباہلہ اس زمانہ مین بھی مشروع ہی - چنانچہ ردالمحار جلد ثانی صفحہ ۵۸۶ مین
وفی لعان البحر فان قلت هل يشرع لعن الكاذب المعين قلت قال فى غاية البيان
من باب العدة وعن ابن مسعود انه قال من شاء باهلته والمباهلة الملاعنة
وكانوا يقولون اذا اختلفوا فى شئ بهلة الله على الكاذب منا قالوا هى
مشروعة فى زماننا ايضًا انتهى - افسوس کہ حضرت عیسی کے مقدمے مین کافر مختلف تھے
لیکن اب تو اہل اسلام مین بھی اختلاف ڈالنے کی کوشش کیجا رہی ہے - حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی
حضرت عیسی کے اٹھائے جانے پر بحث لطیف اس طرح کرتے ہین کہ روح کا خاصہ حیات ہی - پس
جس کے ساتھ روح شامل ومباشر ہوگی اوسکو زندہ کر دیگی - اب رہی لوازم حیات - وہ جسم اور
وجود کی قابلیت اور استعداد پر منحصر ہے - دیکھو سامری نے جب دیکھا - کہ روح القدس کے گھوڑے کا
جہان قدم پڑتا ہے گھاس اُگ آتی ہے - (جرم زمین مین گھاس کے اگانے کی ہی قابلیت تھی) تو
اوس نے چاندی سونے کا بچھڑا بنایا - اور اوسمین اُس گھوڑے کے نشانِ قدم کی مٹی ڈالدی - تو وہ
بچھڑے کی طرح بولنے لگا - روح کا خاصہ تو حیات تھا - اوس نے حیات دیدی مگر بچھڑے کی طرح ہی
بولنا یہ اس صورتِ جسمی کی استعداد تھی - جسکا نام بچھڑا رکھا گیا تھا - اگر وہ شیر کی صورت پر ہوتا تو
ڈکارتا - اور اگر اونٹ کی طرح پر ہوتا تو بلبلاتا - تو غرض ثابت ہوا - کہ گو روح کا خاصہ حیات ہی - مگر جسمانی
قابلیت واستعداد کا ہونا بھی ضرور ہے - اب حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف دیکھو - کہ اُن کو تو
خود روح القدس ملی تھی - اور اونکا لقب بھی روح اللہ تھا - جب ایسے کامل التاثیر - اور مکمل القوی
روح کیلئے جسم بھی وہ ملا جسکی جسمانی ساخت بھی دنیا بھر کے جسمون سے علیحدہ اور عجیب تھی یعنے
بغیر واسطہ پیدایش ظاہرہ کے پیدا ہوئے تھے - تو ضرور ہی کہ روح القدس جو عالم ملکوت مین سے تھی
اپنی حب الوطنی کی تاثیر جسم پر ڈالتی اور جسم اپنی روحانی ساخت کی وجہ سے اس تاثیر کا متاثر ہوتا
اور حضرت عیسی علیہ السلام معہ جسم کے آسمان پر اٹھائے جاتے - اسی لئے خداوند کریم نے
فرمایا ہے یاعیسے انی متوفیك ورافعك الى - کہ اے عیسی مین تجھے بھرپور لینے والا
اور اپنی طرف اٹھانے والا ہون - ۱۲

ہی کل وہ سب جھگڑے دفع ہونگے کیونکہ غفلت کے پردے سماعت و بصارت سے

38 اٹھ جائینگے چنانچہ فرماتا ہی اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ

الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ کیا ہی سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن کہ وہ ہمارے

پاس آئینگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی مین ہین - ان گمراہون مین سے کوئی

نہ کوئی تو راہ پر آجائے اسلئے اپنے حبیب پاک کو اونکے ڈرانیکا اسطرح حکم فرماتا ہے

39 وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥

اور اونکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ کام تمام ہو چکے اور وہ غفلت مین ہی

ہون اور ایمان نہ لائین ٥

بروزِ حشر شود ہمچو صبح معلومت	کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور

خلیق

نہ ہو ہم غافلون کو نیک و بد معلوم دنیا مین	یہ شب کے خواب ہین کل دیکھین کیا تعبیر کہتے ہین

40 پھر خدا تعالی مضمون کلامِ سابق کو اس طرح موکد فرماتا ہی اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ

وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ٥ ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور جو روئے

زمین پر ہین (اونکے بھی) اور ہمارے ہی طرف وہ لوٹائے جائینگے -

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ - صیغتا تعجب بمعنی ما اسمعھم وابصرھم (جلالین)

جب حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا قصہ بیان فرمایا اب تیسرا قصہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا بیان فرماتا ہی چونکہ غیر خدا کے پوجنے والے دو ہی فریق ہین
ایک زندہ اور عاقل کو معبود بناتے ہین جیسے نصاری اور ایک بیجان جماد
کو معبود سمجھتے ہین جیسے بت پرست۔ جب فریقِ اول کی ضلالت بیان ہو چکی
تو فریقِ ثانی کی ضلالت بیان فرماتا ہی۔ اور چونکہ کفارِ عرب حضرت ابراہیم کو
بزرگ اور جدِ اعلی مانتے تھے۔ اور اپنے باپ دادا کی تقلید پر اڑی رہتے تھے
تو اونکا قصہ بیان کرتے ہین اس طرف اشارہ ہی کہ اگر تمکو تقلید کرنی ہو تو ابراہیم
19-41 اور اونکی اولادِ پاک کی تقلید کیون نہین کرتے۔ اسلئے ارشاد ہوتا ہی۔ وَاذْكُرْ
فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اے پیغمبر کتاب مین ابراہیم
19-42 ذکر کرو۔ بیشک وہ سچے نبی تھے۔ صدیقیت و نبوت کے آپ جامع تھے
اسی سبب سے باپ یا چچا[1] سے چار طرح فہمایش کی پہلی نوع اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ

یٰٓاَبَتِ کے
ابن عامر ساتھ فتح تا کے
چارون مقام مین
اور مکی سا ابن عامر
ساتھ ھا کے پڑھتے
ہین ۱۲ -

صدیق وہ ہی جس پر متواتر انوار مشاہدہ و یقین کا نزول ہو۔ اور نورِ عصمت و حفظ و رعایتِ الٰہی
اوسکو گھیرے ہوے رہے۔ ابنِ عطا نے فرمایا کہ صدیق وہ ہی جو ہر وقت اپنے رب عز وجل کے ساتھ
صدق کی حد مین قایم رہے اور کوئی خطرہ و وہم اوسکے صدق کا معارض نہ ہو (عرایس البیان)
[1] حضرت شہاب ابن حجر ہیثمی فرماتے ہین کہ یہود و نصاری اور اہلِ تاریخ متفق ہین کہ آزر ابراہیم
علیہ السلام کے حقیقی والد نہ تھے بلکہ آپکے چچا تھے۔ اور عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور فخر الدین رازی
بھی اسی قول پر زور دیتے ہین بلکہ قرآن مین بھی اس طرح مذکور ہے وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ٥ جب اپنے باپ سے کہا

کہ اے میرے باپ اوسکو کیون پوجتے ہو جو نہ سن سکے اور نہ دیکھ سکے اور نہ تمہارے

کچھ کام آئے ۔ اگر آپکو معرفتِ کامل حاصل کرنیکا ہی ارادہ ہی تو کسی انسانِ کامل کو

حاصل کیجئے ۔ الحمد للہ مین کامل ہون ۔ اسلئے دوسری فہمایش اس طرح فرماتے ہین ۔

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ٥ آیت ۴۳

اے میرے باپ بیشک میرے پاس ایسا علم آیا ہی جو تمہارے پاس نہین آیا تو تم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۷ کے ﴿ اور اسمعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے چچا ہین اور رازی نے پہلے ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہی اور اسانید سے حضرت ابن عباس و مجاہد و ابن جریج وسدی سے روایت ہے کہ ان سبھون نے کہا کہ آزر حضرت ابراہیم کے باپ نہین کیونکہ آپ کے باپ کا نام تارخ ہے اور تاریخ ابن منذر مین ایک اثر صحیح سے بھی یہی ثابت ہے کہ آزر آپکے چچا ہین علامہ زرقانی نے فرمایا کہ رازی نے جب سلف سے اسی طرح نقل کی کہ آزر چچا تھے اور اپنے عصر کے حافظ سنت اسی طرف جائین اور اسی کی تائید کرین اور ماوردی ائمہ شافعیہ سے اونہین کے موافق ہون پس یہ دونون اقتدا کے لئے کافی ہین (جلد اول سیرت نبویہ صفحہ ۹۰) غرض یہ کہ حضرت سید الانبیا کے نسب مین آپکے والد سے تا آدم کوئی مشرک نہین ہے کیونکہ احادیث صحیحہ مین اپنے آباء کو آپنے طاہر فرمایا ۔ اور مشرک نجس ہی طاہر نہین ہو سکتا اسی طرح اور دلائل ہین جو کسی وقت انشاء اللہ مذکور ہونگے حضرت جلال الدین سیوطی مسالک الحنفا مین اسی باب مین ایک نظم لکھی ہی جسکے بعضے شعر یہ ہین

من آدم لابیه عبد الله ما	فیهم اخو شرك ولا یستنکف	فالمشرکون کما بسورة توبة
نجس وکلهم بطهر یوصف	وبسورة الشعرا فیه تقلب	فی الساجدین فکلهم تحنف

اور جن لوگون نے آزر کو حقیقی باپ کہا تو اس نسب سے اونکو مستثنے کر لیا ۔ غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن آدمی ادب کو جہان تک ہو سکے ملحوظ رکھے ۔ جلال الدین سیوطی نے بھی اسی طرح فرمایا ۱۲

يَا أَبَتِ تا عوض یاء اضافت ہی ۔ اسی لئے عوض و معوض عنہ کو جمع کرکے یا ابتی نہین کہہ سکتے (کبیر)

میری پیروی کرو مین تم کو سیدہی راہ دکہاؤنگا۔ **فائدہ** اس سے معلوم ہوا
کہ جو اپنے سے علم مین زائد ہو اوسکی اتباع کرنی چاہیئے۔ گو وہ اپنا چھوٹا ہی کیون
نہ ہو۔ مَنْ قَلَّدَ عَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ سَالِمًا۔ غرض مین اللہ کا خلیل ہون اور آپ کا
بیٹا ہون میری نہ سنکر عدو اللہ شیطان کی پرستش۔ کیونکہ بتونکی عبادت درحقیقت
۴۴ شیطان کی عبادت ہی اسلیئے فہمایش سوم اس طرح کرتے ہین یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ
الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ اے میرے باپ شیطان کو
نہ پوجو کیونکہ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہی۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے وہ وجہ
جو انہین اپنے والد کی نصیحت کا سبب ہوئی جو چوتھی فہمایش ہی اس طرح
۴۵ بیان فرماتے ہین یٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ
لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ اے میرے باپ مین ڈرتا ہون کہ کہین تمکو رحمٰن کا عذاب
چھو جائے پہر تم شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔ **جب** ابراہیم علیہ السلام نے اپنے
باپ کو نہایت نرمی ولطف سے توحید کے طرف بلایا اور بت پرستی کے باطل ہونے
پر دلائل ذکر فرمائے اور دلائل کے ساتھ نصیحت بلیغ فرمائی تو اوس نے ان خصائل
۴۶ حمیدہ کے برعکس جواب دیا۔ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ وہ بولا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودون سے پہرا

7

ہوا ہی اگر تو باز نہ رہیگا مین تجھکو سنگسار کرونگا اور مدت دراز تک مجھسے
دور رہو۔ حضرت ابراہیم یہ سب کچھ سنکر اپنے باپ سی رخصت ہونیکو یہ فرماتے ہین قَالَ
سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ کہا تم پر سلام ہے
مین تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت چاہونگا بیشک وہ مجھپر مہربان ہے۔
یعنے تمکو کوئی برائی نہین پہونچاؤنگا۔ اور دعا کرونگا کہ اللہ تعالی تمہین ہدایت
دے جس سے تمہاری مغفرت ہو **فائدہ**۔ برائی کے مقابلہ مین بھلائی کرنا
اخلاق نبوت سے ہے ۝

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

48

جب باپ نے کہا تھا کہ علیحدہ ہوجاؤ تو اوسکی اسطرح تعمیل کرتے ہین وَاَعْتَزِلُكُمْ
وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝
اور مین تمکو اور جسکو تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے چھوڑ دیتا ہون اور مین اپنے
رب کی عبادت کرتا ہون۔ امید ہی کہ مین اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہونگا
فائدہ جو قرابتدار خلاف راہ حق چلے۔ اور اپنی ہٹ پر اڑا رہی اوس کو
چھوڑ دینا اور اوس سے علیحدہ ہوجانا چاہئے۔ **جب** حضرت ابراہیم علیہ السلام

حفیا ای لطیفا اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس (در)

حفی بہ اذا اعتنی باکرامہ قال الراغب ۱۲

19-49

کو قبولیت دعا کی امید مصمم تھی خدا نے انکی امید کو پورا کیا جس طرح ارشاد فرمایا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ پھر جب (ابراہیم علیہ السلام نے) انکو اور اُس کو

جنکو سوائے اللہ کے پوجتے تھے چھوڑا تو ہم نے انکو اسحٰق اور یعقوب (علیہما السلام)

دیا اور ہر ایک کو نبی بنایا۔ جب حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم کو چھوڑا

تو اُسکے عوض مین پیاری اولاد ملی اور ایسے وقت مین کہ آپکی بی بی سارہ بانجھ اور

بوڑھی اور خود بھی بوڑھے تھے۔ اور اسوقت تک اللہ نے آپکو زندہ رکھا کہ

اسحٰق فرزند کی پشت سے یعقوب پوتا عنایت فرمایا۔ اور اُن دونونکو خدا نے نبی کیا

فائدہ جسکو دارین کی بہتری منظور ہو۔ وہ بری صحبتون سے دور رہے۔ اور فضل

سلہ حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کا ذکر اسلئے ہے کہ یہ دونون حضرت ابراہیم کے ہمراہ تھے اور اُن کے وفات کے بعد بھی اوسی مقام پر رہے اور اسمعیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے لیکن اس جا انکا ذکر نہین کیونکہ آپ حضرت ابراہیم کے ہمراہ نہ تھے بلکہ آپ شیرخوارگی کے زمانہ مین معہ اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ مین منتقل کر دیے گئے تھے۔ اور اسمعیل علیہ السلام کی تربیت خود اللہ تعالی نے بدون واسطۂ ابراہیم علیہ السلام کے فرمائی اس لئے اسمٰعیل علیہ السلام کو مستقل طور پر اللہ تعالے نے بیان کیا جس طرح آگے آتا ہے (سراج)

50 واحسان کو اسطرح بیان فرماتا ہی وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ آیت ۵۰

لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۵ اور ہمنے اپنی رحمت سے ان سب کو عطا کیا اور انکا سچا ع ۳ (۱۰) ۶

ذکر خیر بلند کیا یعنے اون تینون کو ہمنے اپنی رحمت سے گھیر لیا نبوت و کتاب و مال و

اولاد ہر طرح کی نعمتین دین بعد ابراہیم خلیل علیہ السلام کے موسیٰ کلیم علیہ السلام کا ذکر فرماتا ہی جو چوتھا آیت ۵۱

51 قصہ ہی ۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا

نَّبِيًّا ۵ اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین موسیٰ علیہ السلام

کا ذکر کرو بیشک وہ برگزیدہ اور رسول نبی تھے ۔ اس آیت مین اللہ تعالیٰ

نے موسیٰ علیہ السلام کے دو وصف بیان فرمائے ۔ اور وصف سوم و چہارم

مُخْلَصًا ـ اخلاص رکھنے والے توحید و عبادت مین یعنے اللہ کے لیے عمل کرتا ہے لوگون کی تعریف کا خواہان نہین ۱۲ ـ

لِسَانَ صِدْقٍ ثنا ءِ حسن ۔ ذکر جمیل چونکہ یہ زبان سے پایا جاتا ہی اسلیئے اسکو لسان سے تعبیر کرتے ہین

جس طرح کہ جو احسان ہاتھ سے ہوتے ہین اونکو ید سے تعبیر کرتے ہین ۔ حضرت ابراہیم کی یہ دعا تھی کہ

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ اوسکی قبولیت کا یہ اثر ہے کہ یہود و عیسائی وغیرہم

تک آپ کو بزرگی سے یاد کرتے ہین اور ہم مسلمان تو پانچون نماز ون مین اونپر اور انکی آل یعنے

اسحٰق و اسمٰعیل و یعقوب علیہم السلام پر درود بھیجتے ہین (سراج معہ زیادۃ) ابن جریر وغیرہ بھی

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِسَانَ صِدْقٍ کی تفسیر ثناء حسن روایت کی ہین ۱۲ (در) ۔

سلہ حضرت موسیٰ اولوالعزم پیغمبر ہین وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ

وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ پانچ پیغمبر اولوالعزم اس آیت مین مذکور ہین (۱) ہمارے حضرت (۲) حضرت نوح

(۳) حضرت ابراہیم (۴) حضرت موسیٰ (۵) حضرت عیسیٰ ـ سید الانبیا گو زمانہ کے لحاظ سے

متاخر ہین باعتبار رتبہ کے اونکو سب سے پہلے ذکر فرمایا ۔ ۱۲

کو اس طرح بیان فرماتا ہے وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا

اور ہمنے انکو (کنارہ) طور سے (جو) سیدہے جانب (واقع تھا) پکارا اور انکو راز

کہنے کو مقرب کیا۔ یعنے بلا واسطہ اُنسے کلام[1] کیا۔ اور پانچوین صفت یہ ہے وَوَهَبْنَا

لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے انکے بھائی

ہارونکو نبی بناکر عطا کیا۔ **پانچوان قصہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بیان فرماتا ہے**

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ

رَسُوْلًا نَّبِيًّا اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کتاب مین اسمٰعیل علیہ السلام

کا بیان کرو۔ بیشک وہ سچے وعدہ کے رسول نبی تھے۔ کیونکہ جب باپ نے

الایمن ایمن سے مراد یہ ہے کہ جب موسی علیہ السلام آگ لینے کو گئے تو وہ پہاڑ (یعنے طور سیناء) آپکے داہنے بازو تھا (ابن کثیر)

صاحب کشف الاسرار فرماتے ہین کہ حضرت موسی کو روش تھی اور کشش بھی وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى روش کی طرف اشارہ ہے اور قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کشش کی جانب۔ جب تک سالک روش مین ہے خوف وخطر ہے اور جب کشش تک پہونچا بےخطر ہے یعنے سلوک مین تفرقہ شامل ہے اور جذبہ محض جمعیت ہے (تفسیر حسینی)

[1] موسی علیہ السلام نے جو کلام سنا وہ کلام لفظی کلام نفسی کا مثال تھا۔ حدوث مثال سے حدوث ممثل لازم نہین آتا جیسے جبریل علیہ السلام کا بصورت دحیۂ کلبی ممثل ہونیسے انکا حدوث وقت تمثل لازم نہین آتا۔ اور بعضے اہل حق فرماتے ہین کہ جو موسی علیہ السلام نے سنا وہ کلام قدیم بلا حرف وصوت وبلا جہت تھا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ۔ اذا ما بدت لیلی فکلی اعین + وان حدثو اعنہا فکلی مسامع۔ اسی لئے

آپکے ذبح کرنے کو پوچھا تھا تو آپنے عرض کی تھی سَتَجِدُنِیْ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ
یعنے آپ مجھے انشاء اللہ صابر پاؤگے تو پھر جب ذبح کا وقت آیا تو آپنے وعدہ کو
سچّا کر دکھایا۔ جان دینے کو مستعد ہوے لیکن اپنے وعدہ سے نہ ٹلے۔ جان کے
بعد سب چیزین آدمی پر آسان ہین جب اس وعدہ کو پورا فرمایا تو سب وعدے
بطریق اولے پورے ہونگے یہ کمال تھا لیکن آپ دوسرونکو بھی کامل فرماتے تھے
-55 جس طرح فرمایا ہے۔ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ
مَرْضِيًّا ۝ اور وہ اپنی اہل کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور اپنے رب کے
پاس پسندیدہ تھے۔ چونکہ عبادت دو ہی قسم کی ہوتی ہے بدنی جیسے نماز یا مالی جیسے
زکوٰت شاید اسی لئے ان دونون کو خاص طور سے بیان فرمایا۔ چھٹا قصّہ
56 حضرت ادریس علیہ السلام کا ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ
57 صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ لا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ اور کتاب مین ادریس علیہ السلام کا
ذکر کرو بیشک وہ سچے نبی تھے اور ہم نے اونکو برتر[1] جگہہ پر بلند کیا۔

[1] یہان دو احتمال ہین یا تو رفعتِ مرتبہ ہے یا حقیقی اونچا مقام یعنے آسمان مراد ہے۔ مجاہد سے
روایت ہے کہ ادریس چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے اور مرے نہین حسن بصری وغیرہ سے روایت
ہے کہ وہ جنت مین ہین۔ بہرحال آپکے موت وحیات مین بھی اختلاف ہے اور رفع مین بھی برخلاف
حضرت عیسیٰ کے کیونکہ صحابہ نے آیاتِ قرآنی سے اون کے نزول کا استدلال کیا ۱۲

ادریس حضرت نوح علیہ السلام کے پرداد ہین اور آدم علیہ السلام کے پوتے (ادریس
بن شیث بن آدم) ہین پھر ان تمام انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد اپنے انعامات
جو اون پر ہوے ذکر کرتا ہے اور اونکو اشرف نسب کی طرف منسوب فرماتا ہے۔

19-58 اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ
حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۞ یہ وہ لوگ ہین کہ جن پر
اللہ نے انعام کیا۔ انبیاء اولاد آدم سے اور انہین سے کہ جن کو ہم نے نوح کے
ساتھ اٹھا لیا او سا براہیم و یعقوب کی اولاد سے اور ان مین سے
کہ جنکو ہم نے راہ دکھائی اور برگزیدہ کیا جب اونپر رحمٰن کی آیتین پڑہی جاتی
ہین تو روتے ہوے سجدے مین گر پڑتے ہین۔ یعنے اونکے قلوب نرم تھے۔

ع ۱۴ بُكِيًّا حمزہ و کسائی ساتھ کسرہ با کے۔

لہ جلالین اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل فرماے تھے۔ اور یہی اول شخص ہین
جنھون نے کپڑے سی کر پہنے اور اون سے پہلے لوگ کہالون کو پہنتے تھے۔ اور یہی اول
شخص ہین جنھون نے قلم سے لکھا اور ستارون کی چال کا علم اور حساب آپ ہی نے ایجاد
کیا۔ اور ہتیار نکالنے اور کافرون سے قتال کرنے مین بھی آپ ہی پہلے ہین (سراج)
اُولٰٓئِكَ اشارہ ہے اون حضرات کی طرف جو اس سورہ مین حضرت زکریا سے حضرت ادریس تک
مذکور ہوے۔ مِنَ النَّبِيّٖنَ بیان موصول ہے من ذریۃ آدم بدل اوس سے باعادہ جار ہے
اذا تتلی خبر اولئك ہے۔ بکی جمع باک ہے جیسے سجود جمع ساجد (بیضاوی)

جب قرآن مجید پڑہتے یا سنتے تو کبھی اوسکی خشیت وعظمت سے کبھی شوق ومحبت سے روتے ف

وَنَبْكِيْ اِنْ نَاَوْا شَوْقًا اِلَيْهِمْ	وَنَبْكِيْ اِنْ دَنَوْا خَوْفَ الْفِرَاقِ
خوفِ فرقت وصل مین ہے اے حضور	ہجر مین بھی ہم کو رونا ہے ضرور

لف حدیث مین ہے کہ قرآن پڑہو اور گریہ کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کیلئے تکلف
کرو یعنے ایسے امور کو یاد کرو جس سے رونا آئے کہ وہ رحمت ہی حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑہتے تو بہت روتے بخاری مین ہے
كَانَ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ الخ بعد ان برگزیدہ
لوگون کے اون نالائقون کا ذکر فرماتا ہی جو خدا کی بندگی سے روگردان ہوکر
نفسانی خواہشون مین مبتلا ہوگئے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ آیت ۵۹
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا پہر اونکے بعد ناخلف جانشین ہوے
نمازین ضائع کین اور خواہشون کے پیرو ہوے پہر وہ قریب مین تم سے ملینگے

لف ابن ماجہ۔ صالح مری نے کہا کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اے صالح یہ قرأت تو ہے مگر رونا کہان ہے شیخ ابن عربی نے فرمایا کہ نفس سے ظاہر آیت کو سنتے اور قلب سے باطن آیت کو سماعت کرتے اور سر سے اوس کی حد کو سمجھتے اور روح سے اوسکے مطلع پر صعود کرتے تو متکلم حق عزوجل کو اوس صفت سے موصوف پاتے جس سے اوس نے آیت مین تجلی فرمائی ہی اور باقی صفاتِ رحمن کے اشتیاق مین بے اختیار رونے لگے اور یہ گریہ جوش قلب سے آنکھون مین ظاہر ہوتا

خلف ساتھ سکون لام کے نالایق و ناخلف اور فتح لام سے صالح اور نیک بخت (سراج)

نماز کا ضائع کرنا ان سب معانی کو شامل ہی یا تو اطمینان و تسلی ارکان مین
چھوڑ دیا کہ رکوع اور سجدہ سے جلد سر اوٹھا لیتا ہے اور قومہ اور درمیان
دو سجدون کے قاعدہ برابر نہین کرتا - یا قرأت ایسی پڑھتا ہی جو حروف
برابر نہین ادا کرتا یا نماز کو آخر وقت پڑھا کرتا ہے اور قریب بکفر یہ ہی کہ نماز کو
عمداً ترک کرتا ہی ترمذی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
کسی عمل کے ترک کو کفر نہین جانتے تھے سوائے نماز کے یعنے نماز کے ترک کو
کفر جانتے تھے ابن کثیر نے لکھا کہ اسی وجہ سے سلف و خلف ائمہ مین سے بعضے
اس طرف گئے ہین کہ ترک نماز کفر ہی جیسا کہ مشہور قول امام احمد سے اور ایک
قول امام شافعی سے بھی مروی ہی کہ نماز ترک کرنیوالا کافر ہی بوجہ اس حدیث کے
کہ بندہ مومن اور مشرک مین نماز کا فصل ہی جس نے چھوڑا وہ کافر ہوا اور دوسری
حدیث کہ ہمارے اور اونکے درمیان نماز عہد ہی تو جس نے اوسکو چھوڑا وہ کافر ہوا
بعد بیان خرابی اونکے باب توبہ کھول دیتا ہی تا جو پاک ہونیوالا ہی جلد پاک ہو جائے

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا

غیاً - ابن منذر و ابن ابی حاتم عن ابن عباس سے غیاً یعنے خرابی مراد ہی تو یہ تفسیر عام ہی اون سب
روایتون کو شامل ہے جو کسی مین نہر جہنم کسی مین وادی جہنم ہے اس لئے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ
ہر شر عرب کے محاورہ مین غی اور ہر خیر رشاد ہے بہ نظیر کے لئے شعر لکھا ہے ۱۲-

یُدْخَلُوْنَ ساتھ ضم یاء مضموم اور خاء مفتوح کے بصیغہ مجہول ابن کثیر و ابو عمرو و شعبہ یعنی یہ کہ داخل کئے جائین گے ۱۲-

مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو یہی لوگ ہین جنت مین جائین گے اور اونکے حق سے کچھ کم نہ کیا جائیگا۔ جب بیان ہوا کہ تائب جنت مین داخل ہوگا اسلئے جنت کے اوصاف بیان فرماتا ہے **پہلی صفت**

61 جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا

ہمیشہ رہنے کے باغون مین جنکا اللہ تعالی نے اپنے بندون سے غیب کے ساتھ وعدہ کیا ہے بیشک اوسکا وعدہ پورا ہے **دوسری اور تیسری صفت**

62 لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

اسمین سوائے سلام کے کوئی بیہودہ بات نہ سنین گے اور وہان اونکے لئے صبح و شام اونکا رزق ہے۔ سلام سے مراد ایسا کلام ہے جو اونکے لئے سلامتی

بالغیب کے بارہ مین دو وجہ ہین ایک تو با حالیہ ہے پھر صاحب حال مین دو احتمال ہین یا تو جنت سے یعنے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا درآنحالیکہ وہ اونسے غائب ہے یا عباد ہین یعنے یہ لوگ اوس جنت سے غائب مین کہ نہین دیکھتے ہین صرف خبر دینے سے ایمان لائے ہین۔ دوسری وجہ یہ کہ با سببیہ ہے یعنے بسبب تصدیق و ایمان بالغیب کے۔ ۱۲ مَاْتِيًّا۔ قیل انہ مفعول بمعنی فاعل والوجہ ان الوعد ھو الجنۃ وکل ما اتاك فقد اتیتہ (کبیر)

لغوا۔ واللغو من الکلام ما سبیلہ ان یلغی ویطرح وھو المنکر من القول فعلی ھذا الا سلاما استثناء منقطع ویراد باللغو مطلق الکلام قال فی القاموس لغا لغوا تکلم فیکون الاستثناء متصلا ۱۲۔ بکرۃ وعشیا۔ المراد دوام الرزق تقول انا عند فلان صباحا و مساء جس سے وہی دو وقت مقصود نہین بلکہ دوام مراد ہے (رح)

وسرور کا باعث ہو اور یہ ہر قسم کی عمدہ باتون اور تحیت معروف کو بھی
شامل ہی **بعد** ان اوصاف کے جنت کی علو مرتبت اور اوسکے دخول کا سبب
آیت ۶۳ اس طرح بیان فرماتا ہی تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِيۡ نُوۡرِثُ مِنۡ عِبَادِنَا مَنۡ كَانَ
تَقِيًّا ۝ یہی جنت ہی جو ہم اپنے بندون مین سے اوسکو وارث کرینگے جو متقی
ہوگا یعنے جیسے میراث بے مشقت ملتی ہی اور اوسکو کوئی پلٹا نہین سکتا
اسی طرح ہم جنت عنایت فرمائینگے۔ **بعد** بیانِ جنت جو عالم قدس سے ہے
جبریل علیہ السلام کا مقولہ بیان فرماتا ہی جو عالم قدس مین رہتے اور وہانکی
کیفیت لاتے تھے **شانِ نزول** حضرت[1] ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جس قدر
تم ہم سے ملاقات کو آتے ہو اوس سے زیادہ کیون نہین آتے تو یہ آیت
نازل ہوئی یعنے جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
آیت ۶۴ اس طرح عرض کرین وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡنَا
وَمَا خَلۡفَنَا وَمَا بَيۡنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ اور ہم آپکے

تلک۔ یہ اسم اشارہ بُعد کے لئے بسبب علو قدر اور عظیم مرتبت کے ہی (سراج)
[1] امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر و بیہقی وغیرہم (د ر)

رب کے حکم سے ہی اترتے ہین۔ اوسی کا ہی جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے اور جو اوسکے درمیان ہی اور آپ کا رب بھولنے والا نہین ہی یعنے تاخیر وحی سے کسیکو یہ نہ خیال ہو کہ آپکے رب نے آپکو چھوڑ دیا اور بھول گیا بلکہ اس تاخیر مین کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اب اپنے لئے نسیان کے محال ہونیکا بیان فرماتا ہی۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۔ رب آسمانون اور زمین اور اونکے درمیان کا۔ اوسکی عبادت کیجئے اور اوسپر صبر کیجئے بھلا آپ اوسکا کوئی ہمنام جانتے ہو (یعنے کوئی نہین) جسکے قبضہ قدرت اور نگہبانی مین سب کچھ ہو تو نسیان اوسکے حق مین محال ہی اگر لمحہ بھی نسیان ہوگا تو سب برہم و درہم و فنا ہو جائینگے جب خدا آپکو ایک لحظہ بھی نہین بھولتا ہی تو آپ بھی اوسکی عبادت مین

لہ یعنے جو جہات و مکان یا جو زمانہ ماضی و مستقبل و حال ہے سب اللہ تعالی ہی کے واسطے ہی ہمکو اختیار نہین کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ یا ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منتقل ہون مگر جب حکم رب ہو ۱۲۔ ٢ہ قال مجاهد والسدی معناه ما نسيك ربك كقوله ما ودعك ربك وما قلى (ابن کثیر) ٣ہ مثلاً تاخیر مین انشاء اللہ کہنے کا حکم مومنونکو ملا اور سورہ والضحی سے شان رسالت سید المرسلین کی اور علو منزلت ظاہر ہوئی اور مومنون کے لئے انوار و فضائل اور کافرون کیلئے شک و تردد پیدا ہوگیا ۱۲ ٤ہ رب بدل ہی ربك سے یا خبر مبتدا محذوف کی ہی یعنی ہو رب السموات (کبیر) ٥ہ یعنے مشرکون نے اگرچہ بتون کو الٰہ کر کے پکارا لیکن اللہ کسی کا نام نہین رکھا ابن جریر و ابن منذر ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ کوئی اوسکا مثل و شبیہ نہین ۱۲

محو ہوجائے اور عبادت پر صبر و برداشت کیجئے۔ گو خطاب حضرت کو ہی لیکن
اسقدر اہتمام خطاب امت کیلئے ہی کیونکہ عبادت نفس پر گران ہی کم لوگ اس پر[1]
ثابت قدم رہتے ہین جب عباد تو نکی مشقتین جھیلنے کا حکم فرمایا جس کا
پورا فائدہ آخرت پر مرتب ہی اسلئے پہلے منکرین حشر کا قول بیان فرماکر اوسکی
آیت مین اونکا رد فرماتا ہی وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا[2] مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ
حَيًّا اور آدمی کہتا ہی کہ جب مر جاؤنگا تو کیا زندہ ہوکر نکلونگا انسان سے مراد
کافر ہے کیونکہ قیامت کا انکار کافرون کا ہی اعتقاد ہی۔ اور وہ کافر خواہ عام
یا خاص شخص ہو[3]۔ پھر اونکا رد اور قیامت کے ثبوت مین دلیل نہایت مختصر اور
پر معنی لاتا ہی۔ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا
اور کیا آدمی یاد نہین کرتا کہ ہم نے اوسکو قبل اسکے پیدا کیا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا
یعنے جب وہ کچھ نہ تھا تو ہمنے اوسکو پیدا کیا اور اب تو کچھ ہو گیا ہی پھر اوسکا پلٹانا

[1] جب عبادت مین ملکہ یعنے ایک کیفیت مجموعی راسخ ہوجائے تو نزول ملائکہ ہوتا ہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة اسی طرح تنزل شیاطین مین فرمایا علی من تنزل الشیطین تنزل علی کل افاك اثیم یہان بھی صیغہ مبالغہ ہے یعنے شیطان کے نزول کیلئے بھی ملکہ و دوام گناہ و بدکرداری شرط ہی الخ

[2] ما کلمۂ زائدہ تاکید ہے ۱۲۔

[3] ابن منذر ابن جریج سے راوی ہے کہ وہ عاصی بن وائل ہے (در)

إِذَا | مُتُّ
ایک وجہ میں ابن ذکوان ایک ہی ہمزہ سے استفہام نہین جبر کے معنی ہین | ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ ضم میم کے اور کسرہ امامت یمات یا مات سے یمیت سے ۱۲

آیت ۶۷

يَذْكُرُ
ساتھ تشدید ذال کے جو دونون مفتوح ہین مکی و بصری و حمزہ و کسائی یعنے نہین سوچ کرتا یہ اصل مین یتذکر تھا ۱۲

لم یك - نون بسبب کثرت استعمال و واسطے تخفیف کے گر گیا ۱۲

کیا مشکل ہی چنانچہ دوسری جا فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ
عَلَيْهِ ع نقاش نقش دیگر بہتر کشد ز اول حضرت[1] سید محی الدین سلطان الاولیا
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ زمانہ ریاضت مین جب مجھے اونگہی آتی تو کہنے والا
کہتا یا عبد القادر مَا خَلَقْتُكَ لِلنَّوْمِ قَدْ اَحْبَبْنَاكَ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا فَلَا
تَغْفُلْ عَنَّا وَاَنْتَ شَيْءٌ یعنے اے عبد القادر ہم نے تم کو سونے کیلئے نہین پیدا کیا
تم اوسوقت سی ہمارے محبوب ہو کہ جب تم کچھ نہ تھی۔ اب کچھ ہو کر ہم سی غافل نہو جب مطلوب کو
دلیل سی ثابت فرمادیا اوسکے بعد اوسکو قسم سی موکد فرماتا ہی اور چند طور سی خوف بھی دلاتا ہی پہلا اور دوسرا
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ پہر تمہارے
رب کی قسم ہی کہ ہم انکو اور شیطانون کو جمع کرینگے پہر انکو گھٹنون پر گرے ہوئے
جہنم کے کنارے حاضر لائین گے۔ تیسرا ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ
اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ پہر ہم ہر گروہ مین اُسکو الگ کرینگے جو رحمٰن کی نافرمانی

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۱۔

فَوَرَبِّكَ کی قسم مضاف بجانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو آپکی تعظیم پر دال ہے ۱۲
والشیطین بمعنی مع الشیطین واو بمعنی مع ہے۔ یعنے ہر کافر منکر مع شیطان کے ایک زنجیر مین
سلسل حشر کیا جائیگا جیسا کہ فرمایا مقرنین فی الاصفاد ۱۱ جِثِيًّا یہ جمع جاث کی ہی جو فعول پر
جمع ہوئی ہی جیسے قاعد و قعود اور اصل اسکا جثو و دو واو سے ہی یا جثی ہی اسلئے کہ جثا علی
رکبتیہ یجثو اور یجثی دو لغتین ہین (سراج) ای موصولہ بمعنی الذی اور صلہ جملہ اسمیہ ہے
جسکا مبتدا محذوف اور اشد خبر ای ھو اشد اور ایھم کی حرکت بنائی ہے اور ایھم مع اپنے صلہ کے
محل نصب مین مفعول لننزعن کا ہی اور یہی اعراب ظاہر ہے ۲

حُثِيًّا ساتھ جیم مضموم کے دونو جانگے یا نبرگرو ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ معنی ایک ہی دو لغتین ہین ۱۲

عِتِيًّا ساتھ ضم عین مسکے ہی قراء سابق ۱۲

مین زیادہ بڑہا ہوتھا یعنی پہلے اللہ تعالی اطراف جہنم کے اونکو جمع فرمائیگا۔ پہر جو اونمین
کفر مین سخت اور مضل ہوگا اوسکے لئے عذاب شدید مقرر ہوگا یہ تخصیص شدت
عذاب کیلئے ہوگی نہ نفی عذاب کیلئے اسلئے افعل التفضیل کا صیغہ لا کے فرماتا ہے

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ پہر ہم اُنکو خوب جانتے ہین
جو جہنم مین گرنیکے زیادہ سزاوار ہین۔ یعنے بعضے کافر جو ضال و مضل ہین اونکا
عذاب بھی دوہرا ہوگا۔ جب اونکو ہر طرح سے آگاہ فرمایا اب اُنکو متوجہ کرنیکو
غائب سے التفات فرماکر مخاطب ہوتا ہی اور بطور عموم سب کو سمجھاتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ اور تم مین سے
ایسا کوئی نہین جو وہان حاضر نہ ہوگا تمہارے رب پر یہ وعدہ لازمی مقرر ہوگیا ہی
یعنے جتنے آدمی ہین سب کا دوزخ پر سے گذرنا خدائے تعالی مقرر کر چکا ہے۔

صلیا۔ صلی یصلی صلیا مثل مضی الشئ یمضی مضیا قال الجوهری یقال صلیت الرجل نارا اذا ادخلہ النار
واردھا۔ ورد یرد بالکسر ورودًا حضر (صحاح) فقیر کہتا ہی کہ جب وارد کے معنی حاضر کے ہوے تو
کسی کا حضور دخول سے ہوگا جیسے کافر اور بعضے گنہگار اور کسی کا حضور مرور سے جو اتقیا اور جو گنہگار کہ بخشے گئی
کیونکہ قرآن مین انکی شان ہی۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا یعنے دوزخ کی آواز تک نہ سنین گے۔ اخرج ابن ابی
حاتم عن ابی زید قال ورود المسلمین المرور علی الجسر بین ظهرها و ورود المشرکین ان یدخلوها
حتم کے معنی وجوب کے ہین یعنے وقوع اوسکا یقینی ہی پس یہ ضرورت اختیاری ہے اور ممنوع
ضرورت اضطراری کیونکہ مذہب اہل سنت ہی کہ کوئی شئے اللہ پر واجب نہین جو کرتا ہی اپنے اختیار سے
کرتا ہے اور کون ہے جو اوس سے مواخذہ کرے ۱۲۔

صُلِیًّا ساتھ ضم صاد کے وہی قرار سابق ۱۲

[1] حدیث مین آیا کہ وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے وہ پل مراد ہی جو جہنم پر رکھا جائیگا
[2] صحیح بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہی جس کا مختصر یہ ہی کہ پل دوزخ
پر رکھا جائیگا۔ اور شفاعت ہوگی۔ اور (انبیاء) کہینگے اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ
یعنے یا الٰہی انکو سلامتی سے گذار سلامتی سے گذار۔ پس بعضے مومن ایک پلک
مارتے مین گذر جائینگے بعضے بجلی کی طرح بعضے ہوا کے مانند بعضے پرندونکی طرح بعضے
تیز گھوڑون کی طرح بعضے اونٹونکی چال بعض تو صحیح و سالم نجات پائین گے اور
بعضے وہ ہونگے کہ زخمی ہوکر نجات پائین گے اور بعضے دوزخ مین گرادئے جائینگے
یہانتک کہ جب گذرنے والے مسلمان گذر جائینگے۔ پس اوسی ذات کی قسم کہ جسکے
ہاتھ مین میری جان ہی کہ تم مین سے کوئی اپنا حق طلب کرنے مین اسقدر کوشش

---

[1] ابن جریر عن عبداللہ ابن مسعود (ابن کثیر)
[2] مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ مین صحیحین سے منقول ہی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل درمیان دوزخ کے رکھا جائیگا اور مین اول اون شخصون مین کا ہونگا کہ رسولون مین سے اپنی امت کو ہمراہ لیکر گذرینگے اور اوس روز سوائے رسولون کے کوئی بات نہ کریگا۔ اور کلام رسولون کا اوس دن اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ہوگا یعنے یا الٰہی سالم رکھ سالم رکھ اور دوزخ مین آنکڑے مانند کانٹے سعدان کے ہونگے (خار دار گہانس کا نام ہے) مقدار اوسکی بڑائی کی سوائے اللہ کے کوئی نہین جانتا لوگون کو سبب برے عملون کے اچک لین گے۔ بعضے اونمین سے بسبب برے عمل کے ہلاک ہونگے۔ (وہ کافر ہین) اور بعضے ٹکڑے کئے جائین گے پھر نجات پائین گے (وہ فاسق ہین) الخ

مومنوں کی شفاعت

نہین کرتا جس طرح وہ قیامت مین اپنے بھائیون کے لئے جو دوزخ مین ہین۔
اونکے نکالنے مین جناب حق تعالی سے سوال و مطالبہ کرینگے۔ عرض کرین گے کہ
پروردگار یہ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے اور نماز پڑہتے اور حج کرتے تھے۔ حکم ہوگا کہ
جنکو تم پہچانتے ہو اونکو نکالو۔ اور آگ اونکی صورتون کو نہ جلائی ہوگی۔ پہر
بہت سی خلق کو اوس سے نکالینگے پہر حکم ہوگا کہ جس کے دل مین تم مقدار دینار
یا آدہے دینار یا پاؤ دینار بھلائی پاؤ تو اوسکو نکالو آخری حکم ہوگا کہ اگر مقدار
ذرہ کے نیکی ہو تو نکالو پہر وہ بہت سی خلق کو نکالین گے پہر عرض کرینگے کہ پروردگار
ہمنے اہل نیکی کو دوزخ مین نہ چھوڑا اوسوقت اللہ تعالی فرمائیگا کہ فرشتون پیغمبرون
مومنون نے شفاعت کی۔ اور سوائے ارحم الراحمین کے کوئی باقی نہ رہا۔ پہر اللہ تعالی
ایک قبضہ دوزخ والون سے لیگا اور ایسے لوگون کو نکالیگا کہ کبھی کوئی بھلائی
نہ کی تھی یعنے ایمان کے سوا اور کوئی نیکی نہ کی تھی۔ الخ چنانچہ خدائے پاک بھی اوس
۷۲ ورود کے بعد نجات کا ذکر اس طرح فرماتا ہے ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

فِيْهَا جِثِيًّا ۝ پہر ہم متقیون کو نجات دینگے اور ظالمون کو اوسی مین اوندہے
گرے ہوئے چھوڑ دینگے۔ بعضے تو اس طرح نجات پائینگے کہ دوزخ کی خبر بھی نہوگی جب[1]

[1] اخرج ابن ابی شیبہ وھناد وعبد ابن حمید وغیرہم عن خالد ابن معدان (در)

جنت مین جائینگے تو عرض کرینگے کہ پروردگار تونے ورودِ نار کا ہم سے وعدہ فرمایا تھا۔ حکم ہوگا کہ ہان لیکن تم ایسے حال مین گذرے کہ وہ بجھی ہوئی تھی۔ اور بعضو نسے اسی[ل] طرح مخاطب ہوکے کہیگی جُز یَا مُؤْمِنُ فَقَدْ اَطْفَأَ نُوْرُكَ لَهَبِيْ یعنے اے مومن گذر جا تیرے نور نے میری آگ بجھادی۔ اور بعضے جنکو صرف ایمان کا تقوی تھا آخر مین وہ بھی نجات پائینگے جس طرح حدیثون مین گذرا اب سوائے کافرونکے کوئی نرہیگا۔ بعد دلائل حشر کے مشرکین کے اوس اعتراض کو بیان فرماتا ہے جو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر حشر ہوا بھی تو ہم ہی اچھے رہینگے جس طرح یہان ہمکو مسلمانون سے زیادہ دولت وراحت ہے وہان بھی ہوگی۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ اور جب اون پر ہماری کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو کافر ایمان والونکو کہتے ہین کہ دونون فرقون مین کس کا مکان بہتر اور کس کی مجلس عمدہ ہے۔ اونکے جواب مین فرماتا ہے۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ اور ہم

مَقَامًا ساتھ ضم میم کے ابن کثیر مصدر میمی اقامت کے معنی مین ۱۲۔

رِءْيًا کو یا مشدد بغیر ہمزہ۔ ہمزہ یا سے بدلکر یا مین ادغام کرتے ہین قالون و ابن ذکوان ایک تو وہی معنی دوسرے ری سے جو مشدد عطش ہے یعنے نعمتون سے سیراب تھے ۱۲۔

ندیا۔ ندی اور نادی مجلس ہے جمع اندیہ (سراج) اثاثا۔ فراء نے کہا گھر کے سامان کو کہتے ہین اوسکا واحد نہین۔ ابو زید نے کہا کہ ہر قسم کے مال کو کہتے ہین اوسکا واحد اثاثہ ہے (مختار) رئیا۔ رویت سے بروزنِ فعل بمعنی مفعول کے (خفاجی) [ل] حکیم ترمذی وطبرانی وابن مردویہ وخطیب وبیہقی شعب مین یعلی بن امیہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (در)۔

انسے پہلے ایسی بہتیری امتین ہلاک کر چکے جو اسباب و نمایش مین انسے بہتر تھے
یعنے جس لذت کے بعد اوس سے زیادہ مضرت پہونچنے والی ہو عقلمند اوس کو
کب لذت مین شمار کرتا ہے اور یہ جو تمکو مال و متاع ملا ہے یہ دلیل رضائے حق نہین
٧٥ بلکہ امتحان ہے جس طرح فرمان ہے قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ
فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ (اے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم) کہدو کہ جو کوئی گمراہی مین پڑا ہے تو رحمٰن بھی اوسکو ڈھیل دئے رہا
جاتا ہے۔ یہانتک کہ جس کا انسے وعدہ کیا گیا اوسکو دیکھین۔ یا عذاب یا قیامت
اوسوقت معلوم کرلین گے کہ کسکا مکان بُرا ہے اور کس کا لشکر کمزور ہے (یعنے
کس کے مددگار کم ہین) اونھون نے جو کہا تھا کہ ہمارا مکان و مجلس اچھی ہے تو
اوسکے جواب مین فرمایا کہ یہانکا اعتبار نہین۔ انجام کا اعتبار ہے۔ بعد بیان
حال کفار جنھون نے نعمتونکا شکر نہ ادا کیا اب مسلمانون کا حال جنھون نے
٧٦ باوجود قلتِ مال اچھے کام کئے بیان فرماتا ہے وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ
وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ اور جو راہ پر

فَلْيَمْدُدْ۔ امر بمعنی خبر ہے یعنے اللہ تعالی اوسکو اوسکی سرکشی و کفر مین چھوڑ دیگا (سراج)
خَيْرٌ یعنے اوس سے بہتر ہے جسکو کفار نے بہتر خیال کیا ہے۔ فائدہ خیر۔ شر گو افعل التفضیل ہین لیکن انکا ہمزہ
بسبب کثرت استعمال کے گر گیا ہاں فعل تعجب مین آتا ہے (سراج)

آئے اللہ اونکو اور ہدایت زیادہ کرتا ہی۔ اور رہنے والی نیکیان تمہارے رب کے نزدیک ثواب و انجام کار مین بہتر ہین۔ جب وہ اپنے علم کے موافق عمل کرتے ہین تو عین الیقین حاصل ہوتا ہی اور عین الیقین کے موافق عمل کرنے سے حق الیقین کا مرتبہ ملتا ہی جس طرح حدیث[1] مین ہی کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اون اشیاء کا علم اوسکو عنایت کرتا ہی جو اوسکو نہ معلوم ہون۔ غرض جو شخص جس رنگ مین ہی اوسی رنگ مین ترقی کرتا ہی حسن[2] بصری فرماتے ہین کہ اے ابن آدم تو منزلون مین ہی جون یارات جاتی ہی تو ایک منزل طے کرتا ہی۔ جب منزلین ہو چکین تو اپنے مقام کو پہونچ گیا خواہ وہ جنت ہی یا دوزخ ٥

یہ جہان ہی کشتی بحر فنا	بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم

جب خدائے تعالیٰ نے صحت حشر پر دلائل بیان فرمادئے۔ پھر منکرین کا شبہ بیان کرکے اوسکا جواب دیا اب جو بطور استہزا قیامت کا انکار کرتے تھے اون کا قول ذکر فرماتا ہی اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا کیا تم نے اوسکو دیکھا جو ہماری آیتوں کا منکر ہوا۔ اور بولا کہ البتہ مجھے مال و اولاد دیجائیگی

شانِ[3] نزول حضرت خباب بن الارت فرماتے ہین کہ مین آہنگر تھا اور میرا

وُلْدًا کے ساتھ بضم واو و سکون لام جمع ہی حمزہ و کسائی اور دوسری قرأت کبھی واحد کبھی جمع کے معنی مین مستعمل ہی

1- دیکھو تفسیر ہذا صفحہ (۳۴۴۳) 2- قوت القلوب صفحہ (۱۰۶)
3- امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی و بیہقی دلائل مین وغیرہم (در منثور)

عاص بن وائل (کافر) پر کچھ قرض تھا مین نے جاکر اوس سے تقاضا کیا
تو اوس نے کہا کہ واللہ مین نہین ادا کرونگا جب تک کہ تو محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) سے کفر نہ کرے۔ مین نے کہا واللہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے کفر نہ کرون گا یہان تک کہ تو مرے اور پھر اُٹھایا جائے۔ بولا کہ
جب مین مر کے پھر اٹھایا جاؤن گا اوسی وقت میرے پاس آئیو اور
میرے پاس وہان مال و اولاد ہوگی مین تجھے تیرا قرضہ دیدون گا۔
اللہ تعالی نے گذشتہ آیت نازل فرمائی۔ چونکہ اوس کا دعوے
دو طرح سے ثابت ہو سکتا تھا۔ یا تو علم غیب سے یا اللہ تعالی سے
عہد حاصل کرنے پر اور اوس کو ان دونون مین سے کوئی بات بھی حاصل
نہ تھی اس لئے اوس کو اس طرح ملامت فرماتا ہے اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ
عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ کیا وہ غیب کو جان لیا یا اوس نے رحمٰن
سے اقرار لے لیا۔ پھر فرماتا ہے کہ اوس کا دعوی غلط ہے بلکہ اوس کے
برعکس معاملہ ہوگا اور دنیا مین جو اولاد و مال ہے وہ بھی چھین لیا
جائے گا اور حشر مین بجائے مال و اولاد ملنے کے اوسکو عذاب گھیر لیگا
كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ ہرگز نہین جو کچھ وہ کہتا ہے ہم 8
لکھ لین گے اور اس کے لئے عذاب بڑہاتے جائین گے۔ اور جو کچھ
وہ بتاتا ہے اوسکے مرے بعد ہم لین گے اور وہ ہمارے پاس
تن تنہا آئے گا۔ جب بیان ہوا کہ حشر مین کافر معذب ہوگا لیکن
موجب عذاب عبادت اصنام ہے اسلئے اوس کا رد فرماتا ہے
81 وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝
82 كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝
اور (مشرکون نے) اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہین تاکہ وہ اون کے
مددگار بنین ہرگز نہین وہ[1] تو اون کی عبادت کے منکر ہوجائینگے
اور اون کے مخالف بنجائین گے ع چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

نَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ۔ قال ابن عباس ماله وولده اخرجه ابن المنذر وابن حاتم (درمنثور)
كَلَّا۔ حرف ردع وزجر ہے یعنے جھڑکنا اور ہر جگہ یہ معنی لے سکتے ہین۔ خلیل وسیبویہ کا یہی مذہب ہے
اور بھی مذاہب ہین۔ قرآن مجید کے نصف اول مین یہ کلمہ نہین۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کی
والدہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج بن یوسف ظالم کو اس طرح بددعا دی تھی۔ کہ جیسے خدا نے لفظ
کلا کو نصف اول قرآن سے دور رکھا ہے اسی طرح تجھے اپنی رحمت سے دور رکھے ۱۲

[1] اون الٰہہ سے مراد ملائکہ وغیرہ ہے لیکن اون پر ضمیر عقلا کا اطلاق ہوا ہے۔ یا اصنام مین قوت
نطق پیدا فرمائیگا جیسے ہاتھ پاؤن گویا ہون گے پھر ایسے وقت مین عقلا کا اطلاق اون پر ہوسکتا ہے
یا دونون سے بھی عام لیا جائے (خفاجی)

جب بیان ہوا کہ معبودِ باطل اپنے عابدون کے دشمن اور مخالف ہون گے
اسکا سبب یہی تھا کہ وہ لوگ شیاطین اعداءِ الٰہی کے مطیع ہو گئے تھے جسطرح
حضرت کو مخاطب ہو کے اونکا حال بیان فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا 19-
الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا ۙ کیا تم نہین دیکھتے کہ ہم شیاطین کو
کافرون پر چھوڑ رکھا ہے وہ اونکو خوب اُبھارتے رہتے ہین یعنے نہ فرشتہ
نہ عقل و نقل کوئی شئے اونکو مانع نہین ہوتی اور شیطان صرف بہکاتا ہے مجبور نہین
کرسکتا۔ اور اگرچہ یہ اونکا کفر مقتضی تعجیل عذاب کا ہے لیکن ہم جلدی اسلئے نہین
کرتے کہ تا اون کو مجبورًا ایمان لانا نہ پڑے فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْھِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَھُمْ 19
عَدًّا ۚ پس اونپر جلدی نہ کرو ہم اون کی مدت گن رہے ہین فقیر کہتا ہے کہ
جب خدا کی شان مین یا دین کے متعلق کافرون سے کوئی گستاخی و بے ادبی
ہوتی تو غیرتِ نبوی جوش مین آتی اور اونکی خرابی چاہتی تو حکم ہوتا جلدی نہ کرو
جسطرح یہان حکم ہوا اور جب حد سے گستاخی بڑھ جاتی تو ہلاک ہو جاتے۔
جسطرح صحیح بخاری مین ہے کہ جب حضرت سجدہ مین گئے کافرون نے

اَزًّا ۔ الازّ والازیز والاستفزاز اخوات معناہا التحریك والتہییج وشدة الازعاج یعنے ہر طرح سے اغوا کی جنبش دیتے ہین۔ آخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال تغویہم اغواءً (در)۔

آپ کے دونون شانون کے درمیان اونٹ کا شکنبہ[1] یعنے کوٹھہ رکھدیا تھا حضرت[صلعم] اوسی حال مین تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا[رضی اللہ عنہا] نے آکر پشت مبارک سے اوسکو نکالا اور اون بدبختون کو برا کہا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز تمام کی اون کافرون کے لئے بددعا کی اور چند آدمی ابوجہل وغیرہ کا خاص طور سے نام لیا اور جن جن کا آپ نے نام لیا تھا وہ بدر مین ہلاک ہوے اور وہان کی باؤلی مین ڈالدیئے گئے ۔

حلم حق با تو مواساہا کند	چون تو از حد بگذری رسوا کند

اور جب رحمت دو عالم کو کوئی تکلیف پہونچتی تو غیرت خداوندی جوش مین آتی اور اپنے حبیب اعظم صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوتا کہ ہم سبکو ہلاک کردیتے ہین تو آپ اوسوقت تاخیر کے لئے سوال کرتے عجب راز و نیاز ہوتے ۔

میان عاشق و معشوق رمزیست	کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

[1] جلد دوم مدارج النبوت صفحہ ۵ مین حضرت امام ربانی فرماتے ہین کہ علما اس حدیث مین بحث کرتے ہین کہ حضرت باوجود نجاست پہونچنے کے کسطرح نماز کی حالت مین رہے ۔ بعضے کہتے ہین کہ اثنائے نماز مین نجاست کا لگ جانا صحت نماز کا مانع نہین اور بعضے کہتے ہین کہ شکنبہ یا بوکل لحم نجس نہین ہے (یہی مذہب حنابلہ کا ہے) اور حضرت کے اعادہ کرنے مین بھی کلام ہے کیونکہ اعادہ کرنا نقل نہین کیا گیا مختصراً ۔

جسطرح روایت ہے کہ جب آپ طائف کو دعوت قوم کے لئے تشریف
لے گئے اون لوگون نے انکار کیا اور طرح طرح کی تکلیف دی اور اسقدر
پتھّر مارے کہ آپ کے قدوم مبارک خون آلودہ ہو گئے چنانچہ صحیح بخاری
و مسلم مین اسطرح حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
آپ نے حضرت سے پوچھا کہ روز اُحد سے سخت تر کوئی روز آپ پر گذرا
ہے فرمایا کہ اُسدن مجھے بہت تکلیف پہونچی جسدن عبد یا لیل کو مین نے
دعوت دی تھی۔ اوس نے قبول نہ کیا اور مین وہان سے مغموم پلٹا اور
مجھے غم سے افاقہ نہ ہوا مگر قرن ثعالب مین جب مین سر اوٹھایا یکایک ابر کا
ٹکڑا ہے جو مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے (نام مقام)۔ دیکھا تو جبرئیل نظر پڑے اور مجھے پکار کر
اسطرح کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے قوم کا کلام اور جس طرح
آپ کی بات کو رد کرتے ہین سنا اور اب ملک الجبال کو (یعنے اوس
فرشتہ کو جس کے حوالے پہاڑ ہین) بھیجا ہے تا آپ جو چاہین اوسکو حکم
کرین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اُس فرشتہ نے مجھے
پکارا اور سلام کیا اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی
قوم کی گفتگو اور ردّ و قدح سنا اور مین ملک الجبال ہون مجھے اسلئے

آپ کے رب نے بھیجا ہے تا آپ کا جو حکم ہو فرمائین اگر آپ چاہتے
ہین تو ان اخشبین (یعنی دو پہاڑون) کو اون پر ملادون نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہون کہ اللہ تعالے ان کے
اصلاب مین سے ایسی لوگون کو پیدا کرے جو اوس وحدہ لاشریک
لہ کی عبادت کرین ایک روایت مین ہے کہ ملک الجبال نے کہا انت
كَمَا سَمَّاكَ رَبُّكَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ یعنے جس طرح آپ کے رب نے
آپکا نام رؤف رحیم رکھا ہے آپ اوسیطرح ہو۔

جب یہ بیان ہوا کہ ہم[1] اونکی ہر شئے کی گنتی کر رہے ہین یہان تک کہ
دمون اور انفاس کی جب انفاس منقطع ہوے دوسرا ہی عالم ہے

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا[2] جس دن کہ ہم پرہیزگارون کو
رحمن کی طرف مہمان بنا کے جمع کرین گے ابن عباس نے فرمایا سوار ہو کر

لہ اہم الکتتہوہ ہ منہ امہ

[1] اخرج عبد بن حميد عن ابى جعفر محمد ابن على فى قوله انما نعد لهم عدا قال كل شئ حتى النفس ونحوه عن ابن عباس اخرج ابن المنذر وابن ابى حاتم (در) الوفد جمع وافد كالركب جمع راكب يقال وفد يفد وفدا اذا خرج الى ملك او امر خطير (صحاح) اخرج ابن جرير وابن منذر وابن ابى حاتم والبيهقى فى البعث عن ابن عباس وفدا قال ركبانا (در) بعضون نے کہا قبرون سے نکلتے ہی سوار ہو جائین گے اور بعضون نے کہا موقف سے چلتے وقت غرض دونون قولون کی بنا پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ در جنت پر پہونچنے تک سوار رہین گے۔ ۱۲

چونکہ مہمان کی ہمیشہ تعظیم ہوا کرتی ہے اسلئے رحمان کے مہمانون کی بھی بڑی کروفر
سے سواری نکلیگی یہ سوار ہو کے جاتے کہان ہین اوسی رحم فرما کے پاس کیونکہ
متقیونکا مقصود بھی تو وہی تھا۔ لیکن وہ دور کب تھا جو یہ پاس جاتے ہین
ہان بات یہ ہے کہ قفسِ جسمِ خاکی ٹوٹا۔ دارِ فنا چھوٹا۔ باقی کی تلاش مین دارِ بقا مین
آنکلے ہین۔ اب سراسر جان ہو کے جانِ جانان سے ملاقات کرتے ہین۔

بعد حشر متقیون کے مجرمین کا حال ہے وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا
اور ہم گنہگارون کو جہنم کے جانب پیاسے ہانکین گے جنھون نے دنیا مین کبھی
خدا کے لئے بھوک پیاس کی برداشت نہ کی نہ اوس کے دیدار کے تشنہ ہوئے
آج وہ سب مجرم پیاسے بری حالت سے جہنم کی طرف ہانکے جاتے ہین۔
اسطرح پیاس بجھتی ہی بعد ساعت اس حالِ خراب کے یہ خیال ہوتا ہے کہ
کوئی نہ کوئی اسوقت انکی مدد کرے اور خدا کی جناب مین سفارش کرے تا یہ
رہائی پائین حکم ہوتا ہے۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ

السوق۔ الحث علی السیر والورد العطاش قاله الاخفش وحقیقة الورد المسیر الی الماء
واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیهقی فی البعث عن ابن عباس وردًا
قال عطاشًا (در)
لا یملکون الشفاعة ای فلیس لهم والظاهر ان المراد شفاعتهم لغیرهم ای وشفاعة
غیرهم لهم (کبیر) شفاعت کا پورا بیان تفسیر ہذا صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۲۰۰ تک دیکھو۔ ۱۲

عَهْدًا ۙ وہ شفاعت کے مالک نہ ہون گے مگر وہ شخص کہ جس نے رحمن سے
قرار لے لیا اسمین دو وجہہ ہین اول یہ کہ کوئی شفاعت نہین کرسکتا مگر وہ کہ جس نے
اللہ تعالے سے عہد[1] لیا ہوا اور عہد یہ ہے کہ متقی پرہیزگار اس لایق ہوگیا ہو کہ غیر کی
شفاعت کرے اور شفاعتِ عظمیٰ تو اوسی کے لئے اور اوّل شافع وہی بادشاہ
ہی جسکو دنیا ہی مین وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى سے اذن مل چکا اِنَّا

[1] عہد کے انواع ہین۔ اور عہد ایمان تو سب مسلمانون کو شامل ہے پس وہ شخص کافرون کی طرح ابدالآباد دوزخ مین نہین رہ سکتا۔ چنانچہ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی اسماء و صفات مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی عہد یہ کہ شہادت دے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے سوائے اللہ کے کوئی الٰہ نہین اور سب طاقت و قوت سے بیزار ہو کر اللہ تعالےٰ ہی کی طرف رجوع کرے اور اوسی سے امید رکھے اور ابن منذر نے ابن جریج سے اس آیت کی تفسیر روایت کی کہ مومنین اوسدن ایک دوسرون کے شفیع ہون گے۔ ابن ابی شیبہ نے مقاتل ابن حیان سے اسطرح تفسیر کی کہ عہد سے نکوکاری مراد ہی۔ ابن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم و طبرانی و حاکم اور تصحیح بھی کی اور ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپنے پڑھا اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے روز فرمائیگا کہ جسکے واسطے اللہ تعالےٰ کے نزدیک عہد ہو وہ کھڑا ہوجائے۔ پس وہی کھڑا ہوگا جس نے دنیا مین اسطرح کہا ہو۔ تم بھی کہو۔ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ اے میرے رب پیدا کرنے والے آسمانون اور زمین کے جاننے والے غائب و ظاہر کے سو مین تیری طرف اس حیاتِ دنیا مین عہد کرتا ہون کہ اگر تو نے مجھے میرے نفس کے سپرد کیا تو وہ مجھے برائی سے قریب کردیگا اور بھلائی سے دور کردیگا اور مین تو تیری ہی رحمت پر بھروسا کرتا ہون سو میرے لئے اوسکو اپنے یہان ایک عہد کردے کہ قیامت کے روز تو مجھے اوسکو ادا کردے اور تو وعدہ کا خلاف نہین فرماتا۔ حکیم ترمذی نے بھی مرفوعًا اسکے قریب قریب روایت کی لیکن اوس مین ہر نماز کے بعد پڑھنا ہے۔ اور طاؤس نے حکم فرمایا تھا کہ ان کلمات کو اون کے کفن مین لکھنا پھر وہ لکھے گئے (مختصرًا درمنثور)

سَنُرْضِيكَ فِي اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ سے اقرار لے لیا جس نے شفاعتی

لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِي فرمایا ہے۔ اُوْتِيْتُ الشَّفَاعَةَ جس کا مقولہ ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ۔ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ ترجمہ وہ یعنی شفاعت کرنیوالے کسیکی

شفاعت نہین کرسکتے ہین سواے اوسکے جس نے اللہ تعالے کے نزدیک عہد

حاصل کیا ہو یعنے مسلمان ہوا ہو بعدردِ عابدین اصنام کے پھراونکا رد بیان فرماتا

ہے جو اوس کے لئے اولاد ثابت کرتے ہین۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝

يَكَادُ نافع وکسائی یا رتذکیر سے | يَنْفَطِرْنَ ابوعمرو وابن عامر وشعبہ و حمزہ انفطار سے ۱۲

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ

تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝

اور بولے کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے (خدا نے فرمایا) البتہ تم بھاری بات بنا لائے

کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائین اور زمین شق ہو جاوے اور پہاڑ ٹکڑی ٹکڑے

اِدًّا۔ الاِدّ الداهية والامر الفظيع يقال ادّت فلانًا الداهية اذا دهته قاله الجوهري۔

التفطر والانفطار۔ التشقق۔ اخرج ابن المنذر عن مجاهد قال الانفطار الانشقاق

تخر۔ اى تسقط وتنهدم۔ هدًّا اى هدمًا قال الجوهري هدّ البناء يهدّه هدًّا كسره

ضعضعه وهدّته المصيبة اوهنت ركنه وانهدّ الجبل اى انكسر والهدة صوت وقع الحائط

كما قال ابن الاعرابى۔ دعوا والدعاء بمعنى التسمية اى سموا للرحمٰن ولدًا

وبمعنى النسبة اى نسبوا اله ولدًا۔ ۱۲

ہو کر گر پڑین - یہ کہ رحمٰن کے لئے فرزند ثابت کیا - حالانکہ رحمٰن کے لایق ہی
نہین کہ بیٹا بنائے یعنے کوئی اوسکی اولاد نہین بلکہ سب اوسکے بندے ہین
اسلئے فرمایا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ آیت ۹۳ ـ ۹۵
اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ آسمان و
زمین مین کوئی نہین جو رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر نہ آئے - البتہ انکو گھیر لیا اور
انکی گنتی گن رکھی ہے - اور ہر ایک ان مین سے قیامت کے دن تنہا آئے گا -
اس تنہائی مین بھی اللہ والون کے ساتھہ اوسکی محبت ہے[1] جسطرح فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ آیت ۹۶
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ بیشک جو ایمان لائے
اور نیک عمل کئے اون کے لئے رحمٰن محبت عطا فرمائیگا یعنے اون کو خود بھی
محبت فرماتا اور نیک بندون کے دلون مین اونکی محبت ڈالدیتا ہے
جس طرح احادیث صحیحہ مین آیا ہے[2] پھر تعظیم قرآن کا ذکر ہے خصوص اس

---

[1] امام بخاری ومسلم وترمذی وبیہقی اسماء وصفات مین اور عبد ابن حمید وغیرہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جب کسی بندہ کو محبوب فرماتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے کہ لے جبریل مین فلان بندہ کو دوست رکھتا ہون تو بھی اوسکو دوست رکھ پھر آسمان والون مین جبریل ندا فرماتے ہین - پھر اوسکی محبت زمین والون مین پھیل جاتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالے نے فرمایا - اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا - اور جب

سورۂ مبارکہ کا جس مین توحید و نبوت و بیان حال منکرین ہے جس طرح کہ

فرمایا فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ (ای

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے قرآن کو تمھاری زبان مین اسلئے آسان کیا کہ تم

اوس سے پرہیزگارون کو خوشی سنائین اور جھگڑالو قوم کو ڈرائین اگر اسپر بھی نہین

ڈرتے تو اگلون کو غور کرو کہ اونکا کیا حال ہوا نہ اونکا جسم نظر آتا ہی نہ اونکی آواز

سنائی دیتی ہے چنانچہ اس سورہ کو اس انتہا سے درجہ کی نصیحت پر ختم فرماتا ہے۔

۹۸ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۸) اللہ تعالی کسی بندہ کو مبغوض فرماتا ہی تو جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلان بندہ کو مبغوض رکھتا ہون پھر تمام آسمان والونمین پکار دیتا ہی پھر اوسکی دشمنی زمین والون مین پھیل جاتی ہے۔ امام احمد اور حکیم ترمذی نے بھی اسی کے قریب قریب ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی (درمنثور) ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دل مین کہا کہ واللہ مین ایسی عبادت اللہ تعالی کی کرونگا کہ میرا نام ہو پس جن اوقات مین کہ نماز ہوسکتی ہے جب دیکھا جاتا تو وہ نماز ہی مین کھڑا ہوتا اور مسجد مین سب سے اول داخل ہوتا اور سب سے آخر مین نکلتا مگر اوس سے اوسکی کچھ تعظیم نہ ہوی اور جب کسی قوم پر گذر اسکا ہوتا تو لوگ کہتے کہ دیکھو ریاکار جاتا ہی پس وہ اپنی نفس سے مخاطب ہوا اور کہا کہ تیری اس عبادت سے کچھ بھی نہ ہوا کہ لوگ تجھی برائی سے ہی یاد کرتے مین اب مین اپنے تمام اعمال خالص اللہ کے لئے ہی کرونگا پس اوس نے صرف نیت بدل دی اور طاعت مین کچھ زیادتی نہ کی۔ پھر اوس کے بعد جس قوم پر گذرتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالے اسپر رحم کرے کہ اب اچھا ہوگیا۔ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑہی (ابن کثیر)

وُدًّا۔ وَدِدْتُ الرجلَ بالكسر وُدًّا بالضم احببتُه والودّ بضم الواو وفتحها وكسرها المودة والود ودالمحب (مختار) لُدًّا۔ اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن الضحاك لُدًّا قال خصماء واخرج عبد الرزاق عن قتادة لُدًّا قال جدلا بالباطل (د) قومٌ لُدٌّ وَلَدَّهُ خصمه من باب ردّ فهو لادٌّ ولدودٌ بالفتح (مختار)۔

رِكْزًا۔ الركز الصوت الخفی ومنه ركز الرمح اذا غيب طرفه فی الارض والركاز

لتبشر حمزہ نصر سے

ع ۶

اور ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہ ہلاک کر چلے۔ کیا اون مین سے کسی کو بھی تم دیکھتے ہو یا اون کی آہٹ سنتے ہو یعنے اون مین سے کسی کا نام و نشان بھی باقی نہین رہا۔ پھر تم ای لوگو کیون خواب غفلت مین سو رہے ہو تمھارا بھی تو یہی حال ہونیوالا ہے۔ ؎

اے دوستو پکار رہی ہے زمین گور	اس گھر مین تم رہے تو وہ گھر کسکے واسطے

کیون اوس سے علاقہ نہین پیدا کر لیتے جس کے سامنے تم کو آخر جانا ہے۔
خلیق ؎

اوسی کے ہو رہو ای دل جو مالک دل ہی	دو لی کے جھگڑے مین دیکھو ضرر یہ کسکا ہی
ہر اک امیر کی چوکھٹ پہ سر رکھا ظالم	ذرا تو سوچ لے یہ سر کہ سر یہ کسکا ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸۹ المال المخفی دفین اھل الجاھلیہ ۱۲۔ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادۃ فی الآیۃ قال ھل تری عینا او تسمع صوتا (در)۔

سُورَةُ طٰهٰ

مکی ہے اور اس مین ایک سو پینتیس ۱۳۵ آیتین ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے ۔

20-1

طٰہٰ یہہ حروفِ مقطعات متشابہات ہین یا کلمہ مفسّر معنی مین یا رجل کے ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے تو

طٰہٰ بطور اشارہ کے یہی معنے ہین کہ طا کے نو عدد مین اور ہا کے پانچ کل چودّہ ہوے ۔
طٰہٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے یعنے اے چودہوین رات کے چاند اتنی مشقت نہ اوٹھاؤ۔ ۱۲

[1] اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ طٰہٰ قال یا رجل (در)

[2] عبد بن حمید وابن منذر (در) اور حضرت قاضی عیاض شفا صفحہ (۳۳) مین اپنے اسناد اور عبد ابن حمید کی تفسیر سے مسندًا ربیع ابن انس سے روایت کی چنانچہ بعضون نے کہا کہ وہ وطی ہے امر ہے اور ھا ضمیر ہے راجع طرف زمین کے یعنے دونون قدمون سے زمین پر اعتماد کرو اور ایک ہی قدم پر

ایک پاؤن پر قیام کرتے اور دوسرا اوٹھا لیتے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا
طٰہٰ یعنے طَأِ الْاَرْضَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے دونون
2 آیت ۲ تا ۴ پاؤن سے زمین کو روندو ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۱ - اعتماد کرکے اپنے نفس کو تکلیف نہ دو اور آخر مین یہ بھی لکھا کہ اس مین خوبی معاملہ اور عمدہ اکرام جسقدر ہے وہ ظاہر ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعضون نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نامون مین سے ایک نام ہے -

سلہ یعنے کبھی داہنے کبھی بائین پر - ۱۲

حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہین - طٰہٰ طا اشارہ بطاہر اور ہا اشارہ بہادی - بات یہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عین رحمت ہونے سے اپنی قوم پر تاسف و ترحم کرتے اور اس غم مین اپنی جان ہلاک کرتے کہ اون مین قرآن مجید کا اثر نہین ہوتا ہے پس راتون کو عبادت و قیام مین صبح کر دیتے اور نماز مین قایم رہتے یہانتک کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر گئے تو اللہ تعالے نے خبر دی کہ ان لوگون کا ایمان نہ لانا کچھ تمھاری جہت سے نہین ہے کہ تمھاری نصیحت وعظ مین تاثیر نہ ہو بلکہ یہ اونھین کی جہت سے ہے کہ اونکا حجاب سخت ہے اور اونکی قساوت اور تاریکی نے اونکی استعداد باطل کر دی ہے پس وساوس اون مین تاثیر کرتے ہین اور وحی تاثیر نہین کرتی اور یہ وجہ بالکل نہین ہے کہ تمھارے صفات نفس سے کچھ باقی ہے اور تم مین انانیت اور قصور ہدایت موجود ہے پس اپنے نفس کو تعب مین مت ڈالو پس اللہ تعالے نے دو نامون سے ندا فرمائی کہ یا طاہر یعنے کسی نفس سے ملوث نہین بلکہ طاہر ہے اور یا ہادی تمھارے مین ہدایت کی لیاقت پوری ہے اور بحمد اللہ کہ تم کامل مکمل ہو اور تمھاری ہدایت سے اون کو راہ نہ حاصل ہونا اسوجہ سے ہے کہ اون مین قساوت شدید موجود ہے اور یہ تنزیل تذکرہ اہل خشیت کے واسطے ہے اور خشیت نرمی قلب ہے اور قساوت اوسکی ضد ہے اور تاثیر کے واسطے خشیت شرط ہے پس اون کو ہدایت نہ ہوئی یعنے تنزیل اس لئے ہے جو متصف بجمیع صفات جمالیہ وجلالیہ ہے اور تمھاری ذات کو بھی جمیع سے نصیب ہے ورنہ

لِتَشْقٰۤیۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰیۙ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰیؕ

(اے نبیِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر قرآن اسلیے نہین اوتارا کہ تم مشقت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۲ ۔ تم سے اوس کے قبول وتحمل کا امکان نہ ہوتا کیونکہ اثر کے واسطے مناسبت مورد ضرور ہے جیسے مناسبت مصدر ضرور ہے پس جب مصدر الوحی ذات مستجمع جمیع صفات واسماء حسنے ہے تو مورد جو تمھاری ذات ہے وہ بھی موصوف بصفات ہے پس جب اللہ تعالے نے آسمانون کو اور زمین کو یعنے عالمِ ارواح وعالمِ اجسام کو پیدا کرکے حجاب اپنے جلال کا اور پردہ اپنے جمال کا کر دیا ایسی ہی تمکو تمھارے طبقاتِ محبوب یعنے زرِ عانیت ومراتب کمال کو زمین بدن سے مستور کردیا عوام نہین دیکھ سکتے ہین ۔ جیسے کل کے وجود پر بصفت ظہورِ رحمانیت مستوی ہوا کہ جمیع موجودات کو اوس سے فیض ہے یون ہی تمھارے قلب کے عرش پر جمیع صفات سے ظہور فرمایا ہے اور تمھارے قلب سے فیض تمام مخلوقات کو ہے اسی واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہین اور نبوت آپکی تمام خلایق کے واسطے عام ہے پس استوٰی کے معنی یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پر ظہور سوی ہے اور ظہور سوی یعنی تمام وکمال اسواسطے کہ سواے آپ کے کسی مظہر مین یہ ظہور تمام وکمال نہین ہوا اور یہ سوائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی اور پر صادق نہین ہے اور اسی وجہ سے آپ کے واسطے سایہ نہین تھا اسلئے کہ صفاتِ حق عزوجل کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسا کوئی بقیۂ صفاتِ بشری کا نہ رہا تھا کہ جس کو یہ کہا جائے کہ بعد فنا کے باقی بصفتِ حق نہین ہوے ۔ حاصل یہ کہ تنزیلِ موصوف مصدرِ مستجمع صفات سے بجمیع صفات موصوف ہوکر موردِ جامع صفاتِ کمالات پر نازل ہوا اور یہ استجماع کمالات کسی اور فرد بشر مین نہین ہوا ہے مترجم کہتا ہے چونکہ مواہب وغیرہ مین احادیث ہین کہ عرشِ اعظم بھی حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوا ہے اس لئے شیخ اکبر نے حقیقی عرش قلبِ مصطفوی کو ٹھہرایا اور عرش اعظم کو حضرت کا ہی ایک پرتو سمجھنا چاہیئے ۱۲

لتشقیٰ ۔ الشقاء قد یجیٔ بمعنی التعب کما انہ یجیٔ بمعنے الخیبۃ ۔ تذکرۃ ۔ الا استثناء منقطع لان التذکیر لیس من جنس التعب ۔ تنزیلا نصب باضمار فعلہ ویخشیٰ او علی المدح (بیضاوی)

اوٹھاؤ۔ مگر اوس کو نصیحت کرنے کے لیے جو ڈرتا ہے اوسکا اوتارا ہوا ہی جسنے
زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ یعنے اوسکا کلام ہے جو زمین و آسمان کا خالق
ہے تو اب جس قدر سمجھ مین آئے سمجھنا اور جو سمجھ سے پرے ہو تو علماء راسخین
کے لیے اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ کہکے چھوڑ دینا چاہیے
اوسی متشابہ سے ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۵ رحمن عرش پر
مستوی ہوا۔ معالم مین لکھا ہے کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ عرش پر استواء
اللہ تعالیٰ کے صفات مین سے ایک صفت بدون کیفیت کے ہے تو
آدمی کو اوسپر ایمان لانا واجب ہی اور اوسکا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے
امام مالک سے منقول ہے کہ استواء کا مفہوم معلوم اور کیفیت مجہول اور
اوسپر ایمان لانا واجب اور کیفیت سے سوال کرنا بدعت ہی۔ امام احمد بن
حنبل فرماتے ہین لَا یُوْصَفُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ اَوْ
وَصَفَهٗ بِهٖ رَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا نَتَجَاوَزُ الْقُرْاٰنَ
وَالْحَدِيْثَ الخ جب عرش اعظم کا ذکر ہوا جو سب سے اوپر ہے اب جو کچھ اوسکے

سلہ اللہ تعالےٰ کو اوسی سے موصوف کرنا چاہیے جس طرح اوس نے اپنی ذات کا وصف بیان فرمایا
ہے یا اوس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح وصف بیان فرمایا۔ ہم قرآن و حدیث
سے آگے نہ بڑھین گے الخ اسی لئے حنابلہ کہتے ہین کہ تاویل نہ کرنا چاہیے اور اشعریہ تاویل کو جائز

نیچے ہے سب پر اپنی قدرت ثابت فرماتا ہے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ ان دونون کے بیچ مین ہے اور جو کچھ تحت ثرے مین ہے۔ بعد ثبوت قدرت کے علم کو ثابت فرماتا ہے وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اور اگر تم پکار کر بات کرو تو وہ تو چھپے بھید اور اوس سے بھی زیادہ مخفی کو جانتا ہے۔ یعنی جہر اوسکے سنانے کے لئی نہین بلکہ دوسری غرض سے ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۴) رکھتے ہین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اپنے عقیدہ مین ان دونو کا فیصلہ اسطرح فرماتے ہین کہ اے بھائی حنبلی تیرا بھائی اشعری جو تاویل کی طرف جاتا ہے تو اسی خیال سے کہ کہین کوئی تشبیہ وتمثیل نہ سمجھ جاے۔ اگر مجرد استوا مان لیا جاتا اور خوف تشبیہ نہ ہوتا تو وہ کیون تاویل کرتا۔ اور اے بھائی اشعری تیرا بھائی حنبلی نفی وتعطیل سے خوف کرتا ہے اور استوار کے معنی پر مبالغہ کرتا ہوا اڑا ہوا ہے جس سے شبہہ استقرار کا ہوتا ہے اب تم دونو باہم مصالحت کرلو حنبلی کو چاہئے کہ اوس مخفی استقرار کو جانے نہ دے اور استوار کو بحال رکھے۔ اور اشعری کو چاہئے کہ خوف تشبیہ سے آرام پائے اور تاویل پر نہ اڑے۔ مجرد استوار کا اقرار کرنا اوسکو کچھہ ضرر نہ دیگا۔ اب تم دونون مل کر کہو کہ اثبات بے تشبیہ اور نفی بے تعطیل ہے۔ ہم اوس پر ایمان لاتے ہین جو کچھہ اللہ تعالے نے فرماکر اوس سے ارادہ کیا۔ اور جو کچھہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماکر اوس سے ارادہ کیا۔ ۱۲

مَا تَحْتَ الثَّرٰی۔ قال محمد بن کعب ای ما تحت الارض السابعۃ (ابن کثیر)

وفی اللغۃ التراب الندی فیحتمل ان تکون تحتہ شیٔ علے اختلاف الروایات (کبیر)

السِّرّ۔ ما اسرہ ابن اٰدم فی نفسہ واخفی ما خفی عنہ مما ھو فاعلہ اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم والبیھقی عن ابن عباس (در)

جیسے ذکر کا نفس مین رسوخ ہونا اور غیر کا خیال نہ آنا وسوسات کا دفع کرنا۔ خدا کی طرف
عاجزی سے گڑگڑانا شوق اور عشق کو بڑہانا غیرون کو ہشیار کرنا۔ جہان تک آواز پہونچی
ہے برکات کا پھیلانا۔ اور اون سب کو شاہد رکھنا ہے اور جونکہ مقابلہ مین اعدا کفار
کے صحابہ بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اور سب سے بڑے دشمن تو نفس و شیطان ہین اسی لئے
صوفیہ ذکر جہر کی تعلیم کرتے ہین تا وہ دونون دفع ہون اور اللہ کے نام کی اون پر ہیبت
طاری ہو۔ **بعد** ذکر صفات کے اپنی ذات پاک کی توحید بیان فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۔ اللہ کہ جس کے سوا کوئی معبود نہین اسکے

سب نام بہت ہی اچھے ہین۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
کے نو دونہ (۹۹) نام ہین جو اون کو گھیر لیا۔ بخاری مین ہے کہ حفظ کیا جنت مین داخل ہوا
ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ الۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ

لہ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ اور حاکم اپنی مستدرک مین اور ابن حبان اپنی صحیح مین (حصن حصین)۔
سلہ ترمذی وابن ماجہ وحاکم وابن حبان بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (حرز)

اللّٰہ یہ اسم ذات تمام صفاتِ کاملہ کا جامع ہے امام غزالی فرماتے ہین اس نام مین اشتقاق صرف بتانا بیکار تکلف
ہے۔ اور اللہ کے سب نام اس اسم کی طرف مضاف ہوتے اور یہ اون مین سے کسی کی طرف مضاف نہین ہوتا۔
جیسے کہا جا سکتا ہے کہ رحیم وکریم وغیرہ اللہ کے نام ہین اور نہین کہہ سکتے کہ اللہ رحیم کا نام ہے۔ **القدوس**
فعول للمبالغۃ من القدس وھو النزاھۃ عما یوجب نقصا **السلام** ای ذو السلامۃ من کل آفۃ
مصدر وصف بہ مبالغۃً مشتق کرجل عدل فکانہ عین السلامۃ وقیل معناہ برو منہ السلام

المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار
القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع
المعز المذل السميع البصير الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم
الغفور الشكور العلي الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم
الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق

المهيمن - اى الرقيب الحافظ لكل شئ من هيمن الطائر اذا نشر جناحه على فرخه صيانة له
العزيز - اى الغالب الذى لا يغلب الجبار اما من الجبر بمعنى الاصلاح اى المصلح لامور
الخلائق فانه جابر كل كسير او بمعنى الاكراه يقال جبره السلطان على كذا واجبره اذا اكرهه
اى يجبر خلقه ويحملهم على ما يريده - فسبحان من اقام العباد فيما اراد المتكبر اى ذو الكبريا
والعظمة البارئ وهو الذى يخلق الخلق - لا عن مثال سبق القهار - اى الغالب على جميع الخلائق
الفتاح - اى الذى يفتح ابواب الرزق والرحمة العليم اى العالم بكل شئ من الكلى والجزئى
والموجود والمعدوم والممكن والمحال وبما لا يكون ولو كان كيف يكون القابض -
اى الذى يمسك الرزق وغيره من الاشياء عن العباد بلطفه وحكمته الباسط -
اى الذى يوسع الرزق الحسى والمعنوى لمن يشاء من عباده الخافض اى الذى يخفض
الكافرين ويذل الفاجرين الرافع اى الذى يرفع المؤمنين بالاسعاد واولياءه بالتقريب
والامداد الحكم بفتحتين مبالغة الحاكم اى المحكم علمه وقوله وفعله اللطيف
اى العالم بدقائق الاشياء او هو الرفيق بعباده - الشكور اى المجازى على
الشكر والمثنى على من اطاعه الكبير اى الذى لا يتصور الكبر منه فى الكبرياء

اَلْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ
الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ
الْغَنِيُّ الْمُغْنِي الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ
الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ - (ليس كمثله شئ وهو السميع البصير)

(بقيه حاشيه صفحه ۴۹۷) والعظمة المقيت اى المقتدر الحسيب اى الكافي
الرقيب اى الحافظ الذى لا يغيب عنه شئ الواسع اى الذي وسعت رحمته كل
شئ الحكيم اى ذو الحكمة البالغه والذى يضع الاشياء في مواضعها والذي يتقن
ويحكم الاشياء الودود اى المحبوب في قلوب اوليائه او المحب لانبيائه واوليائه والجمع
اولى لقوله تعالى يحبهم ويحبونه ـ الباعث اى الذي يبعث الانبياء هداة الاوليا
وحججا على الاعداء او الذي يبعث الخلق يوم القيمة الشهيد اى الشاهد الذي لا
يغيب عن علمه شئ او هو المشهود في نظر العارفين حتى قال بعضهم ما رأيت شيئا الا
ورأيت الله قبله او بعده او فيه الحق اي الموجود الثابت بحيث يعد غيره باطلا
الوكيل اى الكفيل بارزاق العباد او الموكول اليه امورهم في المبدأ والمعاد المتين
اي شديد القوة الحميد اى المحمود في كل افعاله والحامد على ذاته وصفاته وافعاله
وفي الحقيقة هو الحامد والمحمود المبدئ اى الذي انشأ الاشياء وحقق من غير
مثال سبق القيوم اي القائم بنفسه والمقيم لغيره الواجد اى الغني الذي يجد

(حاشیہ) سلہ یہہ اسم پاک حصن حصین میں مرقوم ہے لیکن جس کتاب سے ہم ترجمہ کر رہے ہیں اوسمیں نہیں ہے اور صاحب دلائل جو ساکن مدینہ منورہ ہیں اونکی اجازت میں بھی نہیں ہے ۱۲

امام غزالیؒ فرماتے ہین کہ سامعین اسماءِ الٰہی کے درجات ہین ایک تو صرف کان سے سُن لیتا ہے دوسرا معنی سمجھتا ہے تیسرا اعتقاد ان نامون کے معانی کا اللہ تعالے کیلئے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۸ کل شیٔ وھو من الجدۃ بمعنے الغنی۔ الاحد باعتبار الذات و الواحد فے مقام الصفات ای الفرد الذی لم یزل وحدہ ولم یکن معہ اٰخر وھو نظیر ارباب الشھود الاٰن علی ماکان علیہ فی الوجود الصمد ای الذی لا یحتاج الی شیٔ ویحتاج الیہ کل احد المتعالی فھو متفاعل من العلو ای الذی جل وعلا عن کل وصف وثناء البر بفتح الموحدۃ من البر بالکسر وھو مبالغۃ البار بمعنے المحسن المنعم التواب ای الذی یقبل توبۃ عبادہ ویوفقھم علی التوبۃ ویرجع علیھم بالرحمۃ العفو فعول من العفو الرؤف فعول من الرأفۃ المقسط ای العادل یقال قسط یقسط فھو قاسط اذا جار ومنہ قولہ تعالی وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَہَنَّمَ حَطَبًا۔ و اقسط یقسط فھو مقسط اذا عدل فالھمزۃ للسلب ومنہ قولہ تعالی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ الجامع ای جامع الناس لیوم لا ریب فیہ البدیع ای المبدع المخترع الوارث ای الذی یرث الارض ومن علیھا والیہ یرجعون الرشید ای الذی ارشد الخلق۔ الصبور ای الذی لا یعاجل العصاۃ بالعقوبۃ (من حرز الثمین مختصراً)

سلہ امام غزالی کی ایک کتاب بزبان عربی جس کا نام مقصدِ اسنی شرحِ اسماء اللہ الحسنیٰ ہے جو مطبوع ہنوز ہوئی اور قلمی بھی کم یاب ہے۔ جس کی شان مین مُلّا علی قاری شرحِ حصن حصین مین کہتے ہین مَنْ اَرَادَ اسْتِقْصَاءَ مَعَانِی الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی فَعَلَیْہِ بِنَحْوِ الْمَقْصَدِ الْاَسْنٰی لِلْغَزَالِی وَقَدْ ذَکَرْنَا طَرَفًا مِّنْہُ فِی الْمِرْقَاۃِ شَرْحِ الْمِشْکٰوۃِ۔ یعنے جسکو اللہ تعالے کے نامون کے پورے طور سے معانی دیکھنا ہو تو مقصدِ اسنیٰ دیکھے۔ اس فقیر کے دل مین آیا کہ اپنے وہ ہندی بھائی جو عربی سے ناواقف ہین اگر اون کو اسماءِ ربِ تعالیٰ کے معنے معلوم ہو جائین تو وہ اون اسماء و صفات سے متخلق و متصف ہونیکی بھی کوشش کرین گے۔ اور مفت مین یہ عاصی ماجور ہوگا۔ اور اسی تفسیر کے صفحہ ۳۰۷-۳ آخر بنی اسرائیل مین کچھ بیان لکھ کر یہ حاشیہ

بغیر کشف کے رکھتا ہی یہی درجہ اکثر علما کا ہے - لیکن مقربون کو ان نامون کے معانی
بطورِ کشف و مشاہدہ حاصل ہوتے ہین اور وہ اون اسماء و صفات سے متخلّق و متّصف
ہوکر ربانی (یعنے خدا سے قریب) ہوجاتے ہین - **اب** ہم ہراک نام کا معنیٰ اور
اوس سے بندہ کا کیا حصّہ اور حظ ہے اور وہ کس طرح متخلق و متصف ہوسکتا ہی
بیان کرتے ہین (اَللّٰہُ) یہ اوس موجودِ حقیقی کا نام ہے جو صفاتِ ربوبیّت سے
اور وجودِ حقیقی سے منفرد ہے - کیونکہ ہر موجود جو اوسکے سوائے ہی بذاتہٖ وجود کا مستحق
نہین بلکہ باعتبار اپنی ذات کے ہالک ہی - اور اوس جہت کے لحاظ سے جو خدا کی جانب
سے ہی موجود ہے اور اوسی سے وجود حاصل کیا ہی - اور تمام نامون کے معانی سے
بندہ کا کسی طرح متصف ہونا ممکن ہی لیکن اس نام کا معنیٰ اوسی کے لئے خاص ہے
اور اس مین کسی طرح کی شارکت خواہ حقیقی ہو یا مجازی ممکن نہین (**فائدہ**)
بندہ کا حصہ اس نام سے تألہ و تحیّر ہے یعنی اللہ کی طرف قلب اس طرح مستغرق رہے کہ
اس کے غیر کو نہ دیکھے اور اس کے ماسوا کی طرف التفات نکرے اوسی سے امید رکھے
اور اسی سے ڈرے کیونکہ اس اسم سے سمجھا گیا ہی کہ موجودِ حقیقی وہی حق تبارک و تعالیٰ ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹۹ - دیا تھا کہ اگر خدا چاہے تو سورۂ طٰہٰ مین پوری طور سے لکھا جائیگا پھر وہ
وعدہ وفا کرنا بھی ضروری ہی - لیکن پھر بھی ناظرینِ تفسیر کے لحاظ سے مختصر طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے - اور درحقیقت
یہ بھی عین تفسیر ہے کیونکہ قرآن مجید مین جابجا اکثر اسماء پاک موجود ہین - ۱۲

اور ماسوا اس کے سب ہالک و باطل اور اسی سے ان کا قیام ہی پس پہلے اپنے نفس کو
ہالک و باطل دیکھتا ہی جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ بہت
سچی بیت لبید شاعر کی ہے جس نے کہا ع اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ۔
(اَلرَّحْمٰنُ ۔ اَلرَّحِیْمُ) یہ دونون نام رحمت[1] سے مشتق ہین اور چاہتے ہین کہ
کوئی مرحوم ہو اور جو مرحوم ہوگا وہ محتاج ہوگا ۔ (**فائدہ**) بندہ کا حصہ رحمٰن
سے یہ ہی کہ اللہ سے بندے جو غافل ہین اون پر رحم کرے اور اون کو غفلت کے
راستہ سے وعظ و نصیحت سے بطور شفقت و مہربانی اللہ کی طرف پھیر دے اور
گنہگارون کو رحمت کی نظر سے دیکھے حقارت کی نظر سے نہ ملاحظہ کرے اور ہر معصیت
جو عالم مین ہوتی ہے سمجھے کہ اپنی ہی ذات مین ہو رہی ہے جہان تک ہو سکے اپنی
کوشش صرف کرے کہ وہ گنہ دور ہو جائے اور وہ عاصی موردِ غضب آلہی نہ بنے
(**فائدہ**) بندہ کا حصہ رحیم سے یہ ہی کہ جب کسی محتاج کو دیکھے بقدرِ طاقت

---

[1] اللہ کی رحمت تامہ اور عامہ ہے ۔ تامہ اس لحاظ سے کہ جب محتاجون کی حاجت پوری کرنیکا ارادہ فرماتا ہے
ساتھ ہی پوری کر دیتا ہے اور عامہ اس حیثیت سے کہ مستحق و غیر مستحق سب کو شامل ہے ۔ رحمٰن رحیم سے
خاص ہے اسیواسطے غیر خدا کو رحمٰن نہین کہتے اور رحمٰن کی مہربانی یہ ہے کہ بندونکو پہلے وجود مین لاتا ہے
دوسرے مرتبہ اسباب سعادت اور ایمان کی ہدایت دیتا ہی ۔ تیسرے بار آخرت مین ہر طرحکی خوبی عنایت
فرمائیگا ۔ چوتھے مرتبہ انعام کی وہ زیادتی ہوگی کہ اپنا جمال دکھائیگا یہ چارون وجوہ سعادتِ اخرویہ کے ہین ۱۲

اوسی وقت اوسکا احتیاج دور کرے خواہ وہ فقیر اپنے محلہ مین ہو یا شہر مین۔ اور جو اپنے سے نہ ہوسکے تو دوسرون کے پاس سفارش کردے اور جو اسقدر بھی خبرگیری نہین ہوسکتی ہے تو دعا سے اوسکی مدد کرے۔ اور اوس کے احتیاج مین شفقت و مہربانی سے اپنا غم اس طرح ظاہر کرے کہ گویا اوس کے رنج مین شریک ہوگیا ہی۔ (اَلْمَلِكُ) وہ پادشاہ جو اپنی ذات و صفات مین ہر موجود سی مستغنی ہے اور اوسی کا ہر موجود محتاج ہے (**فائدہ**) بندہ کا حظ اس سے کیا ہوسکیگا کیونکہ وہ تو اللہ کا محتاج ہی۔ لیکن بندون سے مَلِک وہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اوسکا مالک نہ ہو بلکہ ماسوا اللہ سے مستغنی رہے اور باوجود اس کے اپنی مملکت پر حاکم اور لشکر و رعایا سب اُس کے مطیع رہین اوسکی مملکت خاصّہ قلب و قالب ہین اوسکا لشکر شہوت و غضب و ہوا ہے اوسکی رعیت زبان اور آنکھ اور تمام اعضا ہین جب یہ اونکا مالک ہوگیا اور وہ اسکے مالک نہ ہوے اور یہ اونکی اطاعت نہ کیا اور وہ اسکے مطیع ہوگئے تو درجہ مُلک کا اسی عالم مین پالیا اگر اس کے ساتھ لوگون سے بھی استغنا حاصل ہووے اور سب آدمی اپنی زندگی مین دنیا و آخرت کے کام مین اوس کے محتاج ہووین تو اس عالمِ اجسام مین وہ مَلِک اور پادشاہ ہی اور یہ رتبہ انبیا علیہم السلام کو ملا ہی کیونکہ وہی حیاتِ آخرت کی ہدایت کرتے ہین

سوائے خدا کے سب سے مستغنی ہین اور سب اون کے محتاج ہین اور اسکے قریب
قریب علما مالک ہین کیونکہ وہ انبیا علیہم السلام کے وارث ہین بعضے
عارفون نے بہت ہی سچ کہا جب اون سے بعضے امرا نے آکر کہا کہ مجھ سے کچھ
طلب کرو تو فرمایا کہ تو مجھ سے اسطرح کہتا ہی اور حالانکہ وہ دونون میرے غلام ہین
جو تیرے سردار ہین اوسنے پوچھا وہ کون فرمایا حرص و ہوا کہ مین ان دونون کا
مالک ہون اور وہ تیرے مالک ہین اور مین اونپر غالب ہون اور وہ تجھپر غالب
ہین **ایک شخص** نے کسی شیخ سے عرض کی کہ مجھے نصیحت کیجے تو فرمایا کہ
دنیا مین بادشاہ رہ تو آخرت مین بھی بادشاہ رہیگا۔ اوس کے یہ معنی ہین کہ اپنی
حرص و طمع چھوڑ دے کیونکہ بادشاہی حریت و استغنا مین ہی (القدوس)
وہ ہر ایسی صفت سے منزہ ہی کہ جس کو حس پا سکے اور وہم و خیال مین آسکے بلکہ
اکثر خلق جسکو اپنی[1] حق مین کمال سمجھتے ہین وہ اوس اوصاف کمال سے بھی منزہ ہے

[1] کیونکہ خلق اپنے نفوس کو دیکھ کر حکم لگاتی ہی کہ فلان امر کمال اور فلان غیر کمال ہے لیکن وہ اپنے ہی ذات کے اعتبار سے اور اپنے ہی قدرت و سماعت و بصارت وغیرہم کے لحاظ سے ان الفاظ کو ان معانی کے لئے مقرر کر کے کہتے ہین کہ یہ کمال ہی اور جو اون کے حق مین نقصان ہے مثل جہالت و عجز وغیرہما کے تو اوسکے لیے بھی الفاظ مقرر کر دی تو جو اپنی صفت ہو اوس صفت سے اللہ کی تعریف کرنا یہ اونکی غایت تناہی ہم تو یہ کہتے ہین کہ جو صفت مخلوق کے حق مین کمال ہے وہ اوس سے اور اوس کے مشابہ و مماثل سب سے منزہ ہے۔ ۱۲

(فائدہ) بندہ کا قدس یہ ہی کہ اپنے علم و ارادہ کو منزہ کرے۔ تنزّہِ علم یہ ہے کہ خیالات و محسوسات و موہومات کو پاک کرے۔ اور اوسکی نظر و فکر امورِ الٰہیہ کی جانب ہووے۔ تنزّہِ ارادہ یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو اوس خیال سے جس کا مرجع حظوظِ بشریہ جو شہوت و غضب ہی پاک کرے اور جو لذّات کہ بواسطہ حسّ و جسم کے ہوتے ہین اون سے علاقہ توڑے۔ اللہ کے سوا اوسکا کوئی ارادہ نہووے۔ اوسی کی طرف توجہ۔ اوسی کی ملاقات کا شوق۔ اوسی کے تقرب کی خوشی۔ اگر جنت اور جو کچھ اوس مین نعمتین ہین پیش ہووین تو اوسکی جانب التفات نکرے۔ گھر والیکو دہونڈہے گھر پر قناعت نکرے (اَلسَّلَامُ) وہ ہے جس کی ذات عیب سی پاک جس کے صفات نقصان سے مبرا۔ جس کے افعال شر[1] سے منزہ۔ جب یہ بات ثابت ہوی تو اب جو وجود مین سلامتی ہے

[1] شر سے وہی شرِ مطلق مراد ہے جو مقصود بالذات ہو ورنہ بعضے خیر ایسے ہوتے ہین جو ضمن مین شر کے حاصل ہوتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ پس اوسکا غضب ارادۂ شر ہے اور اوسکی رحمت ارادۂ خیر۔ لیکن ارادۂ خیر بنفسہ ہوتا ہے اور ارادۂ شر بذاتہ نہین بلکہ اوس کے ضمن مین خیر ہے تو خیر مقضی بالذات ہے اور شر مقضی بالعرض۔ اگر اب تجھے کوئی شر اسطرح کا نظر آئے کہ جس کے تحت مین خیر نہین یا خطرہ آئے کہ اس خیر کی تحصیل ممکن تھی بغیر اسکے کہ شر کے ضمن مین ہو تو تو اپنی عقل ناقص کو ان دونون خطرون مین کوتاہ سمجھ کیونکہ تیرا یہ کہنا کہ یہ ایسا شر ہے کہ اس کے ضمن مین کوئی خیر نہین یہ ایسا قول ہے کہ جس کی پوری معرفت سے عقل قاصر ہے اور شاید تو اوس لڑکے کی مان کے جیسا ہو جو حجامت

اوسی کی طرف منسوب اوسی سے اوسکا صدور ہی (فائدہ) ہر بندہ کہ جسکا دل کینہ وحسد و
ارادۂ شر سے پاک ہی اور ممنوعات سے اعضا اوس کے بچے ہوے ہین اور اوسکے صفات
انعکاس سے سالم ہین تو وہی اللہ کے پاس قلبِ سلیم سے آئیگا - اور اوسکی صفات مین
انعکاس نہ ہونیکے یہ معنے ہین کہ اوسکی عقل شہوت وغضب کی اسیر نہ ہووے - ورنہ کام
اُلٹا ہو جائیگا - امیر مامور اور بادشاہ غلام بن جائیگا - اور وہی سلام واسلام سے موصوف
ہوگا جس کے زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہین - (اَلْمُؤْمِنُ) وہ ذات جسکی
طرف امن وامان منسوب ہوتے کیونکہ بندہ اصل فطرت مین ضعیف اور امراض اور طرح
طرح کے بلاؤنکا معدن ہی اس خوفناک حالت سے بچانیوالا سوا اوسکے کوئی نہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۴) یعنے بچنے لگانے کو برا سمجھتی ہے یا اوس غبی کی مثل ہے جو قتل کے قصاص کو
شرِ محض سمجھتا ہی - اس لئے کہ وہ خاص اس شخص مقتول کے اعتبار سے نظر کرتا ہی تو سمجھتا ہی کہ اسکے حق مین شرِ محض ہی اور
یہ نہین سمجھتا کہ شرِ خاص کے باعث خیرِ عام تک پہونچ جاتا وہ خیرِ محض ہے جو عقلمند ہی کبھی اوسکو نہین چھوڑیگا - اور اس قول مین
بھی تو اپنے ہی عقل کا قصور سمجھ جو کہتا ہی کہ اس خیر کی تحصیل بے ضمن مین اوس شر کے ممکن تھی اس لئے کہ یہ بھی ایک گہرا راز ہی
کیونکہ ہر محال وممکن کا امکان واستحالہ بداہت سے پایا جاتا ہے اور نہ نظر قریب سے بلکہ اوس کے لئے ایک ایسی نظر
غامض درکار ہے جہان اکثر لوگون کے عقل کی رسائی نہین - ان دونون خطرون مین تو اپنی ہی عقل کا عیب
سمجھ اور کبھی اوس کے ارحم الراحمین ہونے مین شک نہ کر - اگر اس پردہ کو ہم اور اوٹھاتے ہین تو شر قدر ظاہر ہوتا ہے
جس کے افشا کی شرع نے ہمکو اجازت نہین دی - ایمان پر کفایت کر - افشار کی حرص نہ کر - اسقدر بیان بھی
اون بعض لوگون کے لئے ہی جنکے قلوب مردہ ہین - اور سالک تو ان تنبیہات سے بھی مستغنی ہے - ۱۲

اوسی نے ایسے اسباب پیدا کیے جو اون سے ہر طرح کی آسایش ملسکتی ہے اور ہر طرح کی
تکلیف دور ہوتی ہے اور بڑا خوف تو آخرت کے ہلاک ہونیکا ہے اوس کے لیے کلمہ
توحید کی ہدایت دی اور اسطرح رغبت دلائی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِي فَمَنْ دَخَلَ
حِصْنِي اَمِنَ مِنْ عَذَابِي۔ تو اس عالم مین جن اسباب سے کہ امن حاصل ہے وہ
خلقت مین منفرد ہے پس وہی حقیقی مومن ہے۔ **(فائدہ)** بندہ کا حصہ اس صفت
سے یہ ہے کہ ساری مخلوقات کو اپنی جانب سے بیفکر کردے۔ بلکہ ہر ایک خائف
اپنے دین و دنیا کی ہلاکی دفع کرنے کے لئے اسی کا آسرا ڈھونڈھے۔ جسطرح سرکار
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا ہو تو اوسکو چاہیے اپنی
ضرر سے اپنے پڑوسی کو مامون اور بیفکر رکھے اور پوری طور سے مومن اوسی پر صادق
آئیگا جو دوسرون کو ہدایت دے کر اللہ کے عذاب سے امن مین رکھتا ہو اور یہہ
منصب انبیا و علما کا ہے اسی لیے رسول اللہ نے فرمایا تم آگ مین پروانون کی طرح
گرتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑا ہوا ہون۔ (اَلْمُهَيْمِنُ) وہ جو کہ مخلوق کے تمامی
امور کا اپنے علم و قدرت و فعل سے کفیل و حافظ ہے **(فائدہ)** جو بندہ کہ اپنے
دل کا نگہبان بنا اور اوس کے اسرار پر آگاہ ہوا اور اوس کے احوال و اوصاف

لہ لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ مین آیا وہ میرے عذاب سے بےفکر ہوا - ۱۲

Alazeez
Aljabbaar
Almutakabbir

ہمیشہ درست کرلے نکے لئے مستعد ہوا تو وہ مہیمن باعتبار اپنے قلب کے ہے اور
جو بعضی بندون کے اسرار و بواطن پر بطور فراست و استدلال آگاہ ہو کر اون کو بھی
درست کیا تو یہ معنی اوس کے حق مین اچھی طرح صادق آئیگا۔ (اَلْعَزِيْزُ) وہ
بزرگ کہ جسکا مثل موجود نہین اور اوسکی طرف سخت ضرورت پڑتی ہی اور اوس تک
پہونچنا بھی بہت ہی مشکل ہے۔ (**فائدہ**) بندون مین سے عزیز وہ ہے جس کی
طرف بندے اپنے ضروری کام یعنے حیاتِ اخرویہ و سعادتِ ابدیہ مین محتاج
ہووین (اَلْجَبَّارُ) وہ کہ جسکی مشیت ہر ایک مین بطور جبر جاری ہوتی ہے اور
اسپر کوئی حکومت نہین کرسکتا (**فائدہ**) بندون سے جبّار وہ ہے جو اتباع
کے درجہ سے بڑھگیا لوگ اوسکی اتباع کرتے ہون اور وہ اپنے علوِ رتبت اور اپنی سیرت
و صفت سے لوگون کو اپنی اقتدا اور متابعت کے لئے مجبور کرتا ہے اور مخلوق کو
فائدہ پہونچاتا ہے اور خود مستفید نہین ہوتا۔ اثر ڈالتا ہے متاثر نہین ہوتا اور
اس وصف سے متصف سیّد البشر تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو
اونکو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا اور فرمایا کہ مین اولادِ آدم کا سردار ہون۔
(اَلْمُتَكَبِّرُ) وہ جو اپنے اعتبار سے سب کو حقیر سمجھے اور عظمت و کبریا اپنے ہی لئے
جانے۔ غیرون کو اسطرح دیکھے جیسے بادشاہ غلام کو دیکھتا ہے۔ اور یہ سوائے

خداکے دوسرے کو سزاوار نہین ہے۔ (فائدہ) بندون سے متکبروہ ہے جوزاہد وعارف ہو یعنے اپنے سرکو غیرحق سے پاک کرے۔ اور حق کے سوا سب سے[1] متکبر رہے یعنے دنیا وآخرت کو اسواسطے حقیر سمجھے کہ کہین وہ دونون حق سبحانہ اسکو بازنہ رکھین (اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ جل جلالہ) شاید تیراخیال ہوکہ یہ تینون نام مترادف ہین لیکن اسطرح نہین بلکہ جو چیز عدم سے وجود مین آتی ہے تو پہلے وہ اندازہ کی محتاج ہوتی ہے پھر دوسرے باراوسی اندازہ کے موافق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے پھر وہ اچھی طرح ترتیب دیجاتی ہے۔ تو وہ باعتبار مجرد ایجاد واختراع کے عدم سے بارئی ہے اور باعتبار ایجاد موافق تقدیر کے خالق ہے اور وہ اس حیثیت سے کہ صورِ اشیاء کو احسن ترتیب سے ترتیب دیا ہے مصور ہے۔

(فائدہ) بندہ کا حظ اس اسمِ مصور سے بطور مجاز یہ ہی کہ صورتِ علمیہ مطابق صُوَرِ وجودیہ کے حاصل کرلے اگرچہ اوس صُوَرِ علمیہ کا خالق اللہ تعالےٰ ہی ہے وہ بندہ کا فعل نہین جیساکہ فرمایا وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ لیکن بندہ توفیق خدا سے اوس کے فیضان رحمت حاصل کرلینے کے لئے کوشش کرتا ہے چنانچہ

---

[1] اور معنی زاہد غیر عارف کے یہ ہین کہ وہ معاملہ ومعاوضہ کرتا ہے یعنے دنیا اسلئے چھوڑتا ہے تا متاع آخرت ملے اور یہ تو ایک قسم کی بیع ہے اور جسکو شہوت نے (یعنے کہانے پینے اور نکاح کی خواہش نے) غلام بنالیا ہو تو وہ حقیر ہے متکبر تو وہی ہے کہ ہر شہوت وحظ کو جس مین بہائم شریک ہوسکتے ہین حقیر سمجھتا ہے ۱۲۔

حدیث مین آیا کہ تمھارے رب کے لئے تمھارے دنون مین اوسکی رحمت سے بخششین ہین آگاہ ہوجاؤ کہ اوس کے لئے تیار رہو (**فائدہ**) خالق و باری ان دونون نامون سے بندہ کو حصہ نہین ہان جب کوئی بندہ مجاہدات نفس و ریاضات سے ایسی امور کو نکالا کہ پہلے اس سے کسی نے نہین نکالا تھا اور وہ خود اوسکا عامل بھی ہے جس سے وہ درست بھی ہوگیا ہے اور لوگون کو بھی اوسکی ترغیب دلاتا ہی تو گویا وہ ایسی چیز کا مخترع ہی کہ جسکا پہلے وجود نہ تھا ایسے امور کا واضع گویا مخترع و خالق بطور مجاز[1] بعید ہے اکثر اللہ تعالے کے نام بندہ کی طرف مجازی طور سے منتقل ہوتے ہین اور بعضے ایسے بھی ہین کہ جو بندہ کے حق مین حقیقی اور اللہ کی طرف مجازی جیسے صبور اور شکور اور تجکو سزاوار نہین کہ فقط مشارکت اسمی دیکھکر اوس تفاوت عظیم کو جسکا ہم نے ذکر کیا ہے بھول جائے۔ (اَلْغَفَّارُ) وہ جو کہ اچھے کو ظاہر کرے اور برائی اور گناہون کو چھپا دے اور غفر کے معنے ڈھانپنے کے ہین

---

[1] فقیر کہتا ہے کہ اس سے قریب مجاز تو یہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام مٹی کی چڑیا بناکر اوس مین پھونکتے تھے وہ خدا کے حکم سے جاندار ہوجاتی تھی۔ چنانچہ خود فرمایا وَاَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ الخ انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے احیاء موتے کے معجزات وکرامات بھی وہی خلق مجازی ہے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فتوح الغیب مین فرماتے ہین کہ جب انسان اعلے مقام پر پہونچتا ہے تو اوسکی طرف مرتبۂ تکوین منسوب ہوتا ہے ۱۲

پہلی ستاری اللہ کی یہ ہے کہ بدن کی برائیان جو نظرون مین بری دکھائی دیتی ہین
ظاہر کی خوبصورتی سے اوسکو چھپا دیا۔ ذرا سوچو کہ باطن مین کسقدر نجاستین ہین اور
ظاہر مین کسقدر لطافتین دوسری پردہ پوشی یہ ہے کہ برے خطرے اور خبیث ارادے
دلمین پوشیدہ کر دیا جسپر کوئی بھی مطلع نہین ہو سکتا اگر مخلوق پر اس کے خیالات اور اس کے
وسواس جو دلمین چھپے ہوئے ہین جیسے کینہ وخیانت وبدگمانی اچھی طور پر ظاہر
ہو جاتے تو اسکو دشمن بنا لیتے بلکہ ہلاک کر ڈالتے تیسری پردہ پوشی یہ ہے کہ
جس کے سبب سے مجمع حشر مین فضیحت ورسوا ہونیکا مستحق تھا اون گناہونکو بخش
دیگا بلکہ اچھے لوگون سے وعدہ کیا ہی کہ اون کے گناہون کو نیکیان کر دیگا

(فائدہ) بندہ کا حصہ اس اسم سے یہ ہی کہ غیرون کی وہ بات ڈھانپ دے جو
اپنے مین ہوتی تو اوس کے چھپانیکو محبوب رکھتا حضرت رسول اللہ نے فرمایا جو
مسلمان کے عیب کو چھپاوے اللہ تعالےٰ روز قیامت اوس کے عیب چھپائیگا
تو غیبت کرنیوالا اور بدی کا بدلا کرنیوالا اس وصف سے دور ہے اور کوئی مخلوق
ایسی نہین کہ جس مین کچھہ نہ کچھہ کمال اور نقصان ہوتا ہے لیکن جو برائی چھوڑ کر نیکیونکا
ذکر کرتا ہے اوسکو اس وصف سے حصہ ہے جس طرح کہ **حکایت** ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام حواریون کے ساتھ ایک مردار کتے پر گذرے جس کی بدبو پھیل گئی تھی

لوگون نے کہا کہ اس مردار کی کیا ہی بدبو ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوسکے دانت کسقدر سفید ہین آپ کو اس بات سے اگاہ کرنا منظور تھا کہ ہر چیز کی خوبی بیان کرنی چاہیئے برائی پر نظر نہ ڈالی جاوے (اَلْقَهَّارُ) وہ جو اپنے دشمن اور متکبرون کی گردن جھکا دے اور اون کو موت ذلت سے مقہور کرے تو جو موجود ہی اوسکے تحت قہر قدرت مسخر ہے **(فائدہ)** بندون سے قہار وہ ہے جو اپنے اعداء دین خصوص اوس بڑے عدو کو جو اوسکا نفس ہے مقہور کرے اور یہ شیطان سے بھی بڑھکر عدو ہے کیونکہ شیطان اسی کے ذریعہ سے ہلاک کرتا ہے اور شیطان کے دام سے عورتین بھی ہین پس جو اپنے شہوات نفس کو موافق حکم شرع کے مٹایا گویا تمام لوگونکی خواہشات پر غالب آگیا اب کوئی اوسپر قدرت نہین پایگا کیونکہ دشمنونکا مقصود جسم کا ہلاک کرنا ہے اور یہ تو روح کی حیات ہے تو جو اپنی چندروزہ زندگی مین شہوات کو مٹا دیا تو اوسکو بعد مرنے کے حیات ابدی ملیگی جسطرح اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۤءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ - الاٰیہ -

---

؎ اون لوگون کو مردہ مت جان جو اللہ کی راہ مین مارے گئے بلکہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین - رزق دئے جاتے ہین اوس چیز سے کہ اللہ نے اونکو اپنے فضل سے دیا ہے خوش ہین ۱۲

(اَلْوَهَّابُ) ہبہ وہ عطیہ ہے جو عوض اور غرض سے خالی ہو جب اس صفت کی بخششین کثرت سے ہون تو اوسکو جواد وہاب کہین گے اور جو اس نیت سے دیتا ہو کہ تا اوسکی بزرگی یا تعریف ہو یا اوسکا عوض جلدی یا دیر سے ملے یا اوسکی مذمت نہو تو ایسے شخص کو مُعامل اور طالبِ عوض کہین گے اور وہاب و جواد کا نام اوسکے شایان نہین تو حقیقی سخاوت اوسی خدا تعالیٰ کے لئے ہی جو ہر محتاج کو بلا عوض و بلا غرض دیتا ہی (فائدہ) بندہ سے جود و ہبہ بے غرض کے ممکن نہین کیونکہ جبتک کوئی فعل ترک سے اولیٰ نہو نہین کرتا ہی۔ تو اوسکا یہ فعل غرضِ نفس کے لئے ہوگا لیکن وہ شخص کہ اپنی تمام مِلک کو حتّٰی کہ جان کو اللہ کے لئے نذر کر دیا نہ نعیم جنت کی خواہش[1] سے نہ عذابِ نار کے خوف سے تو ایسا شخص وہاب و جواد کہنے کے لایق ہے

---

[1] جاننا چاہئے کہ حظ و خواہش اکثر لوگون کے پاس مشہور ہے جو اوس سے پاک ہوگیا اور خدا کے سوائے اوسکا کوئی مقصود نہ رہا تو اون حظوظ سے جسکو لوگ حظوظ سمجھتے ہین پاک ہوگیا جیسے لوگ کہتے ہین کہ غلام میان کا خیال میان کے لحاظ سے نہین رکھتا ہے بلکہ اوس حظ کے لحاظ سے جو اپنے میان سے نعمتین حاصل ہونیوالی ہین اور اسیطرح میان بھی غلام کا خیال غلام کے لحاظ سے نہین رکھتا ہے بلکہ اوس حظ کے سبب جو اوسکی خدمت سے حاصل ہوتا ہے لیکن باپ کو بیٹے کا خیال بذاتہٖ ہوتا ہے اور کوئی حظ وہان مقصود نہین بلکہ اگر کسی طرح کا کوئی حظ باپ کو نہ حاصل ہو تو بھی اوسے لڑکے کا خیال رہیگا اور جس نے کسی حظ کو بذاتہٖ طلب نہ کیا بلکہ غیر کے خیال سے تو گویا اوس نے اوسکو طلب ہی نہ کیا کیونکہ غایتِ طلب اوسکی وہ نہین ہے بلکہ اوسکا مطلوب ہی دوسرا ہے اسی طرح وہ شخص جو جنت کیلئے

(اَلرَّزَّاقُ جل جلالہ) رزق دو قسم پر ہے ایک ظاہری جو ابدان کی غذا ہے دوسرا باطنی جو قلوب واسرار کے معارف ومکاشفات ہین یہی رزق اعلےٰ واشرف ہے کہ جسکا ثمرہ حیات ابدی ہے اور رزق ظاہری کا ثمرہ قوّتِ جسم اوس مدت تک ہے جو عنقریب پوری ہونیوالی ہے ان دونون رزقون کا کفیل اوران دونون فریق کو پہونچانیوالا وہی اللہ تعالیٰ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۲) اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کو جنت کے حاصل ہونیکے لئے واسطہ بنایا ہے اور اوسکی ذات مقصود نہین اور علامت واسطہ کی یہ ہے کہ اگر مقصود ملجاوے تو واسطہ کو طلب نکرے۔ ایسے شخص کو اگر جنت حاصل ہوجاتی تو اللہ کی عبادت بھی نہ کرتا کیونکہ جنت ہی اوسکی محبوب ومطلوب تھی اور جو شخص ایسا ہو کہ سواے اللہ تعالےٰ کے اوسکا کوئی محبوب ومطلوب نہو بلکہ اوسکا حظ وشوق اوسی کے ملاقات اور اوسی کے تقرب مین ہو تو کہا جائیگا کہ وہ کسی حظ کا طالب ہوکر اللہ کی خالص عبادت کررہا ہے اور اللہ سبحانہ ہی اوسکا حظ ہے اوسکے سوا اور کسی سے کام نہین۔ اور اوسکا مقصود کوئی انعام واکرام نہین اور جو شخص اللہ کی ملاقات اور اوسکی معرفت ومشاہدہ اور اوسکے تقرب کی لذت پر ایمان نہ لایا ہو تو اوسکا مشتاق بھی نہ ہوگا اور جسکو اسطرح کا حظ حاصل نہ ہو تو اوسکا ہرگز یہ مقصود بھی نہ ہوگا اسلیے وہ اپنی عبادت مین اوس خراب مزدور کی طرح ہوگا جو طمعِ اجرت کے لئے کام کرتا ہے اور اکثر مخلوق نے یہ لذت نہین چکھی اور نہ پہچانی اور لذتِ نظرِ وجہ اللہ اونکی سمجھ مین ہی نہین آئی اونکا ایمان صرف زبانی تھا اون کے باطن حورِ عین کی لذت پر مائل تھے آپ تو سمجھ لے کہ حظوظ سے پاک ہونا محال ہے ہان جو اللہ تعالےٰ کو حظ بناتا ہے یعنے اوسکی ملاقات اور اوسکے مشاہدہ وتقرب کا نام حظ رکھتا ہے تو یہ اور بات ہے لیکن جسکو عام لوگ حظ سمجھے ہین اور جس طرف میل کرتے ہین یہ اوسطرح کا حظ نہین اور اگر حظ کا یہ معنے ہو کہ جسکا حاصل کرنا اوس کے نہ حاصل کرنے سے بندے کے حق مین اولیٰ ہے تو اس اعتبار سے حظ ہے ۱۲

وَلٰكِنْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ۔ یعنی کسی پر رزق فراخ کرتا ہے اور کسی پر تنگ (**فائدہ**) بندہ کا حظ اس وصف سے ایک یہ ہے کہ اس وصف کی حقیقت پہچانے۔ اور اسکا مستحق خدا ہی کو جانے۔ اوسی سے رزق کا امیدوار رہے اور اوسی پر بھروسہ کرے اور دوسرا یہ کہ اپنے علم و زبان اور دست و دہان سے لوگون کو فائدہ پہونچاے۔ اقوال و اعمال سے لوگون کے قلوب زنگ دے۔ اور ناتوان اجسام کو رزق پہونچا کر توانائی بخشے۔ اور جس بندہ کو اللہ محبوب بناتا ہے تو لوگون کے حوائج اوسی سے نکالتا ہے۔ اور جو اللہ اور بندہ کے درمیان وصول رزق کا واسطہ ہوگا تو اس صفت سے اس حظ کو حاصل کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خزانچی امانتدار کو جب تقسیم کا حکم کیا جاتا ہے تو خوشی سے دیتا ہے تو وہ بھی دو صدقہ دینے والون مین کا ایک ہے جس بندے کے ہاتھ اللہ کا خزانہ بنا دے جائین۔ اور جسکی زبان رزق قلوب کی خزانہ ہو تو اس صفت کے ثبوت سے وہ ضرور مکرم ہوگا۔ (اَلْفَتَّاحُ جل جلالہ) وہ کہ جسکے ہاتھ مین مفاتیح غیب و رزق ہین جسکی عنایت سے ہر عقدہ کھل جاتا ہے اور جسکی ہدایت سے ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے کبھی انبیا علیہم السلام کو اعدا کے ہاتھ سے ملک چھین کر دلاتا ہے جیسا کہ فرمایا

سلہ حکایت۔ حاتم اصم سے کسی نے پوچھا کہ کہاں سے کھاتے ہو۔ فرمایا اوس کے خزانون سے۔ کہا کیا آسمان سے برستا ہے فرمایا اگر اوسکی زمین نہ ہوتی تو آسمان سے ہی برساتا۔ کہا تم بھی کلام کرتے ہو۔ فرمایا آسمان سے کلام ہی اترتا ہے کہا کہ تم سے مجادلہ کی مجھ مین طاقت نہین فرمایا سچ ہے کیونکہ حق کے مقابلہ مین باطل کا قیام نہین ہوسکتا۔ ۱۲

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ اور کبھی قلوبِ اولیا سے پردہ اوٹھاتا ہی اور اونکے
لئے ابوابِ ملکوتِ سما کھولدیتا ہے اور اپنا جمالِ کبریائی دکھلاتا ہے۔ (فائدہ) جو
بندہ کہ اس درجہ پر پہونچے کہ جسکی زبان سے مشکلاتِ آلٰہیہ کے عقدے کھل جائین
اور وہ امورِ دینیہ اور دنیویہ جو مخلوق پر مشکل ہین اُسکی اعانت سے آسان ہوجائین۔
تو اس نام سے اوسکو حظ مل گیا۔ (اَلْعَلِیْمُ) اسکے معنی ظاہر ہین اور اوسکا کمال
وہ احاطۂ علمی ہے جو ہر شئے کو شامل ہے اور یہ کثرت معلومات کی حیثیت سی بے نہایت
ہے پھر وہ اپنی ذات کی اعتبار سے اسطرح ظاہر ہے کہ اوس سے زیادہ کوئی
ظاہر نہین اور وہ معلومات سے مستفاد نہین بلکہ معلومات اوس سے مستفاد ہین۔
(فائدہ) بندہ کا شرف بسبب علم[1] کے ہے کیونکہ وہ خدا کی صفت ہی لیکن وہی علم

[1] بندے کا علم خدا کے علم سے تین باتون مین علیحدہ ہے ایک تو یہ کہ بندے کے معلومات اگرچہ بہت ہی وسیع ہون
تو بھی اوسکے قلب مین محصور ہین پھر معلوماتِ بے نہایت سے اُسکو کیا مناسبت دوسرے یہ کہ کشف اسکا
اگرچہ واضح ہو مگر اوس حد تک کہان پہونچ سکتا ہے کہ جس کے بعد کوئی ممکن ایسا نہ ہو کہ جو اوسکے احاطۂ
علمی مین نہ آسکے بلکہ اوسکو مشاہدۂ اشیا اسطرح ہوتا ہے کہ جیسا کوئی پردۂ باریک سے دیکھتا ہے اور تو درجاتِ
کشف کا بھی انکار نہ کر کیونکہ بصیرتِ باطن مانند بصرِ ظاہر کے ہے اور بڑا ہی فرق اوس شئے کی وضاحت مین ہوتا
ہے جو وقتِ صبح اور پھر دن چڑھے بعد دیکھی جائے تیسرے یہ کہ علم خدا اشیا سے مستفاد نہین اور بندے کا علم جو
اشیا پر ہوتا ہی وہ اشیا کا تابع اور اوسی سے حاصل ہوتا ہی اگر اس فرق کا سمجھنا تجکو مشکل ہو تو یہ مثال سمجھہ کہ شطرنج
کے بنانے والے کے علم سے شطرنج سیکھنے والے کے علم کو کیا نسبت ہے اسلئے کہ واضعِ شطرنج وہ سببِ وجودِ

اشرف ہوگا جسکا معلوم اشرف ہو اور اشرف معلومات تو اللہ تعالے ہی ہی اسلیے
اوسکی معرفت بھی اشرفِ معارف ہوی بلکہ تمام اشیا کی معرفت مین جو بزرگی ہے وہ
اسی سبب سے ہی کہ یا تو افعال حق تعالیٰ کی معرفت ہے یا اوس راہ اور اُن امور کی
معرفت ہے کہ بندہ بسبب اوس کے خدا سے نزدیک ہوتا ہی تو حقیقت مین یہ سب
اللہ ہی کے لحاظ سے ہوی اور جو معرفت کہ اس سے خارج ہو اوس مین زیادہ شرف
وبزرگی نہین۔ (اَلْقَابِضُ۔ اَلْبَاسِطُ) وہ کہ وقتِ موت روحون کو قبض فرماتا
اور وقتِ حیات ارواح کو اجسام مین پھیلا دیتا ہے اغنیا سے صدقات قبض کرکے
غربا پر تقسیم کرتا ہی کبھی قلوب کا کشف اپنی عظمت وجلال سے قبض فرماتا ہے کبھی اپنے
لطف وجمال سے اوسکو بسط دیتا ہے۔ (فائدہ) بندون سے قابض وباسط وہ
ہے جس کے دل پر نئی نئی حکمتین اور جوامع حِکَم کا الہام ہوتا ہو سو وہ کبھی اللہ کی نعمتون
اور رحمتون کا ذکر کرکے قلوبِ عباد کو بسط وکشادگی بخشتا ہے اور کبھی اوسکے جلال و
کبریا اور عذاب بلا سی ڈرا کے قلوب کو قبض وتنگ بناتا ہی۔ (اَلْخَافِضُ اَلرَّافِعُ) جو دشمنونکو
اپنی سی دور کرکے پستی مین لیجاتا ہے اور اولیا کو اپنے تقرب سے رفعت دیتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۵۔ شطرنج ہی اور وجودِ شطرنج وہ سببِ علمِ متعلم ہے تو علمِ واضع کا شطرنج سے
سابق ہوا اور علمِ متعلم کا شطرنج سے متاخر ومسبوق۔ اسی طرح خدا کا علم اشیا پر سابق اور اوسکے لیے
سبب ہے۔ اور ہمارا علم اوس کے برخلاف۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی۔ ۱۲

(فائدہ) بندے کا حظ اس سے یہ ہے کہ حق کو رفعت دے اور باطل کو پست کرے
اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے تا اونکو نیچا دکھلاے اور اللہ کے اولیا کو دوست بناوے
تا اون کی رفعت ظاہر ہو جاوے (اَلْمُعِزُّ الْمُذِلُّ) وہ کہ جس کو چاہے ملک دے جس سے چاہے
چھین لے اور جس کے قلب سے پردہ حجاب اوٹھا دیا اور اپنا جمال دکھا دیا۔ قناعت
دیکر مخلوق سے مستغنی کیا اور قوت و تائید دیکر اوس کے صفات نفس پر غالب کر دیا تو
بیشک ایسے شخص کو عزت دی دنیا میں بادشاہت سرفراز کی[1] آخرت میں اپنا تقرب
بھی دیگا اور جسکو حرص دیکر مخلوق کا محتاج بنایا تھوڑے پر قناعت نہ دی اور اسطرح
ڈھیل دی کہ وہ مغرور ظلمت جہل میں پڑا رہا تو ایسے شخص کو ذلت دی اور اس سے
بادشاہت چھین لی (فائدہ) جو بندہ کہ اسباب عزت کو فراہم کیا تو اوسکو اس
وصف سے حصہ مل گیا (اَلسَّمِیْعُ) جس سے کوئی شئے سماعت کی پوشیدہ نہیں
اگرچہ کیسی ہی پوشیدہ ہو (فائدہ) بندے کا حظ اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
سمیع جانکر اپنی زبان کی حفاظت کرے اور یہ بھی سمجھے کہ سماعت اسی لئے دیگئی
ہے کہ تا اوسکی کتاب اور اوسکے رسول کی حدیث سن کر اللہ کے راہ پر لگ جاوے

[1] اوس بزرگ کو آخر وقت اس طرح ندا دیگا یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ - یعنے اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹ چل تو اوس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہیں میرے بندوں میں داخل ہو۔ اور میری بہشت میں داخل ہو ۱۲

(اَلْبَصِيْرُ) وہ جو اس طرح دیکھتا ہی کہ کوئی شے اوس سے چھپ نہین سکتی۔
(فائدہ) بندہ کا حظ اس سے یہ ہی کہ اپنی نظر کو آیات اور عجائب ملکوت وسموات
دیکھنے مین لگائے اور ہر نظر مین عبرت حاصل کرے اور یہ بھی سمجھے کہ مین اُس کے
سامنے ہون جس شخص نے کسی کام کو غیر حق سے چھپایا جو خدا سے نہین چھپ سکتا
ہی تو اوسنے اللہ کے دیکھنے کی عظمت نہ کی اور مراقبے سی یہ صفت حاصل ہو سکتی ہی
جو ایمان کا ایک ثمرہ ہی اور جو گناہ کرتے وقت یہ سمجھتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو
اوسکی کیا ہی جرأت اور کیا ہی خرابی ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ
اوسکو نہین دیکھتا ہی تو وہ کافر بڑا ہی گمراہ ہے (اَلْحَكَمُ) وہ حاکم جس کے
حکم کو کوئی نہ پھیر سکے (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے یہ ہی کہ مشاہدہ کرے
کہ تمام کام ازل مین ہو چکے ہین اور قلم سوکھ گیا ہے اور جو ہونیوالی بات ہے
وہ ہو کر ہی رہے گی پھر فکر بیکار ہی جب یہ بات حاصل ہو گی تو بندہ کو رزق کی

لہ لوگ اس مشاہدۂ حکم مین مختلف ہین بعضے خاتمہ کا خیال کرتے ہین اور بعضے سابقۂ ازل کا یہ آخر الذکر کا درجہ اعلیٰ ہے کیونکہ خاتمہ سابقہ کا تابع ہی اور بعضے ماضی و مستقبل دونون کو چھوڑ کے اِن وقت مین جو کچھ احکامِ الٰہی جاری ہوتے ہین اوسپر راضی ہین یہ اوس شخص مذکور سے بھی افضل ہے اور بعضے وہ ہین کہ جنکا قلب حکم مین مستغرق ہو گیا ہے ہمیشہ مشاہدہ مین ہین حال و ماضی و استقبال کی کچھ بھی خبر نہین اور یہہ درجہ سب سے اعلیٰ ہے ۱۲

طلب مین اطمینانِ نفس رہیگا اضطرابِ قلب نہ ہوگا۔ (اَلْعَدْلُ جلّ جلالہٗ) وہ کہ جسکے
افعال عدل سے صادر ہون ظلم و جور نہ ہو اور جسکو اس وصف کا سمجھنا منظور ہو تو
پہلے اللہ کے پورے افعال پر احاطۂ علمی ہونا چاہیئے پھر جب خلقتِ الٰہی کو دیکھیگا
تو کچھ بھی تفاوت نہ پائیگا پھر بار بار دیکھنے سے آنکھین تھرائی جائین گی اور اوسکا
اعتدال و انتظام اسکو حیرت مین ڈالیگا اوسوقت کچھہ معانی عدلِ الٰہی کے
سمجھہ مین آئین گے اور اسکا علم بھی ہوگا کہ اقسامِ موجودات کو اوس کے موافق
حصہ دیا گیا ہی اور جس[1] جگہ کے لائق تھے وہین اوسکو رکھا گیا ہے (**فائدہ**) بندہ کا
حظ جو عدل سے ہی پوشیدہ نہین لیکن اوسکا پہلا عدل صفاتِ نفس مین اسطرح ہو
کہ شہوت و غضب کو عقل و دین کے زیرِ حکومت کردے اور جو عقل کو شہوت و
غضب کا خادم بنائیگا تو ظالم ٹھہریگا اور عدل اپنے گھر والون مین۔ اگر بادشاہ
ہو تو رعایا مین جس طرح کہ کرنا چاہیئے پوشیدہ نہین ہے اور یہ بھی بندہ کا حظ ہونا چاہیئے
کہ اللہ تعالے کے احکام و تدبیر اور سارے افعال پر کسی طرح کا اعتراض نہ کرے

---

[1] انسان کو اعضاءِ مختلفہ جیسے ہاتھ اور پاؤن آنکھہ ناک کان عنایت کئے ہین۔ اس اعضا کی خلقت کے لحاظ سے وہ جواد ہی۔ اور خاص مواضع پر اون کو رکھنے کے لحاظ سے وہ عدل و عادل ہے۔ آنکھون کو دیکھو کہ اگر کسی اور جای ہوتین تو یہ فوائد کہان حاصل ہوتے۔ اسی طرح اگر ہاتھ سر سے یا کمر سے یا پاؤن پیٹ سے چسپان ہوتے تو کسقدر خلل پیدا ہوتا۔ ناک اگر پیشانی یا رخسارہ پر ہوتی تو کیسی بُری معلوم ہوتی اور بعضے فوائد مین بھی نقصان پہونچتا ۱۲

خواہ مرضی کے موافق ہو یا غیر موافق وہ سب عدل ہے اگر اسطرح نہ کرتا تو دوسرا
امر ایسا پیدا ہو جاتا جو اس سے ضرر مین زائد ہوتا (اَللَّطِیۡفُ[لہ]) وہ جو کہ ہر امر مین
اقسام کی آسانی و مہربانی کرنیوالا ہے (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ کے بندون کو نرمی سے بلائے [redacted]

لہ اس مہربانی و لطف کا بیان اگر کئی جلدون مین بیان کیا جائے تو اوسکا عشر عشیر بیان ہوگا ہان بعضی مہربانیون کی طرف ہم اشارہ کرتے ہین کہ دیکھو جنین کو مان کے پیٹ مین تین اندھیریون مین پیدا کرتا اور وہین اوسکی حفاظت فرماتا ہے اور بواسطہ ناف کے وقت انفصال تک غذا پہونچاتا ہے۔ پھر جب اس عالم مین لاتا ہے تو اوسکو یہ القا کرتا ہے کہ چھاتی منہ مین لیوے اور اوس کو چوسے گو اندھیرے مین ہی کیون نہ ہو۔ چونکہ دودھ پینے کا زمانہ ہے دانت کی ضرورت نہین اسلئے اوس کے نکلنے مین تاخیر ہوی پھر جب ضرورت ہوتی ہے دانت نکلتے ہین پھر اوسکی تقسیم کیا عمدہ طور سے ہوتی ہے بعضے تو چوڑے چابنے کے لئے اور بعضے تیز کترنے اور ٹکڑے کرنے کے لئے پھر زبان کا ہونا ظاہر تو گویائی کے لئے ہے لیکن وہ کھانے کو داڑھونکی طرف چاہئے کے لئے ہوجاتی ہے گویا چمچہ ہے اسی طرح لقمہ کے نرم کرنے کے لئے لعاب کا پیدا کرنا اور اوسکو سہولت سے نگلنا کسقدر آسانی اور مہربانی ہے ۔ پھر اوس غذا کے درست کرنے مین کس قدر لوگ معاون بنے ہین جیسے زمین درست کرنیوالے زراعت کرنے والے اوسکو پانی دینے والے اور کاٹنے والے پھر صاف کرنے والے پیسنے والے گوندھنے والے اور پکانے والے ایسی ہی بہت سی مخلوق اسی خدمت مین مصروف ہے کہ جسکی گنتی مشکل ہے اونکا پیدا کرنے والا ہی خوب جانتا ہے اس سے فرمایا وَمَآ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا ۔ ۱۲

اور بہترین لطف یہ ہے کہ خود ہی عمدہ خصائل اور نیک اعمال سے موصوف ہو جائے۔

اَلْخَبِیْرُ وہ کہ جس سے چھپی چیزیں غائب نہ ہوں اور ہر چیز کی اُسے خبر ہو[۱]۔(فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے یہ ہے کہ جو چیز اس کے قلب و جسم مین جاری ہوتی ہے اور وہ پوشیدہ برائیاں اور بھلائیاں جن سے قلب موصوف ہوتا ہے خبر دار ہو اور اس کے مکر و تلبیس اور دھوکہ کو پہچانے اور اس کا مواخذہ کرے۔ ایسے شخص کو خبیر کہتے ہیں۔

اَلْحَلِیْمُ وہ کہ جو اپنے بندوں کے گناہ اور نافرمانی پر مطلع ہو اور اُس کو غصہ نہ آئے اور باوجودِ قدرت بدلہ لینے میں جلدی نہ کرے۔ (فائدہ) بندہ کا حظ وصف حلیم سے ظاہر ہے پس حلم بندہ کی عمدہ خصلتوں سے ہے۔

اَلْعَظِیْمُ ایسا بزرگ[۲] کہ جس کی کُنہِ ادراک سے عقول عاجز رہیں (فائدہ) بندوں سے عظیم وہ انبیاء اور علماء ہیں کہ جنہیں معرفتِ صفات سے قلب پر ہیبت طاری ہو پس نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنے مریدوں میں اور استاذ اپنے شاگردوں میں عظیم ہے[۳]۔

اَلْغَفُوْرُ وہ معنی میں غفار کے ہے لیکن اس میں ایک قسم کا مبالغہ ہے اس لئے کہ فعال کثرت فعل پر دال ہے اور فعول کمال و شمول فعل پر۔ پس غفور میں کمال بخشش ہے۔

---

[۱] خبیر معنی میں علیم کے ہے لیکن جب علم کی نسبت پوشیدہ چیزوں کی طرف کی جاتی ہے تو اُسے خبرۃ اور اُس کے صاحب کو خبیر کہتے ہیں۔[۲] معلوم ہوا کہ اسمِ عظیم کا اطلاق اول وضع میں اجسام پر ہوتا ہے کہ یہ جسم اُس جسم سے بڑا ہے۔ عظیم کی دو قسمیں ہیں پہلی یہ کہ بصارت اُس کا احاطہ کرے جیسے ہاتھی۔ پہاڑ۔ دوسری یہ کہ بصارت اُس کا احاطہ نہ کر سکے جیسے زمین و آسمان کے مدرکاتِ بصر میں عظیم مطلق ہیں۔ ایسا ہی مدرکات بصیرت میں بھی تفاوت ہے۔ بعض ایسی ہیں کہ عقل اُس کی کنہ حقیقت کا ادراک کر سکتی ہے اور بعض کا نہیں۔ یہی عظیم مطلق اللہ تعالٰے ہے۔[۳] یہ عظمت بلحاظِ عظمت الٰہی ناقص ہے کیونکہ اس عظمت کا اظہار کسی شے کی طرف نسبت کرنے سے ہوتا ہے بخلاف عظمت الٰہی کے کہ وہ عظیمِ مطلق ہے۔

اَلشَّكُوْرُ وہ جوتھوڑی بندگی کے عوض بڑی درجات عنایت فرمائے[۱] (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے یہ ہے کہ دوسرے بندے کے ساتھ اس کے احسان کے بدلے اُس کی تعریف کرے یا اُس پر زیادہ احسان کرے[۲]

اَلْعَلِيُّ وہ کہ جس کے رتبہ سے کوئی بلند مرتبہ نہ ہو بلکہ تمام مراتب اس سے گھٹے ہوئے ہوں۔ (فائدہ) بندہ صفتِ علی سے متصف نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ کیسا ہی مرتبہ حاصل کرے اس سے بڑھکر اور مراتب ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام کے مراتب۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ ایسے درجہ کو پالے کہ کوئی انسان اس سے اوپر نہ ہو۔ وہ درجہ ہمارے سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے لیکن وہ علوِ مطلق جو اللہ تعالٰے کے لئے ہے اس سے آپ بھی قاصر ہیں۔

اَلْكَبِيْرُ وہ جو کہ کامل الذات یعنی کامل الوجود ہو[۳] (فائدہ) بندوں سے کبیر وہ ہے کہ

---

[۱] جو شخص کسی بھلائی کا کئی چند بدلہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ اُس نے اُس بھلائی کا شکر ادا کیا اور جو کوئی اپنے محسن کی تعریف کرے اُسے بھی شاکر کہتے ہیں۔ پس اے مخاطب اگر تو زیادتی جزاء کا اعتبار کرے گا تو سوائے اللہ تعالٰے کے کوئی شکور مطلق نہ ہوگا اس لئے کہ اس کی جزا کی زیادتی بے حساب و بے انتہا ہے۔ اور اگر ان کا اعتبار کرے تو یہی وہی شکور ہے اس لئے کہ بندوں کے افعال اُسی کے مخلوق ہیں۔ [۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کا شکر نہیں کیا اُس نے اللہ کا شکر نہیں کیا۔ لیکن شکر بندہ کا اللہ کے لئے بطورِ مجاز ہے اس لئے کہ اگر اُس نے تعریف کی تو اُس کی تعریف قاصر اور اگر عبادت کی تو یہ بھی ایک نعمت ہے اللہ کی جانب سے بلکہ یہ نفسِ شکر خود ایک دوسری نعمت ہے۔ [۳] کمالِ وجود چیزوں کو چاہتا ہے اول دوامِ ازلی وابدی کو تو جو وجود منتہٰی ساتھ عدمِ سابق یا لاحق کے ہو وہ ناقص ہے۔ دوسرا یہ کہ وجود اس کا ایسا ہو کہ تمام اشیاء کا وجود اُسی سے صادر ہو پس وہ جس کا وجود فی نفسہ تمام ہو وہ کامل اور کبیر ہے۔ تو وہ ذات جس سے کہ تمام موجودات کا وجود ہوا ہو اُس کا کامل اور کبیر ہونا زیادہ اولے ہے۔

جس کی صفاتِ کمال اُسی کے ساتھ خاص نہ ہوں بلکہ اس کا فیض متعدی ہو۔ جو شخص نے جانا اور اس پر عمل کیا ایسے شخص کو ملکوت والے عظیم کہا کرتے ہیں۔

اَلْحَفِیْظُ وہ جو بڑی نگہبانی کرنے والا ہو[۱] (فائدہ) بندوں سے حفیظ وہ ہے جو اپنے اعضاء اور قلب اور دین کی حفاظت غضب اور شہوت اور مکرِ نفس و شیطان سے کرے۔

اَلْمُقِیْتُ وہ جو کہ روزی پیدا کرکے[۲] جسموں کے طرف پہنچائے خواہ وہ غذا جسمی ہوئے یا قلبی یعنی معرفت۔ پس مقیت رزاق کے ہم معنی ہے لیکن رزاق سے خاص ہے اس لئے کہ رزق قوت اور غیر قوت دونوں کو شامل ہے اور قوت وہ جس سے قوامِ بدن ہو۔

اَلْحَسِیْبُ وہ جو اس کا ہو اس کے لئے وہ کافی ہو یہ وصف غیر خدا میں حقیقی طور سے نہیں ہوتا اس لئے کہ تمام مخلوق اپنی وجود اور راور دوام وجود اور کمالِ وجود میں اس کی محتاج ہے۔ اور سوائے خدائے تعالٰے کے کوئی چیز وجود میں ایسی نہیں ہے کہ دوسری چیز کے لئے کافی ہوئے (فائدہ) بندہ کا حظ اس وصف سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا اسے کافی ہو یعنی اللہ کے سواء کسی کو نہ طلب کرے نہ اسے جنت کی خواہش ہو اور نہ دوزخ کا ڈر۔ بلکہ صرف اللہ ہی کی ذات مقصود ہو۔ (آگے صفحہ [۵۲۱] پر)

---

[۱] اس کا سمجھنا حفظ کے معنی سمجھتے پر موقوف ہے۔ حفظ دو طور پر ہے ایک یہ کہ ہمیشہ رکھنا وجود موجودات کا اور باقی رکھنا اور اُن کی نگہبانی کرنا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اشیاء جو آپس مین ایک دوسرے کے ضد ہیں مثلاً پانی اور آگ کہ ان میں طبعی تضاد ہے۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آگ پانی کو دھواں پھر ہوا کر دیتی ہے۔ نگہبانی کرتا ہے۔ [۲] دوسرے معنی مقیت کے یہ ہیں کہ ہر شئے پر غالب و قادر ہووے اسی پر دال ہے۔ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیءٍ مُّقِیْتًا یعنے مطلع و قادر ہے تو اس وقت میں ''مقیت'' قدرت و علم کے قریب المعنی ہوتا ہے۔

[redacted] ذُوالْجَلِيْلِ

جو صفات جلال وجمال سے موصوف ہی۔ کبیر کا مرجع کمال ذات اور جلیل کا کمال صفات اور عظیم کا ذات وصفات دونون ہین۔ اور یہ ادراک بصیرت سی منسوب ہین۔ جب صفات جلال بصیرت مدرکہ کی طرف منسوب ہوتی ہے اونکا نام جمال رکھا جاتا ہی اور جو اون سے متصف ہو اوسکو جمیل[1] کہتے ہین تو جمیل مطلق وہی اللہ تعالی ہی کیونکہ اس عالم مین جو کچھ کمال وجمال اور حسن وخوبی ہے اوسی کے انوار ذات اور آثار صفات سی ہے اور وجود مین سوائے خدا کے کوئی ایسا موجود نہین کہ جسکے لئے جمال مطلق ہو اور جس مین کوئی شریک نہو اسی لئے عارف اور اوسکے جمال کے نظارہ کرنیوالیکو وہ لذت وسرور اور وہ فرحت وخوشی حاصل ہوتی ہے کہ جسکے سامنے ظاہری صورتون کو بلکہ جنت کی نعمتون کو بھی حقیر سمجھتا ہی کیونکہ صورت ظاہری اور معانی باطنی مین کچھ بھی مناسبت[2] نہین۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ جلیل بھی ہے اور جمیل بھی۔ اور ہر جمیل اوسی کا محبوب ومعشوق بنیگا جس نے اوسکے جمال کا نظارہ کیا۔ اسی لئے اللہ تعالی بھی محبوب ہی لیکن عارفون کے نزدیک جسطرح صورت

[1] اسم جمیل اصل مین صورت ظاہر کے لئے وضع کیا گیا جو آنکھ سے پائی جائے اور نظرون مین خوش لگے اور اچھی دکھائی دے پھر صورت باطن کی طرف نقل کیا گیا جو بصیرت سے پائی جاتی ہے چنانچہ کہتے ہین خلق جمیل حالانکہ وہ بصیرت سے پایا جاتا ہی نہ بصارت سے ۱۲ [2] اس راز کو ہم نے احیاء العلوم کی کتاب محبت مین کھولدیا ہے جسکو منظور ہو وہان دیکھے ۱۲

ظاہر جو حسین ہوا وہی کو محبوب ہوتی ہے جن کو بینائی عطا ہوئی ہے اس لذت کو
اندھے کیا جانین (فائدہ) بندون سے جلیل و جمیل وہی ہے جس کے صفات
باطنی سے قلوب کو لذت ملتی ہے لیکن جمالِ ظاہری کا وہ مرتبہ نہین (اَلْكَرِيْمُ)
وہ کہ جو وعدہ کیا وفا کیا۔ جب دیا تو امید سے زیادہ دیا اور اسکا خیال بھی نہ کیا کہ
کتنا دیا اور کس کو دیا۔ جب اوس کے حق مین بدگوئی کی گئی تو عتاب کیا اور بدلہ
نہ لیا۔ جس نے اوس کی پناہ لی اوسکو بچا لیا۔ خراب ہونے ندیا۔ جس مین یہ سب
باتین بے تکلف جمع ہو جائین وہی کریم مطلق ہے اور وہ تو اللہ تعالےٰ ہی ہے
(فائدہ) بندہ بھی بعضے ان خصلتون مین سے بہ تکلف متصف[1] ہو سکتا ہے لیکن
کرمِ مطلق کی نسبت کرتے یہ کرمِ ناقص کہان۔ ہان کرم سے موصوف تو ہو گا چنانچہ
رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انگور کے جھاڑ کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم مسلمان
آدمی ہے (اَلرَّقِيْبُ) وہ جو کہ علیم و حفیظ ہے اور اسطرح شے کی حفاظت لازمی
اور دائمی طور سے کرے کہ کبھی وس سے غافل نہ ہو۔ اور اوسکا بچانے والا اوسکی
منع کی ہوئی شے کی طرف نہ بڑھے (فائدہ) بندہ کا وصف اس سے یہی ہے کہ
اپنے رب اور اپنے قلب کا مراقب رہے یعنے اسطرح جانے کہ اللہ تعالےٰ ہر حال مین

[1] لیکن کرمِ عبد قدرتِ الٰہی سے متعلق ہے کیونکہ قابض و باسط وہی اور مانع و معطی وہی ۱۲

اوسکا رقیب و مشاہد ہے۔ اور سمجھے کہ نفس و شیطان میرے دشمن ہین اور تاک مین ہین کہ موقع پاکر غفلت دین۔ اور مخالفتِ حق پر آمادہ کردین۔ اسکو چاہیئے کہ اول دونون سے اسطرح بچاؤ کی صورت نکالے کہ اون کے مکائد و تلبیسات کو پہچانے وہ اسباب مہیا کرے جس سے اونکو شکست ہو یہی اوسکا مراقبہ ہے (المُجِیبُ) وہ جو کہ سائل کا سوال جلدی سے قبول کرے۔ ناچار کی حاجت روا کرے۔ بلکہ دعا سے پہلے انعام و اکرام فرمائے (**فائدہ**) بندہ کو چاہیئے کہ پہلے اون کامون کو کہ جسکا خدا نے حکم کیا اور جس سے منع کیا ہی قبول کری پھر اوس کے بندون پر اوسکے دئے ہوی مین سے نثار کرے۔ ہر سائل کا سوال اگر ہو سکے تو جلد پورا کرے۔ نہو سکی تو نرمی سے جواب دے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۱؎ حضرت رسول اکرم فرماتے ہین کو دُعِيتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ ۲؎ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ

۱؎ اور لیکن سائل کو پس مت جھڑک ۱۲ ۲؎ اگر بلایا جاؤن مین پاچہ گوسپند (یعنے تہوڑی سی چیز) کی طرف البتہ مین قبول کرونگا۔ اور اگر ایک ہاتھ میرے پاس ہدیہ بھیجدیا جاسے تو اوسکو بھی قبول کرلونگا۔ بعضے کہتے ہین کہ کراع مقام کا نام ہے تو یہ مبالغہ بعید مین ہے یعنے اگر دور بھی دعوت ہو تو وہان بھی جاونگا۔ **فقیر** کہتا ہے کہ آج کل خلوص بہت کم ہوگیا ہے سچے دل سے جو دعوت دے اوس کی دعوت کا انکار نہ کرے بشرطیکہ وہ مجلس بدعت و منکرات سے خالی ہو۔ یہان کی اکثر شادیون مین سہرا کنگن ہاتھون کو مہندی تاش کا سانچا جوڑا کمخواب کا پائجامہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دینا ہی منظور ہو تو علانیہ فسق و فجور یعنے کسبنون کا ناچ کرواتا ہے۔ رقعہ مین جلسہ نشاط لکھکر علما و مشائخین کو بلاتا ہے۔ بعضے بیچارے پیٹ کے

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دعوت اور ہر ہدیہ کا قبول فرمانا غایت اکرام اور
نہایت احسان تھا ورنہ بہت سے خسیس متکبر ہر ہدیہ کا قبول کرنا اپنی شان کے خلاف
سمجھتے ہین ہر دعوت مین جانے کو اپنی سبکی جانتے ہین۔ اپنی جاہ و منزلت سنبھالتے
ہین حیلے حوالے کرکے دعوت کو ٹالتے ہین۔ نہ داعی کے رنجیدہ ہونیکا خیال
نہ اوسکی دل شکنی کی پروا۔ اگرچہ اسکے نہ جانے سے وہ آزردہ ہو تو ہو۔ ایسے شخص کو
اس اسم پاک سے کچھ بھی حظ و حصہ نہین (اَلْوَاسِعُ) اگر اوسکی وسعت علمی ملاحظہ کرو
تو معلومات کا کنارہ نہ ملیگا بلکہ تمام دریا سیاہی بنین تو اوسکے تحریر کلمات مین صرف
ہو جائین۔ اور اگر اوس کے احسانات و انعامات پر نظر ڈالو تو اوسکی بھی نہایت نہین ہے
(فائدہ) آدمی کی وسعت اوس کے معارف و اخلاق کے بموجب ہی جس قدر علوم
کی کثرت ہو وہ اوسی کے موافق واسع ہے اور اخلاق کی اسطرح وسعت ہو کہ خوف
فقر و غضب حاسد و غلبہ حرص اور ساری صفات اوسکے اخلاق کو نہ بدلین تو وہ واسع ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۳۔) بندے یہ حیلہ کر جاتے ہین کہ دعوت سنت ہی۔ بعد عقد جہان وفا حشہ و عورتین
آئین کہ یہ وہان سے بھاگ کر دوسرے دالان مین اس لئے آکر بیٹھتے ہین کہ ابھی دعوت ادا نہین ہوی کھانا کھانا باقی
ہے اور ایسی جائے اونکو ملتی ہے کہ جہان آواز آتی ہے اور کبھی کبھی کسیکی منحوس صورت بھی نظر آتی ہے۔ لیکن یہ بڑی خوش
ہین کہ ہم اوس مجلس مین تو نہین ٹھہرے متقی بھی کہلائے اور اوس امیر کو راضی بھی کیا۔ افسوس فقہا نے تصریح کردی
کہ بعد علم ایسی مجلس مین جانا منع ہے۔ لاعلمی کے بعد جو معلوم ہوجائے فی الفور واپس آنا چاہئے۔ خادم سکو سمجھے اور آئندہ ہدایت لیجئے ۱۲

لیکن آخر اوسکی بھی نہایت ہی اور واسعِ حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہی ہے (اَلْحَکِیْمُ) صاحبِ حکمت
اور حکمت معرفتِ افضلِ اشیا اور افضل علوم سے مراد ہی۔ افضل علوم علم باللہ ہی۔ اور اجل
اشیا وہی حق تعالےٰ ہی۔ اور اوسکی کنہِ معرفت کو اوسکے سوا کون پہچانتا ہی تو وہی حکیمِ مطلق
ہی۔ (فائدہ) جس نے تمام اشیا کو جانا اور اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانا تو وہ حکیم کہلانیکے لائق
نہین۔ اس لئے کہ اوس نے اجل و افضل اشیا کی معرفت حاصل نہ کی اور جلالتِ علم بقدر
جلالتِ معلوم ہی۔ پھر اللہ سے بزرگ بھی کوئی ہے جس نے اوسکو پہچانا وہی حکیم ہی
گو اوسکو تمامی علومِ رسمیہ مین مہارت نہ ہو زبان مین طلاقت بیان مین فصاحت
نہو۔ (اَلْوَدُوْدُ) وہ جو کہ تمام خلق کے لئی بھلائی کو پسند کرتا ہی۔ انپر ہر طرح کا انعام
واحسان کرتا ہی (فائدہ) بندون سے ودود وہی ہی کہ خلق کے لئی وہ بات
پسند کرے جو اپنے لئی پسند کرتا ہی اور اس سے اعلےٰ یہ ہی کہ اپنی ذات سے بھی اونکو
بڑھکر چاہی جیسا کسی نے کہا مین چاہتا ہون کہ دوزخ کا پل بنا دیا جاؤن اور مجھپر سے

لہ معرفتِ آلٰہی اعلیٰ ترین معارف ہے۔ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ اور جس نے اللہ تعالےٰ کو پہچانا اوسکا کلام غیرون سے مخالف ہوگا۔ اس لئے کہ اوسکا کلام کلی ہوگا جزئیات کی طرف بہت ہی کم متوجہ ہوگا۔ دینوی مصالح کی طرف کم خیال رکھے گا۔ آخرت ملحوظِ نظر رہیگی ۱۲ لہ اس اسمِ پاک کے معنی رحیم سے قریب ہین۔ لیکن رحمت کی اضافت مرحوم کی طرف ہوتی ہے اور مرحوم محتاج و مضطر ہوتا ہے۔ اقوالِ رحیم مرحوم ضعیف کے طالب ہین اور افعالِ ودود مین یہ بات نہین ہی بلکہ ابتدائی طور پر انعام و احسان نتائجِ ودود سے ہی ۱۲

خلق گذرے اور کسی کو آگ کی تکلیف نہ پہونچے۔ اور اوسکا کمال یہہ ہی کہ کسی کے غضب
وغصہ اور ایذا رسانی سے اپنے احسانات نہ چھوڑے۔ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو
دیکھو کہ آپکے دندان مبارک کو صدمہ پہونچا چہرۂ مبارک خون آلودہ ہوا اوسوقت بھی
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ [1] فرماتے تھے۔ اونکی ایذا رسانی آپکے
ارادہ خیر کی مانع نہوی (اَلْمَجِيْدُ) جسکی ذات بزرگ۔ افعال جمیل عطا کثیر۔
جب شرف ذات اور حسن افعال دونون باہم ہون تو اوسکا نام مجید ہی [2] (اَلْبَاعِثُ) [3]

---

[1] یا اللہ میری قوم کو بخشدے کہ وہ نہین جانتے ہین [2] گویا یہ نام اسم جلیل ووہاب وکریم کا جامع ہی اس کا بیان سابق مین گذر گیا ۱۲ [3] اس اسم کا پہچاننا معرفت حقیقت بعث پر موقوف ہے۔ اکثر لوگ موت کو عدم سمجھتے ہین اور یہ باطل ہے کیونکہ قبر دوزخ کے گڑہون مین سے یا تو ایک گڑہا ہے یا جنت کے باغون سے ایک باغ۔ جو نیک بخت ہین وہ اموات نہین وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہین جو کچھ اللہ نے اونکو دیا ہے اوس سے خوش ہین۔ اور جو اشقیا ہین وہ بھی زندہ ہین اسی سبب سے بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو پکارا۔ اور صحابہ سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ تم میرے قول کو اون سے بڑھکے نہین سنتے۔ اور اصحاب بصائر کا مشاہدۂ باطنی بھی اسی پر دال ہے کہ انسان ابد کے لئے پیدا ہوا ہے اور وہ عدم نہ ہوگا۔ جب اوسکا تصرف جسد منقطع ہوتا ہے تو کہتے ہین مرگیا اور جب وہ تعلق پھر لوٹا تو کہتے ہین زندہ اور مبعوث ہوا۔ اور اس کی حقیقت اس کتاب مین بیان نہین ہوسکتی اور انسان کے متعدد انشا ہین صرف دو ہی نہین چنانچہ فرمایا وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ اور بعد پیدا کرنے نطفہ اور مضغہ کے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ بلکہ نشاءت نطفہ مٹی سے ہے اور علقہ کی نشاءت نطفہ سے اور نشاءت مضغہ علقہ سے اور روح کی نشاءت مضغہ سے ہی چونکہ روح کی نشاءت اشرف وجلیل ہے اور وہ امر ربانی ہے اس لئے فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر

قیامت مین مخلوق کو زندہ کرنیوالا (**فائدہ**) خداوند عالم نے قرآن مجید مین عقل کو حیات اور جہل کو موت فرمایا ہے تو جس نے جہل چھوڑ معرفت حاصل کی تو اوسکو ایک دوسری پاک زندگی ملگئی اور جو دوسرون کو بھی اپنے علم سے فائدہ پہونچایا اور اللہ کی طرف بلایا تو یہ بھی ایک قسم کا زندہ کرنا ہے اور یہ رتبہ انبیا علیہم السلام کا اور جو اونکے وارث علما ہین اونکو ملا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۶) روح کے بعد ادراکات حسی کی نشاۃ ہی۔ پھر تمیز کی پیدائش جو سات سال کی عمر مین ہوتی ہے یہ بھی ایک دوسری نشاۃ ہے پھر عقل کا پیدا کرنا جو بعد پندرہ سال یا اوسکے قریب قریب ہے ایک دوسری نشاۃ ہی اور ہر نشاۃ کا ایک طور ہے فرمایا وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا پھر خاصیت ولایت کا ظہور (جس کے لئے منظور ہو) نشاۃ ثانی ہے اور خاصیت نبوت کا ظہور ایک دوسری نشاۃ ہے اور یہ بھی ایک قسم کا بعث ہی جس طرح وہ باعث رسل ہے اوسیطرح وہ باعث یوم نشور ہے۔ لیکن تمیز والے لڑکے کو قبل تمیز حقیقت تمیز سمجھنا مشکل۔ اور ممیز کو حقیقت عقل اور عقل والے کو طور ولایت و نبوت سمجھنا دشوار رہی اسلئے کہ ولایت کا کمال اور طور نشاۃ عقل سے پرے ہے جیسے عقل نشاۃ تمیز کے بعد اور کمال تمیز نشاۃ حواس کے بھی بعد ہے۔ چونکہ اکثر لوگون کی طبعی بات ہی کہ جو چیز سمجھ مین نہ آئے جس تک ان کے فہم کی رسائی نہ ہو اوسکا انکار کرتے ہین۔ اور جو اُن سے غائب و پوشیدہ ہو اوسکی تصدیق نہین کرتے اسی لئے ملحد ونکو ولایت و نبوت اور اوسکے عجائبات سے انکار ہے۔ نشاۃ ثانی سے جو حیات آخرت ہوگی وہ بھی اون کے پاس محال ہے۔ کیونکہ یہ اوس مقام تک پہونچے نہین اسیطرح لڑکے سے عقل کی باتین اور اوسکے عجائبات بیان کیجے تو ضرور انکار کریگا اور اُسکو محال سمجھیگا تو جو شخص (اللہ و رسول کے فرمانے سے) اون باتونکی تصدیق کی جن تک یہ پہونچا نہین تھا تو وہ غیب پر ایمان لایا جو سعادت کی کنجی ہے۔ اور جس طرح کہ عقل۔ اوسکا عالم۔ اوسکے ادراکات۔ اوسکی نشاۃ۔ پہلے ادراکات کے لحاظ سے دور کی مناسبت ہے۔ اسیطرح نشاۃ آخرت اور نشاۃ اولی مین بھی بہت ہی دور کی مناسبت ہے اسکو اسپر قیاس کرنا چاہئے۔ (سہ بر سر قبر یکے رفتم دگفتم چونی ٭ گفت احوال چہ پرسی چو بیابی دانی) ۱۲

(اَلشَّهِيْدُ) اسکے معنی علیم کے قریب قریب ہین لیکن جب علم کا مطلق اعتبار کیا جاے
تو وہ علیم ہے اور جب اوسکی اضافت امورِ باطنی اور غیب کی طرف ہووے تو وہ خبیر ہے
اور جب وقت اوسکی نسبت امورِ ظاہر کی طرف ہووے تو وہ شہید ہی اور شہید کا یہ بھی وصف
ہی کہ قیامت کے دن مخلوق کے حالات پر گواہی دیگا اور علیم و خبیر کی شرح دیکھلو
اعادہ کرنیکی ضرورت نہین (اَلْحَقُّ) وہ کہ جسکا وجود بذاتہٖ ثابت ازلی اور ابدی ہو۔
(فائدہ) بندہ کا وصف اس سے یہ ہی کہ خدا کے سوائے کسی کو حق اور ثابت نہ دیکھے
اگرچہ بندہ کی ایک حقیقت ہی لیکن وہ حقیقت بنفسہٖ نہین بلکہ بغیرہٖ ہے یعنے بسبب حق تعالے
کے یہ موجود ہی نہ بذاتہٖ۔ اگر ایجادِ حق نہ ہو تو یہ بذاتہٖ باطل رہتا۔ جس سے انا الحق کہا اوس سے
خطا ہو گئی۔ لیکن دو تاویلون سے صحت ہو گی **پہلی** یہ کہ بالحق یعنے مین حق سے موجود
ہون۔ یہ تاویل بعید ہی کیونکہ لفظ سے یہ بات ظاہر نہین ہوتی علاوہ یہ کہ اوسی شخص کی
کیا خصوصیت۔ بلکہ ہر شے بالحق ہے (سو ہی حقیقت مین انا الحق بھی ہو الحق بھی
لیکن اسے حضرت منصور نے یہ دعوی کیا ہی) **دوسری** یہ کہ اسطرح مستغرق بحق
ہووے کہ دل مین غیر کی جگہ نہ رہے جس طرح شاعر نے کہا ع اَنَا مَنْ اَھْوٰی وَمَنْ
اَھْوٰی اَنَا چونکہ اہلِ تصوف اپنی نفوس کو باعتبارِ ذات فنا سمجھتے اور اسی طرح
دیکھتے ہین اور اکثر احوال مین اسمِ حق اونکی زبانون پر جاری رہتا ہی کیونکہ ذاتِ حقیقی کا

Ashshaheed
Alhaque

وہ ملاحظہ کرتے ہین اور جو فی نفسہٖ ہالک ہی اوسکا اعتبار نہین کرتے تو وہی نظر مین آتا
ہی - اور اسطرح اونکو اللہ تعالیٰ مخاطب ہوکے فرماتا ہی اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ - اور چونکہ اہلِ کلام ابھی مقامِ ابتدائی یعنی افعال مین ہین تو اونکی
زبانون پر اکثر اسمِ باری جو معنی مین خالق کے ہی جاری رہتا ہی اور اکثر خلق یہ سمجھی ہوی
ہی کہ ہر شے خدا کے سوائے ہی تو جس طرح دیکھتے ہین وہی شہادت دیتے ہین اس لئے
اونکو اسطرح خطاب فرماتا ہی اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ - (اَلْوَكِيْلُ) وہ کہ جسکو تمام امور تفویض کئے جائین
اور وہ بذاتہٖ اسکا مستحق ہو اور جو امور کہ تفویض کئے گئے ہین اونکی اچھی طور سے خبر گیری کرکے
پوری طرح سے وفا کردے - اِس سی تمنے سمجھ لیا ہوگا کہ بندہ کا اس اسم سے کیا حظ ہے
(اَلْقَوِيُّ - اَلْمَتِيْنُ) باعتبار قدرت تامّہ کے وہ قوی ہی - اور بحیثیت شدید القوۃ
ہونے کے وہ متین ہے اسکا مرجع معانی قدرت ہی جس کا بیان قریب مین آتا ہی
(اَلْوَلِيُّ) وہ جو محب و ناصر ہی (فائدہ) بندون مین ولی وہ ہی جو اوسکو اور اوسکے اولیا کو چاہے
ہر طرح سے مدد کرے - اوسکے دشمنون سے دشمنی رکھے نفس و شیطان بھی اوسی کے
اعدا سے ہین ان دونون کو شکست دے - (اَلْحَمِيْدُ) وہ کہ جس کی تعریف

۳ے حمد وہ ہے کہ اوصافِ کمال کو بیان کرنا اس حیثیت سے کہ وہ کمال ہے ۱۲

Alwakeel

Alqawee
Almateen

Alwalee

ازل سے ابد تک ہو رہی ہے (فائدہ) بندون سے حمید وہی ہے کہ جس کے عقائد و
اخلاق و اعمال و اقوال کی پوری طور سے اس طرح تعریف ہو کہ جس مین کسی کی شرکت
نہ ہو اور یہ تو وہی ذات مقدس ہے کہ جنکا نام پاک ہی خود محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے
پھر وہ انبیاء کرام علیہم السلام مین جو آپ سے قریب قریب ہین پھر اون کے سوا اولیاء و علماء ہین
پھر جسکی جسقدر تعریف ہو اوسی قدر اوسکو اس نام سے حصہ ملا ہے (اَلْمُحْصِی) وہ کہ
جس کے علم مین ہر معلوم کی حقیقت و کیفیت و کمیت یعنی گنتی منکشف ہو وے بندے کو اس
اسم سے اوسی قدر حصہ ہے جیسے اصل صفت علم سے ہے (جس طرح حضرت خضر علیہ السلام نے
حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ تمہارا اور میرا علم اللہ کے علم کے سامنے اوسی طرح ہے جیسے
چڑی نے دریا سے چونچ مین پانی لیا) (اَلْمُبْدِئُ۔ اَلْمُعِیْدُ) اسکے معنے موجد کے ہین
لیکن مبدی وہ ہے جو اپنے فضل و کرم سے مخلوق کو عدم سے پیدا کیا اور معید وہ کہ جو بعد
موت اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے پھر لوٹائیگا۔ یعنے حشر مین اوٹھائیگا۔ وَالْاَشْیَآءُ کُلُّھَا مِنْہُ
بَدَتْ وَاِلَیْہِ تَعُوْدُ۔ (اَلْمُحْیِیْ۔ اَلْمُمِیْتُ) اسکا مرجع بھی ایجاد ہی ہے لیکن جب وجود حیات

Almuhsee

Almabdee Almueed

Almumeeth

لہ ازل مین تو اپنی تعریف آپ ہی کیا اور ابد تک اوسکی حمد و ثنا اوس کے بندے کرتے رہین گے ۱۲ سلہ وہ عالم
ہے لیکن جب اضافت علم کی معلومات کی طرف اس حیثیت سے ہو کہ معلومات کا احصا و احاطہ اور اون کو شمار بھی
کرلے اسی کا نام احصا ہے۔ سلہ دیکھو تفسیر ہذا صفحہ ۳۲۷۔ سلہ جب ایجاد مسبوق بمثلہ نہ ہووے اوسکا
نام ابدا ہے اور جو مسبوق بمثلہ ہووے وہ اعادہ ہے ۱۲

ہو اُس فعل کا نام احیا ہی اور جب موت ہو اُسکا نام اماتت ہی تو موت و حیات کا خالق[۱]
اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ (اَلْحَیُّ) وہ جو کہ فعال و درّاک ہی۔ اقل درجاتِ ادراک یہ ہی کہ
مدرِک کو اپنی ذات کا شعور ہووی اور جس کو اپنے نفس سے بھی آگاہی نہ ہو وہ جماد
و بے جان ہی۔ پھر کامل و مطلق حی وہی ہے کہ تمام مدرکات اوسکے تحتِ ادراک
اور کُل موجودات اوس کے زیرِ فعل مندرج ہون یہانتک کہ کسی مدرک سے اوسکا
علم اور کسی فاعل سے اوسکا فعل منسوب نہ کیا جائے۔ اور ایسا حیِّ مطلق تو سوائے
اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہین اور جو زندہ اور حی ہے اوسکی حیات بھی خداوند عالم
کی تقدیر سے ہی اور وہ بھی بہت قلیل۔ (اَلْقَیُّوْمُ)[۲] جو موجود کہ اوسکی ذات اوسکے
لئے کافی ہو۔ نہ غیر سے اُسکا قیام۔ اور نہ دوامِ وجود مین غیر کا محتاج تو وہی قائم بنفسہٖ
ہی اور جو اسکے علاوہ ہر موجود کا قیام بھی اُسی سے ہو تو وہ قیوم ہی اسلئے کہ وہ

---

[۱] معنی حیات کی طرف اسمِ باعث مین اشارہ گزرچکا اعادہ کی ضرورت نہین [۲] اشیا کی تقسیم اسطرح ہے
کہ بعضے محل کے محتاج ہین جیسے اعراض و اوصاف تو ایسے اشیا کو کہین گے کہ اپنی ذات سے قائم نہین۔ بعضے ایسی
ہین کہ محل کے محتاج نہین وہ قایم بنفسہ کہلاتے ہین مانند جواہر کے۔ لیکن گو جواہر اپنی ذات سے قائم۔ محل سے مستغنی
ہین لیکن اون امور سے مستغنی نہین جو اون کے وجود کے لئے ضروری اور اون کے موجود ہونے کے لئے شرط ہین تو اس
اعتبار سے وہ قائم بنفسہ بھی نہ ہوئی کیونکہ وہ اپنے قیام کے لئے وجود غیر کے محتاج ہین عاصی کہتا ہی اسی سبب سے اللہ تعالیٰ کو
جوہر نہین کہتے چنانچہ حضرت شیخ الشیوخ نے اپنی رسالہ کشف الخلاص مین فرمایا ہے نے عرض ذات اوسکی اور جوہر نہین نہ ذرہ اسکی حکم سے باہر نہین

بذاتہ قایم اور ہر شے کا وجود و دوام وجود اوسی سے ہے (فائدہ) بندے کا حصہ اس وصف سے اوسی قدر ہے جسقدر کہ اوسکو استغنا و بے پروائی ماسوی اللہ سے ہے (اَلْوَاجِدُ) وہ جو کسی شے کا محتاج نہین بلکہ صفات و کمال صفات کی ساری خوبیان موجود ہون۔ (فائدہ) بندہ اگر عنایت آلہی سے بعضے کمال صفات اور اوس کے اسباب کو حاصل کیا یعنی کہو دیا اور واجد مطلق تو وہی اللہ تعالےٰ ہی (اَلْمَاجِدُ) مجید کے معنی مین لیکن اس مین زیادہ مبالغہ ہی اسکا بیان سابق مین گذرا۔ (اَلْوَاحِدُ) وہ موجود کہ اپنے وجود کے لحاظ سے منفرد و مخصوص ہے جس مین تصور شرکت غیر محال ہے وہ واحد مطلق ازلی و ابدی ہے (فائدہ) بندہ کو اکیلا اسوقت کہین گے جو کسی خصلت مین عمدہ خصلتون سے ہم جنسون مین اسکا نظیر نہ ہووے[۱] (اَلصَّمَدُ)[۲] وہ جو کہ سب لوگ اپنی حوایج مین اوسی کے محتاج ہوتے ہین کیونکہ وہ سب کا سردار ہی اسی پر سیادت ختم ہی (فائدہ) اللہ تعالےٰ نے اُس شخص کو اس مین سے کچھ حصہ دیا جسکو اپنے بندون کے دینی و دنیوی کام نکالنے کے لئے مرجع ٹہرایا (اَلْقَادِرُ۔ اَلْمُقْتَدِرُ) ان دونون کے معنے صاحب قدرت ہین لیکن مقتدر مین مبالغہ زیادہ ہی اور قادر مطلق تو

[۱] بندہ کو اکیلا کہنا بہ نسبت ابنای جنس و بلحاظ وقت اور باعتبار بعض خصلتون کے ہے اور وحدت مطلقہ تو اوسی اللہ تعالےٰ کے لئے ہے ۱۲ [۲] الصمد۔ السید لانہ یصمد الیہ فی الحوائج ای یقصد یقال صمدہ من باب نصر ای قصدہ (مختار)

dim
kher

وہی ہے جو ہر موجود کو نئی طور سے پیدا کرنے مین منفرد اور غیر کی معاونت سے مستغنی ہے۔ اور بندے کو گو ناقص طور پر کچھ قدرت ہی لیکن وہ مخترع اور ایجاد نو کرنیوالا نہین بلکہ جسقدر بندہ کے مقدورات ہین خدا نے ہی اونکو پیدا کیا ہی۔ اسکے بعد ایک راز ہی جسکے بیان کو یہ کتاب کافی نہین۔ (اَلْمُقَدِّمُ۔ اَلْمُؤَخِّرُ) وہ جو کہ نزدیک کرے۔ دور ہٹادے۔ جس کو مقرب بنایا اسکو آگے بڑھایا جسکو پیچھے ہٹا دیا اسکو دور کیا۔ انبیاء کرام و اولیائے عظام کو تقرب دیکر مقدم کیا۔ اپنے اعدا اور دشمنون کو دور کرکے موخر کیا۔ اس مین اشارہ ہی کہ تقدم و تاخر اپنے علم و عمل سے نہین بلکہ اسی کی جانب سے ہی (فائدہ) بندہ کا حظ صفاتِ افعال سے ظاہر ہے۔ ہر اسم مین اعادہ کی ضرورت نہین۔ جسقدر ہم بیان کر چکے ہین اوس سے پہچان لینا چاہئے۔ طول بیانی کی حاجت نہین (اَلْاَوَّلُ۔ اَلْاٰخِرُ) وجود کے لحاظ سے وہ سب سے پہلے ہی۔ کیونکہ تمام موجودات کا وجود اسی سے ہی۔ اور سلوک کے اعتبار سے وہ آخر ہے کیونکہ سالک کو جو معرفت اوسکی معرفت سے پہلے حاصل ہو وہ اوس کے معرفت کی سیڑہی ہی۔ آخری مرتبہ معرفت الٰہی ہے فَمِنْهُ الْمَبْدَاُ اَوَّلًا وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيْرُ

al
her

سلہ فرمایا وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ یعنے اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اوسکی ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مین دوزخ کو جنات اور آدمی سب سے ضرور بہر دونگا ۱۲

اٰخِرًا۔ اور یہ بھی تفسیر ہوسکتی ہے کہ اوّل کے یہ معنے کہ جسکی ابتدا نہین۔ اور آخر کے معنی
کہ جسکی انتہا نہین (اَلظَّاهِرُ۔ اَلْبَاطِنُ) جو اوسکو حواس و خزانہ خیال سے طلب کرے
اوسکی نسبت کرتے باطن ہے۔ اور جو خزانہ عقل سے بطریقِ استدلال اسکا طالب ہو اُسکے لئے
ظاہر ہے۔ (رہبرِ طریقت مین ہے الٰہی جب تک مین تیری ذات پر مخلوقات سے
استدلال کرتا رہا۔ تیرے قرب سے دور ہوتا گیا کس طرح اُس چیز کو تیرے لئے دلیل بنائین
جسکو ہم نفسِ وجود مین تیری محتاج پائین۔ کیا تیرے غیر کو تجھ سے زیادہ ظہور مین مرتبہ
ملا ہے۔ کہ جو اسکو تیرے ظاہر کرنیکا حوصلہ ہے۔ تو کب غائب تھا کہ تیرے حضور کے لئے

سلہ اگر کوئی کہے کہ ظاہر تو وہی ہے جس کے ادراک مین لوگون کو شک و اختلاف نہ ہو یہان تو لوگون کو اختلاف
ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ وہ شدتِ ظہور سے پوشیدہ ہوگیا۔ اوسی کا ظہور اُسکے بطون کا سبب ہوگیا۔ اوسی کا
نور اوسکے نور کا حجاب ہے۔ اس کلام سے کسی کو تعجب نہ کرنا چاہئے ہم ایک مثال سے سمجھاتے ہین کہ جب تم
کوئی کلمہ لکھا ہوا دیکھو تو تم کو یقین قطعی وجودِ کاتب کا ہوگا جو عالم۔ قادر۔ سمیع۔ بصیر۔ حی ہے۔ صرف ایک ہی کلمہ
اوسپر دال ہوگیا۔ اب زمین و آسمان کا ہر ذرہ ذرہ اپنی ذات پر احتیاج کی گواہی دے رہا ہے کہ ہمکو کسی مدبر نے
اسی طرح تدبیر دی۔ صانع نے ہمکو بنایا۔ خالق ہی عدم سے وجود مین لایا۔ اس ترکیب اور اس صفاتِ مخصوص
سے ہمکو خاص کیا۔ اور خود انسان اپنے ہی اعضا کو دیکھے بلکہ کوئی صفت یا کوئی حال کو اپنے خیال کرے
کہ جبراً و قہراً بے اختیار اوس کے کس طرح جاری ہو جاتا ہے اوسوقت بے ساختہ اپنے خالق و مدبر کی شہادت
دیگا۔ اگر یہ اشیا شہادت مین مختلف ہوتے اسطرح کہ بعضے اوسکے گواہی دیتے اور بعضے نہ دیتے تو سبکو یقین جاتا ہو
لیکن جب شہادت کثرت سے متفق ہوگئین تو شدتِ ظہور سے خفا اور پوشیدگی ہوگئی۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

دلیل کی ضرورت پڑی - تو کب دور تھا کہ کوئی شے تیری قربت کا باعث ہوئی الخ

فقیر کہتا ہے کہ صوفیہ اِن چارون نامون سے عینیت ثابت کرتے ہین یعنے اوسکی اوّلیت و آخریّت اور ظاہریت و باطنیت دوسری چیز کی نسبت کرتے ہنین ہے بلکہ جو کچھ ہے وہی ہے کبھی اوسکو اوّل کبھی آخر کبھی ظاہر کبھی باطن سے تعبیر کرتے ہین کلمۃ الحق مین ہے وَالْكَمَالُ عِبَارَةٌ عَنْ جَمْعِ الْمُتَقَابِلَيْنِ مِنَ التَّضَايُفِ وَالتَّضَادِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۲۴) مثال اوسکی اسطرح ہے کہ بہت ہی ظاہر وہ اشیا مین جو حواس سے پائے جاتے ہین اور اُن سے بھی زیادہ ظاہر وہ ہین جو خاص حاسۂ بصر سے ظاہر ہوتے ہین - اور بہت ہی ظاہر حاسۂ بصر مین نورِ شمس ہے کہ تمام اجسام پر چمکتا ہے جس سے ہر شے ظاہر ہو جاتی ہے پھر جو ہر چیز کو ظاہر کرے وہ تو خوب ہی ظاہر ہوگا لیکن باوجود اسکے بہت سی مخلوق اُسکو نہین پا سکتی اور کہتی ہے کہ رنگ برنگ اشیا مین سوائے اوس رنگ یعنے سرخی و سیاہی کے اور کچھ نہین اور اوس رنگ مین کوئی نور و روشنی علحدہ نہین (دہانکا کھیت جو لہلہاتا ہے اوسکو بھی اسی طرح سمجھتے ہین) لیکن جب آفتاب ڈوبا اور رات آئی پھر وہ رنگ کچھ اور ہی رنگ لاتے ہین (چنانچہ کھیت مین وقت غروب بہت ہی سبزی آجاتی ہے) تو اوسوقت وجودِ نور اور عدمِ نور کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور اُس رنگ اور اُس رنگ مین تفرقہ پڑ جاتا ہے - اور اگر فرض کرو کہ یہ نور اجسام سے جدا نہ ہوتا تو کون پہچان سکتا کہ اِن رنگونکے ہمراہ کوئی نور بھی ہے جو اُن پر زائد ہے - حالانکہ وہ سب اشیا سے ظاہر تر ہے بلکہ اوسی کے سبب اشیا ظاہر ہوے - اگر نعوذ باللہ خدائے تعالےٰ کے غائب ہونیکو فرض کرو تو ابھی آسمان زمین گر جاتے ہین اور جس شے سے اوسکا نور منقطع سمجھو وہی پہلے فنا ہو جاتی ہے تو پھر تفرقہ دونون حالتونکا تمکو کس طرح معلوم ہوگا - اور اوسکے وجود کی قطعی طور سے معرفت کس طرح حاصل ہوگی - فَسُبْحَانَ مَنْ اُحْتُجِبَ عَنِ الْخَلْقِ بِنُوْرِهٖ - وَخَفِيَ عَلَيْهِمْ بِشِدَّةِ ظُهُوْرِهٖ - فَهُوَ الظَّاهِرُ الَّذِيْ لَا اَظْهَرَ مِنْهُ - وَهُوَ الْبَاطِنُ الَّذِيْ لَا اَبْطَنَ مِنْهُ ۱۲

وَالْعَدَمِ وَالْمَلَكَةِ دُوْنَ النَّقِيْضَيْنِ مِنَ الْوُجُوْدِ وَالْعَدَمِ كَالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ وَ
الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالْمُحْيِيْ وَالْمُمِيْتِ وَالْهَادِيْ وَالْمُضِلِّ وَقِسْ عَلَيْهِ الْوَاجِبِ
وَالْمُمْكِنِ الخ لِكُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ۔ وَلِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ) (**فائدہ**) صفات مذکورہ
حق سے کچھ بھی تعجب چاہئے کیونکہ جس معنے سے کہ انسان انسان ہے۔ ظاہر و باطن
ہے۔ اگر اوس کے افعال مرتبہ اور محکمہ سے استدلال کیا جائے تو ظاہر ہے۔ اور اگر حس سے
ادراک مقصود ہو تو وہ باطن ہے اس لئے کہ حس کا تعلق ظاہر جسم سے ہی اور وہی انسان[1]
نہین (اَلْبَرُّ) وہ جو احسان کرے اور برِ مطلق حق تعالیٰ ہے اس لئے کہ ہر نیکی
واحسان اوسی کی طرف سے ہی۔ بندہ نکوکار موافق اپنے نیکیون کے ہوگا خصوص
جو اپنے والدین و استاد و مرشد سے نیکی کرے (اَلتَّوَّابُ) وہ جو اسباب توبہ اپنے
بندون کے لئے آسان کر دیتا ہی۔ یکے بعد دیگرے اپنی نشانیان دکھلا کر اُس کو
خوف دلاتا ہی۔ پھر اسقدر اُن پر گناہون کا خوف چھا جاتا ہے کہ وہ گریہ وزاری۔
توبہ و شرمساری سے اپنے مالک کی جانب رجوع کرتے ہین۔ فضل خدا بھی قبول

---

[1] انسان کو انسان اِس جسمِ ظاہری کے اعتبار سے نہین کہتے کیونکہ اگر جسمِ ظاہری بدل جائے بلکہ اوسکے تمام اجزا تبدیل پاوین تو انسان انسان ہی رہیگا۔ صرف اجزا متبدل ہوے۔ اور شاید ہر انسان کے اجزا بعد برسے ہونیکے ملفوظ نہین رہتے کیونکہ درازی زمانہ سے نقصان پاتے ہین اور اوس کے جیسے بطریق اغذا بدل جاتے ہین۔ اور اُسکی ہویت نہین بدلتی۔ وہی ہویت جو اُس سے باطن ہے۔ اور عقل کے پاس اُس کے آثار و افعال پر استدلال کرلینے سے ظاہر ہے ۱۲

کرنے کے لئے رجوع فرماتا ہی وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (فائدہ) جو شخص اپنے
خدمتگار و رعایا و دوستون کے قصور یکے بعد دیگرے معاف کرتا رہے تو وہ اس
خلق سے متخلق ہوا اور حصہ لیا۔ (اَلْمُنْتَقِمُ) وہ جو کہ دشمنون کو خاک مین ملا دے
مجرمون کو پا بزنجیر کرے۔ سرکش اور باغیون کو سخت سزا دے۔ لیکن کب جب جرم
کثرت سے ہوے ہون۔ بار بار ڈرانا بھی ہوا ہو۔ مہلت بھی دیگئی۔ فرصت بھی ملی
پر وہ کسی بات کا بھی خیال نہ کیا۔ سخت عذاب و عقاب مین گرفتار ہوا کیونکہ جو شخص
دینے مین تاخیر کرتا ہے تو اسکی سزا بھی سخت ہوتی ہے (فائدہ) بندہ کا حصہ اس اسم سے
یہی ہے کہ اللہ کے دشمنون سے بدلا لیوے۔ اور بڑا دشمن نفس ہی دیکھتا ہے کہ جب اسنے
کوئی معصیت کی یا عبادت چھوڑی تو خوب ہی انتقام لے۔ نقل ہے کہ حضرت بایزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ میرے نفس نے ایک شب مین وظیفہ پڑھنے کیلئے
سستی کی مین نے اسطرح سزا دی کہ ایک سال تک اسکو پانی پینے سے تنگ کیا پھر
سالک کو چاہئے کہ اسی طرح انتقام لیا کرے۔ (اَلْعَفُوُّ)[1] وہ جو کہ گناہون کو مٹا دے
معاصی سے درگذرے (فائدہ) بندہ کا حظ اس سے یہ ہی کہ جو ظلم کرے اسکو معاف
کردے۔ بلکہ اسپر احسان کرے۔ جسطرح وہ دیکھ رہا ہی کہ اللہ تعالے گنہگارون اور

[1] یہ نام پاک غفور سے قریب ہی لیکن اُس سے ابلغ ہی کیونکہ غفران مین ستر ہی۔ اور عفو مین محو اور محو مین مبالغہ ستر سے زیادہ ہے ۱۲

کافرون پر دنیا مین کس طرح احسان فرما رہا ہے۔ جلدی سے عقاب نہین کرتا۔ بلکہ
بسا اوقات معاف فرماتا ہے کہ انکی توبہ قبول کرلیتا۔ اور گناہون کو مٹا دیتاہے کیونکہ
حدیث ہی اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ[1]۔ (اَلرَّؤُفُ) صاحب رافت یعنے
بہت ہی رحم کرنیوالا۔ اسکا بیان سابق مین گذرچکا۔ (مَالِكُ الْمُلْكِ[2]) وہ جو کہ اپنی
مملکت مین جیسا اور جس طرح چاہا تصرف کیا (فائدہ) بندے کی مملکت خاص
طور سے اسکا بدن ہی۔ جب اس کے قلب و اعضا مین اسکی مشیت نافذ ہوگئی تو وہ اپنی
مملکت نفس کا اسی قدر مالک ہی جتنی قدرت کہ اسپر ملی۔ (ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)
جو جلال اور کمال ہے وہ اسی کے لئے ہی اور جو بزرگی و بخشش ہی وہ اسی سے صادر ہے
اسکی ذات کے لئے جلال ہے اور اسی کی جانب سے کرامت و بخشش مخلوق پر بے حد و حساب
ہے چنانچہ فرمایا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ (اَلْوَالِي[3]) وہ کہ جس نے امور خلق کی تدبیر
کی اور جو اسکی ولایت پر قادر ہی (اَلْمُتَعَالِي[4]) معنی مین علی کے جس مین ایک قسم کا مبالغہ
بھی ہے۔ سابق مین اسکا بیان ہوچکا۔ (اَلْمُقْسِطُ) وہ جو کہ مظلوم کا ظالم سے

---

[1] رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان یعنے گناہون سے توبہ کرنیوالا اسطرح ہی کہ گویا اسکو گناہ ہی نہین ۱۲ [2] مالک کے معنی قادر تام اور ملک کے معنی مملکت کے ہین ۱۲ [3] ولایت مین گویا تین باتین ہونی چاہیے (۱) تدبیر (۲) فعل (۳) قدرت۔ اور جب تک یہ جمع نہون اسپر اسم والی کا اطلاق صحیح نہین۔ اور سچ پوچھو تو والی امور خدا کے سوا کوئی نہین کیونکہ وہ پہلے انکی تدبیر مین منفرد ہی پھر تحقیق سے تدبیر کو جاری فرماتا ہی پھر ہمیشہ اسکو قایم رکھتا ہے ۱۲

انصاف کرے۔ اور اُسکا کمال یہہ ہی کہ مظلوم کی خوشنودی کے ساتھہ ظالم[1] بھی خوش ہوجاے اوریہہ غایتِ عدل و انصاف ہی جو خدا کے ہی لئے سزاوار ہی۔ (فائدہ) وہی بندہ اس سے پورا حظ اوٹھایا جس نے پہلے اپنے نفس سے انصاف چاہا پھر غیرون کے حقوق جو اسپر تھے اُسکی داد دی۔ پھر غیرون کے درمیان انصاف کیا۔ لیکن غیرون سے اپنا مطالبہ نہ کیا اور فریاد نہ چاہی (اَلْجَامِعُ) وہ کہ جو متباینات و متماثلات کو ایک جا کر دے۔

---

[1] اُسکی مثال وہ حدیث ہے جو نبی صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہی کہ ایکدن آپ تشریف فرما تھے اور ہیکایک ہنسنے لگے یہان تک کہ دندان پیشین نظر آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ پر میرے مان باپ فدا ہون کس چیز نے آپکو ہنسایا۔ فرمایا کہ دو شخص میری امت کے پروردگار عالم کے روبرو دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک نے عرض کی کہ پروردگار اس سے میرا بدلا لے۔ (ظالم کو) حکم ہوا کہ جو تو نے تیرے بھائی پر ظلم کیا اُسکو آج پہیر دے۔ عرض کی کہ میرے پاس نیکیان باقی نہین رہین حکم ہوا کہ تیرے بھائی کے پاس نیکیان تو نہین ہے پھر تو کیا چاہتا ہی عرض کی کہ میرے گناہ اُسکو اُٹھانا چاہیئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور فرمایا کہ وہ بڑا دن ہی کہ جسدن لوگ اس بات کے محتاج ہونگے کہ کوئی نہ کوئی انکا بوجھ اٹھالے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ پھر اللہ تعالےٰ نے اُس مظلوم سے ارشاد فرمایا کہ تو سر اٹھاکے جنتون مین دیکھ۔ عرض کی کہ اے رب چاندی کے شہر اور سونے کے محل دیکھتا ہون جنپر موتی جڑے ہوئے ہین یہ کس نبی یا کس صدیق یا کون سے شہید کے لئے ہین۔ ارشاد ہوا کہ یہ اُس کے لئے ہین جو اُسکی قیمت دے۔ عرض کی کہ اسقدر قیمت کس کے پاس ہے۔ حکم ہوا کہ تو دے سکتا ہے عرض کی کہ کسطرح اے میرے رب۔ ارشاد ہوا کہ تیرے بھائی کو معاف کردے تو یہی اُسکی قیمت ہے۔ گذارش کی کہ مین نے اُسکو معاف کیا۔ حکم ہوا کہ تو اپنے بھائی کا ہات پکڑکے جنت مین داخل ہوجا۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور باہم صلح کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ بھی قیامت مین مومنین مین صلح کرادیگا ۱۲

دیکھو چار خلط (حرارت ۔ برودت ۔ رطوبت ۔ یبوست) امزجہ حیوانات مین ایکجا
جمع ہین اور باوجودیکہ باہم کسقدر مخالف و مغایر ہین ایسی سیکڑون مثالین ہین کون
اسکو بیان کرسکتا ہے (فائدہ) بندون سے جامع وہی ہے کہ جسنے آداب ظاہر
اعضامین اور حقایق باطن قلب مین جمع کئے ہون جسکی معرفت کامل سیرت بھی اچھی
وہی جامع ہے ۔ یا یون کہو کہ جسکا نورِ معرفت نورِ ورع کو نہ بجھائے ۔ اور بصر و بصیرت
مین جمع مشکل ہے اسی سبب سے تم دیکھوگے کہ جو زہد پر صابر ہے اُسکو بصیرت کم ہوتی
ہے ۔ اور صاحب بصیرت کو صبر کم ہوتا ہے ۔ جامع تو وہی ہے کہ جو بصر و بصیرت
دونون کو جمع کرے (اَلْغَنِیُّ ۔ اَلْمُغْنِیُّ جل جلالہ) غنی وہ ہے کہ جسکو ہرگز کسی کی حاجت نہو
اور جسکو وہ غنی کردے تو وہ اوس کے غنی کرنے سے بھی غنی مطلق نہین ہوسکتا کیونکہ
وہ بھی آخر مغنی کا محتاج ہوا اسی لئے فرمایا وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۔ (فائدہ)
جب خدا کے سوا کسی سے حاجت باقی نہ رہے تو وہی بندہ غنی ہے (اَلْمَانِعُ جل جلالہ) وہ جو کہ
اسبابِ ہلاک و نقصان کو ابدان و ادیان سے دور فرماتا ہی تا اونکی حفاظت ہووے
سابق مین حفیظ کے معنے گذرچکے ہین اُس کے سمجھنے سے مانع کے معنے بھی سمجھ مین آجاینگے
(اَلضَّارُّ ۔ اَلنَّافِعُ جل جلالہ) جس سے خیر و شر اور نفع و ضرر ظاہر ہوتے ہین ۔ خواہ وہ بواسطہ
ملائکہ و انس و جمادات ہو خواہ بے واسطہ لیکن وہ سب خداوند عالم کی جانب منسوب ہے ۔

ہرگز نہ گمان کرنا کہ زہر قتل کرتا اور بنفسہٖ ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا سیر کرتا اور غذا اُسکو نفع دیتا ہی یا کوئی بھی مخلوق خیر و شر یا نفع و ضرر کی بنفسہٖ قدرت رکھتی ہے بلکہ تمام اشیاء اُسی کے تابع ہین جس مین جب چاہتا ہی نفع و ضرر پیدا کر دیتا ہی (لہ) خلیق؎

کسکی خوشامد ہم کرین کسکا گلہ کرین ۔ نافع بھی تیرا نام تو ہی ضار ہو گیا

hoor

(اَلنُّوْرُ جلّ جلالہ) وہ ظاہر کہ جس سے ہر شئے ظاہر ہو گئی اور جب وجود و عدم کا مقابلہ کیا جائے تو لامحالہ وجود کے لئے ظہور ثابت ہوگا اور کوئی تاریکی ظلمتِ عدم سے بڑھکر نہ ہوگی پھر جو عدم بلکہ امکانِ عدم سے بری ہو اور تمام اشیا کو ظلمتِ عدم سے ظہورِ وجود کی طرف لایا ہو اوسی کا نام نور ہونا چاہئے۔ اِس لئے کہ اُسی کے نورِ ذات سے تمام اشیا پر فیضانِ نورِ وجود ہی۔ وہی نورِ سموات و ارض ہے لِاَنَّ الظَّاهِرَ فِي نَفْسِهِ الْمُظْهِرَ لِغَيْرِهِ يُسَمّٰى نُوْرًا۔ معنیِ ظاہر مین اس بیان کو دیکھو تو سمجھ مین آجائیگا۔ وہ تعسفات و تکلفات (نور کے معنے منوّر وغیرہ) کرنیکی ضرورت نہ ہیگی۔ (اَلْهَادِيْ جلّ جلالہ) وہ کہ جس نے

diyu

اپنے خاص بندون کو اپنی معرفتِ ذات کی اسطرح ہدایت دی کہ بسبب اُس کے

لہ مثال اُسکی اسطرح ہی کہ جب بادشاہ کسی کو خلعت یا عقوبت کا حکم لکھ دیتا ہی تو جاہل سمجھتا ہے کہ قلم لکھنے والیکا تابع ہے لیکن عارف سمجھتا ہی کہ وہ کاتب بھی اللہ تعالیٰ کا محکوم ہی کیونکہ جب اُسنے کاتب کو پیدا کیا اور اُسکو قدرت دی اور اُسکے دل مین ایک ارادۂ مستقلّہ اسطرح پیدا کیا کہ جو رد نہین ہو سکتا تھا تو اوسی سنے یہ حرکتِ اصابع و قلم لامحالہ پیدا ہوئی خواہ وہ چاہے یا نچاہی بلکہ ممکن نہین کہ وہ نہ چاہے جب حیوانِ مختار کا یہ حال ہے تو جمادات مین تو ابین اظہر ہے ۱۲

اسمائے حسنیٰ

اشیا پر گواہی دینے لگے۔ اور اپنے عام بندون کو دلائلِ مخلوق کی ہدایت دی کہ جس کے سبب سے اُسکی ذات پر شہادت دینے لگے (یعنے اُنھون نے خالق سے مخلوق کو پہچانا اور اِنھون نے مخلوق سے خالق کو جانا) (**فائدہ**) بڑے ہادی بندون سے انبیاء علیہم السلام ہین پھر علما۔ پھر وہ لوگ جنھون نے سعادتِ اُخرویہ کی مخلوق کو ہدایت دی اور حقیقت مین وہی حق تعالیٰ ہادی ہے جسنے بواسطے انکی زبانون کے راہِ راست دکھائی مخلوق اُسکی تحتِ قدرت و تدبیر مسخّر ہے۔ (اَلْبَدِیْعُ جل جلالہ) وہ کہ جسکا مثل ذات و صفات و افعال مین معہود نہ ہو۔ اور یہ نام مطلق اُسی کے لئے ہی۔ کیونکہ اُسکو قبل ہی نہین تو پھر اُس کے قبل کون معروف ہوسکتا ہی۔ جو موجود ہے اُسی کے ایجاد سے ظاہر ہوا اور وہ موجد کے نہ مثل نہ مشابہ نہ مناسب ہی۔ وہی ازلی و ابدی بدیع ہے (**فائدہ**) جو بندہ کہ ایسی خصوصیت سے (خواہ نبوت یا ولایت یا علم سے) خاص ہو گیا جسکا مثل کسی وقت مین نہ ہو یا اُسی زمانہ مین نہ ہو تو وہ اُسی نسبت کے لحاظ سے جس شے مین یا جس وقت مین کہ وہ منفرد ہے بدیع ہے (اَلْبَاقِیْ جل جلالہ) وہ موجود کہ بذاتہٖ واجب الوجود ہے لیکن جب اُسکی نسبت استقبال کے زمانہ سے دی جاتی ہے تو اُسکا نام باقی[1] ۔ اور

[1] پھر باقی وہ کہ زمانۂ استقبال کے لحاظ سے جس کے وجود کی آخر تک انتہا مقدر نہ ہووے تو اسکو ابدی سے تعبیر کرتے ہین اور قدیم مطلق جسکے وجود ماضی مین کسی اول تک منتہی نہووے تو اُسکو ازلی سے تعبیر کرتے ہین۔ ہم نے باقی کے معنی جو واجب الوجود بذاتہ کہا ہے سبکو شامل ہے۔ اور نام بلحاظ زمانے کے ہین۔ اور حق تعالیٰ تو زمانہ کی پیدا کرنیکے پہلے ہی۔ اور خلق زمانہ کے بعد بھی جس طرح تھا اُسی طرح ہے ۔۱۲

زمانۂ ماضی کی نسبت کرتے قدیم کہتے ہین (اَلْوَارِثُ) وہ کہ جو بعد فنارِ مخلوق کے تمام املاک کا مالک ہی۔ اُسیکی جانب ہر ایک کا مرجع ومآل ہے (فقیر کہتا ہی کہ جو بے وارث یعنی یتیم و بیوہ کی خبرگیری کرے تو اُس بندہ کو اس اسم سے حظ مل گیا جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی۔ آپکی مدح مین ابوطالب کا شعر ہی ؎

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

(اَلرَّشِيْدُ) وہ کہ جس کی تدبیرات درست طور سے بے اشارہ مشیر و بے ارشاد مرشد اُس کی غایت تک پہونچ رہی ہین (فائدہ) ہر بندے کا رشد موافق اُسکی ہدایت کے ہی جو اپنی تدبیرات مقاصد دینی و دنیوی مین کر رہا ہے (اَلصَّبُوْرُ) وہ کہ جو کسی کی جلدی سے قبل وقت فعل مین تعجیل نہین کرتا۔ بلکہ تمام امور کو اندازہ معلوم سے جاری فرماتا ہے۔ (فائدہ) بندہ کا صبر شدت و تکلیف سی خالی نہین کیونکہ اُسکے صبر کے یہ معنی ہین کہ مقابلہ مین خطرہ شہوت و غضب کے خطرہ دین و عقل کو ثابت رکھنا۔ پھر جب دونون مختلف خطرے اسکو کھینچنے لگے تو بندہ خطرہ مسارعت و اقدام کو دفع کرکے باعث تاخیر کی طرف مائل ہوا تو

له اُس دن فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنے آج ملک کس کے لیئے ہے۔ پھر خود ہی جواب دیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنے اللہ واحد و قہار کا ہی۔ یہ موافق گمان اکثر آدمیون کے ہی ورنہ بصیرت والے ہمیشہ یہی مشاہدہ کرتے اور یہی ندا بے صوت و حرف سنتے ہین۔ اور اسکو وہی شخص پا سکتا ہی جس نے حقیقت توحید کو پایا۔ ہمنے اوّل کتاب توکل من احیاء علوم الدین کے اسطرف اشارہ کیا ہی وہان دیکھ لو ۱۲ سله وہ گوری رنگ والے جنکے رخ مبارک کے طفیل سے بادل طلب کیا جاتا ہی۔ جائے پناہ یتیمونکی امداد و بیوہ زنکی ۱۲

اسکا نام صبور کہا جائیگا بشرطیکہ باعثِ تعجیل کو مقہور کردے اور مٹا دے۔ **معذرت**۔
مین نے جو اسامی و صفات کے بعد فوائد و تنبیہات بیان کئے اسکا باعث قولِ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہی۔ اور صوفیہ کے وہ کلمات ہین جس مین
اسیطرح اشارات ہین جس طرح ہمنے بیان کیا لیکن اُن اشارات سے کم سمجھ آدمی
کچھ معنیِ حلول و اتحاد سمجھ جاتا تھا۔ بھلا ایک عقلمند آدمی اسطرح نہین سمجھ سکتا تو وہ مشایخ
جو مکاشفات سے مخصوص ہین کس طرح سمجھین گے۔ کیونکہ معانیِ اسماء اللہ تعالیٰ کے
صفات ہین۔ تو اُسکے صفات ماسوائے حق کے صفات نہین ہو سکتے۔ لیکن اُسکے معنی
حاصل ہوتے ہین جو اُن اوصاف کے مناسب ہوتے ہین۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلانیکو
علمِ اُستاد حاصل ہوگیا۔ حالانکہ علمِ اُستاد تلمیذ کو حاصل نہین ہوتا۔ بلکہ اُس علم کے مثل اسکو
حاصل ہوگا۔ اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ جس طرح ہمنے بیان کیا ہے وہ مقصود نہین ہے تو
وہ قطعی طور سے باطل ہے۔ (**تنبیہ**) مشہور روایتِ ابو ہریرہ مین وَاحِد ہے لیکن ایک
روایت مین واحد کے عوض اَحَد ہے۔ تو دونون مین سے کوئی ایک نام لیجے تو
معنیِ توحید بھی حاصل اور گنتی بھی پوری ہوتی ہے۔ اور یہ میرے خیال مین بہت ہی
بعید ہے کہ دونون نام لئے جائین اور انکا معنے ایک ہی ہو اور گنتی بھی پوری ہو۔

---

[1] چونکہ باعثِ عجلت شان مین حق تعالےٰ کے معدوم ہے تو وہ عجلت سے بھی دور تر ہے اور وہی اس اسم کا مستحق تر ہے بعد نکال دینے اس اعتبار کے جو تناقض مباعث اور مصابرہ بطریق مجاہدہ ہے ۱۲

ہم یہ کہتے ہین کہ جب تُو دو نہ نام ہین تو ضرور اون کے مفہومات مین اختلاف ہونا چاہیئے۔
کیونکہ اسم سے مقصود اُسکے حروف نہین بلکہ معانی مطلوب ہین۔ اور اسماءِ مترادفہ مین صرف

لہ بحث عمدہ مفہوماتِ الفاظ مین یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض اُس الفاظ کے ہی لفظ ہین یا اُس کے غیر لیکن جب سمجھ مین آئیگا کہ جب معرفت بمعنی غیر اور ھُوَ ھُوَ ہووے۔ قول ہمارا جو ہُوَ ہُوَ ہے اُسکا اطلاق تین طرح ہوتا ہے پہلا جیسے قول قائل کا کہ اَلْخَمْرُ هُوَ الْعُقَارُ وَاللَّيْثُ هُوَ الْاَسَدُ یعنے خمر وہ عقار ہے اور لیث جو ہے وہ اسد ہے۔ یہ قاعدہ ہر ایسی شئے مین کہ جو فی نفسہ ایک ہووے اور اُسکے دو اسم مترادف ہووین جن کے مفہوم مین کچھ بھی اختلاف نہ ہووے نہ زیادت کا نہ نقصان کا صرف دونون کے حرف مختلف ہووین تو جاری ہوتا ہے اور ان جیسے نامون کو مترادفہ کہتے ہین دوسرا اطلاق جس طرح قول قائل کا اَلصَّارِمُ هُوَ السَّيْفُ۔ وَالْمُهَنَّدُ هُوَ السَّيْفُ یعنے جو کاٹنے والی ہے وہ تلوار ہے۔ اور جو ہند کی بنی ہوی ہے وہ تلوار ہے۔ یہ اطلاق پہلے سے علحدہ ہے کیونکہ ان نامون کے مفہومات مختلف ہین۔ مترادف نہین اس لئے کہ صارم سیف پر بحیثیتِ قاطع دال ہے۔ اور مہند بحیثیتِ نسبتِ ہند سیف پر دال ہے۔ اور سیف کی دلالت دلالتِ مطلقہ ہے کہ ان مین سے کسی شئے کا اُس مین اشارہ نہین۔ تو مترادف اُسیکو کہین گے جس مین صرف حروف کا اختلاف ہو اور کسی قسم کا زیادت و نقصان مین تفاوت نہ ہو۔ اس دوسری جنس کا نام متداخل رکھنا چاہیئے کیونکہ سیف الفاظِ ثلاثہ کے مفہومات مین داخل ہے۔ گو بعض مین اشارہ زیادتی کی طرف ہے تیسرا یہ کہ کہنے والا کہے اَلثَّلْجُ اَبْيَضُ بَارِدٌ فَالْاَبْيَضُ وَالْبَارِدُ وَاحِدٌ وَالْاَبْيَضُ هُوَ الْبَارِدُ۔ یعنے برف سفید ٹھنڈا ہے۔ پہر سفید و ٹھنڈا ایک ہے۔ اور سفید جو ہے وہ ٹھنڈا ہے اور یہ بہت ہی بعید وجہ ہے۔ اور اسکا مرجع وحدتِ موضوع ہے جو موصوف دو صفتون سے ہو۔ معنے اُس کے یہ ہین کہ ایک ذات ہے جو بیاض و برودت سے موصوف ہے خلاصہ یہ کہ هُوَ هُوَ اُس کثرت پر دلالت کرتا ہے جس کے لئے من وجہٍ وحدت ہے۔ اگر وحدت نہ ہوتی تو کس طرح یہ کہنا ممکن ہوتا کہ هُوَ هُوَ وَاحِدٌ اور جب کثرت نہ ہو تو هُوَ هُوَ ہی صحیح نہ ہو کیونکہ وہ دو شئے

حروف کا اختلاف ہوتا ہے۔ اور ان اسما کی فضیلت اسی سبب سے ہے کہ اُن مین معانی ہین۔ اور جب معانی سے خالی ہون گے تو صرف الفاظ ہی باقی رہ جائین گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۵) کی طرف اشارہ ہے **غرض** ہماری یہ کہ اسمارِ الٰہی بہت ہین لیکن مترادف نہین اور باعتبار مذہب اہل سنت کے ان کا مرجع ایک ذات اور سات صفات کی طرف ہے۔ اگرچہ صفات سات ہین لیکن کثرتِ افعال۔ کثرت سلوب سے اُسکا حصر مشکل ہے مگر اُسکا مجموعہ دس قسم مین ہے **پہلی قسم** جو ذات پر دال ہے مانند اسم اللہ کے اور اُسی سے قریب اسم حق ہے جب اُس سے ذات بحیثیت واجب الوجود ہونے کے مقصود ہو **دوسری** جو ذات پر مع سلب کے دال ہے۔ مثل قدوس۔ سلام۔ غنی۔ احد اور اُسکے مانند۔ قدوس سے وہ شے مسلوب و منفی ہے جو خیال و وہم مین آئے سلام سے عیوب مسلوب ہین۔ غنی سے حاجت مسلوب ہے۔ احد کا نظیر مسلوب ہے **تیسری** وہ نام جسکا مرجع ذات مع اضافت ہے مثل علیّ و عظیم کے علی وہ ذات جو سب ذات سے بلند ہے عظیم ایسی ذات پر دال ہے جو حدود و ادراکات سے متجاوز ہے۔ دیکھو ان دونون مین اضافت و نسبت موجود ہے (پہلے مین ذات دوسرے مین ادراکات) **چوتھی** وہ جسکا مرجع ذات مع سلب و اضافت ہے مثل ملک و عزیز کے اس لئے ملک ایسی ذات پر دال ہے کہ جو کسی شے کی محتاج نہ ہو اور ہر شے اُسکی محتاج ہو۔ اور عزیز وہ ذات جسکا نظیر نہین۔ اور اُسکی طرف سخت ضرورت پڑتی اور اُسکا پانا نہایت ہی مشکل ہے **پانچوین** وہ جسکا مرجع صفت ہے جیسے علیم و قادر وحی و سمیع و بصیر **چھٹی** وہ جسکا مرجع علم مع اضافت ہے مثل خبیر و محصی کے کیونکہ خبیر ایسے علم پر دال ہے جو اشرف معلومات کی طرف مضاف ہے اور محصی ایسے علم پر دلالت کرتا ہے کہ جو معلومات کو احاطہ کرلے اور اُسکو تفصیل وار گن لے **ساتوین** وہ جسکا مرجع قدرت مع زیادتِ اضافت کے ہے مثل قوی و متین و قہار کے کیونکہ قوت تمام قدرت ہے اور متانت اُسکی شدت ہے اور قہر قوت کا بطور غلبہ کے مقدور مین اثر کرنا ہے **آٹھوین** وہ جسکا مرجع ارادہ مع فعل و اضافت کے ہے مثل رحیم و رؤف و ودود کے اس لئے کہ رحمت کا مرجع ایسا ارادہ ہے جو قضاءِ حاجت

اسی لئے جب دو نام قریب المعنی آئین جیسے غنی اور ملک تو اسطرح اظہارِ فضیلت ہو کہ جو
ایک لفظ جس پر دال ہے دوسرا اسپر دلالت نہ کرے۔ اور جو ہم سے دونون کے معانی مین
وجہِ فرق شانِ الٰہی کے لحاظ سے مشکل ہووے تو ہمکو اصلِ افتراق مین شک کرنا نہ چاہئے
جیسے عظیم و کبیر گوان دونوں کا وجہِ فرق باعتبارِ شانِ الٰہی ہم پر مشکل ہے اور اسکا سمجھنا دشوار ہے
لیکن ہم اُنکے اصلِ افتراق مین شک نہین کرتے اب رہی یہ بحث کہ اخلاقِ الٰہی سے جب بندہ
متصف ہوگا تو معاذ اللہ اُس کے مشابہ ہو جائیگا یہ خیال بالکل غلط ہے[۱] کیا کسی وصف مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۶) محتاج کی طرف مضاف ہووے۔ اور رافت شدتِ رحمت ہے اور ودود
کا مرجع وہ ارادہ ہے جو احسان و انعام کی جانب مضاف ہووے **نوین** وہ جسکا مرجع صفاتِ فعل ہے جیسے خالق
و باری اور اُسکے نظایر **دسوین** وہ جسکا مرجع دلالتِ فعل پر مع زیادتِ اضافت کے ہے مثل مجید و لطیف کے
کیونکہ مجید وسعتِ اکرام پر مع شرفِ ذات دلالت کرتا ہے۔ اور لطیف فعل پر مع رفق و نرمی دال ہے۔ **غرض** یہ
اسماء پاک اور جو اس کے سوا ہین انھین ذیل قسم مین داخل ہین۔ سو تمکو چاہئے کہ جسقدر ہم نے بیان کیا ہے اسی پر
دوسرون کو قیاس کرو۔ یہ بیان ایسا ہے کہ اس مین اسماء مترادف بھی نہین ہوتے باوجود اس کے ان صفات
مشہور کی جانب اُنکا مرجع بھی برقرار رہتا ہے ۱۲ [۱] اس لئے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ
اِزَارِیْ۔ دونون مین اسطرح فرق فرمایا جو تفاوت پر دال ہے۔ اگرچہ ہر ایک ردا و ازار انسان کے لئے زینت
ہین لیکن ردا ازار سے اشرف ہے اسی لئے مفتاحِ صلوٰت اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہے۔ اور علماءِ ذوی فہم کے پاس اَللّٰہُ اَعْظَمُ
اُسکے قایم مقام نہین ہو سکتا۔ اسی طرح عرب بھی استعمال مین فرق کرتے ہین کہتے ہین کہ فلان فلان سے سن مین اکبر ہے اور نہین کہتے
کہ سن مین اعظم ہے۔ اگر دونون لفظ مترادف ہوتے تو ایک بجائے دوسرے کے ہر ایک مقام مین مستعمل ہوتا۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہین کہ یہ
جنس سیف و مہند و صارم سے ہے نہ جنس لیث و اسد ۱۲ [۲] کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ دو ضد متماثل ہو سکتے ہین حالانکہ

[۱] بندہ خلقِ الٰہی سے متصف ہوتا ہے مشابہ نہین ہوتا۔

[۲] دو ضد بعضے اوصاف مین مشارک ہین۔

مشارکت ہونے سے مماثلت واجب ہوجاتی ہے۔ اگر ایسا ہی خیال ہے تو تمام خلق مشبّہ
ہوجائیگی کم سے کم وجود مین تو مشارکت ہوجائیگی پھر وہی مشابہت کا وہم ہوگا۔
لیکن خاصیت الٰہی تو یہ ہے کہ وہ واجب الوجود اپنی ذات سے موجود ہے۔ جو کچھ کہ امکان
مین ہے اسکو موجود کرنیوالا ہی بلکہ خاصیت الٰہی کو اس کے سوا کوئی نہین پہچان سکتا۔
حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنے اللہ کو
اللہ ہی پہچانتا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ
الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً
عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اسکے یہ معنی ہین کہ مین تیرے محامد تیرے صفات
الٰہیت کا احاطہ نہین کرسکتا اور تو ہی اکیلا اسپر محیط ہی حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ
سے وقت موت پوچھا گیا کہ آپکی کیا خواہش ہے۔ فرمایا چاہتا ہون کہ مرنے کے پہلے
اسکو پہچان لون۔ پھر اب مخلوق کو ملاحظۂ حقیقت ذات ہی سوای حیرت و دہشت کے
اور کیا حاصل ہوگا۔ ہان وسعت معرفت اسکے اسماء و صفات مین ہوتی ہے۔

ذوالنون مصری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۷) دونون مین اسقدر بُعد ہے کہ اس سے زیادہ بُعد ممکن نہین۔ باوجود اسکے وہ دونون
بہت سے اوصاف مین مشارک ہین دیکھو سیاہی سفیدی سے عرض ہونے مین مشارک۔ رنگ ہونے مین مشارک۔ مدرک بالبصر
ہونے مین مشارک اسکے سوا اور امور مین بھی مشارک ہی ۱۲ بلکہ مماثلت نوع و ماہیت مین مشارکت ہونے سے مراد ہی۔ گھوڑا کیسا ہی کیون
نہ ہشیار ہو انسان کے مثل نہین ہوسکتا کیونکہ وہ نوعین مخالف ہی ہان کیاست مین مشابہ ہو جو ماہیت مقومہ ذات انسان سے خارج ہی ۱۲
۲ ادراک کے حاصل کرنے سے عاجز ہونا ادراک ہے ۱۲

اسی سے تفاوتِ مراتب[1] ہی۔ جو لَا اَعْرِفُ اِلَّا اللّٰہَ کہتا ہی وہ سچا ہی اور جو لَا اَعْرِفُ[2] اللّٰہَ کہتا ہی وہ بھی صادق ہی لیکن حیثیات[3] مختلف ہین۔ اگر کوئی کہے کہ حقیقتِ ذات کی

[1] تم اس تفاوت کو ایک مثال سے سمجھو وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی مثلاً امام شافعی کو انکا دربان جانتا ہی۔ اور مزنی جو آپکے شاگرد ہین وہ بھی جانتے ہین لیکن دربان اسیقدر جانتا ہی کہ آپ شرع کے عالم اور لوگون کو اللہ کی راہ دکھانیوالے تھے اور مزنی کی معرفت اس دربان کی معرفت سے بڑھی ہوی ہے۔ بلکہ دونون معرفتون مین کچھ بھی نسبت نہین کیونکہ انکی معرفت صفات و معلومات پر تفصیل وار محیط ہے۔ اسیطرح معرفتِ آلہی مین تفاوتِ خلق کو سمجھنا چاہیئے۔ جسقدر کہ جس کو اس کے معلومات و عجائباتِ قدرت اور ملک و ملکوت سے بدائعِ آیاتِ دنیا و آخرت مین منکشف ہوئے اوسیقدر معرفتِ آلہی زیادہ ہوگی۔ [2] یعنے مین اللہ کے سوا کسی کو نہین پہچانتا [3] یعنے مین اللہ کو نہین پہچانتا۔ [4] یعنے نفی و اثبات معاً صادق نہین ہوسکتے۔ ہان جب وجہِ کلام مختلف ہو تو انکا صدق ممکن ہے مثلاً کسی نے کسی سے کہا کہ تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچانتے ہو تو اُسنے جواب دیا کہ اُن کو کون نہین پہچانتا ایسا بھی کوئی ہے کہ جو باوجود اسقدر شہرت کے آپ کو نہ جانتا ہو۔ منابر پر انکی ثنا ہوتی ہے۔ مساجد مین انھین کا ذکر ہے۔ زبانون پر انھین کی تعریف و توصیف ہے۔ تو یہ قایل صادق ہے۔ اسیطرح ایک دوسرے شخص سے کہا جائے کہ تم انکو پہچانتے ہو تو اُس نے کہا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو انکو پہچان سکون۔ افسوس افسوس صدیق کو اُن کے جیسا صدیق ہی پہچانیگا یا جو اُن سے بڑھکر ہے۔ مجھے دیکھو اور انکی معرفت کا دعوے۔ چھوٹا منہ بڑی بات ہی۔ ہان ہم جیسے لوگ انکے نام و صفت کو صرف سن لیتے ہین معرفت کا دعوی محال ہے تو یہ شخص بھی سچا ہی اور اسکے لئے بہی ایک وجہ ہی جو بلحاظِ تعظیم و تکریم بہت ہی قریب ہے اور بہت ہی سچ ہی کیونکہ حقیقت مین اُسنے نہین پہچانا۔ معرفتِ شے وہی ہی جو حقیقت و ماہیت کو اُسکے پہچانے نہ ان نامونکی معرفت جو اُس کے لئے ہین۔ اسی قریب قریب اُن دو قولونکو سمجھو جو ایک کہتا ہی کہ مین خدا کو جانتا ہون اور دوسرا کہتا ہی کہ مجھے اسکی معرفت نہین۔ اب ہم ایسی پُرموج دریا مین غوطے لگا رہی ہین کہ جسکا کنارہ نہین اور ایسے اسرار عام طور سے بیان کرنا بھی چاہیئے اور جب یہ عارضی باتین ہین مقصود اصلی نہین تو ہم اپنی زبان کو روک لیتے ہین ۱۲

معرفت تو محال ہے تو معرفتِ اسمار و صفات حقیقی پوری اور طور سے ممکن ہوگی ہم
کہتے ہین کہ یہ بھی کامل وحقیقی طور سے سوائے خدا کے کسیکو حاصل نہین بلکہ نبی کو سوائے
نبی کے کوئی نہین پہچان سکتا اور جس کو منصبِ نبوت نہین وہ صرف اسکا نام پہچانتا ہے
اور سمجھتا ہی کہ نبوت ایک ایسی خاصیت انسان کے لئے ہوتی ہی جس سے وہ غیر نبی سے جدا
ہوجاتا ہی (تنبیہ) اس بیان مین کہ اللہ تعالیٰ کے نام بلحاظِ توقیف انھین ۹۹ نام مین
منحصر نہین بلکہ دوسری روایتون مین اور نام بھی آئے ہین جیسے قاہر اور منعم اور قرآن مجید
مین بھی ہین جیسے مولیٰ ۔ نصیر ۔ غالب ۔ قریب ۔ رب ۔ ناصر ۔ بعضے اضافی طور سے ہیں

لہ مثلاً ان پیٹ کے اندھے یا بہرے کو بصارت و سماعت کس طرح سمجھ مین آئیگی اسی طرح حال نبوت کا بلکہ جنت کی
لذتونکا ہی ۔ جب تک ذوق نہ حاصل ہو سمجھنا دشوار ہے اسی سبب سے حدیث مین آیا ہی کہ نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا ۔ نہ بشر کے دل پر
بھی اسکا خطرہ نہین گذرا تو معرفتِ معانیِ اسمارِ الٰہی بطورِ مکاشفہ و مشاہدہ حاصل ہونا سب سے اعلیٰ درجہ ہی ۔ ایسے دلائل سے اسکا
وضوح و ظہور ہوتا ہی کہ جس مین خطا جایز نہین ہوتی اور عارف کو انکشافِ اتصافِ اللہ سبحانہ کا ان اسماء و صفات
سے اسطرح ہوتا ہے جو قایم مقام یقین کے ہے لیکن یہ اسی انسان کو حاصل ہے جسکو صفاتِ باطنی سے مشاہدہ
باطنی حاصل ہے اور بہت ہی بڑا فرق ہے اس مین اور اس اعتقاد مین جو اساتذہ اور آبار سے بطورِ تقلید سیکھا تھا گو دلائل
کلامیہ سے مستند ہو ۔ اور جو اس مقام پر نہین پہونچا ہے تو وہ اپنے صفاتِ نفس پر خدا کے صفات کو قیاس کرتا ہے
خدا کے صفات اس سے پاک و مقدس ہین کہ وہ ہمارے صفات سے متشابہ ہو وے وہ سمیع ہے لیکن ہماری طرح
سماعت نہین وہ بصیر ہے لیکن ہماری طرح نہین تو یہ معرفت قاصر ہے جس مین ایہام و تشبیہ ہے تو ان لوگونکو
چاہئے کہ مشارکتِ اسمی سمجھین اور مشابہت کی بالکل نفی کرین ۱۲

اسماء الٰہی ننانوے نام مین منحصر نہین

جیسے غَافِرُ الذَّنۡبِ۔ قَابِلُ التَّوۡبِ۔ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ۔ لیکن ہمنے تو ننانوے نام کی
شرح اس لئے کی کہ یہی روایت مشہور ہی۔ اور اُسی کے احصا سے آدمی دخولِ جنت کا
مستحق ہوتا ہی۔ اور بعضے روایتون مین حفظ کرنا ہی کیونکہ حفظ مین زیادہ مشقت ہے۔
(تنبیہ) اس بیان مین کہ اسماء وصفات الٰہی توقیفی یعنے ٹھہرائے ہوئے ہین یا بطور
عقل جائز ہین۔ قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جائز ہین لیکن وہ نام کہ جسکی
شرع نے اجازت نہ دی ہو یا جس کے معنے خداوندِ عالم پر محال ہون۔ اور جس مین
کوئی مانع نہ ہو تو اُسکے جواز مین کیا کلام ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین
کہ یہ توقیف پر موقوف ہین یعنی جس کی شرع نے اجازت دی ہی اُنھین نامونکا اطلاق
اللہ سبحانہ کے حق مین جائز ہے اُس کے سوا نہین۔ ہمارا مختار یہ ہے کہ اس مین
تفصیل ہے۔ جن نامونکا مرجع اسم ہے وہ اذن پر موقوف ہین۔ اور جن اسماء کا رجع
وصف ہی وہ اجازت پر موقوف نہین۔ بلکہ جو صادق ہین اُسکا اطلاق ہوگا۔ کاذبکا
نہین۔ دلیل اباحتِ وصف کی یہ ہے کہ وصف ایک امر سے خبر دینا ہی۔ اور خبر صدق
وکذب کی جانب منقسم ہوتی ہے۔ اور شرع دال ہے کہ اصلی طور سے کذب حرام ہی لیکن
کسی عارضی سبب سے۔ اور صدق مباح ہی مگر کسی عارض سے تو جسطرح ہم زید کے
حق مین کہتے ہین کہ وہ موجود ہے اسی طرح شانِ آلٰہی مین بھی کہہ سکتے ہین کہ وہ

اسماء اذن پر موقوف ہین صفات نہین

موجود ہے خواہ شرع مین آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ ہان جس وصف مین کسی قسم کا نقصان
ہو تو وہ شان الٰہی مین ہرگز نہین کہہ سکتے۔ اور اسی طرح جب ہم اُسکو پکارین گے تو
اسماء حسنےٰ سے ہی ندا کرینگے جس طرح کہ ہمکو حکم ہوا ہے۔ اور جب صفات[1] سے پکارنا
ہوگا تو مدح و جلال کے صفات سے ندا کرینگے۔ یون نہ کہین گے کہ یا موجود۔ یا متحرک
یا ساکن۔ بلکہ اسطرح کہین گے یا مُقِیلَ الْعَثَرَاتِ[2]۔ یا مُنْزِلَ الْبَرَکَاتِ۔ اور جو اسکے
مثل ہون۔ ہان جو کوئی پوچھے کہ محرک و مسکن اشیا کون ہے تو ہم کہین گے کہ وہی
اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم افعال و اوصاف مین توقف نہ کرینگے کیونکہ اس مین خاص طور سے
اذن کی ضرورت نہین۔ بلکہ شرع مین صدق کا اذن مل چکا اور سچ بولنے کی اجازت ہے
اسلیئے ہم کہہ سکتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہی موجود و مُوجِد و مُظہِر و مُخفی و مُسعِد و مُشقی و مُغنی ہے
لیکن عارف و عاقل[3] و فطن و ذکی اور جو اسکے مثل ہون اُسکے حق مین کہنا جائز نہین
کیونکہ اُس مین ایہامات ہین اور جس مین کسی قسم کا بھی ایہام ہو وہ جائز نہین

---

[1] مثال اُسکی بلا تشبیہ سمجھو کہ جب ہم انسان کو پکارتے ہین یا تو اُسکے نام سے یا ایسی صفت سے کہ جو صفات مدح سے ہو جسطرح یا شریف۔ یا فقیہ کہتے ہین۔ اور یا طویل۔ یا ابیض نہین کہتے مگر یہ کہ جب حقارت منظور ہو۔ ہان جبکہ لی اُس کے صفات پوچھے تو کہین گے دراز قد ہے۔ کالا رنگ ہے اُسوقت بھی وہ صفت نہ بیان کرینگے کہ جسکو اطلاع ہو تو اُسکو برا معلوم ہو مثل سبب برا معلوم ہوتا ہے اور جس صفت مین نقصان ہوگا وہی بُری معلوم ہوگی۔ [2] اے لغزشون مین سنبھالنے والے۔ اے برکات کے اُتارنے والے ۱۲ [3] عاقل ایسا نام ہے کہ شرع نے جس کی اجازت

مگر اذنِ شرع سے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ مترجم کہتا ہے کہ للہ الحمد کہ یہ رسالہ بطورِ اختصار ختم ہوا اور کہین عبارت مین تقدیم و تاخیر بھی ہوی آجکل کے کچے صوفی بکّے ملحد اسامیٔ مرتبۂ الوہیت مثلاً اللہ و رحمٰن و غیرہما کو مراتبۂ کونیۂ عبدیت و مخلوقیت پر اطلاق کرتے ہین جو عینِ کفر و محض زندقہ ہے۔ اور اسامیٔ مخصوصۂ کونیۂ کو مرتبۂ آلہیہ پر اطلاق کرتے ہین جو غایتِ محالات و نہایتِ خذلان ہے۔ پروردگار تیرے اسما کے معانی و شرح مین ہر عقلمند حیران ہے۔ صفاتِ ربوبیت کا سلوک کب طاقتِ انسان ہے۔ ہمنے اپنی کم فہمی سے جو کچھ بیان کیا اُسپر مواخذہ نہ کر۔ بلکہ اپنے نورِ معرفت سے ہمین اسطرح منور کر کہ حدیث کُنْتُ سَمْعَہٗ کے مصداق بنجائین اور تیرے پاس قلبِ سلیم لیکر آئین ورنہ کہان ہم اور کہان تیری عالی جناب مَا لِلتُّرَابِ وَلِرَبِّ الْاَرْبَابِ۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ

ہر چند کہ جانِ عارف آگاہ بود	کے در حرمِ قدسِ تو اش راہ بود
دستِ ہمہ اہلِ کشف و اربابِ شہود	از دامنِ ادراکِ تو کوتاہ بود

جب توحید کا بیان ہوا کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنے خدا کے سوائے کوئی بھی پرستش کے قابل نہین اوسی کے لئے پاک نام اور اچھی صفتین ہین یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۲) نہین دی اور اُس مین وہم یہ ہوتا ہے کہ عاقل ہی ہے کہ جسکو معرفت تعقّل یعنے تتبّع ہو۔ اُسی لئے کہا جاتا ہے عَقَلَہٗ عَقْلًا یعنی اُسکی عقل نے اُسکو منع کیا۔ اور فطنت و ذکا جو مدرک سی غائب ہو اُسکے دریافت کرنے کا ادراک ہے یہ شعور میں اور معرفت میں بھی ہے کہ سبقت انکار کی ہے۔

موسٰے علیہ السلام کا قصہ جو توحید کے بعد نبوت کا بیان ہی اور خود توحید کا مسئلہ اس سے بخوبی
ثابت ہوتا ہی جو خدا کی ازلی قدرت اور انوکھی حکمت اور ایک عجیب وغریب خبر کو شامل ہے
اسطرح بیان فرماتا ہی وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ
امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ
الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ
بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ اور (ای پیغمبر ﷺ) کیا تمکو موسیٰ کی بات پہونچی ہی جب انہوں نے

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا ہمزہ ساتھ ضمہ کے وصل میں۔

اِنِّیْٓ ساتھ فتح ہمزہ کے بائی ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ حمزہ تشدید نون سے ... کو ... کر لیا۔

طُوًى ... ابو عمرو ... سورہ والنازعات میں ... منصرف

هَلْ - استفہام تقریری ہے یعنے بے شک تمکو قصہ موسیٰ علیہ السلام پہونچ چکا ہے اِذْ منصوب بحدیث ہے
یا اُذْكُرْ مقدر ہے نارا وہ نور تھا لیکن اطلاق اللفظ علےٰ ما یشبہ مسماہ کذب نہیں ہے۔
لِاَهْلِهِ - یہاں اہل سے انکی بی بی صفورا بنت شعیب مراد ہیں اور جمع بطور تعظیم ہے جیسے یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا
طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ - یا بی بی و بچہ و خادمہ مقصود ہیں۔ اُمْكُثُوْا - المکث اللبث والانتظار وبابہ نصر
اٰنَسْتُ - آنسه بالمد ابصره۔ وآنس منه رشدا علمه۔ وآنس الصوت سمعه (مختار)
قَبَسٍ النار المقتبسة فی رأس عود او فتیلة ونحوهما (تفسیر نیشاپوری) قبس منه
نارا من باب ضرب واقتبس منه ایضا نارا وعلما ای استفاد (مختار) عَلَى النَّارِ
ومعنی الاستعلاء فی علی النار وهو مفعول ثان لاجد او حال من ذوی هدی ان

آگ دیکھی تو اپنے گھر والون سے کہا کہ ٹھہرو مین نے آگ دیکھی ہے امید ہے کہ اوس سے تمھارے پاس ایک چنگاری لے آؤن یا اوس آگ پر راہ کا پتا پاؤن - پھر جب آگ کے پاس آئے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۴) اهل النار يشغلون المكان القريب منها او المصطلون بها كنفوها قياما و قعودا فهم مشرفون عليها وان كان المكانان مستويين **هُدًى** اي ذوي هدى واذا وجد الهداة فقد وجد الهدى - والظاهر انه اراد قوما يهدونه الطريق **نُودِيَ** **عقیدہ** اثباتِ کلامِ الٰہی مین دو فریق ہین - بعضے کہتے ہین کہ وہ کلام نفسی بلا حرف و صوت ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ لفظی ہے (اور استلزام لفظی حدوث کے لئے کیونکہ بعضے حروف جب تمام ہونگے تو دوسرے پائے جاینگے - یہ اُسوقت ہے کہ جب تلفظ کسی آلہ اور بجارحہ یعنے زبان سے ہو اور جو بغیر اسکے ہو تو ایک ہی دفعہ پائے جاتے ہین جس طرح چھاپنے کے حروف چھاپنے مین ایک ہی وقت نکلتے ہین) اور یہی شہرستانی اور صاحب مواقف کا مختار ہے - اگرچہ اسکی حقیقت ہمکو نہین معلوم کلان لم يذق لم يعرف - اور جو لوگ کلام نفسی کہتے ہین تو اُسکا سماع بھی مشکل ہے اسی لئے کہتے ہین کہ وہ تلقی روحانی تھی جس طرح کہ فرشتے کلامِ الٰہی بغیر عضو کے تلقی کرتے ہین پھر روح بواسطہ قوتِ عقل کے قویٰ نفسیہ پر افاضہ کرتی ہے اور حس مشترک مین بصور الفاظ مخصوصہ مرتسم کرتی ہے پس بسبب قوتِ تصور کے گویا وہ خارج سے سنتا ہے پھر بیداری مین اُسکا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح سونے والا کلام کرتا ہے اور اُس سے بھی بات چیت کی جاتی ہے معتزلہ نے کہا کہ امر فاخلع وجودِ موسیٰ کے وقت ہوا تو وہ حادث ہوگا - جواب دیا گیا کہ ہم اگر امر کو تسلیم بھی کرلین تو وہ ازل سے مستمر ہے یہانتک کہ یہ شخص مامور پیدا ہوا اُس کے امر مین کوئی تغیر نہین جس طرح قدرت ازلیہ مقدر حادث سے متعلق ہوتی ہے ہم تو یہ کہتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے کلامِ الٰہی سنا لیکن اُس کے بیان مین توقف کرنا چاہئے اور یہ اعتقاد رکھنا کہ اُسکی اصل معلوم اور اُسکی کیفیت مجہول ہے **طُوًى** - بدل یا عطف بیان ہے **اسْتَمِعْ** اي اصغ - **لِذِكْرِي** - لام تعلیل کا اور یا منصوب ہے یعنے میری یاد کے لئے نماز کو قائم کر یعنے تاکہ تو مجھے یاد کرے - یا فاعل ہے یعنے مین نے کتب مین نماز کا ذکر اور اُسکا حکم کرچکا ہون - یا یہ کہ مین تجھکو مدح و

عقیدہ سماع کلام الٰہی

آواز آئی۔ اے موسٰے۔ مین تمھارا پروردگار ہون تو اپنی نعلین اُتار ڈالو۔ (کیونکہ تم) طوی (نام کے) پاک میدان مین ہو۔ اور مین نے تمکو (پیغمبری کیلئے) پسند کرلیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۵۔) تنا سے یاد کرونگا یا لام وقت کے لئے ہے یعنے لِاَوْقَاتِ ذِکرِی جس سے مراد اوقاتِ نماز ہے۔ یا مراد نماز کا یاد کرنا بعد اُس کے نسیان کے ہی۔ شاید مضاف محذوف ہے یعنے لذکر صَلاتی یا یہ کہ یادِ صلوٰۃ یاد حق ہے مسئلہ حنفی مذہب مین قضا نمازون مین ترتیب واجب ہی جب تک کہ ایک رات دن کے نمازون سے زائد نہ ہوجائین یہان تک کہ اگر وقتی نماز مین وہ قضا یاد آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے ہان جو وقت تنگ ہو تو باطل نہین ہوتی حنبلی مذہب مین قضا کو ترتیب سے فی الفور پڑہنا واجب ہے قضا کے ہوتے ہوے نفل صحیح نہین ان نفل معید جیسے روز کی سنتین اور وتر کیونکہ وہ فرض کے تابع ہین اگر قضا پڑہنے مین ادا کا بتر وقت فوت ہوتا ہے تو قضا کی فور و ترتیب جاتی رہتی ہے کیونکہ ادا کے ترک مین قتل کرنا ہی خلاف قضا کے۔ اگر قضا نمازون کی ترتیب بہول گیا (جیسے ظہر وعصر کی قضا اُسپر تھی تو ظہر کو بھول کر عصر کی قضا کی) یا ادا و قضا مین ترتیب بہول کر ادا پڑلیا تو بھی ترتیب ساقط ہوگئی کیونکہ نسائی مین ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمّت سے خطا و نسیان معاف ہی۔ ترتیب کی جہالت سے ترتیب ساقط نہین ہوتی نہ سیکھنا یہ اسکا قصور ہے الخ۔ (کشاف القناع) اَلسَّاعَةَ من الاسماء الغالبة للقيمة اما لوقوعها بغتة او لسرعة حسابها۔ اَكَادُ اُخْفِيْهَا یعنے قریب تھا کہ مین قیامت کو پوشیدہ رکھون اور اجمالی طور سے بھی اسکا ذکر نہ کرون۔ لیکن بطور اجمال اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ مین بیان فرمایا تا مومنین کو اعمال صالحہ کا باعث ہو۔ اور امور دنیا کی کچھ پروا نہ ہو۔ اور کفار کو کسی طرح عذر کا موقع باقی نہ رہے اور کہین یہ عذر نہ پیش کرین کہ ہمین قیامت کا علم نہین تھا۔ اسی لئے خدا نے اجمالی طور سے فرمایا کہ قیامت کا ہونا تو ضروری ہے لیکن وقت معین مخفی ہے۔ اگر قیامت نہ ہوتی تو مطیع و عاصی اور محسن و مسئ مین تمیز و فرق نہ ہوتا اور یہ عدالت و حکمت کے خلاف ہے۔ تَسْعٰى۔ سعى اذا عمل وكسب وكذا عدا (مختار) تَرْدٰى۔ ردى اى هلك واردا ه غيرة (مختار) اہل تحقیق نے فرمایا کہ حضرت موسٰی کو اوّلاً۔ اخلع نعليك مین تخلیہ و راغیار سے

تو جو کچھ وحی کیجاتی ہے اُسکو کان لگا کر سنو۔ مین ہی اللہ ہون میرے سوا کوئی معبود
نہین میری ہی عبادت کرو۔ اور میری یاد کے لئی نماز قایم کرو۔ (کیونکہ قیامت ضرور
آنیوالی ہی۔ اور مین اُسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہون تاکہ ہر شخص کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جائے
پھر تمکو قیامت سی وہ شخص باز نرکھے جو اُس پر ایمان نہ لایا ہو۔ اور اپنی خواہش کی پیروی
کی (ورنہ) تم ہلاک ہو جاؤگی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے وہ مدت
پوری کی (جو موسیٰؑ اور اُن کے خسر حضرت شعیبؑ کے درمیان بکریان چرانے مین قرار پائی
تھی) اور اپنی بی بی کو لیکر چلے (مصرؑ کو جانیکا قصد کیا جسکو چھوڑے ہوی دس برس سے
زیادہ عرصہ گذر گیا تھا) راستہ بھول گئے اور رات سخت جاڑے کی تھی۔ اتنے مین ان کے
لئے آگ بلند ہوی جب اُسکو دیکھا تو آگ گمان کیا اور وہ تو نور الٰہی سے تھی۔ اپنے گھر والونکو
فرمایا ٹھہرو مین نے ایک آگ دیکھی ہے۔ اور چنگاری لانا اس لئے فرمایا تا آپکے گھر والے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۶) دل کو پاک کرنیکا اشارہ ہوا۔ اور اس کے بعد اشارہ تحلیہ کے ہین جسکو حاصل کرنا ضروری ہے اور
اسکے اصول تین ہین (۱) علم مبدا ر وہ ارشاد انی انا اللہ ہی۔ (۲) علم وسط وہ فاعبدنی ہی اسلئے کہ وہ اعمال جسمانیہ پر شامل ہے اور ارشاد
لذکری اعمال روحانیہ پر شامل ہی (۳) علم معاد وہ ارشاد ان الساعۃ اٰتیۃ ہی۔ ؎ تفسیر ابن جریر ہے تفسیر بڑی معتبر تفسیر ہی مصنف
امام ابو جعفر محمد طبری ہی ۳۱۰ تین سو دس مین انکا انتقال ہوا علامہ نووی فرماتے ہین کہ مثل تفسیر طبری کوئی تفسیر تصنیف نہین ہوی۔ ابو حامد
اسفرائینی نے فرمایا اگر کوئی شخص تفسیر ابن جریر کی حاصل کرنیکے لئے چین کا سفر کری تو کچھ بڑی بات نہین ہے (کشف الظنون) للہ الحمد کہ وہ تیس
جلدین جو مصر حیدرآباد آگئی اب یہ فقیر کے پیش نظر ہے۔ ہر حدیث کی سند مصنف نے لکھی ہے لیکن ہم بحذف سند ترجمہ نقل کرینگے جسکو
منظور ہو وہ اصل دیکھ لے۔ ؎ ابن کثیر ؎ ابن کثیر ؎ ابن جریر۔

اُس سے سینکین آوے آگ پر راہ کا پتا ملنا اسطرح سے ہی کہ یا تو کوئی راہبر ملکر راہ بتادیگا یا کوئی علامت و نشانی سے ہم خود پہچان لین گے۔ جوتے اُتارنیکا حکم اس لئے ہوا تا آپکے قدم کو زمین کی برکت پہونچے (تعظیم محل بسبب تجلی کے تھی) اسی سبے اُس کے بعد ہی اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى فرمایا۔ طویٰ وادی کا نام ہی جب اللہ تعالےٰ نے وہ امورِ عظام دکھلائے جیسے درخت سے آسمان کو اُٹھتے ہوے انوار پھر اپنا کلام سنایا۔ پھر اُنپر تکلیف رسالت و عبودیت ڈالی۔ اور ہیبت ناک امر قیامت ذکر فرمایا۔ پھر تہدید عظیم دی تو بعید نہ تھا کہ موسیٰ علیہ السّلام متحیر و مدہوش ہو جاتے۔ اب اُنکی حیرت و دہشت دفع کرنے کے لئے آدمیون کے طریقہ پر ارشاد فرماتا ہی کہ یہ تمہارے دائین ہاتھ مین کیا چیز ہی اور یہ بھی ربط ہے کہ جب نبوت دی تو معجزہ بھی ایسا دیا کہ جو ساحرون کے سحر پر غالب آجائے اسی لئے عصا سی سوال فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام فوائد بیان کر چکے تو پھر اپنی قدرت ظاہر فرمایا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝

قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝

سلہ ابن جریر عن ابن عباس سلہ ابن جریر عن وہب بن منبہ سلہ ابن جریر عن الحسن و مجاہد سلہ ابن جریر عن ابن عباس وعن مجاہد ۱۲ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ ما اسم استفہامیہ مبتدا۔ تلک اسم اشارہ خبر ہے۔ بیمینک اسم اشارہ سے حال ہے۔ زجاج نے اسلئے کہا کہ مقصود اس سوال کا تقریر ہے کہ موسٰے اقرار کرین کہ یہ عصا ہے اور جب وہ سانپ ہو جائے تو جان لین کہ معجزہ عظیم قدرت الٰہی ہے بعضون نے کہا کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ماہیات اشیا علم الٰہی مین ہین اور مخلوق کے لئے صرف نام ہین۔ اور ہر شے کی حقیقت جو ثابت ہے وہ بحسب عادت ہے اور اسی پر مدار احکام ہے۔ اور حقیقت سے تو اللہ تعالیٰ ہی علیم ہے۔ اگر کہا جاے کہ یہ تو سوفسطائیہ کا قول ہے جو حقیقت اشیا کے قایل نہین بلکہ

-20

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا

سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ

اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝ اور کیا ہی یہ تمھارے داہنے ہاتھ مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۸) اور نام کہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ وہ تو جملہ اشیا کی حقیقت کے قائل نہین اور ہم حقیقت کا انکار نہین کرتے بلکہ حقیقت و ماہیت کی معرفت سے انکار ہے اور ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اَهُشُّ عن عکرمة قال اضرب بها الشجر فيتساقط الورق على غنمي (ابن جریر) و قد ذکر له شواهد هش الورق خبطه بعصا ليتحات وبابه رد (مختار) مَاٰرِبُ جمع المأربة بفتح الراء وضمها الحاجة وكذا الإرب والإربة والأرب بفتحتين (مختار) عن ابن عباس مآرب اُخرٰى قال حوائج اُخرٰى (ابن جریر) وله شواهد۔ جواب تو صرف وہ میرا عصا ہے کہنے پر تمام ہوگیا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اس شوق مین کہ اپنے رب عزّوجلّ سے باتین کرتے رہین جواب مین طول دیا۔ اور چونکہ مقام مقامِ انبساط و قرب تھا اسوقت کو غنیمت سمجھکر اس لئے طول بیانی کی تا اس وسیلہ سے اپنی غرض حاصل ہو عصا کے منافع بہت ہین چنانچہ نماز کے سامنے سترہ بنالو۔ جانور کو ہانکو۔ سفر مین قوت ہو۔ چلنے مین اعتماد ہو وغیرہ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عصا رکھنے والے تھے۔ آپ کے بعد آپ کے خلفاء راشدین بھی عصا رکھتے تھے۔ سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى قال ابن عباس حالتها الاولى (ابن جریر) وله شواهد۔ اور سبب خوف اس لئے تھا کہ بندہ ظہور قہر و جلال کے آثار سے خائف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شانِ پاک مستغنی ہے تو حقیقت مین یہہ خوف جلالِ الٰہی کا تھا نکتہ یہہ خوف ایک قوی دلیل موسیٰ علیہ السلام کی صدقِ نبوت پر تھی اس لئے کہ ساحر اپنی بناوٹ سے خوب واقف رہتا اور ہرگز اوس سے خوف نہین کرتا ہے۔ اسی سبب سے جادوگر ایمان لائے اور سمجھا کہ در پردہ فاعل حقیقی کوئی اور ہی ہے اِلٰى جَنَاحِكَ عن مجاهد قال كفه تحت عضده (ابن جریر) حاصل یہ کہ داخل کر اپنے دائین ہاتھ کو اپنے جیب سے پہلو مین بغل کے نیچے

منافع عصا

اے موسٰے (موسٰی نے) کہا یہ میرا عصا ہے - مین اسپر تکیہ کرتا ہون اور اُسی سے اپنے بکریون کے
واسطے پتے جھاڑتا ہون اور میرے لئے اس (عصا) مین اور بھی کام ہین فرمایا اُسکو ڈالدو
اے موسٰے تو (موسٰی) نے اُسے ڈالدیا تو جبہی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا - (اللہ) نے
فرمایا اُسے پکڑلو اور مت ڈرو ہم اسکو ابھی اُسکی پہلی حالت پر لوٹا دیتے ہین - اور اپنا ہاتھ اپنی
بازو سے ملالو - وہ سفید چمکتا نکلے بغیر عیب (یعنے کوڑہ) کے دوسرا معجزہ ہوکر تاکہ ہم تمھین
اپنی بڑی نشانیان دکھائین ۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے عنایت فرمائے ایک عصا دوسرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۹) جیسا کہ دوسری آیت مین وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ ہے مِن غَيرِ
سُوءٍ قال ابن عباس مِن غير برصٍ (ابن جریر) حسن نے کہا کہ موسٰے علیہ السلام نے نکالا تو واللہ
مثل چراغ کے روشن تھا آپ نے جانا کہ مین اپنے رب عزوجل سے ملا ہون (در) اٰيَةً اى معجزةً ثانيةً حال
من ضمير تخرج كبيضاء من اٰياتنا الكبرٰى الى العظمٰى على رسالتك متعلق بمحذوف وعلى
انه حال من الكبرٰى والكبرٰى مفعول ثان لنريك والفعل يرلنريك الكبرٰى حال كونها
مِن اٰياتنا اى بعض اٰياتنا ١٢ سلہ مدارج مین لکھا کہ سوء اصل مین قبیح بات جو کسی چیز مین ہو اور یہان
برص سے کنایہ ہے جیسے انسانی جسم جسکا چھپانا فرض ہے اس سے کنایہ سوأة سے کرتے ہین اور وجہ
کنایہ یہہ ہے کہ عرب برص کے نام سے بہت نفرت کرتے اور گھبراتے ہین تو کلام بلیغ بلکہ معجز مین کنایہ
الیق ہے اور قرآن پاک کے کنایات سے بہتر کوئی بلیغ نہین لاسکتا - روایت ہے کہ موسے علیہ السلام جب
اپنا ہاتھ اپنے جیب مین ڈالکر بائین بغل کے تحت مین لیجاتے اور نکالتے تو مثل برق و آفتاب و مہتاب کے
چمکتا تھا بدون اس کے کہ کوئی مرض ہو اور پھر جب اوسکو اعادہ کر دیتے تو ہاتھ کا رنگ مانند سابق کے
ہو جاتا ١٢

لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھانا اور دوسرے ید بیضا یعنی ہاتھ بغل میں ڈال کر نکالنے سے سفید نورانی
ہو کر نکلنا جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے اس لئے
اب فرعون کے پاس جانیکا اسطرح حکم فرماتا ہے اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝
قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۝ يَفْقَهُوْا
قَوْلِيْ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِي ۝ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ
اَمْرِيْ ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ قَالَ قَدْ
اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ۝ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ
مَا يُوْحٰٓى ۝ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ
يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۣ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ۝
اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ
عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۝ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۣ فَلَبِثْتَ

اُشْدُدْ ابن عامر ساتھ ہمزہ کے مفتوح کے واسطے متکلم کے اور یہ جواب امر کی یعنے بڑھا دونگا میں

اُشْرِكْهُ ابن عامر بضم ہمزہ واسطے متکلم کے اور یہ بھی جواب امر کے ہے یعنے شریک کر دونگا میں

وزیرا۔ وزیر و ہارون دونوں اجعل کے مفعول ہیں اور اخی ہارون سے بدل ہے ازر الازر القوۃ ازري اى ظهري وازره
اى عاونه (مختار) اقذفيه القذف يقال للالقاء والوضع كقوله تعالى وقذف في قلوبهم
الرعب۔ مني متعلق بكائنة او بالقيت اى احببتك ومن احبه الله احبته القلوب اذ تمشي
ظرف لالقيت او لتصنع او بدل من اذ اوحينا على ان المراد وقت متسع (بيضاوي)۔
فتنك فتونا عن ابن عباس اختبرناك اختبارًا وفي رواية عنه ابتليت بلاءً وعن مجاهد

41 سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۝

43 اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ 20-4

45 فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ 20-

47 اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا 20-

رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶۱) اَخلصناك اِخلاصًا (ابن جریر) فتنہ کے معنے خالص کرنے کے ہیں جیسے عرب بولتے ہیں کہ فتنتُ الذهب یعنے میں نے سونے کو میل سے پاک کیا اور فتنہ کے معنے وہ سختی بھی ہے کہ جس سے آدمی اپنے دین سے پھر جاوے جب اس فتنہ سے سلامت رکھا تو بڑا احسان ہے اور ثواب بھی عظیم ہے قَدَرٍ القدر بمعنے التقدير و المراد به المقدرة والمعنى انك جئت على وفق الوقت المقدر فيه استنباؤك بلا تقدم ولا تأخر عنه یعنے ہمنے وقت مقدر پر تمکو نبی کیا اور اپنا کلام سنایا وَاصْطَنَعْتُكَ اي اصطفيتك ومجتبىً لا اصطناع افتعال من الصنع بمعنى الصنيعة اي جعله محلا لاكرامه باختياره قال القفال اصله من اصطنع فلان فلانًا اذا احسن اليه حتى يضاف اليه فيقال هذا صنيع فلان لِنَفْسِيْ اي لاصرفك في اوامري لئلا تشتغل بغيري وَلَا تَنِيَا ونا فلان فى هذا الامر وعن هذا الامر اذا ضعف و هو يني ونًا عن ابن عباس ولا تضعفا في ذكري (ابن جرير) عن السدي فقولا له قولا لينًا اى كنياه (ابن جرير) لَعَلَّهٗ متعلق باذهبا و قولا اي باشرا الامر على رجائكما وطمعكما (بيضاوى) يفرط علينا ان يعجل علينا بالعقوبة من فرط اذا تقدم ومنه فارط القوم و هو المتعجل المتقدم امامهم الى المنزل عن مجاهد ان يفرط علينا قال عقوبة منه وعن ابن زيد يعجل علينا اذ نبلغه كلامك او امرك واما الافراط فهو الاسراف والتعدي واما التفريط فانه التواني يقال فرطت في هذا الامر حتى فات اذا توانى فيه (ابن جرير)

0-48

وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ

وَتَوَلّٰى ۝ فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہوگیا ہے۔ عرض کی کہ اے میرے پروردگار

میرا سینہ کشادہ کر اور میرے لئے میرا کام آسان کر۔ اور میری زبان سے گرہ کھولدے (یعنے لکنت

دور کردے) کہ وہ میری بات سمجھیں۔ اور میرے گھروالون مین سے میرے بھائی ہارون کو

میرا وزیر بنا۔ اون سے میری قوت بڑھادے۔ اور اونکو میرے کام مین شریک فرما۔ تاکہ ہم

تیری تسبیح کثرت سے کرین اور تجھکو بہت سا یاد کرین تو ہی ہمکو خوب دیکھ رہا ہے فرمایا اے موسےٰ

تمھارا سوال پورا ہوا (جو کچھ تمنے مانگا تھا تمکو دیا گیا) اور ہم تمپر (اسکے پہلے) ایکبار اور بھی

احسان کرچکے ہین (وہ یہ ہے کہ) جب ہم نے تمھاری مان کو الہام کیا جو بیان کیا جاتا

ہے کہ اسکو صندوق مین رکھدے پھر اس (صندوق) کو دریا (یعنے نیل[1]) مین ڈالدے

پھر دریا اسکو کنارے پر لا ڈالے میرا اور اسکا ایک دشمن (یعنے فرعون) اسے لیلے۔ اور

مین نے تجھپر اپنی طرف سے محبت[2] ڈالدی اور تاکہ تم میری آنکھون کے سامنے پرورش

کئے جاؤ۔ جب تمھاری بہن جاکر (فرعون کے لوگون سے) کہنے لگی کہ کیا مین تمکو ایسی

(دایہ) بتاؤن جو اسکی پرورش کرے ہم نے تمکو پھر تمھاری مان کے پاس پہونچایا تاکہ

اسکی آنکھین ٹھنڈی رہین اور وہ غم نہ کھائے۔ اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تو ہم نے

[1] عن السدی فی قوله فی الیم وهو البحر وهو النیل (ابن جریر)

[2] میرے بندون کے پاس تمکو محبوب بنایا (ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ۱۲)

تمکو اُس غم سے نجات دی اور ہم نے تمکو آزمایشکو محنت مین ڈالا پھر تم (ڈرے ہوے نکلے اور)
کئی برس مدین کے لوگون مین جا کر رہے۔ پھر اے موسیٰ ایک مقدار (یعنے[۱] ہمنے تمکو رسول
بناکر فرعون کے پاس بھیجا جانا تھا سو اُسی وقت) پر آئے۔ اور مین نے تمکو خاص اپنے لیے
بنایا ہے۔ تم اور تمھارے بھائی میرے معجزے لیکر جاؤ اور میری یاد[۲] مین سستی نکرو دونون
فرعون کی طرف جاؤ وہ حد سے گذر گیا ہے۔ تو اُس سے نرم بات کہو شاید وہ سمجھ جائے
یا ڈرے۔ دونون نے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم ڈرتے ہین کہ وہ ہم پر
زیادتی کرے یا جوش مین آجائے۔ فرمایا کہ مت ڈرو مین تمھارے ساتھ ہون سنتا اور
دیکھتا ہون۔ سو اُسکے پاس جا کر کہو کہ ہم دونون تیرے پروردگار کے رسول ہین تو ہمارے
ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجدے۔ اور اُن کو مت ستا۔ ہم تیرے رب کی طرف سے تیرے پاس
معجزہ لیکر آئے ہین۔ اور جو ہدایت کی پیروی کرے اُسی کے لیے سلامتی ہے ہماری طرف
وحی بھیجی گئی ہے کہ اُسپر عذاب ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔ **شرح صدر** سے مراد
یہ ہے کہ جس[۳] کام کے لئے حکم فرمایا ہے اُس کے لئے میرا سینہ کھولدے اور وہ[۴] ہمت و جرأت دے

---

[۱] عن ابن عباس لقد جئت علے میقات یا موسیٰ وعن قتادۃ علے قدر قال قدر الرسالۃ والنبوۃ والعرب تقول جاء فلان علے قدر اذا جاء لمیقات الحاجۃ الیہ (ابن جریر) [۲] یعنے میرے ذکر کو تحصیل مقاصد کا واسطہ بنالو اور اعتقاد رکھو کہ کوئی کام میرے ذکر بغیر پورا نہوگا۔ اور اس مین حکمت یہ ہے کہ جو شخص ذکر عظمت و جلال آلہی مین ہوگا وہ کب کسیکو سمجھتا اور کب کسی سے ڈرتا ہے۔ اور اُسکی یاد سے روح کو تقویت ہوتی ہے تو پھر مقصود کے حاصل کرنے مین پست ہمت بھی نہوتا۔
[۳] ابن کثیر۔ [۴] ابن جریر عن ابن زید۔

کہ مین تیرے سوائے کسی سے خوف نکرون۔ عقدہ سے وہ گرہ[1] مراد ہے کہ جب حضرت موسےٰ
نے فرعون کی ڈاڑھی پکڑی تھی تو اُسنے کہا تھا کہ یہ میرا دشمن ہی تو اُسکی بی بی آسیہ نے جواب
دیا تھا کہ وہ بے سمجھ ہے پھر جواہر اور انگارے پیش کیے گئے تھے تو انگارا منہ مین اُٹھا کر رکھ لیا
تھا جس سے گرہ پڑ گئی[2] ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہارون علیہ السلام موسےٰ سے بڑے تھے[3] اور آپ سے
فصیح بھی زیادہ تھے اسلیئے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ ان کو میرا معاون بنا اُنسے
میری قوت بڑہا دے۔ میری پشت[4] قوی کر دے اور اُنکو میرے کام (یعنے نبوت و
و رسالت) مین شریک کر دے جسطرح مجھے نبی بنایا ہی اُسیطرح اُن کو بھی نبی بنا کر میرے
ہمراہ فرعون کے پاس بھیجدے۔ دوسری قرات پر یہ معنی ہین کہ مین اُنکو اپنی مشاورت
مین شریک کرون اور اس دعا سے مقصود و غرض یہی ہی کہ تا ہم تیری تسبیح بہت کرین
اور تیرا ذکر کثرت سے کرین مجاہد[5] نے فرمایا اُسیوقت بندہ کثرت سے ذاکر ہوگا جب کھڑے

---

[1] ابن جریر عن سعید ابن جبیر وغیرہ پورا قصہ انشاءاللہ آئندہ بیان ہوگا۔ [2] چونکہ عقدہ نکرہ ہے تو اُس سے مراد ایک گرہ ہے اور یہ نہین کہا وَاحْلُلْ عُقْدَةَ لِسَانِي یعنی میری زبان کا عقدہ زایل کر دے بلکہ بقدر ضرورت کہ جس سے میرا مقصد لوگونکی سمجھ مین آجائے چنانچہ فرمایا يَفْقَهُوا قَوْلِي اور اگر بالکل زایل ہونیکا سوال کرتے تو سب زایل ہوجاتا۔ لیکن انبیا علیہم السلام بقدر حاجت چاہتے ہین اسیواسطے کچھ رہگیا تھا چنانچہ فرعون سے اللہ تعالیٰ نے حکایت فرمائی ہے کہ اُس نے کہا أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ یعنے صاف بات نہین کہہ سکتا ہی (ابن کثیر مع زیادت) [3] ابن جریر [4] بدلیل هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا [5] قال ابن زید اشدد به ازری یقول اشدد به امری وقونی به فان لی به قوة (ابن جریر) [6] عن ابن عباس ازری یقول اشدد به ظهری (ابن جریر) [7] ابن کثیر۔

بیٹھے لیٹے اُسکی یاد کرے۔ ایک صوفی فرماتے ہین ؎

چون فراموشت شود یاد دِن آن	ذاکری گرچہ نہ جنبانی زبان

پھر فرمایا کہ تو ہی ہمکو خوب دیکھ رہا ہی یعنے آگاہ ہی کہ ہم اِن عبادات سے تیری ہی رضامندی چاہتے ہین یا ہماری بہتری سے تو ہی واقف ہی جو ہمارے لئے بہتر ہے وہ عطا فرما۔ حکم ہوا کہ جو کچھ تمنے طلب کیا تمھارے پروردگار نے دیا۔ اور ہم نے تو تمپر دوسرے وقت انعام کیا ہے یعنے تمپر تمھارے سوال سے پہلے انعام کر چکے ہین تو بعدِ سوال کسطرح محروم فرمائینگے چنانچہ اِن مین سے آٹھ انعام بیان فرمائے (پہلا) ہمنے تمھاری ماں کو وحی[1] کی۔ وحی سے مراد الہام ہے جسطرح حضرت مریم کو ہوا اور نہ عورت مین نبوت کی صلاحیت نہین **عقیدہ** شرحِ[2] عقائدِ نسفی مین ہے کہ الہام دلمین بطریقِ فیضِ معنیٔ خیر کے اِلقا ہونیکو کہتے ہین اگرچہ وہ عامۂ خلق کے لئی سببِ حصولِ علم نہین۔ اوس مین الزامِ غیر کی صلاحیت بھی نہین لیکن بے شک اوس سے علم حاصل ہوتا ہی اور حدیث مین بھی الہام کا ذکر آگیا ہے جیسے اَلْهَمَنِيْ رَبِّيْ۔ اور سلف کے لوگون سے تو کثرت سے

[1] وحی کی جو وحی کیا جاتا ہے یعنے جو نہین معلوم ہوسکتا مگر وحی سے جو وحی کے لائق ہے۔ مَا يُوْحٰى۔ مبدل منہ اور اُسکا بدل اَنِ اقْذِفِيْهِ ۱۲

[2] صفحہ ۱۹ مطبوعہ مطبع علوی ثم الظاھر انه اراد ان الالھام لیس سببا یحصل به العلم لعامة الخلق ویصلح للالزام علی الغیر والا فلاشك انه قد یحصل به العلم وقد ورد القول به فی الخبر نحو قوله الھمنی ربی۔ وحکی من کثیر من السلف ۱۲

منقول ہی پھر آخر کتاب مین ہی کہ علم غیب ایسا امر ہے کہ خدائے تعالیٰ ہی اُس سے منفرد ہی
بندون کو اُسی کے اعلام و الہام سے بطور معجزہ و کرامت علم غیب حاصل ہوتا ہی اللہ تعالیٰ
نے موسےٰ علیہ السلام کو اُن کے بچپن کا قصہ اور جو انعام کہ اُن کے والدہ کے ساتھ فرمایا
تھا یاد دلایا جب اُنکی والدہ اُن کو دودھ پلاتی تھین۔ اور موسےٰ علیہ السلام ایسے
سال پیدا ہوے کہ جس سال بنی اسرائیل کا جو لڑکا پیدا ہوتا وہ فرعون کے حکم سے قتل کیا جاتا
تھا۔ آپکی والدہ نے ایک چھوٹا صندوق بامر الٰہی بنایا۔ اور اُس مین اُن کو سُلا کر دریائے
نیل مین ڈالدیا فرعون مع اپنی بی بی آسیہ کے حسب عادت کنارے دریائے نیل کے سیر کرتا
ہوا بیٹھا تھا۔ جب اُس نے صندوق دیکھا تو اپنے نوکرون کو اُسکے لانیکا حکم دیا۔ جب لاکر
کھولا گیا تو کیا دیکھتے ہین کہ اوس مین ایک لڑکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل مین اُنکی محبت
ڈالدی یہی (دوسرا احسان) ہے کہ قادر قوی نے آپ کو دشمن کے بستر پر اُسی کے کھانے
پانی سے پرورش کیا (تیسرا احسان) یہ کہ تمھاری تربیت بعین اللہ ہو۔ اور تم میرے

---

[1] صفحه (۱۱۲) وبالجملة العلم بالغيب امر تفرد به الله تعالى لا سبيل اليه للعباد الا باعلام منه او الهام بطريق المعجزة او الكرامة [2] ابن جرير عن ابن اسحق [3] ابن المنذر وابن ابي حاتم عن ابي عمران الجوني (در) [4] ابن جرير عن ابن جريج ۱۲- اگرچہ کوئی شے اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہین مگر یہان اہتمام شان مراد ہے۔ ولتصنع یعنے تاکہ تمھارے سے صنعت یعنے احسان کیا جائے اور یہ عطف جملہ محذوفہ پر ہے مثل و فعلت ذلک لتصنع۔ عین کو بھی بہ صفت قرار دینی چاہئی اور کچھ تاویل نہ کیجئے جس طرح ابن جریر نے قتادہ سے نقل کی کہ انہون نے کہا کہ میرے عین کے روبرو غذا پاسکے ۱۲-

آنکھون کے سامنے تھے جب تمھاری مان نے تمکو صندوق مین رکھکر دریا مین ڈالدیا تھا (چوتھا احسان) تمھاری بہن خفیہ طور پر پتا لگاکر فرعون کے پاس جاتی ہے۔ اور ڈھونڈھنے والون سے جو دائی کے تلاش مین تھے (اسلئے کہ آپنے کسی دائی کا دودہ نہ لیا تھا) کہتی ہے کہ مین تمکو ایسی عورت بتادون جو اُسکو اچھی طرح پرورش کرے تو ہمنے تمکو تمھاری مان کے پاس واپس لوٹایا تاکہ اُسکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور وہ غمگین نہ ہو۔ غرض آپکی بہن لوگون کیساتھ موسےٰ علیہ السلام کو اپنی مان کے پاس لائی تو انکا دودھ لیا۔ پھر دودھ پلانے کی اجرت بھی مقرر ہوئی اسی سبب سے حدیث مین آیا کہ مثال اُس کام کرنے والیکی جو اپنے کام مین ثواب کی نیت رکھتا ہی مثل مادر موسےٰ علیہ السلام ہے کہ وہ اپنے بچہ کو دودھ پلاتی اور اجرت بھی لیتی تھی مسئلہ متقدمین حنفیہ کے پاس خالص عبادت پر اجرت لینا جایز نہ تھا لیکن متاخرین نے ضرورت کے لئے جواز کا فتوی دیا اور یہی اسوقت بسبب ضعف دین کے لایق ہے۔ تعلیم بھی تین طرق پر ہی ایک صرف ثواب کے لئے جس پر عوض نہ لیوے

بغرض تعلیم اور صرف سلطان۔

لہ بجا ماضی کے تمثیل مضارع کا صیغہ فرمایا اور اُسکا فایدہ یہ کہ تا اُس حالت کی تصویر روبرو کھچ جائے ۱۲ لہ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ یعنے ہمنے اُسپر تمام مرضع حرام کردئے تھے یعنی کسی کا دودہ نہین لیتے تھے لہ ابن کثیر لہ البستان لابی اللیث امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ تعلیم پر اجرت لینا مطلق جایز نہین اسلئے کہ حدیث ابوداود جو عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ انہون نے اصحاب صفہ مین سے ایک شخص کو قرآن سکھایا تو انہون نے ایک کمان ہدیہ دی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمکو یہ خوشی ہے کہ اسکے عوض آگ کا طوق پہنایا جاے تو اُسکو قبول کرلو۔ جو جایز رکھتے ہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ اس حدیث کی سند مین مقال ہے۔ اور جب انہون نے تبرعًا تعلیم کی تھی ثواب وہ کسی شے کے مستحق نہ تھے۔ پھر اب جو بطور عوض انکو ہدیہ دیا گیا تو کس طرح انکو لینا جایز ہوگا بخلاف اُس شخص کے جو قبل تعلیم اُسکی اجازت سے اُس کے ساتھ ٹھیکا ٹھہرا لے (اتقان)

دوسرے اجرت سے تیسرے بغیر شرط کے تعلیم دے اور جب ہدیہ بھیجے تو قبول کرلے پہلا عمل ناجائز ہے اور انبیا علیہم السلام کا وہی عمل تھا۔ دوسرا مختلف فیہ ہے تیسرا بالاجماع جائز ہے۔ ردّ المحتار میں ہے کہ جو ہدیہ بسبب حکومت کے ملے وہ حرام ہے ہدیہ پر ہی موقوف نہین بلکہ جسکا ہدیہ لینا جائز نہیں اس سے قرض لینا یا کوئی شئے مستعار لینا اور ہر قسم کا فائدہ اُٹھانا حرام ہے۔ اسکی اصل بخاری مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صدقہ پر عامل بنایا جب وہ آیا تو کہنے لگا یہ میرا اور یہ تمھارا ہے۔ آپنے فرمایا کہ کیون یہ اپنے باپ یا ماں کے گھر مین نہین بیٹھا پھر اُسوقت دیکھتا تھا کہ یہ ہدیہ اُسکو بھیجا جاتا یا نہین۔ بخاری مین ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہدیہ ہدیہ تھا اور آج کے دن تو رشوت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیسکو عامل بنایا تھا تو وہ مال لیکر آیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کہان سے تجکو ملا۔ کہا کہ ہدیون کو فراہم کیا ہون۔ فرمایا کہ اے اللہ کے دشمن کیون اپنے گھر مین نہین بیٹھا اُسوقت ان ہدایا کا انتظار کرتا تھا کہ تجکو کوئی بھیجتا ہے یا نہین۔ پھر اُسکو آپ نے لیکر بیت المال مین داخل کردیا۔ عالم اور واعظ کو ہدیہ لینا جائز ہے کیونکہ اُسکے علم کے خیال سے ہدیہ دیا جاتا ہے برخلاف حکام کے کہ اونکو خوف سے دیتے ہین مذہب شافعی مین ہے

---

۱ البحر الرائع صفحہ ۲۰۴ ۲ ۳ جو بغیر شرط اعانت کیے دیا جاتا ہے برخلاف رشوت کے (در المختار) ۴ رد المحتار جلد ۴ صفحہ ۳۴۴ ازحاشیۂ شرح منہج للعلامہ محمد داود دی شافعی آخر مین لکھا کہ یہ ہمارے قواعد کے موافق ہے ۔ ۱۲

کہ واعظ اور فتوے دینے والے اور قرآن وعلم سکھلانے والے قاضی کے مثل نہین ہین کیونکہ
انکو الزام لگانے کی اہلیت نہین۔ ہان ان کیلئے بھی یہی اولےٰ ہی کہ اپنے افتاء و وعظ
و تعلیم پہ ہدیہ نہ قبول کرین تا انکا علم خالص خدا کے لئے ہو اور جو ہدیہ ان کے علم و صلاح کے
خیال سے بطور محبت و الفت بھیجا گیا ہو تو اُسکا قبول کرنا ہی اولےٰ ہے الخ مذہب حنبلی
مین ہے کہ ایسے امور کہ ان کے ادا کرنے والے کے لئے اسلام کی شرط لگائی گئی ہے اور
اور اُن کا نفع فاعل سے متجاوز بھی نہین ہوتا مثل صوم و صلاۃ کے تو اُسپر عطاؤ اجرت
و جعالہ لینا جایز نہین۔ اور جسکا نفع متعدی (دوسرے کو پہونچنے والا) ہو مثل اذان و امامت
و تعلیم فقہ و قرآن و قضاء و افتاء اور مثل کے تو اُسپر جعالہ جایز ہے جیسے بغیر شرط لینا جایز ہے

سلہ جعل (نام رکھنا ہے) مال معلوم کا واسطے اُس شخص کے جو اس کے لئے کوئی کام کرے اگرچہ وہ کام مجہول ہو
جیسا یہ کہنا کہ جو مجھے یہ کپڑا سی دے اسکے لئے اسقدر ہے یا مدت پر اگرچہ مجہول ہو جیسے یہ کہنا کہ جو میری زراعت کی
حفاظت کرے یا اس مسجد مین اذان دے تو اسکو ہر مہینے مین اسقدر ہے جعالہ مجہول مین اسلئے جایز رکھا گیا کہ ہر
ایک کو ان دو مین سے فسخ کا اختیار رہے۔ اور جعالہ اجارہ کی ایک قسم ہے اس لئے کہ وقوع عوض مقابلہ مین مثل نفع
کے ہے اور ان باتون مین علحدہ ہے کہ عامل پر عمل لازم نہین اور کبھی عقد مبہم سا تہ شخص غیر معین کے ہوتی ہے یعنے
جو شخص ایسا کرے اسکے لئے یہ ہے اور جعالہ مین اندازہ مدت و عمل جمع کرنا صحیح ہے مثلاً یون کہنا کہ جو میرے لئے
یہ کپڑا ایک دن مین سی دے تو اسکو اسقدر ہے پس اگر اس کپڑے کو اسی مدت مین لا دیا تو جعل (اجرت) کا مستحق ہوا
اور اگر اس مدت مین نہ لا دیا تو اُس کیلئے کوئی شئے اُسپر لازم نہین بخلاف اجارہ کے۔ جب عامل نے عمل شروع کر دیا
اور جاعل (یعنے کام کروانے والے) نے فسخ کیا تو عامل کے لئے اجرت مثل عمل ہے اور اگر عامل نے قبل تمام کرنے

یعنی ابتداء عمل میں کوئی شرط ہو تو بیت المال میں سے بھی بطور عطا لینا جائز ہے لیکن بطور اجارہ صحیح نہیں اور اسپر اجرت لینا ممنوع ہے **(پانچوان احسان)** غم قصاص سے تمکو نجات دی **(ساتوان)** ہم نے تم کو بہت سے فتنون کی آگ مین ڈالا۔ اور آخر تمکو خالص سونا کرکے نکالا **ابن عباس** رضی اللہ عنہما کی حدیث طویل مین فتنونکا بیان اسطرح ہے (۱) موسےٰ علیہ السلام کا حمل ایسے سال مین ہوا کہ جس سال فرعون لڑکون کو قتل کرتا تھا (۲) لیکن وہ اللہ کے الہام سے تابوت مین رکھ کے سمندر مین ڈالے گئے اور جب وہان سے نکالے گئے تو ذبح کرنے والے اپنی چھریان لیکر فرعون کی بی بی کے پاس ذبح کرنے پہونچے (۳) پھر بی بی آسیہ نے بچا لیا لیکن دودھ نہین پیتے تھے۔ جب آپکی بہن نے کہا کہ ایسے گھرانے کا پتا دون جو اُن کی کفالت کرینگے۔ لوگون نے آپ کو گرفتار کر لیا کہ تجھے یہ خبر کہان سے ہوی شاید تو اُسکو پہچانتی ہے۔ اور اُن کو اس معاملہ مین شک ہوا (۴) موسےٰ کی بہن نے جواب دیا کہ مین اس لئے کہتی تھی کہ تا بادشاہی خدمت

(بقیہ حاشیہ صفحہ) عمل کے فسخ کردیا تو اسکے لئے کچھ بھی نہین کیونکہ اسنے اپنا حق آپ ہی گرا دیا اور جس چیز پر شرط دی گئی تھی اسکو پوری نہ کی (شرح منتہی و کشاف قناع) ؎ ہم نے بلحاظ ناظرین اس حدیث کا خلاصہ لکھا ورنہ یہ طویل حدیث ہے جسکو نسائی نے سنن کبرے مین روایت کی ہے۔ اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیرون مین ذکر کیا ہے ان سب نے یزید بن ہارون کی حدیث سے روایت کی ہے۔ اور یہ روایت کلام ابن عباس سے موقوف ہے۔ اور مرفوع اسمین سے قلیل ہے۔ اور باقی ابن عباس نے شاید کعب احبار وغیرہ کے بیان سے اسرائیلیات مین سے جسکی نقل مباح ہے لے لیا ہے واللہ اعلم (ابن کثیر)

کرنے سے اُن لوگون کو انعام واکرام کی امید ہے اور میری مان ہے۔ انہون نے چھوڑ دیا
پھر آپکی مان جاکر اپنے گھر لائین۔ جب آپ بڑے ہوے تو بی بی آسیہ نے آپ کو بڑے
تجمل سے بلاکر فرعون کے گود مین دیا۔ حضرت موسےؑ نے فرعون کی داڑہی پکڑکر زمین
کی طرف کھینچی۔ اُسکے وُزرا نے کہا یہ وہی لڑکا ہے جو تجھے قتل کرڈالیگا۔ فرعون نے جلاد کو
بلایا کہ اُسکو قتل کرین (۵) بی بی آسیہ نے کہا کہ یہ نادان بچہ ہے۔ اچھا جواہر اور انگارے
منگواکر اس کے سامنے رکھ۔ اگر سمجھدار ہے تو جواہر لیگا اور جو انگارے لیوے اور جواہر
چھوڑ دے تو سمجھ لینا کہ عقلمندونکا یہ کام نہین۔ پھر انگارے اور جواہر سامنے پیش ہوے
آپنے چمکتے انگارے پکڑ لیا۔ فرعون نے اسکو چھین لیا کہ کہین ہاتھ نہ جل جاے۔ جب
حضرت موسےؑ جوان ہوے تو ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو لڑتے دیکھا۔ اسرائیلی نے آپ سے
فریاد کی اور مدد چاہی۔ آپ نے فرعونی کو ایک گھونسا مارا کہ وہ مرگیا۔ حق سے معذرت
چاہی تو معاف فرمادیا۔ لیکن فرعون قاتل کی تلاش مین تھا۔ اتفاقاً موسےؑ علیہ السلام
نے پھر اُسی اسرائیلی کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے قبطی سے لڑرہا ہے۔ پھر اُس نے سابق
کی طرح فریاد کی۔ آپ تو اُس فعل سے نادم ہوچکے تھے فرمایا تو بڑا بیہودہ ہے تو اُسنے
سمجھا کہ آج کے غصہ مین میری مٹی خراب ہوتی ہے لیکن آپ نے قبطی ہی کو ارادہ کیا تھا۔
مگر اسرائیلی نے خوف سے کہا کہ اے موسے کیا آپ چاہتے ہین کہ آج مجھے قتل کردین

جیسے کل فرعونی کو قتل کیا ہے۔ وہ دونوں تو ایک دوسرے کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن فرعونی نے وہ سنی ہوئی خبر جاکر فرعونیوں سے کہدی پھر رفتہ رفتہ یہہ خبر فرعون کو پہونچی۔ اسیوقت فرعون نے جلادوں کو بھیجا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر ڈالیں وہ لوگ بڑے راستہ سے تلاش کرنے نکلے۔ آپ کے دوستوں سے ایک شخص نے کنارہ شہر سے آپ کے پاس پہونچکر اس حال سے آگاہ کیا آپ وہاں سے نکل کر بے سروسامان شہر مدین کی طرف متوجہ ہوئے الخ (**ساتوان احسان**) پھر اے موسیٰ (تم وہاں سے ڈرتے ہوئے نکلکر) کئی برس مدین کے لوگوں میں جاکر رہے۔ اور وہاں شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے شادی کی۔ پھر تم وقت مقدر پر آئے تاکہ تم سے کلام کروں اور تمکو رسول بناؤں یعنے جب میعاد شعیب علیہ السلام گذر گئی تو پھر تقدیر وارادہ الٰہی کے موافق تم یہاں حاضر ہوئے۔ اور وہی اپنے بندوں کو جہاں چاہتا ہے لیجاتا ہے ؎

ہم کسی راہ سے واقف نہیں جوں نور نظر	رہنما تو ہی تو ہوتا ہے جدھر جاتے ہیں

(**آٹھوان**) یعنے میں نے تمکو اپنے (خاص کام پیغمبری کے) لئے تیار کیا ہے۔ ان سب احسانات کا یاد دلانا ارسال اور بھیجنے کے لئے تمہید ہے اس لئے فرمایا کہ تم اور تمھارے بھائی میری حجتوں اور معجزوں کو لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرو تبلیغ رسالت میں فتور نہ آئے۔ پھر فرمایا کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ (علیحدہ نہیں بلکہ

(ایک ساتھ) اُسنے حد سے تجاوز کیا پھر اُس سے نرم بات کہو وہب بن منبہ نے کہا کہ قول نرم یہ کہ اُس سے کہو کہ اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے۔ اُسکی مغفرت بہ نسبت غضب کے زیادہ قریب ہی۔ حسن بصری نے کہا کہ اُس سے ہر طرحکا عذر و شک زائل کر دو۔ اور بتلا دو کہ تیرا رب ایک ہے۔ اور تجھے میرے پیچھے ضرور ہی جی اُٹھنا ہے۔ تیرے سامنے بہشت دوزخ موجود ہے۔ سفیان ثوری نے کہا کہ ابو مرہ جو اُسکی کنیت ہے اُسی سے پکارو۔ (نام نہ لو) خلاصہ یہ کہ اُس سے نرمی اور سہولت کے ساتھ باتین کرنا کیونکہ جو بات نرمی اور دلجوئی کے ساتھ کیجاتی ہے اُسکا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ اور پہلے ہِل سختی سے نفرت بڑہتی ہے۔ فضیل رقاشی نے فرمایا اے وہ کہ جو دشمنون کے ساتھ ایسی نظر ملاطفت رکھتا ہے تو جو اُسی سے دوستی رکھے اور اُسی کو پکارے تو اُسپر تیرا کسقدر کرم ہوگا۔ ذوالنون مصری نے فرمایا هٰذَا بِرُّكَ لِمَنْ عَادَاكَ۔ فَكَيْفَ بِرُّكَ لِمَنْ وَالَاكَ۔ شاید وہ سمجھ جائے یعنے جس گمراہی و معاصی مین مبتلا ہے اُس سے باز رہے۔ اور سیدہی راہ کی طرف پلٹ آئے۔

۱ؔ ابن کثیر ۲ؔ ابن ابی حاتم (در) ۳ؔ عبد الرزاق و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) ۴ؔ ابن ابی حاتم (در) (سوال) کیون موسےٰ علیہ السلام کو نرم بات کہنے کا حکم ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ فرمایا (جواب) طبیعت حبیب علیہ السلام مین نرمی و رحمت تھی اور طبیعت کلیم علیہ السلام مین شدت تھی (بعضون نے کہا) مشرب حبیب جمال تھا اور مشرب کلیم جلال تو ہر ایک کو حکم ہوا کہ تخلق جمال و جلال دو نون ہونا چاہئے تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ اور اس لئے بھی کہ فرعون بادشاہ تھا اور آپکو پرورش بھی کیا تھا اور نرمی بادشاہون کیلئے اوفق ہے۔ اور عوام کے اعتبار سے غلظت و شدت بہت ہے (خواتم الحکم)۔

یا ڈرے یعنے ڈر کر طاعت کرے جب موسےٰ وہارون علیہما السلام فرعون کے پاس
آئے اور جو کچھ انکو حکم تھا اُسکو پہونچایا تو فرعون نے اسطرح پوچھا قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا 20
يٰمُوْسٰى ○ بولا کہ اے موسےٰ تم دونون کا پروردگار کون ہے فرعون کا خطاب اگرچہ
دونون بھائیون کی طرف متوجہ تھا لیکن جو اُس نے خاص موسےٰ علیہ السلام کو ندا مین متعین
کر کے اس لئے جواب چاہا تا آپ بسبب لکنت کے جواب نہ دے سکین۔ پھر اُنپر حاضرین قہقہہ
اُڑائین۔ اور یہ اُسے معلوم نہ تھا کہ آپ کی زبان کی لکنت دور ہوگئی ہے چنانچہ آپ نے
فرمایا قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ○ کہا کہ ہمارا پروردگار وہی ہے 2
جس نے ہر چیز کو اُسکی (خاص) صورت عطا فرمائی پھر راہ دکھائی یعنے جس نے[۱] انواع
مخلوقات مین ہر چیز کو اُسکی شکل و صورت اُس کے حال کے لایق عنایت فرمائی۔ پھر اُسے
اس بات کی معرفت دیدی کہ فلان چیز سے اس طرح فوائد حاصل کرنے چاہئین جب
فرعون نے یہ جواب جامع اور حجت قوی مختصر الفاظ مین سنا تو اُسے سخت اندیشہ ہوا کہ مبادا
میری قوم ایسے مدبر اور کارساز معبود کی طرف جھک پڑے اسلئے ایک اور سوال کر بیٹھا
قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ○ بولا کہ پہلے قرنون کا کیا حال ہے یعنے گذشتہ قومون کا 2
کیا حال ہے جنھون نے اُس خدا کی پرستش سے انکار کیا جسکی طرف تو مجھے دعوت کرنے

[۱] عن قتادة قال اعطٰی کل شیٔ ما یصلحه ثم هداه له (ابن جریر)

آیا ہی کیا اب وہ سعادت مین ہین یا شقاوت مین۔ موسےٰ علیہ السلام نے مجملاً جواب دیا

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى کہا اُن کا علم میرے پروردگا

کے پاس کتاب مین ہے۔ نہ میرا رب بھٹکتا ہی اور نہ بھولتا ہے یعنے اسکو اپنے تدبیر و

افعال مین بھول چوک نہین ہوتی۔ اگر اُن امتون کو جلدی سے دنیا مین ہی ہلاک کیا

تو اچھا کیا۔ اور جو قیامت تک عذاب کو موخر کیا تو وہ بھی بہتر کیونکہ اُسکا ہر فعل حکمت و

صواب ہی۔ اور کوئی ذرہ اُسکے علم سے غائب نہین۔ اور بعد علم فراموشی و نسیان بھی نہین

پھر موسےٰ علیہ السلام اپنی اُسی پہلی بات کی طرف لوٹے اور صاف طور سے وحدانیت کے

دلائل ظاہر فرمانے لگے الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى كُلُوْا وَارْعَوْا

اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى جسنے تمھارے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا

اور تمھارے واسطے اُس مین راستے بنا دئے۔ اور آسمان سے پانی برسایا پھر ہمنے پانی سے طرح

طرح کی مختلف روئیدگیان نکالین (انمین سے) کھاؤ اور اپنے چارپایونکو چراؤ بے شک اس مین

عقلمندون کے لئے (تمھارے رب کی وحدانیت کے) نشانیان ہین۔

مِهَادًا ... وابن کثیر وابوعمرو ... مہاداً ... الف ... بشکل فرش معنی و ... (margin, partly cut off)

مَهْدًا۔ وھو مصدر جعل اسم جنس لما یمھد للصبی ای کالمھد فھو تشبیہ بلیغ (خفاجی) اخرجنا۔ کقول خواص الملک امرنا وفعلنا والمراد الملک الخ (خفاجی) شتّٰی عن ابن عباس قال مختلف۔ اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در) اولی النُّھٰی۔ یعنی اھل الحجی والعقول والنھی جمع نھیۃ (ابن جریر) والنھیۃ بضم النون العقل (خفاجی) اخرج ابن المنذر عن ابن عباس لاولی النھی قال الذی الحجا والعقل (در)

یعنے جن لوگون نے شہوات سے اپنے نفس کو پاک کیا وہ سمجھ سکتے ہین کہ زمین ایک
پانی ایک۔ پھر دیکھو قسم قسم کے پیداوار ایک چیز کا رنگ۔ مزہ۔ بُو دوسرے کے بالکل
مخالف۔ ایک پتی جو ناکارہ گھاس ہے اگر تمام جہان جمع ہو کر چاہے کہ اُسکے مثل
بناوے یا اُسکا نقص رفع کرے تو ممکن نہین۔ تمام مخلوق اُسکے ادنےٰ سی پتی مین عاجز ہے
یہ باتین بجز اُس قادرِ مطلق اور مدبّرِ عالم کے اور کون کر سکتا ہے۔ چونکہ تمام جہان انسان
کے لئے پیدا ہوا ہی اس لئے جو نباتات و حیوانات کہ انسان کی غذا کئے جاتے ہین
وہ ہلاک نہین ہوتے بلکہ اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین کیونکہ اسکی تسبیح سب سے اعلےٰ
ہی اور روحِ انسانی جامع ہے۔ اور جسم فقط اسواسطے عزیز ہے کہ حصولِ کمالاتِ روح
کے لئے ایک آلہ ہے اسی لئے جسم کو کمالاتِ روح کیلئے تکلیف دینا ضرور ہے
اور جو کمال حاصل ہونیسے پہلے جسم زائل ہو جاوے تو بہت افسوس ہے۔ اور یہ یاد
رکھو کہ جس رنگ سے تم خاک مین جاوگے اُسی رنگ سے اُٹھوگے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ
۵۵ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ ہم نے اسی زمین سے[1] تمکو
پیدا کیا اور اسی مین تمکو لوٹا کر لائین گے۔ اور اسی سے تمکو دوبارہ نکال کھڑا کرین گے
کیونکہ اصل خلقت اوّل ابا (یعنے آدمؑ) کی مٹی ہے۔ اور اُسی سے نطفہ منتقل ہی

[1] عبد بن حمید و ابن منذر عطا سے روایت کی کہ فرشتہ مدفن کی مٹی لاکر نطفہ پر چھڑکتا ہی تو اُسی مٹی سے پیدائش ہوتی ہی (در)

تو ہر ایک کی پیدایش تراب سے ہوی اور یہ بھی ہے کہ اوّل موادِ ابدان (یعنے نطفہ و خون حیض) گوشت یا نباتات سے ہے اور وہ سب زمین سے ہے جب فرعون کو کھلی نشانیون سے فہمائش کی گئی اور اسکا آغاز و انجام بدلائل واضحہ بتلایا گیا اس لیے فرمایا وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

آیت ٥٦ تا آیت ٦١

سِوًی نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و کسائی نے سین کے کسرہ سے پڑھا ہے دونون لغتین بمعنی ہین ١٢

كُلَّهَا۔ **فائدہ**۔ زمخشری نے کہا کہ اضافتِ تعریفی مین لام کے تمام معنی جاری ہوتے ہین یہان عہدی لینا چاہیئے یعنے وہی نو معجزے جو موسےٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھے الخ یا ایسے معجزے جو ضروری تھے جیسے محاورہ مین کہتے ہین کہ مین بازار گیا اور سب خرید لایا یعنے جو میرے لایق ضروریات تھے ا اَرْضِنَا اے ارض مصر مَكَانًا سُوًى۔ سدی نے کہا مقام عدل۔ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ تمھارے اور میرے درمیان ہو (یعنے باعتبار راہ کے) عبدالرحمٰن بن زید نے کہا مقامِ مستوی ہموار جس مین تل و شور نہ ہو اور نہ لوگون سے کوئی چیز پوشیدہ ہو (درمنثور و ابن جریر) بیضاوی نے کہا کہ مَكَانًا منصوب ایسے فعل سے ہے جس پر مصدر (یعنے موعدًا) دال ہے (یعنے عِدْ مَكَانًا) اور یہ مصدر عامل نہین کیونکہ وہ موصوف ہے (صفت اسکی لانخلفہ ہے) الخ **فائدہ** جب مصدر موصوف یا معرف باللام ہو تو عمل نہین کرتا کیونکہ موصوفیت اور تعریف خواص اسم سے ہے اور جب کوئی ایک خاصیت اسم کی مصدر مین پیدا ہوگئی تو فعل اصطلاحی کی بہت مشابہت سے نکل گیا تو عامل کس طرح بنے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ مَكَانًا منصوب ساتھ اجعل کے ہے جو معنی عِدْ کو متضمن ہے

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۷۸) پھر یہ حذف و تقدیر کا ارتکاب بھی نہین ہونا (قنوی) **یوم الزینۃ** سعید ابن منصور و عبد ابن حمید و ابن منذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ یوم عاشورا تھا عبد الرزاق و عبد بن حمید قتادہ سے کہ وہ انکی عید کا دن تھا عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سعید بن جبیر سے کہ بازار لگانیکا دن تھا (در) ابن جریر نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابن کثیر نے لکھا کہ ان اقوال مین کچہ اختلاف و منافات نہین یعنے ہر سال نوروز کے دن اُس میدان مین بازار لگاتے اور عید کرتے اور زینت و تجمل ظاہر کرتے اور وہ اس سال بروز عاشورا محرم واقع ہوا تھا۔ اور ایسے ہی عاشورا محرم مین اللہ تعالےٰ نے فرعون کو مع لشکر ہلاک کیا اور موسےٰ کو مع بنی اسرائیل نجات دی جیسا کہ صحیح کی حدیث مین ثابت ہے۔ **ضحیٰ** وقت چاشت یعنے اول وقت سے لوگ وہان جمع ہونے کو روانہ کئے جائین۔ **فتولّٰی** یعنے موسےٰ کی طرف سے بجانب اپنے سامان کے مُنہ موڑا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ شروع کیا یعنے بذات خود متولی ہوکر اہتمام کرنے لگا اور اپنے کید کو جمع کیا یعنے جس سے کید کرے اور مراد ساحر ہین پہر فرعون اپنے موعد مقرر پر آیا اور لوگ اُس جشن کے دن جمع ہوگئے اور فرعون اپنے تخت سلطنت پر بڑے جلوس سے بیٹھا اور اوسکے وزیرون اور ارکان دولت نے صف باندہی اور رعایا و عوام دائین بائین کہڑے ہوے۔ اور موسےٰ علیہ السلام دوسری جانب تنہا اپنے بہائی کے ساتہ اپنا عصا ٹیکتے ہوے سامنے آئے اور ساحرون کی بڑی جماعت نے فرعون کے روبرو صف باندہی۔ اور فرعون انکو ترغیب اور ہر طرح انعام و اکرام کے وعدے دیتا اور کہتا کہ تم میرے مقربین سے ہوجاؤگے **فیسحتکم** عن ابن عباس فيهلككم وعن قتادة يستأصلكم وعن ابن زيد قال يهلككم هلاكا ليس فيه بقية قال والذي يسحت ليس فيه بقية (ابن جریر) **واسرّوا النجوىٰ** قتادہ سے روایت ہے کہ جادوگرون نے باہم کہا کہ اگر یہ جادوگر ہے تو ہم اسیر غالب آجائین گے اور جو آسمانی تائید ہوگی تو وہ بازی جیت لیگا۔ (ابن جریر) **اِنَّ هٰذٰنِ** یہ نون مشدد ہے

فَيُسْحِتَكُمْ نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ فتح یا کے ثلاثی مجرد سے دو لغتیں سحت السحت بمعنی ۱۲

اِنَّ هٰذٰنِ نافع و ابن عامر و شعبہ و حمزہ و کسائی ساتھ تشدید نون اول کے ۱۲

اِنْ هٰذٰنِّ ابن کثیر ساتھ تخفیف نون اول اور تشدید ثانی کے مد طویل سے ۱۲

اِنَّ هٰذَيْنِ ابو عمرو ساتھ تشدید نون اول اور بعد ذال ی اور نون ثانی مخفف کے

اور سب متحد المعنی ہین

64 اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا
65 كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) مخفف ہوا ہے اور یہ عامل بھی نہین۔ اور اس کے خبر پر لام فارقہ ہے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ مخففہ ہے نہ نافیہ اسلئے کہ اِنْ نافیہ کے بعد لام نہین آتا ہے اور مخففہ کے بعد آتا ہے یا یہ کہ اِن نافیہ لیا جاوے اور خبر جو لام ہے وہ بمعنی اِلّا کے ہی اور ابن کثیر نے هٰذٰنِّ کے نون کو مشدد خلاف قیاس پڑھا ہے۔ تا فرق درمیان اسما متمکنہ وغیر متمکنہ کے ہووے۔ اور ابو عمرو کی قرارت اِنَّ هٰذَيْنِ تو لفظاً ومعنًا ظاہر ہے (تنبیہ) تمام مصاحف متفق ہوئے کہ هٰذٰنِ کا رسم بغیر یا ہے۔ اور اسی طرح ابو عبید احکام مین روایت کرتے ہین۔ لیکن بصری کے لئے سرخی سے یا مثل اور لفظون کے ملحق کرنا چاہئے (غیث النفع) اور رسم الخط کی مخالفت جایز نہین کہ یہ معنی ہین کہ اُسی رسم پر لکھا جائے۔ اور تفہیم کے لئے اشارات کرلے۔ اور جس سند سے کہ جسکی روایت ہو چکی ہے اُسی طرح پڑھے اور باقی قرار اِنَّ هٰذٰنِ پڑھتے ہین اور یہ لغت بنو الحارث بن کعب وغیرہ کی ہے کہ انہون نے تثنیہ کے لئے حالت رفع و نصب و جر مین الف مقرر کیا اور مثنےٰ کا اعراب تقدیری مانا انھین کا شاعر کہتا ہی سے ان اباها وابا اباها + قد بلغ فی المجد غایتاها + بجاے غایتیہا کے غایتاہا کہا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى۔ یعنے جس طریقہ اور دین پر کہ تم ہو اُسکو بدلنا چاہتے ہین کہتے ہین کہ فلانٌ حسن الطریقة ابن زید نے بھی یہی طرح کہا اور آیت پڑھی کہ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ الخ الْمُثْلٰى۔ تانیث امثل بمعنی افضل ہے جیسا کہ حدیث مین ہے الامثل فالامثل لیکن ابن عباسؓ مجاہد و قتادہ و سدی سے روایات ہین کہ اس کے یہ معنے ہین کہ تمھارے اشرافِ قوم پر غالب آجائین اور بنی اسرائیل کو اپنے لئے لیجائین۔ کہا جاتا ہی هو طریقة قومه ونظورة قومه اذا كان سيدهم وشريفهم اور واحد و جمع کو بھی کہہ سکتے ہین تو اسوقت مُثلٰے صفت و نعت جماعت کی ہی یا یہ کہ بسبب تانیثِ طریقہ کے مونث ہی ابن جریر فرماتے ہین کہ اسیکو اختیار کرنا چاہئے لیکن بیضاوی وغیرہ نے اس قول کو قیل سے تعبیر کیا ہی فافہم۔ فَاَجْمِعُوْا باب افعال سے ہی یعنے سب بعزم قوی اتفاق کرو جیسے حدیث ہی مَنْ لَّمْ يُجْمِعْ على الصوم من الليل فلا صوم له اور اسی سے اجماع امت ہی کہ کوئی خلاف نکرے ۱۲ صفا۔ ای مصطفین لانه اهيب فی صدور الرائين۔ اِسْتَعْلٰى اے علا

0-66

اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاِذَا حِبَالُهُمْ
وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ
خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ
يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ
حَيْثُ اَتٰى ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ۝
قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ

تُخَيَّلُ ابن ذکوان سات تاء تانیث کے۔

تَلَقَّفُ نافع وابن کثیر وابوعمرو وہشام وحمزہ وکسائی سات فتح لام وتشدید قاف کے اصل میں تتلقف تھا۔ تاء تانیث محذوف ہے ۱۲

تَلْقَفُ ابن ذکوان ساتھ رفع فا کے حال ہے یا استئناف ہے۔ ۱۲

سِحْرٍ حمزہ وکسائی ساتھ کسر سین اور سکون حا الف کے بغیر جلالین ۱۲

آٰمَنْتُمْ نافع وبزی وابوعمرو وابن عامر وشعبہ وحمزہ وکسائی ساتھ ہمزہ استفہام کے یعنی کیا تم ایمان لائے ۱۲

فَاَوْجَسَ الایجاس هنا الاخفاء فی النفس والخیفة الخوف رازی نے کہا کہ خوف اسوجہ سے کیا کہ انکا سحر بھی میرے معجزہ کے جنس سے معلوم ہوتا ہے تو لوگوں پر معجزہ وسحر میں التباس ہو کر مجھپر ایمان نہ لائیں گے۔ یا اس جہت سے کہ شاید وحی نہ اترے تو میں خجل ہو جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ تم کچھہ خوف نہ کرو انك انت الاعلیٰ۔ اس میں بلاغت کے وجوہ تاکید بہت سے ہیں (۱) جملہ مستانفہ (۲) اِنَّ حرف تحقیق (۳) تکرار ضمیر یعنے انت (۴) الاعلیٰ خبر کو معرفہ کہا (۵) علو خود غلبۂ ظاہر ہے (۶) علو کو بصیغۂ اسم التفضیل اعلیٰ فرمایا (بیضاوی) ما فی یمینك یعنی جو تمھارے داہنے ہاتھ میں ہے عصا نہ کہکر مبہم ملحاظ اسکی تحقیر کے فرمایا کہ ان رسیوں اور لکڑیوں کی کثرت پر نہ خیال کرو اور یہ جو تمھارے ہاتھ میں ایک حقیر لکڑی ہے ڈالکر قدرت الٰہی دیکھو اور یا ابہام عصا کی تعظیم کے لحاظ سے ہے یعنے یہ بڑی بڑی رسیاں اور لکڑیاں کچھہ بھی نہیں ہیں تمھارے ہاتھ میں جو مظہر قدرت الٰہی ہے اسکا اثر سب پر غالب ہے اسکو ڈالدو قاعدہ ما موصوفہ ہو خواہ موصولہ ابہام پر دال ہے کبھی تحقیر کے لئے مستعمل ہوتا ہے اسلئے کہ حقیر کا خیال کیا جاتا تو معروف ومعلوم بھی ہوتا اور کبھی تعظیم کے لئے کیونکہ عظیم اپنی عظمت سے کبھی دائرہ علم سے خارج ہو جاتا ہے (خفاجی)

تَلْقَفْ۔ من لقفه بمعنے تلقفه ای تبتلعه بقدرة الله تعالی (بیضاوی) مِنْ خِلَافٍ۔ خلاف

فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقٰى ۝ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ

عَلٰى مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا

تَقْضِي هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا

عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقٰى ۝ إِنَّهُ مَنْ يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ

جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

الصّٰلِحٰتِ فَأُولٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزٰؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَلَقَدْ

أَوْحَيْنَا إِلٰى مُوسٰى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ

يأته سوسی ساتھ سکون ہا کے ۱۴

ع ۳ ۲۲

يأت قالون ہشام ساتھ ...ہ کے ... ایک وجہ میں ... اور ... ہے۔

أن اسر نافع و ابن کثیر ساتھ ہمزہ وصل بعد کسرہ نون کے پڑھتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۱) رخ سے یعنے ایک طرف کا ہاتھ اور دوسرے طرف کا پاؤں ابن جریر نے وہب بن منبہ سے اسی طرح روایت کی بیضاوی نے کہا وھی مع المجرور بھا فی حیز النصب علی الحال ای لاقطعنہا مختلفات فی جذوع۔ شبہ تمکن المصلوب بالجذع بتمکن المظروف بالظرف وھو اول من صلب (بیضاوی) اور علامہ رازی فرماتے ہیں کہ سولی دینا اخبار میں ثابت نہیں۔ لیکن ابن جریر سدی سے روایت کرتے ہیں کہ فرعون نے اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور قتل بھی کیا تھا چنانچہ عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اول نہار جادوگر تھے اور آخر روز شہدا ہوئے۔ لن نؤثرک من الایثار ای لن نختارک والذی فطرنا۔ عطف علی ما جاءنا او قسم۔ خیر وابقی عن محمد بن کعب و محمد بن قیس خیر منک یا فرعون جزاء لمن اطاعہ وابقی عذابا لمن عصاہ و خالف امرہ (ابن جریر) لا یموت فیہا فیستریح ولا یحیی حیاۃ مہناۃ۔ ولکن النفس تتعلق بالحناجر منہم جنت عدن حال من الدرجات تزکی تطہر من ادناس الکفر و المعاصی (بیضاوی) اسر من اسری وسری قراءتان ای سر بہم اول اللیل من ارض مصر۔ فاضرب۔ الضرب

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ 20
مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ○ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ○ يٰبَنِيْٓ 20
اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ
الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ○ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ 20
مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ
عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ○ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ 2
وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ○ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ○ 2

لَا تَخَفْ
حمزہ ساۃ حذف الف اور سکون فا کے جواب امر ہے۔ ۱۲

اَنْجَيْتُكُمْ
حمزہ و کسائی ساۃ تائے ضموم اور بغیر الف کے بصیغۂ واحد یعنی میں نے تمکو نجات دی

وَوَعَدْتُكُمْ
ابو عمرو ساۃ بغیر حذف الف ۱۲

وَوَاعَدْتُكُمْ
حمزہ و کسائی بصیغۂ واحد یعنی میں نے تمکو وعدہ دیا۔

رَزَقْتُكُمْ
حمزہ و کسائی بصیغۂ واحد یعنی میں نے تمکو رزق دیا ۱۲

فَيَحُلَّ
کسائی ساۃ ضم حا کے ۱۲

يَحْلُلْ
کسائی ساۃ ضم لام اولیٰ کے اس کے معنی نزول کے ہیں ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۲) اما بمعنى الجعل ومعنى اتخذ او بمعناه المشهور واصله اضرب البحر ليصير لهم طريقا۔ فاوقع الضرب على الطريق اتساعا فهو مجاز عقلي يبسا عن مجاهد وغيره يابسا (در) وهو مصدر وصف به مبالغة۔ او هو صفة مشبهة كصعبا وجمع كصحب لصاحب والمراد بالطريق جنسه فانه جعل لكل سبط منهم طريقا دركا۔ الدرك اللحوق اى ان لا يدركك فرعون عن ابن عباس لا تخاف من آل فرعون دركا ولا تخشى من البحر غرقا (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در) يبني اسرائيل خطاب لهم بعد انجائهم من البحر واهلاك فرعون على اضمار قلنا او للذين منهم في عهد النبي صلى الله عليه وسلم بما فعل باباءهم لا تطغوا قال ابن عباس لا تظلموا (ابن جرير) فيحل بكسر الحاء اي فيجب عليكم وبضم الحاء قال قتادة فيقع وينزل هما قراءتان لانهم كانوا قد خوفوا المغنيين كليهما (ابن جرير) فقد هوى عن ابن عباس يقول فقد شقي (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در) وعن ابن عباس قوله لمن تاب من الشرك وامن يقول وحد الله وعمل صالحا يقول ادى فرائضي ثم اهتدى يقول لم يشكك (ابن جرير) واخرجه ابن المنذر وابن ابي حاتم (در)

قَالَ هُمْ أُولَآءِ عَلٰٓى أَثَرِيْ وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَإِنَّا
قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوسٰٓى
إِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ
أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُّمْ أَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
7 فَأَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا
8 حُمِّلْنَآ أَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ أَلْقَى
السَّامِرِيُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا

بِمَلْكِنَا — حمزہ وکسائی سات ضمہ میم کے یعنی بسکون اپنی قدرت واختیار سے خلاف وعدہ نہیں کیا۔

حُمِّلْنَا — ابوعمرو شعبہ حمزہ وکسائی سات فتحتین اور تخفیف کے یعنی اٹھا لیا۔

السّامری۔ منسوب الی قبیلۃ من بنی اسرائیل او الی موضع وکان منافقا اسفا۔
عن ابن عباس یقول حزینا وقال فی الزخرف فلما اسفونا یقول اغضبونا۔ والاسف علی وجهین
الغضب والحزن (ابن جریر) ام اردتم۔ ام ههنا بمعنی بل وهی للاضراب عن الکلام الاول
وعدول عن الثانی کانه یقول بل اردتم بصنیعکم هذا ان یحل علیکم غضب الخ (ابن کثیر)
وعدا حسنا ای ما وعدکم علی لسانی کل خیر فی الدنیا والاخرة فاخلفتم موعدی۔ وعدکم
ایای فالمصدر مضاف لمفعوله۔ وکان اخلافهم موعده عکوفهم علی العجل وترکهم السیر علی
اثر موسی حُمِّلْنَا۔ فیه قراءتان متقاربتا المعنی۔ لان القوم حملوا وان موسی قد امرهم
بحمله اوزارا عن مجاهد اثقالا من زینة القوم هی الحلی التی استعاروا من ال
فرعون وعن ابن عباس مثله (ابن جریر) فقذفنها ای فالقینا تلک الاوزار من زینة
القوم الحفرة فکذلک القی السامری فکما قذفنا نحن تلک الاثقال فکذلک القی السامری
ما کان معه من تربة حافر فرس جبریل فاخرج قال بعضهم صاغه صیاغة

هٰذَا إِلٰهُكُمْ وَإِلٰهُ مُوسٰى فَنَسِيَ ۝ أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا

وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُونُ مِنْ قَبْلُ

يٰقَوْمِ إِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي

قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِينَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسٰى ۝ قَالَ

يٰهٰرُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۝ أَلَّا تَتَّبِعَنِ أَفَعَصَيْتَ

أَمْرِي ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ

تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

(بقیه حاشیه صفحه ۵۸۴) ثم القى من تراب حافر فرس جبرئيل في فمه فخار كما ذكر عن قتادة (ابن جرير) عجلا العجل ولد البقرة فنسى عن ابن عباس اي نسي موسى الذي انطلق يطلبه ومثله عن قتادة ومجاهد وابن جريج والسدى وابن زيد والضحاك (ابن جرير) الا يرجع اى انه لا يرجع وهي المخففة من الثقيلة والضمير يعود على العجل كما روى ابن جرير عن مجاهد وقتادة انما فتنتم به قال السدى انما ابتليتم بالعجل لن نبرح عليه عكفين اى لن نزال على العجل مقيمين نعبده ما منعك اى شيء منعك. واختلف اهل التاويل في المعنى الذي عذل موسى عليه اخاه فقال بعضهم عذله على تركه السير بمن اطاعه في اثره على ما كان عهد اليه كما روى ابن جرير عن ابن عباس وقال آخرون بل عذله على تركه ان يصلح ما كان من فساد القوم كما روى ايضا عن ابن جريج يبنؤم. كان في الاصل يا ابن امي ويحذف ياء المتكلم من اللفظ تبقى الكسرة على الميم وقد تفتح وهما قراءتان فرقت اى لو قاتلت كما اخرجه ابن جرير عن ابن جريج او فارقت بعضهم مع بعض منهم كما اخرجه ابن جرير عن ابن زيد ولم ترقب قال ابن عباس لم تحفظ (ابن جرير) فما خطبك عن ابن زيد

أَلَّا تَتَّبِعَنِ
نافع وابوعمرو ساتھ اثبات یاء کے وصل میں فقط اور ابن کثیر دونوں حال میں

يَبْنَؤُمَّ
ابن عامر وشعبہ وحمزہ وکسائی نے کسر میم سے

6 يَسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ

7 أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۝ قَالَ فَاذْهَبْ

فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَوٰةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن

تُخْلَفَهُ وَانظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنُحَرِّقَنَّهُ

8 ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ إِنَّمَا إِلَٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ اور البتہ ہمنے فرعون کو اپنی تمام نشانیاں دکھا دیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۵) ما امرك ما شانك عن السدی قال ما لك (ابن جریر) اصل معنی الخطب اه وما الذی حملك علیه وهو مصدر خطب الشیٔ اذا طلبه ثم شاع فی معنی الشان والامر العظیم لانه یطلب ویرغب فیه (خفاجی) بصرت ای رأیت جبریل حین جاء الهلاك فرعون فقبضت قبضة من اثر الرسول ای من اثر فرسه هذا هو المشهور عند کثیر من المفسرین او اکثرهم (ابن کثیر) اخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد قال من تحت حافر فرس جبریل فنبذتها قال نبذه السامری علی حلیة بنی اسرائیل فانقلبت عجلا (در) ومثله عن ابن عباس رضی الله عنهما (ابن جریر) قبضة والقبضة المرة من القبض فاطلق علی المقبوض کضرب الامیر (بیضاوی) فنبذتها ای فالقیتها سولت قال ابن زید حدثتنی نفسی (ابن جریر) قال البیضاوی زینته وحسنته لی لا مساس ای لا امس ولا امس وذکر ان موسی امر بنی اسرائیل ان لا یواکلوه ولا یخالطوه ولا یبایعوه (ابن جریر) قال ابن کثیر فعقوبتك فی الدنیا لا تماس الناس ولا یماسونك وان لك موعدا ای یوم القیمة لن تخلفه ای لا محید لك عنه قال الحسن وقتادة وابو نهیك لن تغیب عنه (ابن کثیر وابن جریر) ظلت علیه عاکفا قال ابن عباس الذی اقمت علیه (ابن جریر) اصله ظللت فحذف اللام الاولی تخفیفا لننسفنه عن ابن عباس یقول لنذرینه فی البحر ومنه نسف فلان الطعام بالمنسف اذا ذراه فطیر عنه قشوره وترابه بالید والریح (ابن جریر) وسع کل شیٔ علما نصب علی التمییز ای هو عالم بکل شیٔ احاط بکل شیٔ علما (ابن کثیر)

تَبْصُرُوا
...ۂ وکسائی سانۃ تار... ...ماب کے بیغہ سے ...بن دیکھا۔

تُخْلَفَهُ
...بن کثیر وابو عمرو سانۃ ...لام کے بیغہ تو اسکا ...ملاف نہ کر سکے گا دونوں ...ار ترن سکے بی بتقارہ ...ین یعنی لا شك ان ...الله موف وهذا ...تخلفه یحشرهم ...وقف الحساب ...ان الخلق مراتون ...ذلك الیوم فلا الله ...یخلفهم ذلك و ...لاهم مخلفوه ...ا التخلف عنه (ابن جریر)

پھر بھی اوس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ کہنے لگا اے موسے کیا تو ہمکو ہمارے ملک

سے اپنے جادو (کے زور) سے نکالنے آیا ہے تو ہم بھی ضرور تیرے سامنے ایسا

ہی جادو لائینگے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کر کہ نہ ہم اسکا خلاف

قصہ موسیٰ کی اطلاع بطرز تصوف

تفسیر عرائس مین قصہ موسیٰ وَهَلۡ اَتٰكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى الخ اسطرح بیان فرمایا قصہ کلیم کو اپنے حبیب اکبر سے ذکر فرمانے مین اُنس مزید ہے۔ اور جب کلیم ارادہ سے مقام محبت مین داخل ہوے۔ اور وسیلہ صغرے (یعنے خدمت شعیب علیہ السلام) چھوڑکر وسیلہ کبرے حاصل فرمایا۔ یعنے درخت سے دیدار ناریہ ابتدائی مکاشفہ ہے۔ درخت آگ کے لئے آئینہ بنا۔ اور آگ نور کے لئے اور اس سے موسے کے لئے تجلی فرمائی۔ واسطی نے کہا کہ آپ نار کی تلاش مین نکلے تھے وہان آپ کو نور مل گیا ؎

خدا کے دین کا موسے سے پوچھے احوال	جو آگ لینے کو جائین پیمبری مل جاے

تو اب آدمی کسی وقت مین مایوس نہ ہووے۔ بسا اوقات مشاہدۂ حظوظ مین مشاہدۂ حق تعالیٰ نصیب ہوجاتا ہے شیخ جعفر نے فرمایا کہ موسے علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نے کس طرح پہچانا کہ وہ ندا رِحق ہے تو جواب مین فرمایا کہ جب مجھے سب طرف سے انوار ہیبت نے گھیر لیا اور مین اپنی خودی سے ہٹ گیا۔ میرا ہر بال ہمہ تن گوش ہوا تو مین نے جان لیا کہ یہ ندا رحق ہے اور وہ مدہوشی محل فنا تھی۔ مین نے عرض کی کہ تو ہی تو ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ موسیٰ کو بقا کی تاب نہ کلام کی جرأت ہے۔ ہان تو اپنی بقاءِ صفات سے باقی رکھکر تو ہی مخاطِب اور مخاطَب ہو۔ حکم ہوا کہ مین ہی متکلم اور مخاطب ہون۔ اور تو درمیان مین ایک صورت ہے جس سے محل خطاب پورا کیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ نعلین کو نہیں اتار دے۔ اور دونون جہان کی یاد سے فارغ ہو کیونکہ یہ وادی ازل غبارِ ظنون و خیالِ نفس و شیطان سے مقدس و پاک ہے پھر قدسِ ازل مین غبار عدم کو نہ لانا چاہئے۔ اور جو اپنی خودی چھوڑدیگا اسی پر اسرار منکشف ہونگے کیونکہ مین اس شخص کے واسطے ہون جو اپنے نفس کے واسطے نہ ہووے پھر عبادت و نماز کا حکم دیا

کرین اور نہ تو مکان برابر مین (موسے نے) کہا تمھارا وعدہ جشن کا روز اور یہہ

کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائین - تو فرعون لوٹ گیا پھر اپنے سارے داؤ-

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۷) کیونکہ عبودیت تمام کمالات سے اشرف ہے - اور موضعِ مشاہدہ و محلِ لطائف ذکر و مناجات نماز ہے استاد نے فرمایا جو بندہ کہ نماز مین اِس طرح حاضر ہوتا ہے کہ مین اس عبودیت کو اُسی کی قدرت و توفیق سے ادا کرتا ہون تو گو وہ ناقص ہو لیکن آخر مین یہ نماز فتحِ باب مواصلت و مناجات ہوتی ہے اور جو اس طرح نہ پڑھے تو اُسکو عجب و ریا و غرور ہو جاتا ہے ؎

بزمین چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد | کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی -

چونکہ موسے علیہ السلام مواجہۂ دیدارِ عظمت و جلال مین تھے - اور قریب تھا کہ ہیبتِ الٰہی سے مضمحل ہو جائین تو اُن کو ان حادثات سے مانوس کیا کہ تمھارے ہاتھ مین کیا ہے - اور اُن کو صولتِ جلال سے مقامِ انبساط مین لایا - اسی لئے آپ اپنے عصا کے فوائد بیان کرنے لگے - جب فرمایا کہ مین اُس پر اعتماد کرتا ہون تو غیرتِ وحدانیت جوش مین آئی حکم ہوا اچھا اسکو ڈال تو وہ جب وہ اژدر ہو گیا تو آپ ڈرے یہ اس لئے تھا تا اپنا خاص بندہ غیر کی طرف التفات نہ کرے - اور حقیقت مین یہ خوف غیر سے نہ تھا بلکہ اللہ تعالے نے اژدہے سے اپنی عظمت کی تجلی فرمائی تو پھر مشاہدۂ عظمت و جلال مین کون ثابت رہ سکتا ہے ابن عطا نے فرمایا کہ حضرت موسے کا یہ قول کہ میرا عصا ہے اُسکی ملک کی نسبت اپنی طرف کی اور حقیقت مین تمام جہان حق تعالے کی ملک ہے تو حکم دیا کہ اسکو ہاتھ سے ڈال دو - جب وہ اژدہا ہو گیا تو فرمایا کہ اسکو (یعنے اپنی ملک کہ جسکا دعوے تھا) لو - لیکن موسے علیہ السلام نے بیزار ہو کر نہ لیا - حق تعالے نے اپنی مہربانی سے اپنی طرف سے دیا کہ خوف نہ کرو لے لو - یعنے اسے ہمارا واسطے سے لو - ہم سے لو کہ ہم ہی تمھارے واسطے ولی نعمت ہون - جب موسے علیہ السلام نے تمام اسباب علایق سے بیزاری کی تو خود اُن کی ذات مین ایک نور ظاہر ہوا جو ید بیضا ہے کیونکہ تجلی بنفسِ انسانی اقرب و

(یعنے جادوگر) جمع کئے پھر آموجود ہوا۔ موسٰے نے جادوگرون سے کہا تمپر افسوس
کہ اللہ پر جھوٹا افترا نہ کرو ورنہ تمکو عذاب سے ملیا میٹ کردیگا۔ اور جس نے افترا کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۸) اکمل ہے اسی لئے فرمایا سَنُرِیۡھِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِھِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ یعنے قریب ہے کہ ہم اپنی آیات کو آفاق مین اور خود انکی ذاتون مین دکھلائینگے تاکہ اُن کو کھل جائے کہ حق وہی ہے۔ اور ہاتھ کو ضم کرنے مین اسطرف اشارہ ہے کہ سوائے شہود کبریائی و مشاہدۂ جمال کے سب سے دستِ ہمت مضموم و بند کرلے تو وہ بیضا متصف بنور احدیت اسطرح ہوگا کہ اہل عالم کو اُس کے چہرہ سے نور تجلی کبریائی ظاہر ہوگا۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ اپنے دستِ ظاہری کو اپنے اُس پہلو سے جس مین قالب ہے ملادو تو بیضا ہوجائیگا کیونکہ ہمارے نظر و مشاہدہ سے قلب مین جو نور ہے اُسکا عکس تمہارے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ اور اس مین ایک ادب کی تعلیم کا اشارہ ہے کہ حضور کبریا مین دستِ ادب دراز نہ ہو کہ قبطی مارا جائے۔ یا الواح توڑی جائین۔ یا ہارون کی داڑھی پکڑی جائے تاکہ وہ محلِ معجزہ ہوجائے۔ پھر فرمایا کہ فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ حد سے بڑھ گیا ہے اس مین یہ بھی ایک **حکمت** تھی کہ موسٰے قربِ ازلی اور مشاہدۂ ربوبیت سے قریب تھا کہ جلالِ عزت مین فنا ہوجائین۔ تو حقیقت سے اُن کو شریعت مین مشغول کیا۔ اور جب آپ نے جان لیا کہ مشاہدہ سے مجاہدہ کی طرف رجوع ہے۔ اور اعداے معاوضہ کا حکم ہے تو یہ درخواست کی کہ میرے رب میرا سینہ کھولدے اور میرے کام کو آسان کر اور مقصود یہ تھا کہ جب مین عین شریعت مین مشاہدۂ حقیقت سے غائب ہوجاؤن تو میرے سینہ کو نور مکاشفہ سے منشرح کردے تاکہ تجھسے محجوب نہ ہوجاؤن۔ اور کام مین آسانی دیجائے کہ استقامت کے ساتھ ادائی رسالت و شریعت مین قایم رہون۔ اور میری زبان سے گرہ کھولدے اس مین بڑا فایدہ یہ ہے کہ اسرارِ حقیقت بزبانِ شریعت ادا کئے جائین کیونکہ تیرے اوصاف کے بیان کے واسطے زبان بصفتِ قدم چاہئے کہ وہ میری بات سمجھین یعنے ہر ایک اپنے مرتبہ و مقام

بیشک وہ نامراد ہوا۔ تو جادوگر اپنے امر مین باہم بحث کرنے لگے اور چپکے چپکے مشورہ

کیا۔ بولے ہو نہو یہہ دونون (بھائی) جادوگر ہین۔ چاہتے ہین کہ تمکو تمھارے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۹) اُسکو حق سمجھے۔ یہان تک کہ اہل اشارت وحقیقت اُسکو اپنے حالی پر سمجھ لین اور میرے کنبے مین سے کسی کو میرا وزیر کردے) جو میرے قول کی تعبیر بیان کرے۔ چونکہ میرا مقولہ مجمع مجاری کلام ازلی سے ہے تو وہ میرے مقولہ واشارات کو سمجھیگا اور جو اس طرح ہو تو مجھے غیر کی جانب مشغولی بھی نہ ہوگی تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کرین اور تجھکو بہت سا یاد کیا کرین جب ذکر متوازی قدم واقع ہوتا ہے وہی ذکر کثیر ہے اور باقی سب قلیل چونکہ آپ نے جو کچھ طلب کیا تھا وہ نفس کی خواہش سے نہ تھا بلکہ موافق مرادِ حق تھا اس لئے فرمایا اے موسےٰ تمھاری درخواست تمکو دی گئی جس کا صدور ازل مین ہو چکا تھا اب اُسکا ظہور ہوگا۔ اور البتہ ہم نے تمپر بار دیگر احسان کیا۔ یہ امتنان اُسی اصطفائی شان سے ہے جو ازل مین حاصل ہو چکی اور مین نے تیر اپنی محبت ڈالدی یعنے تمکو مہبطِ نورِ جلال وجمال قرار دیا۔ اور ہر صفت سے آپ پر نور تھا لیکن نورِ محبت ہر ایک صفت پر غالب تھا اور یہ اس لئے کہ تاہر محب کے محبوب ہو جائین۔ اور تم نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا۔ پھر ہمنے تمکو غم سے نجات دی اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ جو کوئی ازل مین برگزیدہ وممتاز ہے اُسکو شیطان سے ضرر نہین ہوتا۔ اور آپ نے جس نفس کو قتل کیا وہ اُنھین فرعونی نفوس مین سے تھا اور لحوقِ غم حضرت موسےٰ سے جو راس المعرفت اور سید المومنین تھے دور فرمادیا کیونکہ تمام جہان آن کے متوازی نہین ہو سکتا (مولانائے روم فرماتے ہین ؎

بہرِ انسان جملہ حیوان را بکش
جملہ انسان را بکش از بہرِ ہش

اور صحیح ہے کہ مومن کا ایک بال تمام جہان سے بہتر ہے۔ معتزلہ جو گمان کرتے ہین وہ بالکل ہیچ ہے اور ہم نے تم کو کسیقدر آزمایش مین ڈالا یہ تربیت حقایقِ قہر سے ہے جیسے تربیت بحقائقِ لطف ہے۔ ان فتونکی

ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکالدین اور تمھارے عمدہ طریق (مذہب) کو معدوم کردین۔ توتم بھی ایک تدبیر پراتفاق کرو پھر پرا بن کر آؤ۔ اور جو آج

ل
اور تمھارے سادات واشراف پر غالب آجائین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۰) انتہا یہی تھی کہ جمیع انفاس مین غیر کی طرف نظر کرنے سے خالص کرلیا اور لباس انوار ربوبیت سے مشرف کیا **ابوالحارث** نے کہا کہ سولے اپنے سب سے چھڑایا (اول مان کی گود سے چھڑا کر پھر واپس دئے گئے اور جوانی کے قریب تو سب سے ہی چھوٹے) **ابن عطاء** نے کہا کہ تمکو طرح طرح کی بلاؤن سے گداختہ کرکے بساطِ قرب کے لایق کردیا۔ پھر تم کئی برس مدین کے لوگون مین رہے یعنے تمکو شعیب علیہ السلام کے پاس تربیت فرمایا تاکہ آدابِ حضرت کبریائی کے لائق ہوجائین۔ اور اہلِ ارادت کے لئے اللہ کی یہ سنت جاری ہے پھر تم اے موسٰے وقت مقررپر آئے یعنے بقدرِ زمانۂ ارادت اور جب کامل ہوجائین تو مقامِ محبت وقرب مین آئین اور یہ مقامِ خدمت کے بعد ہے اور مین نے تمکو اپنے لئے پسند کیا یعنے تمھارے باطن کو نورِ اسرارِ حضرت سے منور کردیا **شیخ فارس** نے فرمایا کہ اپنے واسطے اسطرح خالص کرلیا کہ وہ کسی دوسرے کے لایق نہین رہے **ابو سعید خراز** نے فرمایا کہ اولیاء الٰہی اپنے جسمون مین اللہ تعالےٰ کے رہن ہین اور اُس مین مخفی ہین۔ اور اپنے لئے اُن کو خود اُن کی ذات سے پوشیدہ کردیا ہے۔ اور یہی مقام اصطناع ہے اور میری یاد مین سستی نہ کرو۔ **اشارہ** ہے کہ ادائی رسالت مین مشغول ہوکر یادِ الٰہی سے غافل اور اُس کے مشاہدہ سے غائب نہ ہونا تاکہ فتور نہ ہوجائے **شیخ سہل** نے فرمایا زبان سے ذکر کرنا بدون مراقبۂ قلب کے فتور پیدا کرتا ہے دونون فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ وہ سرکش ہوگیا ہے **ابن عطاء** نے فرمایا کہ ظاہر تو فرعون کی طرف بھیجے گئے لیکن مقصود اُس سے ساحرانِ فرعون تھے کیونکہ انبیاء اعدا کیلئے نہین بھیجے جاتے بلکہ دشمنون مین سے اپنے دوستون کو نکالنے کے لئے روانہ فرمایا تھا پھر اللہ تعالےٰ نے اپنا لطف وکرم اعداء کے ساتھ ظاہر فرمایا تاکہ اولیاء مومنین اُسکے رحم وکرم کو اس سے قیاس

وہ رہا اُس نے بازی جیت لی (پھر ساحرون نے صف بندی کے بعد) کہا اے
موسےٰ یا تو اوّل تو عصا ڈال اور یا کہ اوّل ہم ڈالین۔ کہا بلکہ تم ڈالو (جب اُنھون نے
ڈالا) پھر تو اُنکی رسیان اور لاٹھیان موسےٰ کے سامنے اُن کے سحر کی وجہ سے دکھائی دین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۱) کرین۔ پھر اُس سے نرم بات کہو کہ وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے لیکن اُسکو کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ قہر قدم کے آثار سے سُکرِ قہری ظاہر ہوا تھا جو نفسِ اَمّارہ کا وصف ہے اور جو ہمہ تن خودی ہے۔ اور جو سُکرِ لطفی سے مدّعی ہوتے ہین اور اہل حقیقت سے جو دعویِ انانیت ظاہر ہوتا ہے اُسکی ایک حقیقت ہوتی ہے (اور وہ مقامِ بیخودی ہے۔ مولانا فرماتے ہین ؎

کیست فرعون آنکہ او خود را بدید۔	کیست موسےٰ آنکہ او خود وا رہید

یحییٰ بن معاذ رازی نے فرمایا کہ یہ تیرا لطف اس کے ساتھ ہے جو رب ہونیکا دعوے کرتا تھا تو اُسپر کیسا لطف ہوگا جو تیرا بندہ ہونے کا مدّعی ہے پھر فرمایا اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى یعنی ماسوائے حق عزوجل کے جو کچھ ہے اُسکا ہر ذرہ عدم سے بنورِ قدم نکلا۔ پھر اُسکو عقل سری عطا کی اور وجود کیونکر اپنے موجد کو نہ پہچانے حالانکہ بالکل غرق دریائے الوہیت ہے لیکن جنکی حیات بروح فعلی ہے جیسے حشرات و وحوش و طیور وغیرہ اور جنمین روح روحانیہ ہے جیسے ملائکہ و جن۔ اور جنکی روح کو نفخۂ حق کے وقت سے کشفِ ذات و صفات ہے تو ان تینون مین حق تعالیٰ کی معرفت بقدر اُن کے ارواح و عقول کے ہے لیکن آخری معرفت اتم ہے اور وہی لوگ قدسی ربّانی ہین مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ الآیہ اس مین اشارہ اجسام و اشکال کی جانب ہے کیونکہ ارواح تو عالمِ ملکوت سے ہین اگر حق تعالیٰ اُن کو مٹی کے پردہ مین نہ رکھتا تو ایک روح سے تمام جہان بھر جاتا اور اُس کے نور سے سب جل جاتا اور جب ارواح کی تربیت نورِ فعل حق سے کامل ہو جاتی ہے تو یہ اجسام و اشکال بھی بصفتِ روحانی ہو جاتے ہین تو اب زمین اُن کو اُٹھا نہین سکتی اور اِسکا مقام عالمِ غیب ہو جاتا ہے الخ

کہ وہ دوڑ رہی ہین - تو موسے اپنے جی مین ڈرنے لگے - ہم نے کہا نہ ڈرو بیشک
تم ہی اونچے رہوگے - اور جو تمھارے داہنے ہاتھ مین ہے ڈالدو کہ جو کچھ انہون نے
بنایا ہے وہ نگل جاوے - انہون نے تو جادو کا فریب بنایا ہے - اور جادوگر جہان
کہین آیا فلاح نہین پاتا (الغرض ایسا ہی ہوا) پھر جادوگر سجدہ مین گر پڑے کہنے
لگے کہ ہم ہارون اور موسے کے خدا پر ایمان لائے - فرعون نے کہا اس سے
پہلے کہ مین تم کو اجازت دون تم اسپر ایمان لائے یہی تمھارا بڑا ہے جس نے تمکو
جادو سکھایا - تو اب مین ضرور تمھارے ہاتھ اور پاؤن الٹے اور سیدھے کٹوا دونگا
اور بے شک کھجور کے تنون پر تمکو سولی چڑہا دونگا اور تم جان لوگے کہ ہم مین
کس کا عذاب سخت اور دیرتک ہے جادوگر بولے کہ ہم ان کھلے معجزون پر جو
ہمارے سامنے آئے اور اسپر جس نے ہمکو پیدا کیا تجکو ہرگز ترجیح نہ دینگے (اختیار
نہ کرین گے) تو کرلے جو کچھ کرتا ہے - بس تو اسی دنیا کی زندگی مین حکم چلا سکتا ہے
(ہم کو تو آخرت کا ڈر ہے) اسی لیے ہم اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے تاکہ ہمارے
لئے ہمارے قصور اور وہ (جادو کا گناہ) بھی بخشدے جس پر تو نے ہمکو مجبور کیا
اللہ بہتر اور زیادہ دیرپا ہے (ابدی ہے) بے شک جو اپنے رب کے سامنے مجرم بنکر جاتا
ہوگا تو اوس کے لیئے دوزخ ہی جس مین نہ مرے اور نہ زندہ رہے اور جو اوس کے

پاس مومن ہوکر آئیگا اور اسنے نیک عمل بھی کئے تو یہی لوگ ہین جن کے لئے بلند
درجے ہین ہمیشہ رہنے کے باغ - جن کے نیچے نہرین بہتی ہین - اُن مین ہمیشہ رہینگے
اور یہہ اوسکا صلہ ہے جو پاک ہوا - اور ہم نے موسےٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے
بندونکو (جو بنی اسرائیل سے ہین) رات سے نکال لیجاؤ - پھر اُن کے لئے سوکھی
راہ دریا مین بنا دینا تو تمکو (آل فرعون کے) تعاقب کا خوف ہوگا اور نہ (دریا
مین ڈوبنے سے) ڈروگے (موسیٰ حسب حکم سر شام زمین مصر سے بنی اسرائیل کو
دریا مین لے گئے) پھر فرعون نے معہ اپنے لشکر کے اُنکا پیچھا کیا تو اُنکو دریا نے
گھیر لیا جیسا کچھ گھیرا (یعنے سب ڈوب گئے) اور فرعون نے اپنی قوم کو بہکایا -
اور سیدہا راستہ نہ دکھایا (پھر فرمایا) اے بنی اسرائیل ہمنے تم کو تمہارے دشمن سے
نجات دی اور ہم نے تم سے طور کے داہنی طرف (یعنے مناجاتِ موسیٰ اور
توراۃ اُتارنے) کا وعدہ کیا اور تمپر من وسلویٰ اُتارا (اور کہدیا کہ) ستھری
چیزین جو ہم نے تمکو دی ہین کھاؤ اور اسکے بارے مین حد سے نہ گذر جانا (کل
کے لئے ذخیرہ نہ کرنا ورنہ) پھر تمپر میرا غضب ضرور ہوگا اور جسپر میرا غضب لازم
ہوا وہ ہلاک ہوگیا - اور مین بڑا بخشنے والا ہون اوس شخص کو
کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر

ف من تو ایک قسم کا حلوا تھا اور سلوےٰ ایک قسم کا پرند نہایت لذیذ ہے ۱۲

ہدایت پر قایم رہی (جب موسیٰ طور پر توراۃ لینے آگے بڑھ آئے تو ہم نے پوچھا)

اور اے موسےٰ تمکو اپنی قوم سے آگے آنے پر کیا چیز باعث ہوی (کیون انکے

ہمراہ نہ رہے) عرض کی کہ وہ یہ ہین میرے پیچھے۔ اور اے میرے پروردگار مین

تیری طرف اسلئے جلد آیا ہون تاکہ تو (مجھ سے) خوش ہو۔ فرمایا کہ ہم نے تو تمھاری

قوم کو تمھارے پیچھے بلا (یعنے گوسالہ پرستی) مین ڈالدیا۔ اور سامری نے انکو

۱؎ اھتدی ابن عباس نے فرمایا کہ پھر اپنے ایمان مین شک نہین کیا قتادہ نے فرمایا کہ پھر اسلام کو لازم کر لیا اور اسی پر موا۔ ربیع بن انس نے کہا کہ سنت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا۔ ابن زید نے کہا کہ اپنے عمل مین مصیب ہوا ثابت بنانی نے کہا کہ محبت وولایت اہل بیت نبی کی راہ پالیا۔ ابن جریر نے یہ سب آثار سند سے بیان کرکے فرمایا کہ ہدایت پر استقامت ہونا سبکو شامل ہے ۲؎ ابن کثیر نے لکھا کہ جب فرعون ہلاک ہوا تو موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر جانب طور روانہ ہوے اور راہ مین ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے بتون کے عابد اور مجاور تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا الٰہ بنا دو آپ نے فرمایا کہ تم قوم جاہل ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا فقالوا یموسی اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون۔ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تیس رات کا وعدہ دیا کہ توراۃ عطا فرمائیگا۔ پھر دس رات بڑھا کر چالیس رات سے میقات پوری کی۔ ان ایام مین آپ نے دن رات روزہ رکھا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام مبادرت وجلدی کرکے جانب طور روانہ ہوے اور بنی اسرائیل پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو خلیفہ کیا کہ ان کو منزل بمنزل قریب طور کے لاکے اتارین انتہیٰ۔ ابن جریر نے بھی ابن اسحٰق سے اس سے کچھ مختصر روایت کی۔ ۳؎ اللہ کی جانب سے جہان سوال ہوتا ہے تو یہ علام الغیوب سے طلب معرفت نہین بلکہ تعریف یا تبکیت یا تنبیہ غیر ہے ۴؎ کیونکہ امتثال امر اور وفاء عہد مین مسارعت کرنا موجب خدا کی رضامندی کا ہے ۱۲

گمراہ کردیا۔ تو موسےٰ اپنی قوم کی طرف غصّے مین بھرے ہوے رنجیدہ واپس آئے

(اور) کہنے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمھارے پروردگار نے اچھا[1] وعدہ نہ کیا

تھا۔ تو کیا تمپر مدت دراز ہوگئی یا تم نے یہ چاہا کہ تمھارے پروردگار کا تمپر غضب

ضرور واقع ہو پس اسوجہ سے تم نے میرے وعدہ[2] کا خلاف کیا وہ بولے کہ ہمنے

اپنے اختیار سے تمھارے وعدہ کا خلاف نہین کیا۔ لیکن قوم (قبط) کی زیور وکا

بوجھ ہم پر لادا گیا تھا۔ تو ہم[3] نے اسکو (گڑھے مین) ڈالدیا۔ پھر اسی طرح سامری

نے (اسپ جبریل کے پیر کی خاک) ڈالدی۔ پھر اون کے لئے ایک بچھڑا

بنا نکالا (یعنے ایک بدن کہ جسکی آواز گائے کی سی تھی۔ پھر کہنے لگے کہ تمھارا

اور موسےٰ کا یہ معبود ہے موسےٰ بھول گئے ہین (جسکی تلاش[4] مین کوہ طور پر گئے

[1] یعنے میرے واسطے دین ودنیا کی بھلائی کا وعدہ کیا تھا [2] وعدہ کا خلاف اسطرح کیا کہ گوسالہ پرستی پر اڑے رہے اور حضرت موسےٰ کے پیچھے نہ گئے ۱۲ (ابن جریر) [3] حدیث الفتون اور روایت سدی ابی مالک سے اور وہ ابن عباس سے کہ آپ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اُس زیور وکو ایک گڑھے مین جمع کرنیکا حکم دیا۔ اس سے غرض آپکی یہ کہ مال ایک جا جمع رہے اور جب موسےٰ علیہ السلام واپس آئین تو جو چاہین کرین۔ پھر سامری آیا اور وہ مٹھی نشانی قدم رسول کی اُسپر ڈالی۔ اور ہارون علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی کہ جو یہ سامری چاہتا ہے ہوجائے۔ آپنے چاہا کہ گوسالہ ہوجاے پس وہ گوسالہ جسم خوار یعنے گائے کی آواز والا ہوگیا۔ اور یہ ایکطرح کا ابتلا وامتحان اور فتنہ واستدراج تھا (ابن کثیر) [4] ابن جریر فرماتے ہین کہ سامری نے وصف موسےٰ علیہ السلام بیان کیا کہ جسکی تلاش مین گئے ہین وہ یہی گوسالہ ہے لیکن وہ بھول گئے ہین یہی

وہ یہی ہے۔ (اللہ فرماتا ہے) بھلا یہ لوگ اتنا بھی نہین سمجھ سکتے کہ وہ (بچھڑا جسکو
یہ خدا کہتے ہین) نہ اُن کو اُلٹ کر کسی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ اُن کے کسی
نقصان اور نفع کا مالک ہی۔ اور ہارون نے (موسیٰ کے پلٹ آنے کے) پہلے
اِن سے کہا تھا کہ اے میری قوم اس سے تم آزمائے جا رہے ہو (کہ کسکا ایمان
صحیح اور کس کے دل مین شک ہی) اور تمھارا رب تو رحمان ہے تو میرے کہے پر
چلو اور میری بات مانو۔ وہ بولے کہ ہم ہمیشہ اسی پر جمے بیٹھے رہین گے یہانتک
کہ موسیٰ ہمارے پاس واپس آئین (موسیٰ نے آکر) کہا کہ لے ہارون جب تمنے
دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہو گئے تو تمکو کیا وجہ مانع ہوی کہ تمنے میری پیروی نہ کی۔ کیا
تم نے میری حکم عدولی کی (پھر موسےٰ نے ہارون کی داڑھی اور سر کے بال
پکڑ کر کھینچے) ہارون نے کہا کہ اے میری مان کے بیٹے نہ میری داڑھی اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۲) قول مختار ہے کیونکہ اہل تاویل کا اسی پر اجماع ہے علاوہ یہ کہ بیان موسےٰ کے بعد ہے الخ سلہ ہارون علیہ السلام نے نصیحت کا عمدہ طریقہ اختیار فرمایا۔ جیسا کہ پہلے اُن کو اپنی طرف منسوب کرکے میری قوم فرمایا پھر آگاہ کیا کہ دیکھو یہ آزمائش ہے پھر اللہ کی معرفت کی طرف متوجہ کیا کہ دیکھو تمھارا پالنے والا جو نہایت ہی مہربان ہے پھر نبوت کی طرف بلایا کہ میری اتباع کرو پھر اطاعت امر کا حکم فرمایا جو شریعت ہے سلہ اے میرے مان کے بیٹے یہ کہنا صرف شفقت دلانے کے لئے ہے ورنہ آپکے وہ سگے بھائی تھے۔ غرض ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی موسےٰ سے معقول عذر کیا کہ یہ مین نے جو آپ سے آکر گوسالہ پرستی کا واقعہ بیان کیا اور پیچھے رہ گیا اسکا یہی سبب ہے کہ مجھے خوف ہوا کہ اگر یہ

سر (کے بال) پکڑو۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تونے بنی اسرائیل مین پھوٹ
ڈالدی۔ اور میری بات یاد نہ رکھی۔ موسیٰ نے کہا ای سامری تیرا کیا حال ہے
وہ بولا کہ مین نے وہ چیز دیکھی جو اورون نے نہین دیکھی تو مین نے ایک مٹھی
خاک نشیچے ہوے (جبریل کے گھوڑے کے پیر) کے نیچے سے لے لی۔ پھر مین نے
وہی ڈالدی اور میرے نفس نے مجھے ایسی صلاح دی۔ موسیٰ نے کہا کہ چل
(نکل)۔ زندگی مین تو تیری یہی سزا ہی کہ کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرے
لئے ایک وعدہ اور بھی ہے جو کسی طرح تجھ سے نہین ٹلیگا۔ اور اپنے معبود کی
طرف جسپر تو جما بیٹھا تھا دیکھ۔ ہم اسکو جلا دین گے۔ اور پھر اسکو دریا مین اڑا کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۷) واقعہ آپ سے آکر بیان کر دیتا تو آپ فرماتے کہ کیون تو اُن کو اکیلا چھوڑ کر چلا آیا اور ان مین تفرقہ اور پھوٹ ڈالدی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ مین اُن مین تجھکو خلیفہ کر کے چھوڑ گیا تھا (ابن کثیر) موسی علیہ السلام نے وہ عذر قبول فرمایا اور خدا سے اپنے اور اپنے بھائی کے لئے مغفرت چاہی چنانچہ دوسری جگہ مذکور ہے۔ لہ یہ لامساس کا ترجمہ ہے۔ اور مماستہ سے ماخوذ ہے جو طرفین سے ہوتی ہے اور یہ لائے نفی جنس ہے اور مراد نہی ہے معالم مین ہے کہ خدا کے جانب سے یہ اُسکو سزا دیگئی تھی کہ وہ جنگلون مین جانورون کے ساتھ پھرا کرتا اور جب کسی آدمی کو دیکھتا تو مضطر ہو کر یہ کہہ اُٹھتا کہ لا مساس کہا گیا کہ جب کسی نے اُسکو چھو لیا یا اُسنے خود کسی کو چھو لیا تو دونون کو سخت بخار اسیوقت چڑھتا تھا۔ انتہی ۱۲ لہ ابن کثیر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ اُنھون نے فرمایا کہ وہ سونے کا گوسالہ گوشت و خون کا ہو گیا تھا پس اُسکو آگ مین جلا کر اُسکی راکھ سمندر مین پھینکدی اور

بکھیر دین گے۔ تمھارا معبود تو بس اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہین اُسکا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ جب اے نبی کریم ہم نے موسٰے کا قصہ اِس فصاحت و بلاغت سے بیان کیا اسی طرح اور بھی گذشتہ اخبار و واقعات تمسے بیان کرینگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۸) ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ سوہان سے رِتوا کر ریزہ ریزہ کر کے آگ مین جلا دیا اور یہی سُدی کا قول ہے فریابی و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم سے روایت ہے اور تصحیح بھی کی کہ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب موسے علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل کی طرف جلدی کی تو سامری نے قصد کر کے زیورات بنی اسرائیل کی عورتون کے جہان تک پاے جمع کر کے اُسکا گوسالہ بنایا پھر اُس کے جوف مین وہ مٹھی خاک ڈالی جو اُس نے اثر رسول سے لی تھی تو وہ گوسالہ جسد ہو گیا جو آواز کرتا تھا پھر سامری نے اِن لوگون سے کہا کہ یہ تمھارا الٰہ اور موسٰے کا الٰہ ہے اُسوقت ہارون نے اُن سے کہا کہ ای قوم کیا تمھارے رب نے تم کو خوب وعدہ نہین دیا ہے پھر جب موسٰے علیہ السلام لوٹکر آئے تو ہارون کے سر اور داڑھی کے بال پکڑے اور ہارون نے وہی جواب دیا جو مذکور ہے پھر سامری سے خطاب کیا اُس نے مشت خاکِ اثر رسول سے لینا اور اُس مین ڈالنا بیان کیا۔ پھر موسٰے علیہ السلام نے اس گوسالہ کو ایک نہر کے کنارہ ریتیون سے ریتوایا اور ریزہ ریزہ کر کے بہادی پھر جس نے اس دریا سے پانی پیا اُن لوگون مین سے جنھون نے یہ گوسالہ پوجا تھا اُس کا چہرا زرد پڑ گیا جیسے سونے کا رنگ ہوتا ہے۔ موسٰے علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم لوگون کی توبہ کیونکر ہے فرمایا کہ آپس مین تم مین سے بعضے بعض کو قتل کرین پھر ان لوگون نے چھریان لین اور باہم قتل کرنے لگے کسی آدمی نے اپنے بھائی کو کسی نے اپنے باپ کو کسی نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا اور کچھ پروا نہ کی کہ کس کو اُس نے مار ڈالا یہی یہانتک کہ ان مین سے ستر ہزار قتل ہوئے پھر اللہ تعالی نے موسٰے کو وحی بھیجی کہ اُن کو حکم کرین کہ اپنے ہاتھ اُٹھا لین مین نے اِن لوگون کو بخشدیا جو قتل ہوئے ہین اور اِن لوگون کو معاف کر دیا جو باقی رہ گئے ہین ۱۲

تا تمھارا علم زیادہ ہو۔ قلب کو تسلی ہو۔ تمھاری بزرگی و جلالت ظاہر ہو۔ معجزات
کی کثرت ہو۔ سننے والیکو عبرت ہو۔ دین دار کو زیادتی بصیرت ہو۔ منکر دل پر
9 حجت قایم ہو۔ چنانچہ فرمایا كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ
0 سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ
1 يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
3 حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ
4 بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ
اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۝ (اے پیغمبر) اسی طرح ہم
تم کو گذشتہ خبرین سناتے ہین۔ اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن)

آیت ۹۹ تا آیت ۱۰۴

نُنْفَخُ ابو عمرو ساتھ نون کے بصیغہ جمع متکلم بتعظیم ہونگین گے اسناد نفخ طرف آمر کے ہے۔ ۵ مسبب کہ اسرافیل نافخ ہی بات تعظیم ہے کہ آمر اس کے فعل کو گویا اپنا فعل فرمایا ۱۲

مَنْ۔ اسم مَن موصول لفظ مین مفرد ہے تو اَعْرَضَ وغیرہ مین ضمیر بلحاظ لفظ کے ہے۔ اور باعتبار معنی کے عام
ہے تو خٰلدین جمع فرمایا۔ سَآءَ اس مین ایک ضمیر مبہم ہے جسکی تفسیر حِملًا ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے
یعنے ساء لهم حملًا وزرهم (بیضاوی) عن ابن عباس بئسما حملوا یعنی بذلك ذنوبهم
(ابن جریر) يتخافتون۔ قال ابن عباس يتسارون (ابن جریر) وخرجه ابن المنذر وابن
ابی حاتم (در) والمخافتة والتخافت والخفت بوزن السبت اسرار المنطق (مختار)
امثلهم طريقة قال شعبة اعلمهم فی انفسهم وقال سعيد اوفاهم عقلا (ابن
جریر) واخرج ابن ابی شیبه وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن سعید
بن جبیر قال اعلمهم فی نفسه (در) سلہ ابو زید نے فرمایا ذکرًا سے مراد قرآن ہے ابن ابی حاتم

عطا فرمایا جس نے اس سے منہ پھیرا وہ قیامت کے دن (گناہونکا) بھاری
بوجھ اُٹھائیگا۔ اور اسی حال مین ہمیشہ رہین گے۔ اور جو یہ لوگ قیامت کے دن
اُٹھائے ہون گے بُرا بوجھ ہے۔ جسدن صور پھونکا جائیگا اور ہم اُس دن گنہگارون کو
کہ اُن کی آنکھین نیلی ہونگی (میدانِ حشر مین) جمع کرین گے۔ آپس مین (مارے
خوف کے) چپکے چپکے کہتے ہون گے کہ تم (دنیا مین) بس دس دن ٹھہرے ہو گے
ہم خوب جانتے ہین جو یہ کہتے ہین۔ جو اُن مین سے زیادہ عقل والا ہے وہ کہیگا کہ
تم نہین ٹھہرے مگر ایک دن یعنے یہ لوگ حیاتِ دنیوی کو بہت قلیل بیان کرینگے
اس لئے کہ جلد گذر گئی۔ اور جو شخص اِن مین سے عقل مین کچھ بڑھا ہوا ہوگا اور زیادہ
اس مدت کو قلیل بیان کریگا۔ یعنے مبدأ عقود نہین بلکہ مبدأ آحاد بعد بیان روز
قیامت منکرین حشر کا ایک سوال جو روز قیامت کے متعلق ہے بیان کرکے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۰) ع انس مین ہے کہ ذکر لدنی سے وہ اسرار ربوبیت مراد ہین کہ جو
مخلوقات سے پوشیدہ کئے گئے ہین اور اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو ان سے آگاہ فرمایا
ابن عطا نے فرمایا کہ ذکر یعنے موعظتِ عظیم کہ اُسکی مواظبت و ملازمت سے تم پر کوئی اسرار ہمارے پوشیدہ
نہ ہون گے۔ اور تمام انبیا کے حالات تم پر مکشوف ہون گے اور تم سرِحق مین ہون گے ۱ے وزرًا کی تنکیر تعظیم
پر دال ہے (بیضاوی) مجاہد نے فرمایا وزرًا کے معنی اثمًا یعنے گناہ (ابن جریر) ابن منذر و ابن ابی حاتم
(در) ۲ے ابن عباس نے فرمایا کہ دنیا مین حالات ہونگے کسی حال مین نیلی آنکھین کسی حال مین اندھے۔ ابن ابی حاتم (در)۔

اُسکا جواب ادا فرماتا ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا ۙ

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ؕ يَوْمَئِذٍ

يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ

آیت ۱۰۵ تا آیت ۱۰۸

نسفا۔ قال الراغب نسفت الريح الشئ اذا قلعته وازالته وانسفته واصل معناه نطرحه طرح النسافة وهی ما يثور من غبار الارض اھ فيذرها ای الارض واضمارها من غير ذكر لدلالة الجبال عليها قاعا صفصفا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ قاع زمین ہموار اور صفصف اُسکی تاکید ہے (گویا اجزا اُسکے ایک صف میں ہیں) اور کہا گیا کہ وہ زمین جس میں نہ نبات ہے نہ درخت اور قول اول اولیٰ ہے اگرچہ یہ دوسرے معنی بھی بطور لزوم مراد ہوسکتے ہیں (کیونکہ برابر ہونا مستلزم ہے کہ اُس میں درخت وغیرہ کسی شے سے نشیب و فراز نہ ہو) اسی لئے فرمایا لا ترى فيها عوجا ولا امتا یعنے اوس روز زمین میں نہ وادی (یعنے زمین نشیب ہموار کہ سیلاب جاری ہونیکی جگہ ہو) اور نہ اُبھار اور نہ پستی نہ بلندی ہوگی یہی قول ابن عباس وعکرمہ ومجاہد وحسن بصری وضحاک وقتادہ اور بہت سے سلف کا ہے اھ فقیر کہتا ہے کہ درّ منثور اور تفسیر ابن جریر میں ہر ایک کا ماخذ موجود ہے لا عوج له الضمير للداعی ای لا يعوج له مدعو كما يقال لا عصيان له ای لا يعصى واصله ان المصدر تارة يضاف الى الفاعل وتارة الى المفعول یعنے اس سے اُن کی غرض یہ ہے کہ مصدر کی دلالت فعل پر ہے اور اس پر بھی کہ وہ مجہول کے لئے مبنی ہے۔ اس اعتبار سے کہ جب مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوکے مستعمل ہوتا ہے تو فعل معروف پر دلالت کرتا ہے۔ اور کبھی مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے تو فعل مجہول پر دلالت کرتا ہے۔ یوں نہ سمجھنا کہ مصدر خود دو ہوتے ہیں ایک معلوم دوسرا مجہول جس طرح کہ انکی عبارات میں واقع ہوا ہے لیکن یہ بات بعضوں سے مخفی تھی ہم نے جس طرح ذکر کیا وہ بعضے کتب عربیہ میں موجود ہے (خفاجی) وخشعت قال ابن عباس سكنت (ابن جرير)

مصدر خود معروف و مجہول نہیں ہوتا۔

09 فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
10 لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
11 وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ اور (اے پیغمبر) تم سے (روز قیامت) پہاڑوں کی
نسبت دریافت کرتے ہیں تو کہدو کہ میرا پروردگار اُن کو (ٹکڑے ٹکڑے اور دھول
کرکے) اڑا کر بکھیر دیگا۔ پھر زمین کو ہموار میدان کر چھوڑیگا۔ کہ (اے مخاطب) تو نہ اُسمیں
کہیں موڑ دیکھیگا اور نہ بلندی (ویتی) اُس دن لوگ (قبروں سے اُٹھکر) بلانیوالے
(یعنے اسرافیل) کے پیچھے دوڑیں گے اُس سے مُڑ نہ جائیں گے۔ اور آوازیں (خوف)
رحمن سے دب جائیں گی پس (اے مخاطب) آہستہ آواز کے سوا تو کچھ اور نہ سنیگا۔

همسا قال ابن عباس وطء الاقدام وكذا قال عكرمة ومجاهد والضحاك والربيع بن انس وقتادة وابن زيد وغيرهم وعن ابن عباس الصوت الخفي وهو رواية عن عكرمة والضحاك اور سعید بن جبیر نے کہا کہ باتیں اور قدموں کی آواز۔ آپ نے دونوں قولوں کو جمع کردیا اور آیت محتمل ہے۔ (ابن کثیر) فقیر کہتا ہے کہ ماخذ ان اقوال کا تفسیر ابن جریر و در منثور میں بھی موجود ہے ۱۲ وَعَنَتْ قال ابن عباس ذلت وعنه يعني بعنت استسلموا لي وقال ابن زيد استأسرت الوجوه اي صاروا اسارى كلهم له قال والعاني الاسير قال ابن جرير واصل العنو الذل يقال منه عنا وجهه لربه يعنو عنوا يعني خضع له وذل وكذلك قيل للاسير عان لذلة الاسر (ابن جرير) له يتبعون کا ترجمہ ہے کیونکہ تشدید تا میں مبالغہ ہے یعنے بڑی کوشش سے جلدی متوجہ ہوں گے ۱۲

اُسدن سفارش کام نہ آئیگی مگر جسے رحمٰن نے اجازت دیدی اور اُسکا قول[1] پسند فرمایا

وہ لوگونکا اگلا پچھلا احوال سب جانتا ہے - اور لوگون کا علم اُسپر حاوی نہین

ہوسکتا اور منہ (خدا کے) زندہ پائندہ کے لئے جھک جائین گے - اور بے شک

نامراد ہوا جس نے ظلم (یعنے شرک) کا بوجھ اٹھالیا اب قیامت کا بیان مسلمانو نکے

احوال پر ختم فرماتا ہے پھر قرآن کی توصیف ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ

۱۱۲ ــ ۶ ... ۲

[1] یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن کا قول شفاعت کے مقدمہ مین قبول فرمایا جنکا درجہ و مرتبہ اُس کے پاس ہے ۱۲ عرائس مین ہے (کہ یہ تو قیامت کبریٰ کا بیان ہے جو حضورِ حق مین حاضر ہون گے) اور اسی طرح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انوار ذات و صفات کی تجلیات کا طلوع دلہای عارفین سے ہو تو اُن کے دلون سے شواغل انسانی و رسوم نفسانی و عوارض بشری و رسوم علمی و مراسم عقلی کو زائل کرکے اُن کے قلوب کو ہموار مستوی بدون پستی و بلندی کے چھوڑ دیتا ہے تاکہ ارواح قدسیہ اِن قلوب سے مشاہدہ انوار ازلیہ و ابدیہ السوطر القدسی کرتے ہین جو رسوم علمی و فہمی سے علاوہ ہے - اور یہ اُسوقت ہوتا ہے کہ جب ہر ایک قسم کی خواہش و شہوت اور نفسانی خیالات اور اوہام زائل ہوجاتے ہین ۱۲ ش قتادہ نے فرمایا کہ ظلم سے مراد شرک ہے - اسکی تخریج عبدالرزاق و عبد بن حمید نے کی (در) هَضْمًا اصل الهضم النقص يقال هضمني فلان حقي و منه امرأة هضيم اي ضامرة البطن و منه هضم الطعام (لتلاشيه في المعدة) (ابن جرير) وَكَذٰلِكَ عطف ہے کذلك نقص پر یعنے جس طرح ہم نے پہلون کے قصے عبرت آمیز بیان کئے اسی طرح پر تمام قرآنکو (کہ جو جامع تمام معانی مقصودہ کا ہے) نازل کیا -

وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ اور جو نیک عمل کریگا اور وہ ایمان بھی

رکھتا ہو تو اُسکو نہ زیادتی کا خوف ہوگا (کہ گناہ بڑھا دیئے جائیں) اور نہ نقصان کا

(کہ نیکیاں کم کردی جائیں) اور اسی طرح ہم نے اسکو قرآنِ عربی اُتارا ہے اور

ـه عن ابن عباس قال لا يخاف ان يظلم فيزاد في سياته ولا يهضم من حسناته اخرجه ابن المنذر و ابن ابي حاتم (در) واخرجه ابن جرير عن ابن عباس والضحاك وقتادة ومجاهد والحسن ـه عرب لوگ اپنی فصاحتِ زبان پر اسقدر نازان تھے کہ وہ بمقابلہ اپنے تمام اقوام دنیا کو عجم یعنے گنگ کہتے تھے۔ عربی زبان یوں بھی ایسی فصیح اور وسیع ہے کہ دنیا میں کوئی زبان اُسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ہر ایک چیز کے لئے متعدد الفاظ اس زبان میں موجود ہیں۔ اور پھر ہر ایک چیز کی جتنی مختلف حالتیں اور جداگانہ خاصیتیں ہیں ان سکے لئے جدا جدا لفظ ہیں۔ یہ کمال کسی اور زبان میں پایا نہیں جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر زبانوں کی کتابوں کے ترجمہ کرنے کے لئے عربی زبان کا دامن نہایت وسیع ہے۔ اور جذباتِ انسانی کی ہو بہو تصویر کھینچنے کے لئے یہ زبان ہر طرح تیار اور آمادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس زمانۂ عرب میں نبی مبعوث کیا اور عربی زبان میں قرآن شریف نازل فرمایا۔ اسلئے کہ اس زمانے میں سوائے عربی زبان کے اور کوئی زبان اس کمال کو نہیں پہونچی ہوئی تھی اور نہ ابتک کوئی پہونچی ہے۔ اور تمام زبانیں عربی زبان کی محتاج اور عربی زبان سے مستخرج ہیں اور سب زبانوں میں کثرت سے عربی الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے مگر عربی زبان میں دوسری کسی زبان کا ذخیرہ ہرگز موجود نہیں بلکہ جن الفاظ کو غیر زبان کا بتایا جاتا ہے وہ درحقیقت عربی ہیں جو کوڑھی اور بہروپ ہوکر دوسری زبانوں میں چلے گئے۔ عربی زبان کے الفاظ کا نظام کامل ہے۔ ہر ایک لفظ اپنی وجہ تسمیہ کہتا ہے عرب بتا سکتا ہے کہ فلانی چیز کا نام یہ کیوں رکھا گیا۔ عربی زبان کا علم اشتقاقِ صغیر اشتقاقِ کبیر ہر ایک لفظ کا مادہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ کیا کوئی انسان یا عرب کے بدو اس زبان کے موجد ہوسکتے ہیں۔ یہ زبان تمام زبانوں سے بلحاظِ وسعت اور فصاحت میں کوئی زبان اسکی برابری نہیں کرسکتی ۱۲

فضیلتِ زبانِ عربی

اِس مین طرح طرح پر ڈراوے سنادئے تاکہ لوگ (گناہون سے) بچین یا یہ کہ (قرآن)

اُن کے (دلون مین) نصیحت پیدا کردے (جس سے وہ اطاعت کرین) پس اللہ

بلند مرتبہ بادشاہ حقیقی ہے (وہ ڈرانے سے پہلے کسی کو عذاب نہین کرتا اسی لئے اپنے

رسول کو وحی کے سہو ونسیان سے بچاتا ہے چنانچہ فرماتا ہے) اور (اے پیغمبر) وحی

کے تمام ہونے سے پہلے قرآن (کے پڑھنے) مین جلدی نہ کیا کرو۔ اور کہو کہ اے

میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔ جب گذشتہ واقعات بیان کرنے کا

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الخ مین وعدہ فرما چکا تھا پھر قرآن کی عظمت بیان کرکے

5 اُس وعدہ کو اس طرح پورا فرماتا ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ

6 وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

لہ یتقون ای یترکون المأثم اویحدث لھم ذکرا و ھو ایجاد الطاعۃ وفعل القربات

(ابن کثیر) ؏ہ اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم

عن قتادۃ قال اویحدث القرآن ذکرا قال جدا وورعا (در) واخرجہ ابن جریر ؏ہ

جب جبرئیل علیہ السلام وحی لاکر کوئی آیت پڑھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ پڑھتے تاکہ قرآن

محفوظ رہے۔ حکم ہوا کہ اسقدر آپ تکلیف نہ گوارا کیجئے۔ اُس سے آسان وسہل طریقہ آپکے لئے ہم نے یہ

بتلایا ہے کہ ہم خود ہی آپکے سینہ مین جمع کردینگے کہ اُس مین سے کچھ بھی نہ بھولین گے پھر لوگون کو پڑھ سنائے

چنانچہ سورۂ قیامۃ لا تحرک بہ لسانک الخ مین اسکی تفصیل موجود ہے (ابن کثیر) وَلَقَدْ مین جو لام ہے

وہ جواب قسم محذوف ہے عَهِدْنَا۔ عھد الیہ یعنے اُسکو حکم کیا مِنْ قَبْلُ یعنے قبل اس زمانے کے

فَنَسِيَ یعنے عہد کو بھول گئے ۔۱۲

إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ۝ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ
فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ۝ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۝
وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ۝ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ
قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ ۝ فَأَكَلَا
مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن
وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۝ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ
عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

أَنَّكَ — نافع وشعبہ سات کسرہ ہمزہ کے اِنَّ لَکَ پر عطف ہے اور جو قرات فتح کے ہے وہ ان لا تجوع پر عطف ہے ۲

فتشقی یہاں شقاء سے مراد تعب ہے جو طلب قوت ومعیشت میں ہو۔ اور موید اس توجیہ کے لئے آیت آئندہ ہے اور یہ کام فقط مردوں کا ہوتا ہے اسی لئے فتشقا تثنیہ نہیں فرمایا اور یہ بھی ہے کہ ابتداءً میں خطاب صرف آدم کو تھا تو اب اس جزا کے مخاطب بھی وہی بنائے گئے۔ تعری۔ عری من ثیابہ بالکسر عریا بالضم فھو عارٍ و عریان لا تظمأ۔ ای لا تعطش ومن المجاز انا ظمآن الی لقائک (اساس) عن ابن عباس لا تظمأ فیہا ولا تضحی یقول لا یصیبک عطش ولا حر وعن سعید بن جبیر وقتادۃ لا تضحی لا تصیبک شمس اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم (در)
لا تضحی۔ ای لا تبرز للشمس۔ قال صاحب المختار وضحی الشمس بالکسر ضحاء بالفتح والمد ای برز لہا وضحی یضحی کسعی یسعی ضحاء ایضا بالفتح والمد مثلہ ومنہ قولہ تعالی ولا تضحی۔
لا یبلی ای لا یزول ولا یضعف قال الخفاجی معناہ یفنی او یصیر بالیا خلقا ۱۲
فبدت لہما سوآتہما ای فانکشف لہما عوراتہما وکانت مستورۃ عن اعینہما ۱۲ (ابن جریر) وطفقا یخصفان قال السدی اقبلا یغطیان علیہما بورق التین وقال قتادۃ یوصلان علیہما من ورق الجنۃ (ابن جریر) وھدی ای وھداہ للتوبۃ

وقفۃ (ابن جریر) ۱۲

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا

يَشْقٰى ۝ اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا تو وہ بھول گئے[1]۔ اور

ہم نے اُن میں استقلال[2] نہ پایا اور (اے پیغمبر یاد کرو) جب ہم نے فرشتون سے

کہا کہ آدم کو سجدہ[3] کرو تو سب سجدے مین گر پڑے مگر ابلیس کہ اُس نے انکار کیا

تو ہم نے کہدیا کہ اے آدم یہ تمھارا اور تمھاری بی بی کا دشمن ہے کہین تم کو

جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم تکلیف[4] مین جا پڑو۔ یہان نہ تم بھوکے[5] رہتے اور نہ

ننگے۔ اور یہ بھی ہے کہ یہان نہ تم پیاسے ہوتے ہو اور نہ دھوپ مین ستتے ہو پھر شیطان نے

[1] ابن عباس نے فرمایا کہ انسان اسی لئے نام رکھا گیا کہ جو اُن سے عہد لیا گیا تھا وہ بھول گئے۔ (ابن جریر) [2] قتادہ نے کہا کہ عزم معنی صبر ہے۔ عطیہ نے فرمایا کہ عزم کے معنی حفظ کے ہین یعنے جسکا ہم نے حکم فرمایا تھا اُسکو یاد نہین رکھا۔ ابن عباس اور ابن زید نے بھی اسیطرح فرمایا۔ اصل عزم کے معنے کسی شے کا دل مین اعتقاد کرنا کہتے ہین عزم فلان علی کذا جب الحاکم کا دل مین مستقل ارادہ کرچکا ہو۔ تو جس کام کا مستقل ارادہ ہوتا ہے تو وہ یاد بھی رہتا ہے اور اُسپر صبر بھی کرتا ہے (ابن جریر) [3] ہم نے ہی تفسیر کے صفحہ ۱۲۵ مین بیان کردیا ہے کہ یہ سجدہ تکریم وتحیت ہے سجدہ عبادت نہین (یعنے مسجود کو معبود وآلہ اعتقاد کرنا) جس طرح ہنود و مشرک کرتے ہین خواہ اقوال ہون یا افعال انکا مدار نیت پر ہے۔ چونکہ شیطان کا کبر وغرور بڑے درجہ کا تھا اس لئے اُسکی ذلت کے لئے یہ حکم دیا گیا۔ اور اس شریعت مین تو وہ بھی حرام ہے [4] سعید سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے لئے ایک سرخ بیل اُتارا گیا جس سے آپ کھیتی کرتے تھے اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے تھے۔ (ابن جریر)

بیان سجدہ۔

آدم کے دل مین وسوسہ ڈالا۔ کہا کہ اے آدم کہو تو تم کو ہمیشگی کا درخت بتا دون

(کہ اگر اس مین سے کہا لوگے تو نہ مروگے) اور ایسی سلطنت جو کبھی فنا نہ ہو۔ پھر دونون نے

اس درخت مین سے کہا لیا تو انپر انکی شرمگاہین ظاہر ہوگئین اور لپنے اوپر جنت کے

پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کا حکم ٹالا اور بہنک گئے پھر انکے پروردگار

نے انکو نوازا اور انکی طرف متوجہ ہوا اور راہ پر لایا۔ حکم دیا کہ تم دونون (یعنے شیطان

اور آدم) یہانسے اُترو۔ ایک کا دشمن ایک پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت

آئی تو جو میری ہدایت پر چلا نہ وہ (دنیا مین) بہکیگا اور نہ (آخرت مین) تکلیف مین پڑیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۸) انکا اس لئے بیان فرمایا کہ بھوک باطنی ذلت ہی اور عریانی ظاہری ذلت۔ اسیطرح پیاس تو باطنی گرمی و حرارت کا اثر ہے اور ضحی حرارت ظاہری یعنے یہان تمکو کوئی ظاہری و باطنی ذلت و محتاجی نہین۔ (ابن کثیر) لـه قال السدی فلا تموتان ابدًا (ابن جریر) لـه اس مین اشارہ ہے کہ غیر ویز نہین لـه ائمہ اصول نے کہا کہ تمام انبیاء کرام معصوم ہین اُن سے کوئی گناہ سرزد نہین ہوتا اگرچہ صغیرہ سہوًا ہی کیون نہو اور احکام آلہی مین تو کوئی خطا قطعی طور سے ان سے نہین ہوتی۔ اسیطرح استاد ابو اسحاق اسفرائنی اور ابو الفتح شہرستانی اور قاضی عیاض اور شیخ تقی الدین سبکی وغیرہم نے کہا ہی کیون کہ وہ ہمیشہ حضور آلہی مین خاص طور سے رہتے ہین کبھی تو اس تعالے کا مشاہدہ کرتے ہین اور کبھی یہ مشاہدہ ہوتا ہی کہ وہ انکو دیکھ رہا ہی۔ غرض ان دو مشاہدون سے کبھی وہ باہر نہین ہوتے پھر جسکا یہ مقام ہو اس سے مخالفت حقیقی ہرگز ممکن نہین۔ ہان مخالفت صوری کہہ سکتے ہین تاتو سمجھنا چاہئے کہ ابتدا نبوت بعد انتہا ولایت ہی پھر کسکی مجال ہی کہ اونکو گنا ہونکا دھبہ لگا سکے۔ چنانچہ مشہور ہی حسنات الابرار سیات المقربین (یواقیت و جواہر) اور زیادہ تفصیل جلد اول تفسیر ہذا کے صفحہ ۱۰۵ ملاحظہ ہو۔ لـه یعنے تم دونون ابلیس اور اسکی ذریت کے دشمن ہو اور ابلیس تم دونونکا اور تمھاری ذریت کا دشمن ہی لـه ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکے لئے ضامن ہوگیا ہی کہ

ابوطالب مکی فرماتے ہین کہ ایک لغزش سے آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تا
اولادِ آدم اس سے عبرت لین۔ ہزار افسوس ہے ہمپر کہ ہم توبہت سے گناہ کر کے جنت کے
امیدوار ہورہے ہین جب اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی پیروی کرنے والون سے نیک
24 وعدہ فرمایا توجو اوس سے روگردان ہو اُسکو وعید سے ڈراتا ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ
25 عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ
26 رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۹) جس نے قرآن پڑہا اور اُسکی پیروی کی یہ کہ نہ دنیا مین گمراہ ہو نہ آخرت مین شقی
پھر آپنے یہ آیت پڑھی اور ایک روایت آپسے ہی کہ اللہ تعالی اسکو گمراہی سے دنیا مین اور بُرے حساب سے قیامت
مین بچالیگا۔ اسکو ابن ابی شیبہ طبرانی و ابونعیم حلیہ و ابن مردویہ نے تخریج کی ۱۲ (در) معیشۃ ضنکا قال
مجاھد ضنکا ضیقۃ چنانچہ کہا جاتا ہی ھذا منزل ضنک یعنے یہ مقام تنگ ہے وعیش ضنک یعنے
تنگی معیشت ہی۔ اسمین مذکر و مونث واحد و تثنیہ جمع ایک ہی لفظ سے آتے ہین (کیونکہ یہ اصل مین صدر ہے
جو صفت قرار دیا گیا ہے) اور یہ برزخ مین ہوگا جسکو عذاب قبر کہتے ہین۔ یہ اسلئے کہ آگے ولعذاب
الاخرۃ اشد و ابقٰے فرماتا ہے تو اس سے یہ معنی مفہوم ہوے کہ اس سے پہلے کوئی عذاب ہوچکا ہے اور
آخری عذاب اوس سے بڑھکر ہے۔ چونکہ دنیا مین بعض کافر بعضے مسلمانون سے وسعت و آرام مین ہین اسلئے عذاب
قبر ہی مراد ہی اسکے موید اور روایات بھی ہین۔ چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا معیشۃ ضنکا عذاب قبر ہے اور ایک
روایت آپ سے ہے کہ اسپر اوسکی قبر تنگ ہوجائیگی یہانتک کہ اسکی پسلیان ادہر سے اودہر نکل آئینگی۔
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کافر کو اُسکی قبر دباتی ہے یہانتک کہ اُسکی پسلیان ادہر سے اودہر نکل جاتی ہین۔ ابوصالح
و سدی نے بھی فرمایا کہ وہ عذاب قبر ہے اور یہ ابوہریرہ سے مرفوع بھی مروی ہی (ابن جریر) کذٰلک ھکذا اتتک (ابن جریر)

-127 فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ
يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ جس نے میری
یاد سے منہ پھیرا تو اُسکو تنگی کی گذران ملیگی (یعنے عذاب قبر ہوگا)[1] اور ہم اُسکو قیامت کے
دن اندہا اُٹھائینگے۔[2] وہ کہیگا کہ اے میرے رب تو نے مجھے اندہا کیون اُٹھایا اور
مین تو دنیا مین بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح ہماری آیتین تیری پاس آئین تو تو نے
اُن کو بھلا دیا۔ اور اسی طرح[3] آج تو بھی بھلایا جائیگا (خبر نہ لیجائیگی) اور جو شخص حد سے بڑہ چلا

[1] عبد الرزاق وسعید بن منصور و مسدد اپنی مسند مین وعبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم
وابن مردویہ وحاکم اور تصحیح بھی کی اور بیہقی کتاب عذاب قبر مین ان سبھون نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے مرفوعاً روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ معيشة ضنكا عذاب قبر ہے اور ابن ابی شیبہ وبزار وابن منذر
وابن ابی حاتم وابن مردویہ وحاکم ایک دوسری وجہ سے ان سبھون نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا معيشة ضنكا عذاب قبر ہے۔ اسکے جیسے اور بھی روایات ہین دُر منثور دیکھو ۱۲
[2] بعضون نے کہا کہ بصیرت کا اندہا ہونا ہے۔ چنانچہ ابو صالح اور مجاہد نے فرمایا کہ اعمى عن الحجة اور ایک
دوسری روایت مین مجاہد سے بینائی کا اندہا ہونا مروی ہے یعنی دنیا مین مجھے بینائی تھی یہان کیون اندہا کیا۔
ابو جعفر طبری یعنے ابن جریر یہ سب اقوال نقل کرکے فرماتے ہین کہ جب خدا نے کسی معنی کی تخصیص نہین فرمائی ہے
تو وہ اپنے عموم پر ہے یعنے اندہا ہونا عام ہے بینائی بھی مسلوب ہوگی اور اُسکے لئے کوئی حجت بھی نہ ہوگی۔ [3]
یعنے جس طرح تو نے دنیا مین ہماری آیات کو بھول گیا اور تو اُسکو چھوڑ دیا اور روگردان ہوگیا آج ہم بھی
تجھے بھول جائینگے اور آگ مین چھوڑ دینگے چنانچہ ابو صالح اور مجاہد نے اسی طرح فرمایا (یعنے ایسی چھوڑ دینگے
جس طرح بھولی چیز چھوڑ دی جاتی ہے) (ابن جریر) مسئلہ قرآن کا نسیان باوجودیکہ اس کے معنی یاد ہون

اور اپنے پروردگار کی آیتون پر ایمان نہ لایا ہم اسکو ایساہی بدلا دیا کرتے ہین۔ اور
آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دیرپا ہی جب منکرون کی حشر کا ذکر ہوا تو دنیا مین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۱) اور اُس کے موافق عمل ہو تو وہ اس وعید خاص مین داخل ہنین۔ لیکن ایسے شخص کے لئے بھی حدیث مین وعید آئی ہے امام احمدؒ نے سعد بن عبادہؓ سے اور ایک دوسری سند سے عبادہ بن صامتؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہنین کوئی مرد کہ اُس نے قرآن پڑہا پھر اسکو بھولا مگر یہ کہ اللہ تعالی سے جب ملیگا تو اس حال سے ملیگا کہ وہ بالکل جذام مین مبتلا ہوگا۔ (ابن کثیر) عالمگیری مین ہے کہ جس بھولنے پر یہ عذاب ہے ایسا ہونا ہے کہ مصحف مین دیکھ کر بھی نہ پڑہ سکے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو حفظ کیا ہے اُسکو نہ بھولے تفسیر عرائس مین ہے کہ یہ جو زلت و لغزش آدم علیہ السلام سے ہوی اُسکے ساتھ ہی اصطفائیت ازلیہ بھی موجود تھی اسلئے وہ قدیم اصطفائیت غالب ہوی۔ اور لغزش مذکور اُسکے مقابلہ مین مٹ گئی کیونکہ قبولیت ازلی کے ساتھ کوئی معصیت ضرر ہنین کرتی بلکہ اجتبائیت ازلیہ اسرار علاوہ ہوگئی شیخ ابن عطا نے فرمایا کہ عصیان کے نام سے مذمت ہے ولیکن اصطفائیت و اجتبائیت کے نام ایسے ہین کہ یہ او نون لقب موجود ہوتے ہوے حضرت آدم علیہ السلام کو کسی حال مین کوئی مذمت لاحق حال ہنین ہوتی۔ اور یہ بھی آپ پر لطف و کرم آلہی ہے کہ بوجہ اُس زلت کے دنیا مین سخت مجاہدات و ریاضت مین گرفتار کیا۔ اور دوسرے لوگون سے معاصی کا صدور دنیا مین ہوا پر تو انکی سزا آخرت پر ہے کیونکہ دنیا کی تکلیف و مشقت آسان ہے (مولانا عصام الدین نے ذکر کیا کہ مین نے تفاسیر مین دیکھا کہ شجرہ جس سے آدم علیہ السلام نے کھایا وہ شجرۂ علم ہے۔ مجھے ایک مدت تک اسکی فکر تھی کہ اسکے کیا معنی ہین پھر ایک روز مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا مجھے آسمان پر لے گئے وہان آدم علیہ السلام سے ملکر عرض کی تو آپنے فرمایا کہ مجھے مشاہدۂ سری کا حکم تھا اور اُس شہود سے بجانب علوم التفات کرنے کی ممانعت تھی پھر مین نے وسوسۂ شیطان سے ایک مرتبہ معرفت علمی کے ساتھ صفات کمالیہ کا مشاہدہ چاہا تو عتاب مذکور ہوا۔ ملا علی قاری نے کہا کہ یہ قول مناسب باشارات ہے نہ موافق

جو کچھ اُنکا حال ہوا ہی عبرت لینے کے لئے اُسکو بھی بیان فرماتا ہے۔ اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۲) بہ تفسیر ظاہری) ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ جب آدم علیہ السلام کو
دریائے حجاب و امتحان مین غرق کیا تو قلبِ آدم علیہ السلام پر تجلّی فرمائی اور اُسمین سوائے شوقِ لقائے رحمٰن کے کچھ نہین
تہا تو اپنی ذاتی تجلّی سے سرفراز کیا۔ اور اس فرقت مین یاد سکے عوض اصطفائیت قدیم پر اجتبائیت جدید زائد فرمائی اور
خود اُنکی جانب رجوع فرمایا کیونکہ قدیم کو حدوث لاحق نہین ہوتا یعنے حدوث کو خود مجالِ لحوق نہین۔ اور کہان ڈہونڈہیے
کہ جسکے واسطے کہان کا نام ہی نہین اور کہان اور جہان سب اُسکی مخلوقات مین پس حق عزوجل نے خود اُنپر توجہ فرمائی اور
کشفِ جمال و جلال سے سرفرازی دی۔ اور ہمیشہ حق عزوجل کی عنایت اُنپر مبذول رہی کیونکہ صفاتِ الٰہی مین تغیر نہین۔
اس لئے اُنکو خود معذور فرمایا کہ بہول گئے اور ہم نے اُن کے لئے عزم نہ پایا اور کس طرح وہ مخالفت پر عزم کرتے اسلئے
کہ وہ پردۂ عصمت مین مستور اور قبضۂ قدرت مین معصوم تہے۔ اور جب نفس کو کشفِ عیوب دیا گیا اور علم کا باب مفتوح
ہوا تو اُس مکاشفہ سے بجانب مشاہدۂ علمی و امتحانِ نفس زمین پر نازل فرمایا پہر فرمایا کہ جو میری ہدایت پر چلا نہ وہ بھٹکیگا اور
نہ آخرت مین شقی ہوگا شیخ سہل نے فرمایا کہ اتباع سے مراد اقتداء کتابِ الٰہی و سنتِ رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
پہر بیان فرمایا کہ جس نے میری یاد سے منہ پہیرا تو اُسکو تنگی کی گذران ملیگی یعنے جس نے طریق الہام و یادِ الٰہی سے منہ موڑا
وہ انوار سے محجوب ہوا اور جو نورِ ذکر سے محجوب ہوا وہ نورِ مشاہدۂ حق سے محروم ہوا اور اُسکی ناپاک زندگی ظلمت مین ہے اُسکا
رزق مکدر ہے اور جو شخص محجوب ہوا اُسکی زندگی سے بدتر کسکی زندگی ہوگی شیخ جعفر نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پہچانتے تو کبھی
اُس سے رُوگردان نہ ہوتے اور جس نے اعراض کیا وہان سے مردود ہو کر کہانے کپڑے جورو بچون وغیرہ مین گرفتار کیا گیا۔
بعض نے کہا کہ تنگیِ عیش یہ ہے کہ اہلِ ذکر کے ساتھ صبر نہین کرسکتا اور بعض نے فرمایا کہ طاعات پر مداومت کرنے مین
دل تنگ ہوتا ہے پہر معیشتِ آخرت کی تنگی بیان فرمایا کہ ہم اُسکو قیامت کے دن اندہا اُٹھائینگے کلماتِ حضرت
علی رضی اللہ عنہ مین ہے کہ جس نے دنیا مین اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا وہ آخرت مین بھی اُسکو نہین پہچانیگا الخ۔
یَهْدِ لَهُمْ اِسکا فاعل مضمونِ قولِ الٰہی کَمْ اَهْلَكْنَا ہے۔ ابو البقاء نے کہا کہ فاعل اہلکنا ہے جسپر یہ
اہلکنا دال ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اُس مین ضمیر اللہ یا رسول کی طرف راجع ہو۔ اور کم خبریہ اہلکنا کا مفعول ہے ۱۲

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ کیا لوگوں کو اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ اُن سے پہلے ہم نے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر ڈالا یہہ لوگ اُن ہی کے رہنے کی جگہوں میں چلتے (پھرتے) ہیں اسمیں عقل والوں کے لئے بہتیری نشانیاں ہیں۔ قتادہ نے فرمایا کہ جب قریش شام کو تجارت کیواسطے جاتے ہیں تو عاد و ثمود وغیرہ کی بستیوں سے گذرتے ہیں اور اُن کو خراب و ویران دیکھتے ہیں کہ اُنکا کچھہ نشان نہیں اس لئے فرمایا کہ اس سے عبرت لیکر ہدایت نہیں پاتے۔ کیونکہ وہ بھی انھیں کی طرح کفر کرتے تھے۔ آخر جو اُن کے ساتھہ ہوا وہی اِن کے ساتھہ بھی ہوگا۔ جب گذشتہ لوگوں کے ہلاک سے ڈرایا اب سبب تاخیر عذاب بیان فرماتا ہے۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ اور (اے پیغمبر) اگر ایک بات نہوتی جو تمھارے پروردگار سے پہلے صادر ہو چکی ہے (کہ قبل اتمام مدت و حجت عذاب نہ آئیگا) اور وقت معین نہ ہوتا (یعنی قیامت) تو (ابھی عذاب) لازم ہو جاتا۔ جب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۳) اخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ لاعلم ھو الاھم قال لاھم لبنین لھم (در) النھی نُھیۃ کی جمع ہے جسکے معنی عقل کے ہیں۔ چونکہ موضع ضرر سے وہ نہی و منع کرتی ہے اس لئے اُسکا نام نُہیہ ہے ابن جریر نے ابن عباس کا اولی النھی متقی ہیں۔ اور قتادہ سے کہ وہ اہل ورع ہیں ۞ ابن ابی حاتم (در) وابن جریر۔ **لزاما**۔ لزام مصدر ہے (مبالغہ کیلئے وصف کیا گیا ہے) کہا جاتا ہے لَازَمَ فُلَانٌ فُلَانًا یُلَازِمُہ ملازمۃ ولزاما اذا لم یفارقہ ومعنی الکلام ولولا کلمۃ سبقت من ربک واجل مسمی لکان لزاما (ابن جریر) ۞ عن قتادۃ الاجل المسمی الساعۃ لان اللہ یقول بل الساعۃ موعدھم (ابن جریر) **عقیدہ** اللہ تعالیٰ چونکہ خالق و

اپنے نبی کو اس بات سے آگاہ فرما دیا کہ کسی کو قبل پوری ہونے مدت کے ہلاک نہین فرماتا
اس لئے آپکو اس طرح تسلی دیتا ہے۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَائِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ
أَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ پس (اے محمد) اون باتون پر جو کافر
کہتے ہین صبر کرو۔ اور اپنے رب کی تسبیح کرو حمد کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے
پہلے (یعنے نمازین پڑہو) اور رات کے گھڑیون مین بھی تسبیح کرو اور دن کے طرفون مین
بھی تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔ ابن عباس رضی نے فرمایا کہ قبل طلوع و قبل غروب آفتاب

ترضیٰ شعبہ اور کسائی نے بضم تا کے یعنے تم خوش کئے جاؤ گے یعنے خدا آپ کو آپ کی عبادت و طاعت سے خوش کر دیگا۔ فتح تا سے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسقدر ثواب عنایت فرمائیگا کہ آپ خوش ہو جاوینگے یعنے متقارب ہین کیونکہ جب حضرت کو اللہ قبول کرے گا تو خود بھی اوس سے خوشنود ہے اور جب وہ راضی ہوا تو حضرت کو بھی خوشنود کیا ۱۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۲) مالک ہے اوسکو اختیار ہے کہ بغیر علت و سبب کے جسکو چاہے فضل و رحمت کے لئے
خاص کرے اور جسکو چاہے عذاب کرے۔ اسلئے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے فعل کے لئے علت ہوتی تو دو حال سے خالی نہین
یا تو علت قدیم ہوتی یا حادث۔ اگر یہ علت قدیم ہوتی تو فعل بھی قدیم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہین اور اگر علت حادث ہوتی
تو اس علت کے لئے ایک دوسری علت چاہئے یہانتک کہ سلسلہ قدیم پر منتہی ہو کیونکہ غیر متناہی سلسلہ باطل ہے۔ جب یہ
دونو نہین ہوسکتے تو معلوم ہوا کہ بلا علت خدا تعالےٰ کی خود مختاری و مالکیت سے اسطرح ہوتا ہے (کبیر) وَاَجَلٌ
عطف کلمۃ پر ہے فاصبر صبر سے مراد عدم اضطراب ہے نہ ترک قتال تا آیت منسوخ ہو جاوے اور یہ فا سببیہ ہے اسلئے
اذا لم تعذبھم عاجلا فاصبر ۱۲ سے ابن کثیر نے کہا کہ آناء اللیل کے مقابلہ مین اطراف النہار ہے جس سے ساعات
شب اور اوقات روز مراد ہین۔ خفاجی نے کہا یہان فعل کو جار مجرور سے موخر کیا اسکے اہتمام کے لئے کیونکہ وہ نفس کے
آرام کا وقت ہے اور آناء کا واحد انی بروزن غنی ہے ۵ عبد الرزاق و فریابی و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن
ابی حاتم (در)۔

تسبیح کرنے سے غرض فرض نمازین ہین بعضے علما نے کہا کہ قبل طلوع اور قبل غروب
مین تمام رات اور تمام دن آگیا تو پانچون فریضہ نمازین ان مین آگئین اور رات کے
ٹکڑون اور دن کے طرفون سے مراد نوافل ہین جس مین تہجد اور فرض کے ساتھ کی
سُنتین بھی داخل ہوگئین بعد ترغیب امور دینیہ کے زینت دنیویہ کی جانب
1 میل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا
مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔

متعنا متضمن معنی اعطینا کو ہے تو ازواجًا مفعول اوّل اور زہرۃً دوسرا مفعول قال الرازی ومتعنا به
ای اللذ نا به ولا متاع الا اللذ ذبما یدرک من الحواس الظواهرة یقال امتعه امتاعا و
متعه تمتیعا قال البیضاوی وازواجا منهم ای اصنافا من الکفرة قال القنوی اشار الی
ان من بیانیه ای الاصناف هم الکفرة قال الرازی وهی من المزاوجة بین الاشیاء وهی
المشاکلة وذلك لانهم اشکال فی الذهاب عن الصواب قال ابن جریر الطبری ولا تنظر
الی ما جعلنا لضرباء هؤلاء المعرضین عن آیات ربهم واشکالهم متعة فی حیاتهم الدنیا
یتمتعون بها من زهرة عاجل الدنیا ونضرتها لنفتنهم فیه یقول لنختبرهم فیما متعناهم
به ونبتلیهم فان ذلك فانٍ زائل الخ قال البیضاوی ویجوز ان یکون حالا من الضمیر فی به
والمفعول منهم ای الی الذی متعنا به وهو اصناف بعضهم او ناسا منهم فقیر کہتا ہے کہ ابن
کثیر نے بھی اسی معنی کو اختیار کیا تو من تبعیضیہ ہوگا اسی لحاظ سے ہم نے دونون معنے لکھے۔ زہرۃ قال
قتادۃ زینة الحیاۃ الدنیا اخرجه ابن ابی حاتم (در وابن جریر)

اور (اے پیغمبر) تم اپنی نظر اوس چیز کی طرف نہ دوڑاؤ جو ہم نے اونکو دنیا کی آرائش ہر قسم کی دے رکھی ہے تاکہ ہم اون کو اُس مین آزمائین۔ اور تمھارے پروردگار کا رزق بہتر اور زیادہ پایدار ہے۔ شانِ نزول[1] اس آیت کا اس طرح ہے کہ آنحضرت نے ایک مہمان کی ضیافت کے لئے کسی یہودی سے آٹا قرض طلب فرمایا تھا تو اُس نے بغیر رہن کے دینے سے انکار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوے تو یہہ آیت تسلی کیلئے اتری یعنے خدا کا رزق اونکی زینتِ دنیا سے بہتر اور ہمیشہ ہے جسکو زوال نہین حضرت[2] عروہ بن زبیر جب اہل دنیا کے پاس جاتے اور دنیا کی کوئی زینت نظر پڑجاتی تو گھر مین داخل ہوتے وقت یہ آیت لا تمدن الی پڑھتے پھر کہتے کہ نماز پڑھو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے بعد تسلی دنیا کے دینداری یعنے گھر والون کو بھی نماز کا حکم کرنے کیلئے تاکید فرماتا ہے اور خود بھی ادا کرنیکا تا قال سے زیادہ حال کا اثر ہو وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝

اور (اے پیغمبر) اپنے گھر والون کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی اوس پر قائم رہو ہم تمسے روزی نہین مانگتے (بلکہ) ہم خود تم کو روزی دیتے ہین۔ اور پرہیزگاری کا بھی انجام (بخیر) ہے رسول[3] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

[1] ابن ابی شیبہ و بزار و ابو داؤد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابو نعیم ابو رافع سے (در) [2] ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) [12]
[3] ترمذی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے -

اے ابن آدم (سارے کام چھوڑ کر) میری عبادت کے لئے متوجہ ہو تو تجھے غنی کردونگا
اور تجھ سے فقیری دور کردونگا اور جو تو نے اسطرح نکیا تو تجھے پریشان کردونگا اور
تیری فقیری دور نکرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سارے غم
چھوڑ کر غم آخرت اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اوسکو دنیا کا غم نہ دیگا اور جسکے ساتھ احوال
دنیا کے متفرق غم ہے تو اللہ تعالیٰ پروا نہین کریگا کہ وہ کسی غم مین بھی ہلاک ہو جای
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو غم دنیا ہو تو اللہ تعالےٰ اوسپر اوسکا کام
متفرق اور محتاجی کو روبرو کردیتا ہے اور اوس کے پاس دنیا اوسیقدر آتی ہے جو
اوسکے لئے لکھا گیا ہے اور جس شخص کی نیت آخرت ہو تو اللہ تعالےٰ اوسکے کام کو
جمع کردیتا ہی اوسکا دل غنی بناتا ہے اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہی سفیان
ثوری راہ سے جا رہے تھے۔ آپ کے رفیق نے کسی میر مالدار کے مکان پر نظر ڈالی تو
حضرت سفیان نے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ لوگ اسیواسطے اسباب و مکانات اور
گھوڑے گاڑیان اور لباس و آرایش رکھتے ہین کہ تا لوگ اونکی طرف دیکھین تو جنے
دیکھا اوس نے اونکی غرض پوری کردی اور اون کے معصیت مین معاون و مددگار
ہوا اور اونکی تحسین سے خود مبتلاے ظلمت ہوا۔ اکثر بزرگان دین نے ظالمونکی

ل ابن ماجہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ۲ ابن ماجہ حضرت زید بن ثابت سے ۱۲ سے قوت القلوب ۱۲

عمارات اور اونکی سواریان دیکھنے سے ممانعت کی ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ مرد اپنے اہل کو نماز کا حکم کرے اور جو بی بی خاوند کی نماز مین اعانت
کرے وہ بہت اچھی ہے۔ اُسکے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا دی ہے
اور حضرت اسمٰعیل کی صفت کَانَ یَأْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ مین اسی طرح فرمایا۔ اور[1]
جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ مہینہ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ
کے دروازہ پر تشریف لیجاتے اور اسطرح فرماتے اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّمَا
یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا پھر اس نصیحت
کے بعد ایک اونکا شبہ ذکر فرما کے اوسکا جواب دیتا ہے وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا

بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ اَوَلَمْ تَاْتِھِمْ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ وَلَوْ
اَنَّآ اَھْلَکْنٰھُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِہٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا
رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰی ۝ اور کافر کہتے ہین
(کہ یہ پیغمبر) اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی صداقت
پر) کیون نہین لاتا۔ کیا اگلی کتابون کی نشانی ان کے پاس نہین آئی (یعنی قرآن)

اَوَلَمْ تَاْتِھِمْ ابن کثیر و ابن عامر و حفص وحمزہ وکسائی ساتھ یا ر تذکیر کے ۱۲

[1] ابن مردویہ و ابن عساکر و ابن نجار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (در) گویہ بات مدینہ منورہ مین ہوئی
اور یہ سورہ مکیہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ یہان بھی آپ نے حکم کی تعمیل کی ہو اور پھر وہان بھی ۱۲ [2] معجزات تو
آنحضرت سے بہت ہوے ہین لیکن یہان اعظم معجزات کو بیان فرمایا کہ جنکو لکہنا پڑھنا نہین آتا وہ تمام کتب

اور اگر ہم رسول بھیجنے سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو (روزِ قیامت) کہتے کہ
اے رب ہمارے تو نے ہمارے طرف کوئی رسول کیون نہین بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا
ہونے سے پہلی تیری آیات کے پیروی کرتے جب اسبابؔ سے آگاہ فرما دیا کہ انکا
ایمان ممتنع اور اونکا جدال غیرِ منقطع ہے - کیونکہ یہ کفر و عناد پر اڑے ہوے ہین -
ہدایت مین اسطرح کے عیب لگاتے ہین اگر قبل ہدایت عذاب کرین تو ظلم کا شور
مچاتے ہین اب آپ کیا کروگے صرف اسقدر کہدو - قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ
فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ع ۸ ۱۳۵
(اے پیغمبر) کہدو ہر ایک منتظر ہے سو تم بھی منتظر رہو پھر تم جان لوگے کہ سیدھی راستے
والے کون ہین اور کس نے راہ پائی - یعنے جب قیامت ہوگی اُسدن
معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر ہین اور کون کامیاب ہوتے ہین - تم پارہ ہم -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦١٩) متقدمہ کے اخبارات اس فصاحت و بلاغت سے بیان فرماے ہین چنانچہ صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نبی ہوا ہے اُسکو ضرور آیات مین سے اسقدر دیا گیا ہے کہ اُن جیسی آیات پر بشر ایمان لائے اور مین تو جو دیا گیا ہون وہ خالص وحی ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے وحی فرمائی ہے سو مجھے امید ہے کہ اُن سب سے زیادہ میرے تابعین قیامت کے روز ہونگے ۱۲ السوی - قال السدی العدل - اخرجہ ابن ابی حاتم (د م) -
مَنْ - دونون جگہ واسطے استفہام کے ہے اور محلاً مرفوع بہ سبب ابتدا کے ہے (بیضاوی)
الحمد للہ کہ پارہ قال الم اقل لک اور سورۂ طٰہٰ تمام ہوا - اسکے بعد پارۂ اقترب ہے -

سورۂ انبیا

اسمین ایک سو گیارہ یا ایک سو بارہ آیات ہین - ابن عباس[1] رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورۂ انبیا
مکہ مین نازل ہوا اور ابن زبیر[2] رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح فرمایا - ابن مسعود[3] رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ سورۂ بنی اسرائیل
و کہف و مریم و طٰہٰ و انبیا یہ سورتین عتاق[4] اول سے اور یہ میری تلاد سے ہین -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے -

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۚ لوگون کے لئے اونکا

---

[1] ابن مردویہ و نحاس [2] بخاری و ابن مردویہ (در) [3] امام بخاری [4] عتاق جمع عتیق ہے یعنی قدیم
اول یعنے جسکا نزول مکہ مین ہوا اور تلاد یعنے حفظ مین آپ کا مقصود ان سورتون کو فضیلت دینا ہے کیونکہ
یہ امر غریب اور خارق عادات جیسے اسرا و قصہ کہف و مریم پر شامل ہین اور ان مین الوالعزم انبیا اور انکی
امتون کے قصے مذکور ہین (مجمع البحار) وهم مبتدا معرضون خبر فی غفلة معرضون کی ضمیر سے
حال ہے اعرضوا غافلین اور ممکن ہی کہ خبر ثانی ہو ۱۲ - اقترب معنی مین قرب کے افتعال سے لیکن قرب
مین زیادہ نزدیکی ہے - چونکہ دنیا کا زمانہ گذشتہ اکثر ہے تو یہ لحاظ اسکے باقی قریب ہے - یا یہ کہ کُلُّ مَا هُوَ اٰتٍ فَهُوَ
قَرِيبٌ یعنے جو آنیوالی شے ہی وہ قریب ہی ہے - یا یہ کہ انسان کو مرتے ہی اپنے اعمال کی سزا بھگتنا پڑتا ہے
تو گویا وقت حساب یہین سے شروع ہو گیا - عرائس مین ہے کہ اگر لوگون کو سمجھ ہوتی تو جانتے کہ سب سے زیادہ

(وقت) حساب قریب ہو گیا ہے اور وہ غفلت مین پڑے ہوے منہ پھیر رہے ہین۔
اس آیت مین آگاہ فرماتا ہی کہ قیامت قریب ہو رہی ہے اور لوگ اس سے غافل ہین
نہ اسکے لئے نیک عمل کرتے ہین اور نہ سامان مہیا کرتے ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اس غفلت سے مراد دنیا مین غافل ہونا ہے اور اسی غفلت کا سبب ہی کہ وحی سے کھیل ٹھٹھا
کرتے ہین چنانچہ فرمایا۔ مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ
يَلْعَبُونَ ۝ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ اون کے پاس اُن کے رب کیطرف سے کوئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ) اُن سے قریب حساب ہی۔ کیونکہ اللہ تعالی بندون کو ہر لحظہ مین حساب فرماتا ہے لیکن
یہ حساب بہت ہی مخفی ہے اسکو ہر کوئی نہین پہچان سکتا۔ ہان وہی پہچانتے ہین جو ہر دم اپنے نفس کا حساب کرتے ہین
خلیق ؎ ہر دم کو جان لیجے اجل کا پیام ہے ✽ تھوڑے ہی دم مین عمر کا قصہ تمام ہے ✽ اے غافل اگر تجھے
حساب الٰہی کی حلاوت معلوم ہوتی ہر لحظہ اپنے نفس سے حساب کرتا۔ اور اُسکا خطاب الہام کسقدر شیرین معلوم ہوتا
اور یہ کارانا اپنے بندگان صدیقین سے ہوتا ہی جب وہ اُن سے پوشیدہ خطرات کا مواخذہ فرماتا ہے بعض نے کہا کہ
وقت ملاقات قریب ہوا اور لوگ اس سے غافل ہین کہ اپنے نفوس کو بارگاہ حضوری کے لایق بنائین۔ ۱۲
؎ ابو نواس نے کہا کہ شاعر شیخ طاہر ابو العتاہیہ نے اسی آیت سے مضمون کا اقتباس کرکے کہا۔ ؎ اَلنَّاسُ فِيْ
غَفَلَاتِهِمْ ✽ وَرَحَا الْمَنِيَّةِ تَطْحَنُ ✽ (ابن کثیر ابن عساکر سے) ؎ نسائی نے حضرت ابو سعید خدری سے مَا يَأْتِيهِم
الآیۃ قتادہ نے فرمایا کہ جب کچھ قرآن سے اُترتا تھا اوسکو سنکر کھیل ٹھٹھا کرتے ہین لَاهِيَةً قتادہ نے کہا کہ غافلۃ
مسند وابن ابی حاتم (در) وابن جریر۔ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ۔ واو اسروا مین دو وجہ ہین۔ ایک تو یہ

نی نصیحت نہین آتی مگر یہ کہ اُسکو اس حال سے سنتے ہین کہ وہ کھیلتے جاتے ہین (یعنے
اُس سے ٹھٹا کرتے ہین) اون کے دل (اوس کے معنے سے) غافل ہین۔ اور ان ظالمون
نے چپکے چپکے سرگوشی کی کہ یہ (شخص یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) تم ہی جیسا ایک آدمی ہے
پھر کیون جان بوجھکر جادو کے پاس آتے ہو۔ جب کافر باہم پوشیدگی سے یہ مشورہ
کرتے تھے کہ یہ رسول تو تمھارے جیسے بشر ہین پھر ان کو وحی کی کیا خصوصیت ہی اسلیے
کہا کہ تم جادو پر جان بوجھکر کیون چلتے ہو تو اللہ تعالے نے انکا راز فاش کردیا اور
اس طرح رسول کی زبان سے کہلایا۔ قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ
وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ افۡتَرٰىهُ بَلۡ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ
فَلۡيَاۡتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ۝ مَاۤ اٰمَنَتۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا ۚ
اَفَهُمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پیغمبر نے) کہا کہ جتنی باتین آسمان و زمین مین ہوتی ہین میرا رود گار

قُل نافع و ابن کثیر و ابن عامر و شعبہ سا... امر کے یعنے حضرت کو خطاب ہے کہ کہو ... اور دونون کے معنے قریب ہین کیونکہ جب آپ کو حکم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اور جب آپ نے فرمایا تو بھی حکم سے فرمایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۲) لغت پر ہی کہ جس مین فعل کو علامت تثنیہ وجمع باوجود فاعل پر مقدم ہونے کے لاحق کرتے ہین۔ دوسری وجہ اور بھی قوی تر ہے کہ واو ضمیر ہے جو ناس کی طرف راجع جسکا ذکر مقدم ہے اور الذین ظلموا اوس سے بدل ہے یا بنابر ذم محلاً منصوب ہے یا وہ مبتدا موخر اور خبر اوسکی اسروا النجوی مقدم ہے هل هذا النجوی سے بدل ہی (نیشاپوری) — اضغاث احلام ایسے خواب کہ جسکی تعبیر بسبب اختلاط کے صحیح نہو سکے کیونکہ ضغث مین اختلاط کے معنے ہین (مختار) چنانچہ ابن عباس اوس کی تفسیر مین مشتبہا فرمایا ہے۔ (ابن جریر) اور احلام جمع حلم ساتھ لام مضموم اور ساکن کے وہ چیز کہ جسکو سونے والا دیکھتا ہے (مختار)

جانتا ہی اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو کہا کہ (یہ قرآن) پریشان
خواب ہین بلکہ یہ اوسنے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ یہ شاعر ہی (اگر واقعی پیغمبر ہے) تو جس
طرح اگلے پیغمبر (معجزون کے ساتھ) بھیجے گئے یہ بھی کوئی معجزہ ہمارے پاس لے آئے۔
(اللہ تعالے فرماتا ہی) اِن سے پہلے جن بستیون کو ہمنے ہلاک کیا وہ تو ایمان نہ لائے

توکیا یہ ایمان لے آئین گے۔ گویا اُن کے کلام کی ترتیب یون ہے کہ جو بشر ہی وہ رسول نہین ہوسکتا۔ اگر ہمنے اسکو تسلیم بھی کرلیا تو یہ تسلیم نہین کرتے کہ قرآن معجزہ ہے۔ اور اگر اسکی فصاحت طاقتِ بشری سے خارج ہووے تو ممکن ہے کہ جادو ہو اور جو ہم نہایت رکاکت کا دعوے کرین گے تو کہین گے کہ یہ پریشان خیالات ہین۔ اور اگر رکاکت وفصاحت کے درمیان متوسط ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ انھون نے گھڑ لیا ہی اور اگر کلام فصیح ہی مان لین تو کلامِ شعرا کی طرح فصیح ہی غرض ان ساری تقریرات پر وہ معجزہ نہین ہوسکتا (جسطرح اون کے اقتدا کرکے عیسائی اور آریہ بھی کہتے ہین) ان سب احتمالات کے بعد انھون نے کہا کہ کوئی ایسا بھاری معجزہ ہووے (جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور موسےٰ علیہ السلام کا عصا) کہ جسمین یہ شکوک نہ پیدا ہون اللہ تعالے نے اس آخری سوال کا جواب اسطرح دیا کہ اُنسے پہلے بھی لوگون نے حسب خواہش معجزہ طلب کیا تھا اور جب وہ ایمان نہ لائے تو ہمنے

ہلاک کر ڈالا اور ہمارا حکم اسطرح جاری ہوچکا ہے کہ اونکی خواہش کے موافق معجزات دکھلائے بعد عذاب عام آجاتا ہے جس سے کوئی نہین بچ سکتا۔ اور ہم تو یہ چاہتے ہین کہ اس اُمت مرحومہ کو ملیا میٹ نہ کرین اسلئے انکی درخواست بھی نہین قبول کرتے۔ اور جو انکا پہلا اعتراض تھا کہ یہ بشر ہین اسکا یہ جواب ہے کہ پہلے جو نبی گذرے ہین وہ بھی بشر ہی تھے جسطرح فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا[۱۲] اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ○ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ۧ۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی ہی (پیغمبر بناکر) بھیجے جنکی طرف ہم وحی بھیجتے تھے تو (لوگو) ذکر والون سے پوچھ دیکھو اگر تم

فَسْـَٔلُوْٓا
ابن کثیر و کسائی ساہتہ فتح سین اور بغیر ہمزہ

فسئلوا۔ ابن کثیر نے کہا یعنے امتون مین سے علم والون سے پوچھو عرائس مین لکھا یعنے ایسے لوگونسے حقایقِ طریقت دریافت کرو جو ذاکر ہون اور مذکور اونکا شہودِ جمالِ قدیم ہو اور ذکر انکا نورِ مشاہدہ سے صافی ہو یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالے کی طرف سے ہر حالت مین علومِ ازلیہ غیبی کا راز معلوم ہوتا ہے۔ شیخ سہل نے فرمایا کہ اُن لوگون سے پوچھو جو اللہ تعالے کی طرف سے فہم حاصل رکھتے ہین اور اسکے اوامر و نواہی سے آگاہ ہین۔ شیخ جنید نے فرمایا کہ اہل اللہ کردہ ہین جو حقایق علوم (مجاری) امور سے آگاہ ہین اور احکام کو بچشمِ غیب دیکھتے ہین ۱۲

صدقناھم الوعد اصل مین فی الوعد ہے نصب بنزع خافض ہے فانجیناھم اس وعدہ کی تفسیر ہے من نشاء وہ مومنین ہین (نیشاپوری) وما کانوا خالدین قتادہ سے کہا کہ انکو بھی ایک دن مرنا ضرور ہے (ابن جریر) چنانچہ عیسٰے علیہ السلام بھی آخر زمانہ مین انتقال فرمائین گے۔ ۱۲

نہین جانتے۔ اور ہم نے اون کے ایسے جسم نہین بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائین اور نہ وہ ہمیشہ
رہنے والے تھے۔ پھر ہمنے اون کو وعدہ سچ کر دکھایا پس اُنکو اور جسکو چاہا بچالیا اور حد سے
گذر جانے والون کو ہلاک کر ڈالا۔ اور البتہ ہمنے تمھاری طرف ایسی کتاب اُتاری ہی کہ جس مین
تمھارا ذکر ہے[2] کیا تم نہین سمجھتے جب اللہ تعالٰی نے اُن کے اعتراضات بے اصل کو
نقل فرمایا کیونکہ جب شرایطِ اعجاز قرآن مین تمام ہوگئے اور اسکے علاوہ سیکڑون معجزے
حضرت سے ظاہر ہوے تو اب ہر وقت ایک نئے معجزہ کی درخواست اور نئے نئے
اعتراضات کرنیکا باعث صرف حبِ دنیا و خواہشِ ریاست ہی اسلیے اُن کو سخت طور
سے زجر فرماتا ہی۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

[1] یعنے جب امتون نے ہمارے رسولون کو جھٹلایا اور اُن سے معجزات طلب کئے تو ہمنے اُن کے طلب کردہ معجزات دکھاکر ہمارے رسولون سے وعدہ سچا کر دیا۔ اور وہ باوجود اظہار معجزات کے اپنے کفر پر اڑے رہے تو ہم نے اپنے رسو اور اُن کے اتباع کو نجات دیکر کفار کو ہلاک کر دیا (ابن جریر) [2] سفیان نے کہا کہ قرآن ساتھ مکارمِ اخلاق کے اترا ہے پھر یہ آیت ولقد انزلنا پڑھی دوسرون نے کہا کہ ذکر سے مراد شرف ہے ابو جعفر طبری نے کہا کہ جو اُسکی پیروی کی اور جو کچھ اُس مین ہے اُسپر عمل کیا اُسکے لئے شرف ہے۔ اور ان کو چاہیے تھا کہ ایسی نعمت کو شکریہ کے ساتھ لیتے عرائس مین ہے کہ اُستاد نے فرمایا کہ جس مین تمھارا شرف و فخر ہے۔ جس نے اُسکا نور دیکھا وہ دنیا و آخرت مین سعید ہے۔ ۱۲ قَصَمْنَا۔ قصم کے اصل معنے توڑنے کے ہین۔ کہا جاتا ہی قصمت ظہر فلان یعنے مین نے پیٹھ توڑ ڈالی اور یہان اُسکے معنے اھلکنا کے ہین یعنے ہم نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ابن زید و مجاہد نے فرمایا۔ اور قریہ کو ظالم فرمایا جس سے مراد اُسکے رہنے والے ہین اور ظلم سے مراد کفر و تکذیب رسل ہے۔ اَنْشَاْنَا۔ یعنے احدثنا ہمنے پیدا کیا ۱۲

اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا
اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا
ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝

اور ہم نے بہت سی بستیان ہلاک کر دین جو ظالم تھین اور ہم نے اون کے بعد اور قومین
پیدا کین۔ تو جب اُنھون نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی فوراً اُس سے بھاگنے لگے
(ہم نے کہا) مت بھاگو۔ اور اوسی (دنیا) کی طرف لوٹ جاؤ جہان تمکو عیش ملا تھا
اور اپنے گھرونکی طرف (جہان رہتے تھے جاؤ) شاید تم پوچھے جاؤ[سلہ] کہنے لگے ہائے
ہماری کمبختی ہم بے شک ظالم تھے۔ پھر بھی اُنکی پکار رہی یہان تک کہ ہم نے اُن کو

احسّوا باسنا یعنے جب اُنھون نے ہمارا عذاب احساس کیا اور دیکھ لیا۔ یرکضون۔ اسی سے ہے رَکَضَ
فلانٌ فَرَسَہٗ یعنے فلان شخص نے گھوڑیکو ایڑ مارکے تیز ہانکا۔ لا ترکضوا مجاہد نے فرمایا لا تفروا یعنے مت بھاگو
(ابن جریر) اترفتم۔ اترفتہ النعمۃ اطغتہ (مختار) حصید بمعنے محصود ہے حصد الزرع و
غیرہ ای قطعہ اسکا باب ضرب اور نصر ہے (مختار) قال ابن عباس حصیدا لحصاد خامدین
خمود النار اذا طفئت (ابن جریر) سلہ ابن عباس نے فرمایا کہ جن امتون پر بسبب نافرمانی حق عذاب
نازل ہوا تھا یہ اُن سے کہا گیا مجاہد نے فرمایا کہ تسئلون کے معنی تفقہون ہین (یعنے تم سمجھائے جاؤ کہ
تمھاری سرکشی کے عوض یہ عذاب آیا) قتادہ نے فرمایا کہ یہ اُن سے بطور استہزاء کے فرمایا کہ تمھاری
دُنیا مین سے تم سے سوال کیا جائے گا (یعنے تم سے محتاج مانگین اور تم جس کو چاہے دو جسکو
چاہے نہ دو) (ابن جریر) ۱۲ -

(تلوار سے قتل کیا جیسے) کٹی ہوئی کھیتی (اور اون کے فتنوں کے ترارے بجھا کر) بجھے
ہوئے انگارے کر دیا (یعنے سب کو ہلاک کیا) یعنے جب عذاب متحقق ہو گیا تو اُن کو ندامت
کچھ بھی کام نہ آئی اور تلواروں سے اسطرح کاٹے گئے جیسے کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور
اُن کی آتش ظلم بالکل بجھ گئی کیونکہ وہ خود مقتول و محصود ہو کر ٹھنڈے ہو گئے کہ کچھ حس و
حرکت نہ رہی۔ بعد بیانِ ہلاکی اُمم سابقہ اسطرف اشارہ فرماتا ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے کیا
ہمارا عمل تھا۔ اُن کی جیسی کرنی ویسی بھرنی تھی۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا
فٰعِلِيْنَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ

[1] سکاکی نے کہا کہ حصید و خامدین دونوں بطورِ استعارہ ہیں اور طیبی وغیرہ نے کہا کہ وہ تشبیہ ہیں (خفاجی)
لٰعبین۔ قتادہ نے فرمایا کہ ہم نے دونوں کو عبث و باطل نہیں پیدا کیا۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم (در و ابن جریر)
نقذف القذف بالحجارۃ الرمی بہا فیدمغہ۔ دمغہ من باب قطع شجہ حتی بلغت الشجۃ
الدماغ زاھق قال قتادۃ ھالک اسکو عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج
کی (در) فقیر کہتا ہے کہ ابن جریر بھی ۱۲ زھقت نفسہ خرجت ومنہ قولہ تعالٰے وتزھق انفسہم و
ھم کافرون و زھق الباطل ای اضمحلّ وبابہما خضع (مختار) یعنے ہم حق کو باطل پر مارتے
ہیں پس حق باطل کا دماغ کچل دیتا ہے یعنے اُسکو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بیضاوی نے کہا وانما استعار
لذلک القذف و ھو الرمی البعید المستلزم لصلابۃ المرمی والدمغ الذی ھو کسر
الدماغ بحیث یشق غشاؤہ المؤدی الی زھوق الروح تصویراً لابطالہ
بہ و مبالغۃ فیہ ۱۲

لَکُمُ الْوَیْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ اور ہم نے آسمان اور زمین اور اُن کے درمیان کی چیزون کو کھیل کے لیے پیدا نہین کیا اگر ہم کھیل (بی بی یا بیٹا) بنانا چاہتے تو اسکو اپنے پاس سے (یعنی مجردات سے جیسے فرشتے وغیرہ نہ اجسام سے) بنا لیتے اگر کرنیوالے ہوتے (لیکن ہم ایسا نہین کرتے) بلکہ ہم حق کو باطل پر غالب کرتے ہین پس وہ اوسکو مٹا دیتا ہی تو وہ فوراً نیست ہو جاتا ہی اور تم پر افسوس اون باتون سے جو تم بیان کرتے ہو یعنے اللہ تعالے کو ایسے اوصاف سے موصوف کرتے ہو جو اُسکے صفت سے نہین اُسپر ایسی تہمتین لگاتے ہو کہ جورو ہی اور اولاد ہی یہ سب جھوٹ ہی بعد نفی زوجہ و ولد کے اُسکو اسطرح موکد فرماتا ہی کہ ساری ملک ہماری ملکیت ہین اور ولدیت جمع نہین ہوتی تمکو بھی معلوم ہے کہ باپ اپنی اولاد کو غلام خاوند اپنی بی بی کو باندی نہین بناتا۔ پھر سب اُسکے باندی غلام ہین پھر جورو اور اولاد کیسی جس طرح فرمایا۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ

لہ عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم عکرمہ سے کہ لہو سے مراد اولاد ہے۔ سدی نے فرمایا کہ اگر ہمکو (بفرض محال) اولاد بنانا ہی ہوتا تو فرشتون سے بنا لیتے۔ عبد بن حمید و ابن منذر نے حسن بصری سے کہ لہو سے مراد عورتین ہین ابن منذر و ابن ابی حاتم قتادہ سے کہ لہو لغت اہل یمن مین عورت ہی (درمنثور) ابن جریر نے بھی ان سب روایات کو سند بیان کیا اور ابن جریج سے یہ بھی روایت کی کہ اُنھون نے کہا کہ لوگ (یعنے نصارے) کہتے تھے کہ مریم اسکی بی بی اور عیسے اُسکا بیٹا ہی تو اللہ نے فرمایا الخ۔ ابن کثیر نے کہا کہ عورت و فرزند کے دونون قول متلازم ہین۔ یستکبرون

الاستکبار التعظم ای لایتعظمون عنہا یستحسرون قال قتادۃ لا یعیون وھو من قولھم بعیر حسیر ای اعیا (ابن جریر) حسر البعیر وحسرہ غیرہ و استحسر ایضا اعیا ومنه قوله تعالی ملوما محسورا وقوله ولا یستحسرون (مختار) قال السدی ای لا ینقطعون عن العبادۃ (در)

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ٥ اور جو آسمانون اور زمین مین ہی اسی کے لیے ہی اور جو (فرشتے)

اُسکے نزدیک رہتے ہین وہ اُسکے عبادت سے تکبر نہین کرتے اور نہ تھکتے ہین رات اور دن

تسبیح مین لگے رہتے ہین سستی نہین کرتے - ابتداءِ سورہ سے یہان تک نبوت کے متعلق

سوال و جواب تھے اب ان آیات مین بیان توحید اور نفی اضداد و انداد ہی - اَمِ اتَّخَذُوْٓا

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ٥ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحٰنَ

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ٥ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ٥ اَمِ اتَّخَذُوْا

يُنْشِرُوْنَ - مجاہد نے کہا یحیون اسکو ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن منذر نے تخریج کی (در) ابن جریر نے بھی - ابنِ کثیر نے کہا کہ من الارض متعلق نیشرون کے ہے تو یہ معنے ہونگے کیا وہ مردون کو زمین سے زندہ کرتے ہین اور اس مین تمام الہیہ کی نفی ہے خواہ ارضی ہوت یا سماوی - اور دوسرون کے پاس اتخذوا کے متعلق ہے - اس لئے ہم نے دونون معنے لکھے ہین لَوْ كَانَ فِيْهِمَا الآیہ - اس آیت مین جو دلیل ہے اسکو برہانِ تمانع کہتے ہین اور وہ حجتِ قطعی ہے - کیونکہ معاذ اللہ اگر دو خدا فرض کئے جائین تو ان مین سے ہر ایک کی قدرت حدوثِ عالم کیلئے کافی ہے یا نہین - اگر ہے تو ایک معلول پر دو علتون کا اجتماع لازم آتا ہے اور جو نہین تو عجز لازم آتا ہے - اور لفظِ الٰہ کے یہ معنی ہین کہ سب صفاتِ کمال اُس مین موجود ہون اور سب سے اعلے بے مثال ہو - اگر معاذ اللہ کسی کے اعتقاد مین دو ہین تو ان مین ایک ہی بے مثال و لاشریک اور سب سے اعلے ہوگا - اور دوسرا اس مین ناقص - اور جو ناقص و معیوب ہو وہ الٰہ نہین ہو سکتا اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ الٰہ کے لئے سب پر اعلے ہونا صفتِ کمال لازمی سے ہے - پس اگر ہوتے تو اُن کے تمانع میں نظامِ عالم فاسد ہوتا و لیکن نظامِ عالم بر وجہ احسن موجود ہے تو وجودِ الٰہ غیر اللہ تعالےٰ باطل ہے یہ وہ دلیل قطعی ہے کہ جس مین کچھ شک و شبہ نہین - ١٢

ربع ۔ ٣ ۔ ٢۔ ١ ۔ ٥٤ ۔ ٢٦

نصف

مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ کیا ان لوگون نے ایسے معبود بنا رکھے ہین

جو (مردون کو) زمین سے اٹھا کھڑا کرینگے (ہرگز نہین) اگر آسمان و زمین مین اللہ کے سوا

اور معبود ہوتے تو وہ دونون ضرور تباہ ہو جاتے سو اللہ عرش کا مالک پاک ہی[1] ان چیزون سے

جو یہ بیان کرتے ہین - وہ (مالک) جو کچھ کرتا ہے اس سے نہین پوچھا جا سکتا اور وہ (بندے)

پوچھے جاتے ہین (یعنے اپنے اعمال پر[2] مواخذہ کیے جاتے ہین) کیا انہون نے اللہ کے سوا

اور معبود بنا رکھے ہین (اے پیغمبر)[3] کہدو کہ تم اپنی دلیل پیش کرو یہ (قرآن) تو میرے ساتھ والون کا

[1] قتادہ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ اپنی پاکی و علو مشرکون کے بہتان سے بیان فرماتا ہے (ابن جریر) [2] قتادہ و ابن جریج و ضحاک نے فرمایا کہ کوئی حق سبحانہٗ سے قضا و قدر پر مواخذہ نہین کر سکتا اور بندے اپنے اعمال پر مواخذہ کیے جائینگے (ابن جریر) ابن منذر و ابن ابی حاتم بھی قتادہ و ضحاک سے (در) سعید بن منصور و ابن منذر ابن عباس سے آپ نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی قوم میرے نزدیک قدریہ سے زیادہ مبغوض نہین ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت نہین پہچانتے پھر آپ نے یہی آیت لَا یُسْئَلُ پڑھی (در) [3] یعنے ہمنے تو آیت لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ تمہارے بطلان پر قطعی دلیل بیان فرما دی اور اگر کوئی تمہارے پاس بھی یقینی دلیل ہے تو لاؤ - اگر عقلی نہین تو نقلی پیش کرو - لیکن نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو ماننے کے قابل ہے ورنہ نہین - میرے پاس تو علاوہ دلیل عقلی کے دلیل نقلی بھی موجود ہے یعنے یہ قرآن تو میرے ساتھ والون کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلون کا بھی یعنے توراۃ و انجیل وغیرہ سب کتب سماویہ کا متن خلاصہ ہر ایک کتاب مین توحید کا امر اور شرک سے ممانعت ہی - قتادہ نے کہا کہ اس قرآن مین میری امت کا یعنے حلال و حرام کا ذکر ہے اور مجھ سے پہلے لوگون کا بھی (در و ابن جریر)

يُوْحٰى نافع و ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و شعبہ ساکنہ ضمہ یا اور فتح حا کے بصیغہ مجہول غایب یعنے وحی کی جاتی ہے - معنے حفص کے یہ ہین - کیونکہ یہان مین وحی خدا کی طرف سے کی

ذکر ہے۔ اور مجھ سے پہلے لوگون کا بھی بلکہ ان مین اکثر حق کو نہین جانتے اسلئے (کتاب الٰہی
سے) منہ پھیرتے ہین ۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہین بھیجا مگر انکی جانب
26 بھیجی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہین سو میری ہی عبادت کرو۔ جب شریک سے منزہ
27 ہونے پر دلائل ظاہرہ بیان فرمایا اس کے بعد اولاد سے اپنی برات ثابت فرماتا ہے - ق
28 قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ
29 بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى
وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ
نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور (کافر) کہتے ہین کہ رحمان نے اولاد
بنالی ہے وہ پاک ہے۔ بلکہ وہ (فرشتے) تو معزز بندے ہین۔ اُس سے آگے بڑھکر بات

لہ قتادہ نے فرمایا (ابن جریر) ؏ جب اس کتاب کا اور اگلی کتابون کا حال بیان فرمایا تو اسے بزرگان دین کا
حال بیان فرماتا ہے کہ جو انبیاء کرام ہین انہون نے ہی کبھی دوخدا کی عبادت نہین بیان کی ۱۲ مشفقون
اشفق منه حذرہ وخافه ولا يقال شفق - والشفقة الاسم من الاشفاق
واشفق عليه فهو مشفق وشفق واصلهما واحد (مختار) فرق صرف صلہ کا ہے جہان
مِنْ ہو تو وہ ڈرنے کے معنے ہین اور علےٰ ہو تو مہربانی کرنے کے معنی ہین ۱۲ ؏ (ابن جریر) ابن منذر وابن ابی
حاتم قتادہ سے کہ اونہون نے کہا کہ یہود کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کو جن سے مصاہرت ہے جس سے فرشتے
ہوئے اللہ عزوجل نے اُن کی تکذیب کے لئے فرمایا بلکہ بندے ہین عزت دیئے گئے اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت
سے اُن عزت دی ہے۔ قول وکلام مین اللہ تعالےٰ پر سبقت نہین کرتے (بلکہ اُس کے حکم کے منتظر رہتے
ہین جو حکم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتے ہین) یہ اُن کی تعریف فرماتا ہے۔ اور وہ یعنے ملائکہ کسی کی

نہین کرسکتے اور وہ اوسکے حکم پر کام کرتے ہین وہ اُنکا اگلا پچھلا حال جانتا ہے۔ اور وہ اُسی
کے لئے شفاعت کرتے ہین کہ جس سے اللہ خوش ہو۔ اور وہ اُسکے خوف سے ڈرتے رہتے ہین
اور جو کوئی اُنمین سے یہ کہے کہ اوسکے سوا مین معبود ہون تو اُسکو ہم جہنم کی سزا دینگے اسیطرح
ہم ظالمون کو سزا دیا کرتے ہین پھر حق سبحانہٗ تعالےٰ ایک دوسری طرز سے دلائل توحید بیان
فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۚ وَجَعَلْنَا
مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۚ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ
وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ
وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۲) شفاعت نہین کرتے مگر اُس شخص کے لئے جسکو اللہ تعالےٰ نے پسند کیا۔ یعنے اہل توحید کی شفاعت کرتے ہین ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و بیہقی بعث مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ یعنے جسکو پسند کر لیا بوجہ اس کے کہ اُسنے توحید الٰہی کی شہادت دی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ حاکم نے تخریج کرکے تصحیح بھی کی اور بیہقی نے بعث مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آیت وَلَا يَشْفَعُونَ پڑھی اور فرمایا کہ میری شفاعت میری امت مین سے کبیرہ گناہ والون کے لئے ہے (درمنثور) رَوَاسِيَ جمع راسیہ ہے اور اُس کے معنی ثابتہ کے ہین قتادہ نے فرمایا کہ پہاڑ مراد ہے (ابن جریر)۔ تَمِيدَ اصل مین کراهة ان تميد بهم۔ عدم التباس کے وجہہ سے مضاف حذف کیا گیا ماد الشيء تحرك وبابه باع۔ فِيهَا ضمیر ارض کی طرف راجع ہے۔ فِجَاجًا جمع فج ہے سُبُلًا یعنے طرقا جمع سبیل ہے ۔۔ ۱۲

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ٥ اور کیا کافرون نے نہین دیکھا کہ آسمان و زمین (بارش و
رویدگی سے) بند تھے پھر ہم نے اُن کو (یعنے آسمان کو پانی سے اور زمین کو رویدگی
سے) کہول دیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا پھر کیا وہ نہین سمجاتے (یعنے اسکی الوہیت
کے قائل نہین ہوتے) اور ہم نے زمین مین پہاڑ پیدا کیا (ایسا نہ ہو) کہ زمین لوگون کو

سلہ عکرمہ اور عطیہ اور ابن زید نے کہا کہ سمٰوت رتق تھے یعنے اُس سے پانی نہین برستا تھا اور زمین بھی رتق
تھی یعنے اگاتی نہتھی تو پھر حق سبحانہ تعالے نے آسمانون کو پانی سے اور زمین کو رویدگی سے کہول دیا۔ ابو جعفر
طبری ان اقوال کو مع سند نقل کر کے فرماتے ہین کہ یہی قول قرین صواب ہے کیونکہ وجعلنا من الماء الخ
اسپر دال ہے۔ اسلئے کہ اُسکے بعد ہی پانی کو اس صفت سے موصوف کر کے آگاہ کرتا ہے کہ سابق مین جو
بیان ہوا وہ پانی کے ہی اسباب سے ہے اسی سے کہا جاتا ہے رَتَقَ فلان الفتق اذا سدہ فھو یرتقہ
رتقا و رتوقا اسی سبب سے جس عورت کی فرج ملی ہوی ہو اُسکو رتقا کہتے ہین اور رتق کو جو صفت
سماء اور ارض ہے واحد فرمایا کیونکہ وہ مصدر مثل صوم و فطر کے ہے ففتقناهما یعنے فصلنا
ھما و فرجناھما۔ اور حق سبحانہ تعالے نے تو سمٰوت فرمایا اور پانی تو آسمان دنیا سے برستا ہے۔
بعضون نے کہا کہ اس مین اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو کہتی ہے کہ ساتوین آسمان سے ہے۔ اور دوسرے
کہتے ہین کہ چوتھے آسمان سے۔ اور سمٰوت جمع کہکر اُس سے سماء دنیا مراد لین تو بھی ممتنع نہین کیونکہ اسکا
ہر قطعہ سما ہے کہتے ہین ثوب اخلاق (صاحب تفسیر نیشاپوری کہتے ہین کہ سمٰوت سے مراد بادل ہین) اور اگر کوئی
کہے کہ سمٰوت تو جمع مونث ہی تو چاہیے تھا کہ جمع قلت مین کُنَّ اور جمع کثرت مین کَانَتْ ہو بعضون نے جواب یا کہ طرح
اس لئے کہا گیا کہ وہ دو صفت مین ایک نوع سمٰوت دوسری ارض پہر نظیر کے لئے اشعار لکھے ہین (ابن جریر)
نزول بارش اور زمین کی کرویت وغیرہ جس مین فلسفہ کو اختلاف ہے اگر خدا چاہے تو اس تفسیر کے مقدمہ مین
لکھین گے ۱۲ سلہ قتادہ نے فرمایا کل شئ حی خلق من الماء (ابن جریر)

لیکر جھک پڑے - اور اُس مین کشادہ راستے بنائ تاکہ لوگ راہ پائین - اور ہم نے آسمانونکو
محفوظ چھت بنایا - اور وہ آسمان کی نشانیون سے منہ پھیر رہے ہین - اور وہی ہی جسنے
رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہر ایک ان مین سے فلک[1] مین تیر رہے[2]
ہین یعنے[3] آسمان اسباب سے محفوظ ہی کہ زمین پر نہین ٹوٹ پڑتا اور شیاطین[4] سے بھی
کہ انکا گذر وہان تک نہین ہوتا اور وہ آسمان کے نشانیون سے یعنے[5] چاند اور سورج
اور ستارون سے منہ پھیر رہے ہین یعنے ان دلائل مین غور و فکر نہین کرتے کہ یہ

[1] فلک کلام عرب مین ہر مستدیر چیز کو کہتے ہین - لیکن قرآن و حدیث مین فلک کے کوئی معنے معین نہین اسلیے
ہم بھی متعین نہین کرسکتے اور بطور تاویل فلک کے معنے دائرہ کے کرتے ہین (ابن جریر) تو ترجمہ اسطرح
ہوگا کہ ہر ایک اپنے مدار مین دورہ کر رہا ہی - علامہ رازی فرماتے ہین کہ لوگون نے حرکات کواکب مین بھی اختلاف
کیا ہے اور وجوہ ممکنہ عقلی اس مین تین ہی ہوسکتے ہین (۱) ایک فلک ساکن اور کواکب اوس مین اسطرح
حرکت کرتے ہون جیسے پرندے پانی مین پیر رہا ہو (۲) افلاک و کواکب دونو متحرک ہون - خواہ دونونکی
حرکت ایکسان یا متفاوت خواہ جہت ایک ہو یا مختلف (۳) فلک متحرک اور کواکب ساکن ہون الخ یعنے
دہریہ آسمان کے بھی منکر ہین لیکن جو لوگ کہ ہنوز احیات زمین سے پورے واقف نہین وہ مخلوق
سماوی کو جو بالا تر ہے کیا پہچان سکتے ہین سہ

تو کار زمین را نکو ساختی ۔۔۔ کہ با آسمان نیز پرداختی

[2] سرعت سے چلنے کو پانی کی تیراکی سے تشبیہ دی گئی اور اسی سبب سے ضمیر جمع ذوی العقول
لائی گئی [3] چنانچہ دوسری جگہ فرمایا وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ [4] چنانچہ
فرمایا وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ - [5] مجاہد نے فرمایا (ابن جریر)

سب اپنے خالق کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہین پھر جو انکا مدبر اور انکو بنایا ہے اُسی
کے لیے عبادت سزاوار ہے۔ جب یہ جاہل ہر ایک شے کے لئے سبب ٹھہراتے ہین تو
پھر یہ تمام مصنوعات کو بے سبب کس طرح مانتے ہین غرض ان آیات مین دلائل توحید
کے چھ اقسام ہین (۱) آسمان سے بارش اور زمین سے روئیدگی کا ہونا جو رتق و
فتق ہے۔ (۲) پانی سے ہر شے کی حیات (۳) زمین پر پہاڑون کو نصب فرمانا (۴)
زمین مین راستون کا ہونا۔ (۵) آسمانون کو ایک مزین و محفوظ چھت بنانا (۶)
رات دن اور چاند سورج کا پیدا کرنا۔ ان چھ نعمتون کے بعد (جو دنیا کے اصلی نعمتین
ہین) اسبات سے آگاہ فرماتا ہے کہ ان نعمتون کو اور نہ انکو جنکے لئے پیدا کی گئی ہین
ہمیشگی نہین یہ ابتلا و امتحان کے لئے ہین تا دار خلود مین آرام پانیکا باعث ہون
5 چنانچہ فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝ كُلُّ
6 نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا
رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم
7 بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا

هزوا۔ مصدر مؤول بمہزوا بہ او جعلوہ عین الھزء مبالغۃ۔ و ھو مفعول ثان لاتخذ
قال صاحب المختار ھزئ منہ وبہ بکسر الزای یھزأ ھزأً وھزأً بسکون الزای وضمہا
وھزأ بہ ایضا ھزأً کقطع یقطع واستھزأ بہ وستھزأ بہ مثلہ ۱۲

مِّتَّ ابن کثیر و ابوعمرو و ابن عامر و شعبہ ساتھ ضم میم کے ۱۲

هُزُوًا نافع و ابن کثیر و ابوعمرو و ابن عامر و شعبہ و کسائی ساتھ ہمزہ کے پڑھتے ہیں
هُزْوًا ساتھ سکون زا کے حمزہ نے

تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝
بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ
اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

وَلَقَدُ اسْتُهْزِئَ نافع وابن کثیر وابن عامر وکسائی ساتھ ضم دال کے

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کے لیے ہمیشگی نہین دی پھر کیا اگر تم مرگئے تو وہ
رہجائین گے۔ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ اور (اے لوگو) ہم تم کو برائی اور بھلائی سے بطور
امتحان جانچتے ہین۔ اور ہماری پاس تم پھر آؤ گے۔ اور (اے پیغمبر) جب تم کو وہ لوگ جو
کافر ہوئی ہین دیکھتے ہین تو بس تم سے ٹھٹول کرتے ہین (اور آپس مین تعجب سے کہتے ہین) کیا
یہی ہی جو تمھارے معبودون کو (بری طرح) یاد کرتا ہے اور وہ خود رحمٰن کے ذکر کے منکر ہین۔
(تو وہی اس بات کے لایق ہین کہ اُن سے ٹھٹول کیا جائے) انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے

بغتۃ فجأۃ مصدر من غیر لفظہ او حال فتبہتہم۔ بھتہ اخذہ بغتۃ وبابہ قطع ومنہ قولہ
تعالیٰ فتبہتہم وبہت بوزن علم ای دھش وتحیر (مختار) ۱؎ ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم تم کو تکلیف وراحت سے۔ صحت وبیماری سے۔ فقیری وتوانگری
سے۔ حرام وحلال سے۔ معصیت وطاعت سے۔ ضلالت وہدایت سے امتحان کرتے ہین (در) ۲؎ عرب ذکر
کو مدح وذم دونون جاے استعمال کرتے ہین۔ کہتے ہین سمعنا فلانًا یذکر فلانًا یعنے برائی سے اسکا ذکر
کرتا تھا یا بھلائی سے (ابن جریر) ۳؎ یہان عجلت کا ذکر کرنے مین یہ حکمت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والونکا ذکر کیا تو اب لوگون کے دلون مین یہ خیال آئے گا کہ ایسے

(گویا اُسکی طبیعت مین جلدی ہی) عنقریب تم کو اپنی نشانیان دکھاتا ہون۔ تم مجھسے جلدی نہ

مچاؤ۔ اور کہتے ہین اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب کا) وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ اگر جان لیتے

لوگ جو کافر ہوے ہین اُس وقت کو کہ جب اپنے چہرون سے آگ نہ دور کرسکین گے اور نہ

اپنی پیٹھ سے۔ اور نہ اُنکی مدد کیجائیگی (تو اسطرح جلدی نہ کرتے)۔ بلکہ (وہ آگ) اُن پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳۷) استہزا کرنے والون پر جلدی سے عذاب کیون نہین آجاتا اور یہی عجلت ہی لیکن اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتے کہ جب اُسکو گرفتار کرتا ہے تو پھر اُسکا چھٹکارا نہین (ابن کثیر) لہ کانہ خلق منہ لفرط استعجالہ وقلۃ ثباتہ کقولک خُلِقَ زید من الکرم۔ جعل ما طبع علیہ بمنزلۃ المطبوع ھو منہ مبالغۃ فی لزومہ لہ (بیضاوی) یہان انسان سے مراد جنس ہے یا آدم علیہ السلام مین جسطرح حدیث مین آیا ہے تو وہی تعجیل اولاد کی طرف بھی منتقل ہوی۔ کسی نے ظریفانہ شعر کہا ہے ؎

عمری لقد خلق الانسان من عجل		انسان عینی بتعجیل السہاد مُلی

سلہ یعنے لو کا جواب جو لما استعجلوا ہے محذوف ہے اور بعضون نے کہا لو تمنی کے لئے ہے (معنے مین کاش کے) جس کا جواب نہین (خفاجی) ع النس ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اس مین اشارہ ہی کہ نفس کے لئے موت ہے اور قلوب وارواح کو حیات ابدی تجلی حیات حی عزوجل سے حاصل ہے شیخ جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جسکی حیات اپنے نفس سے ہو تو اُسکی روح نکل جانے سے اُسکی موت ہے۔ اور جسکی حیات اپنے رب عزوجل سے ہو تو وہ طبعی حیات سے منتقل ہو کر اصلی حیات مین جائیگا اور یہی حقیقی حیات ہے۔ ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما		ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

واضح ہو کہ حقیقی موت وہی ہے کہ رب عزوجل کی رحمت سے جدائی اور وصال جاتا رہے۔ یہی موت بُری ہے اور اسی کے لئے رونے والے روئین۔ اسی لئے بزرگون نے کہا کہ موت درحقیقت جہالت کی موت ہے یعنے اللہ تعالیٰ سے جاہل رہنا۔ اور حیات حقیقت مین علم کی حیات ہے یعنے اللہ تعالیٰ سے عارف ہونا۔

بیان موت مجازی و حقیقی

ایک بیک آئیگی سو اُن کو بدحواس کردیگی۔ پھر یہ اُسکو نہ دفع کرسکین گے اور نہ وہ کچھ مہلت دئے
جاینگے ۱۲ اور (اے پیغمبر) بیشک تم سے پہلے بھی رسولون کے ساتھ ٹھٹا کیا گیا سو اُن سے
ٹھٹا کرنیوالون پر وہی (عذاب) کہ جس سے وہ ٹھٹا کرتے تھے نازل ہوگیا۔ پھر یہ منکر جو تم ایسا سے ٹھٹا کرتے ہین
اس بات سے نہین ڈرتے کہ اُسی طرح اُنپر بھی کہین عذاب ایکدم نہ آجائے
اور جو آجائے تو کوئی بچا بھی سکتا ہی جس طرح ارشاد ہوتا ہی۔ قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ
وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ط بَلْ هُمْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ
مِّنْ دُوْنِنَا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا
هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ط اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٣٨) اور موت فنا کو کہتے ہین۔ اگرچہ حادث موجود کہلاتا ہے لیکن حقیقت مین وہ فانی ہے۔ چونکہ وہ جدید پیدا ہوا تو بقا کی حقیقت اس مین نہین ہے۔ کیونکہ پرتو انوار بقائے حق عزوجل سے اُسکو وجود ہے اور موت غیرتِ ازلی کا ایک قہر ہے جو حادث پر طاری ہوکر اُس کے فانی ہونے کو ثابت کردیتی ہے اور اُس کے زعمِ وجود کو درہم وبرہم کردیتی ہے۔ انسان عجلت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عجلت کی حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی مقدوراتِ ازلیہ سے جاہل ہوتا ہے تو اُسکی جہالت سے عجلت پیدا ہوتی ہے۔ اگر تقدیرِ ازلی پر نظر کرتا تو اُسکو یہ عجلت نہ ہوتی۔ بلکہ وہ قیامت اُن پر ایکبیک آئیگی سو اُنکو بدحواس کردیگی بعض نے فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق مین سے کوئی چیز مبہوت کردے تو اسوجہ سے ہے کہ یہ شخص اُس چیز کے نزدیک مقام کرگیا اور اسکا محل وہی تھا۔ اور یہ شخص اُس شے کے پیدا کرنے والے سے غافل ہوگیا تھا۔ اور جو شخص کہ قبضۂ حق عزوجل مین اُسکی حضوری مین ہے تو اُسکو کوئی چیز مبہوت نہین کرسکتی اس لئے کہ وہ ہیبت کی اعلے منزل یعنے مقام قدس مین ہے انتہے۔ یَکْلَؤُکُمْ قال ابن عباس یحرسکم وقال قتادۃ یحفظکم یقال منہ کلأت القوم اذا حرستہم (ابن جریر) کلأہ اللہ یکلؤہ مثل قطع یقطع کلاءۃ بالکسر المد حفظہ (مختار)

ع ۵

مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ

اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا

ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَاِنْ كَانَ

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ

مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ع

تو کہدو وہ کون ہے جو رات دن رحمٰن (کے عذاب) سے تمھاری حفاظت کرسکتا ہے

نفحۃ - یعنی بالنفحۃ النصیب والحظ من قولهم نفح فلان لفلان من عطائه اذا اعطاه قسما او نصیبا من المال قال قتادة لئن اصابتهم عقوبة (ابن جریر) نفحة من العذاب قطعة منه (مختار) قال البیضاوی اصل النفح هبوب رائحة الشئ والبناء الدال علی المرة ۱۲- الموازین - ابن کثیر نے لکھا کہ اکثر کے نزدیک میزان واحد ہے اور یہاں موازین جمع فرمایا تو یہ باعتبار اعمال موزونہ کے ہے خطیب نے کہا کہ جمع اسکی بسبب کثرت ان لوگوں کے ہے جنکے اعمال کا وزن ہوگا گویا ہر ایک کے واسطے ترازو ہے اور جائز ہے کہ ترازو کے تعدد سے جمع فرمائی گئی ہے اور وزن اعمال کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ صحائف اعمال تولے جائیں دوسرے یہ کہ اعمال جو اعراض ہیں وہ جواہر ہو جائیں - اور نفس عمل کا میزان میں ہونا اقرب ہے جس طرح احادیث میں آیا ہے مثقال - مثقال الشئ میزانه من مثله والمثقال واحد مثاقیل الذهب (مختار) یہاں معنی اول مراد ہیں الفرقان مجاہد نے کہا کہ کتاب قتادہ نے کہا کہ توریت حلال وحرام کی بیان کرنے والی ہے جس سے اللہ تعالے نے حق وباطل میں فرق کیا (ابن جریر) یعنے ایسی جامع کتاب جو حق وباطل میں فرق بھی کرے اور ضیاء جو دل میں نور پیدا کرے اور ذکر جس سے لوگ نصیحت لیویں یعنی سب معطوفات متحد بالذات ہیں صفات کے لحاظ کرتے متغایر ہیں - ۱۲ لہ یہاں نام پاک رحمٰن

لا تسمع الصّم ... عار ... ساتھ ... اور ... اسماع سے ... دونوں ... ہیں کیونکہ جب کان ... تو خود سن ... اور نہ کسی کے سنانے ... سکتا ہے ۱۲

مثقال ... فتح ساتھ رفع لام کے ... اس صورت میں کان ... ۱۲

ضیاء ... ساتھ ہمزہ کے ... ۱۲

الربع ۹ ع ۴

بلکہ یہ لوگ تو اپنے رب کے ذکر سے روگردان ہین ۔ کیا اُن کے لئے ہمارے سوا اور معبود ہین کہ اُن کو (ہمارے عذاب سے) بچا سکتے ہین وہ (بُت) تو خود اپنی ہی مدد نہین کر سکتے اور نہ اُن کی ہماری طرف سے حمایت (رفاقت) کیجاتی ہے ۔ بات یہ ہی کہ ہم نے انکو اور اُن کے باپ دادا کو (دنیا مین) فائدہ پہنچایا یہان تک کہ اُن پر زندگی دراز ہوگئی (یہی عیش و عشرت باعث گمراہی ہوئی) تو پھر کیا یہ لوگ نہین دیکھتے کہ ہم زمین (کفر) کو کنارون سے گھٹاتے چلے آتے ہین ۔ پھر کیا یہی غالب ہونے والے ہین ۔ (ایسا نہوگا بلکہ رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۰) ذکر فرمانے مین اشارہ ہے کہ اُسکی عام رحمت کے باعث یہ لوگ بچ گئے جس نے اپنی رحمت سے رحمۃ للعالمین رسول بھیجا ورنہ دیگر انبیا علیہم السلام کی امتونکی طرح ہلاک ہوجاتے ۱۲ ۱؎ مشرکین کو کیا ہوا کہ اپنے حافظِ حقیقی کو نہین پہچانتے بلکہ اپنے رب کے نصائح موثرہ و دلائل قویہ سے روگردان ہین ۔ یہ اُنکی جہالت ہی کہ نہ اُن مواعظ کو سوچتے اور نہ اُس سے عبرت لیتے ہین ۲؎ ولاھم منا یصحبون ۔ قال قتادۃ لایصحبون من اللہ بخیر قال ابن عباس یصحبون ینصرون وعنہ ایضا یصحبون یجارون (یعنے نہ وہ کفار ہمارے عذاب سے پناہ دئے گئے ہین) کیونکہ عرب کہا کرتے ہین انا لک جار من فلان وحبت جس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ فلان کے خطرے سے مین تیرا مصاحب ہون یعنے تجکو مین نے پناہ دی ۔ اور تیری حفاظت اپنے ذمہ لی ہی غرض جب اُنکو کوئی عذاب الٰہی سے مانع نہوگا تو کوئی رفیق اُنکو کا ہے بھی نہین اور کوئی مددگار بھی نہین (ابن جریر) ۳؎ مشرکونکی گمراہی کا باعث یہ بات ہوئی کہ ہم نے انکو دنیا مین ناز و نعمت سے پالا اور اسی عیش و عشرت مین اونکی عمر دراز ہوئی تو انہون نے یہ اعتقاد کیا کہ جس حال پر ہم ہین یہ بھی کیہہ ہے اور یہ برابر ہمیشہ رہے گا ۔ تو اللہ تعالےٰ نے نصیحت کی کہ کیا نہین دیکھتے (یعنے کیا نہین جانتے جو وضاحت مین دیکھنے کے مثل ہے) کہ ہم کافرون کی زمین کو اُس کے اطراف سے کم کرتے ہین یعنے مسلمان دن بدن بڑھتے جاتے ہین اور کافرون کی زمین مسلمانون کی ہوتی جاتی ہے آخر مین سلطنت مسلمانونکی ہوجائیگی یہ ایک پیشین گوئی تھی جو الحمد للہ پوری ہوکر رہی ۴؎ قال قتادۃ لیسوا بغالبین ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو الغالب (ابن جریر)

غالب آئین گے) (اے پیغمبر ﷺ کہدو کہ مین تو تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہون اور بہرے یعنی

کافر) پکار کو سنتے ہی نہین جبکہ ڈرائے جاتے ہین۔ اور اگر اُن کو تمہارے پروردگار کے

عذاب کی بھاپ بھی لگ جائے تو ضرور بول اُٹھین گے کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ہی

ظالم تھے اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو قائم کرین گے پھر کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ

کیا جائیگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اُسکو لائین گے۔ اور ہم حساب لینے کو

کافی ہین۔ اور ہم نے موسےٰ و ہارون کو فیصل کرنیوالی (کتاب) اور روشنی عطا کی تھی اور

نصیحت دینے والی اُن پرہیزگارون کے لئے کہ جو اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہین

اور وہ قیامت کا بھی خوف کرتے ہین اور یہ (قرآن بھی) بابرکت نصیحت ہے جسکو ہم نے

لہ قال قتادۃ ان الکافر قد صم عن کتاب اللہ لا یسمعہ ولا ینتفع بہ ولا یعقلہ کما یسمعہ المؤمن واھل الایمان (ابن جریر) لہ ابن زید نے فرمایا کہ عمل نفع کے ہون خواہ ضرر کے سب پیش کیے جائین گے۔ اچھے عمل کا بدلہ ملیگا۔ برے کو چاہے وہ معاف کرے چاہے مواخذہ کرے (ابن جریر) لہ و ھٰذا ذکر۔ قال قتادۃ ای ھٰذا القرآن (ابن جریر) ع النس مین ہے کلام حق سبحانہ تعالیٰ قرآن پاک خود اپنی ذات مین مبارک ہے اگرچہ کوئی جاہل اوسکو سنے یا نہ سنے۔ ولیکن وصول اسکی برکت کا اوس شخص پر ہے جو اوسکو محبت و شوق کے کانون سے سنے پس اوسکو محبت اس ذکر سے ہو اور شوق اس کے متکلم قدیم جل شانہ کے وصال کا ہو اور اسکے مضمون پر عمل کرے اور اشارات کو پہچانے اور اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاوے اور جب ایسا ہوگیا تو اوسکی برکت اوس شخص کو کھینچیگی اس طرح کہ جہان اصل ہے یعنی معدن ہے اُس کا مشاہدہ نصیب ہوگا اور وہ دیدار ذات قدیم پاک جل شانہ ہے قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ یہ ذکر مبارک ہے

قرآن مجید مبارک ذکر

اُتارا۔ پھر کیا تم اسکو نہین مانتے۔ اے لوگو مانو اور خدا کے کہے پر چلو۔ اگر اوسکی کتاب سے
منہ پھیر کر دوسری کتاب پر چلوگے تو کیا تم کو راہ ملجائیگی ہرگز نہین ہرگز نہین۔ خالق و
مخلوق مین جو فرق ہی اُسیقدر دونوکی کتابون مین ہے جس وقت تم جسکا کلام پڑھتے
اور مطالعہ کرتے ہو اوسوقت وہ تمہارا ہم نشین ہے چشم بصیرت سے متکلم کو دیکھا کرو اپنے
وہی متکلم ہمنشین ہوگا جو اُس حق مین فنا ہے یہ تصرف اُسی کو حاصل ہے سہ

فانی بخود و بدوست باقی ۔	این طرفہ کہ نیستند و ہستند

جب فانی کا یہ حال ہی تو باقی و قیوم کہ جو تمام عالم کی حیات اور سارا جہان جس سے
زندہ ہی اُس کے کلامِ پاک کی قرأت کے وقت کیا کچھ اثر ہوگا اور کیسی کچھ کیفیت پیدا ہوگی

رباعی خلیق

کب وصف سے موصوف جدا ہوتا ہی	قرآن سے دیدار خدا ہوتا ہے
قرآن کے پڑھنے سے کدورت ہو دور	آئینہ دل کو مصقلہ ہوتا ہے

چونکہ گذشتہ کتابون کی حفاظت کا خدا نے ذمہ نہین لیا اسی لئے حکم ہوا کہ اہل کتاب کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٤٢) اوسپر جو اوسکو سنے۔ مبارک ہے اوسپر جو اس سے نصیحت پکڑے۔ مبارک
ہے اوسپر جو اپنی ہمت وقلب سے اوسپر متوجہ ہو۔ مبارک ہی اوسپر جو اسکے اوپر ایمان لایا اور جو کچھ اوسمین ہے
اوسکی تصدیق کی پس جو شخص کہ اپنے سر باطن یا قالب یا نفس مین آثار برکت قرآن نہ پاوے تو اوسکو جان لینا چاہئے
کہ وہ خواص کے دائرہ سے دور ہی اور شقی و عوام کے میدان مین پڑا ہی ١٢ سلہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

نہ سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ اور قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو اوسی کو صبح و شام پڑہنے کا حکم بھی
ہوا ہے یہی سب کا ناسخ اور یہی کافی ہے اسی [۱] لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے تورات

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۳ [۱]) روایت ہے کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان مین (جو زبان یہودیونکی ہے)
پڑہتے تھے اور اُسکی تفسیر مسلمانون کے لئے عربی زبان مین کرتے تھے تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
کہ اہل کتاب کو نہ سچا جانو اور نہ اُن کو جھٹلاؤ (یعنے اُن اُمور مین کہ جہان صدق وکذب کا احتمال ہو) بلکہ تم اس طرح
کہو اٰمنّا باللّٰہ وما انزل الینا یعنے ہم اللہ پر اور اُس چیز پر کہ ہماری طرف اُتاری گئی ہے ایمان لائے۔
آخر آیت تک (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ ۲۰ بخاری سے) [۱] جابر رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نسخہ توریت کا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے
پس عرض کی اے رسول خدا یہ نسخہ توریت کا ہے۔ تو حضرت چپ ہو رہے عمر رضی اللہ عنہ نے پڑہنا شروع کیا اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوتا تھا۔ پس حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا کہ گم کیجیو تم کو
گم کرنیوالیان۔ کیا تم رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو نہین دیکھتے تو حضرت عمر نے آنحضرت کے
چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا اور یہ کہنے لگے اعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ وغضب رسولہ رضینا باللّٰہ
ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلے اللہ علیہ وسلم نبیا۔ یعنے پناہ مانگتا ہون مین ساتہ اللہ کے غضب سے اس کے اور غضب
سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راضی ہین ہم کہ رب ہمارا اللہ ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہمارے نبی ہین پس رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتہ مین جان
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اگر موسے تم مین ظاہر ہوتے تو تم اونکی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو البتہ سیدہی راہ سے گمراہ ہوتے
اور اگر موسے زندگی مین میری نبوت کو پاتے تو میری پیروی کرتے (دارمی نے روایت کی) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ حاضر ہوے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور مین سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کی کہ ہم یہودیونکی حدیثین سنتا ہون اور اچھی معلوم ہوتی ہین
اگر حکم ہو تو بعض اونمین سے لکہلون فرمایا جیسے یہود ونصارا حیران ہین تم بھی حیران ہوگئے بیشک جو شریعت کہ مین تمہارے پاس لائی ہے
بہت ہی صاف اور روشن ہے اگر موسے زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ امام احمد و بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کی۔ (مشکوۃ) ۱۲

پڑھنے پر نارضی ظاہر فرمائی جب گذشتہ آیتوں میں دلائل توحید و نبوت و آخرت کا بیان
فرمایا اب انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے
بیان فرماتا ہے پہلا قصہ حضرت ابراہیم کا ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ
قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا
عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ
فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝
وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا
إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ

جذاذا کسائی ساتھ کسرہ جیم کے ایک لغت ہے یا جمع جذیذ ہے جیسے خفاف جمع خفیف ہے ۱۲

التماثیل جمع تمثال ہر جاندار کی صورت کسی چیز سے بنائی جائے۔ مجاہد نے فرمایا کہ تماثیل اصنام ہیں۔ اسکو
ابن شیبہ و ابن جریر و ابن منذر وغیرہ نے تخریج کی (در) عاکفون۔ ابن منذر و ابن ابی حاتم نے تخریج
کی کہ قتادہ نے فرمایا کہ عاکفون کے معنی عابدون ہیں (در) جذاذا۔ ابن عباس نے فرمایا حطاما۔ ابن
جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم اور ایک روایت میں فتاتا (در) گو یہ لفظ مفرد ہے لیکن واحد و جمع میں برابر
مستعمل ہوتا ہے جذۃ کسرہ و قطعہ و بابہ رد والجذاذ بضم الجیم وکسرہا ما کسر منہ۔ وعطاء
غیر مجذوذ ای غیر مقطوع والجذاذات القراضات (مختار) جعلہم اور لھم کی ضمیر عقلا کی عبارت
بزعم مشرکین کے اصنام کی جانب پھرتی ہے۔ الیہ۔ مرجع اس ضمیر کا ابراہیم علیہ السلام کیونکہ ان بتوں کی عداوت
میں آپ مشہور تھے تو پھر اس تقریر سے کہ تمھارے بڑے بت نے یہ کام کیا کہہ کر غالب آ جائیں۔ یا مرجع کبیر ہے

1 قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ

3 لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ قَالَ بَلْ

4 فَعَلَهٗ ۗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

5 فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ

6 يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ

7 اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ

0 وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ

1 وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ

2 الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا

فَسْئَلُوْهُمْ ابن کثیر و کسائی سا تہ فتح سین اور حذف ہمزہ کے ... صرف یے لکہا ہے ... سال یسال کو ... سال یسال سل ... بہی پڑہتے ہین ۱۲-

اُفَّ ابن کثیر و ابن عامر سا فتح فا کے۔

اُفٍّ ابو عمرو و شعبہ و حمزہ و کسائی سا تہ کسر فا کے یہ سب لغتین ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۵) یا مرجع لفظ اللہ ہے یعنے جب اُن کے معبودون کا عجز اُن کے پاس ثابت ہو جائیگا تو معبود حقیقی کی طرف رجوع کرینگے۔ قتادہ نے کہا کہ شاید اس سے نصیحت لیوین اور آنکھین کھولین (ابن جریر)۔ علٰی هنا مستعارة لتمكن الرؤية واتشاهها تمكن الراكب على المركوب۔ يشهدون شهادت (یعنے گواہی) سے ہے یعنے جس کسی نے دیکھا یا سنا ہو وہ گواہی دیوے یا شہود معنی مین حضور کے ہے یعنے اُن کو ایذا دیتے وقت سب لوگ حاضر ہین نکسوا۔ انقلبوا الی المجادلة بعد ما استقاموا بالمراجعة۔ شبّه عودهم الی الباطل بصيرورة اسفل الشیٔ مستعليا علی اعلاه۔ نكس الشیٔ فانتكس قلبه علی رأسه و بابه نصر ونكسه تنكيسا (مختار) اُفّ اسم فعل معنی مین اتضجر کے ہو گیا ہے۔ زیادہ تحقیق کے لیے اس تفسیر کا حاشیہ صفحہ ۱۱۰ دیکھو ۱۲ نافلة۔ عطية لانه من نفله بمعنی اعطاه۔ او ولد ولد ۱۲

صٰلِحِیْنَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ
الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ○ اور بیشک
ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی (یعنے بچپن[1]) سے نیک راہ عطا فرمائی اور ہم اُنکی (صلاحیت سے)
آگاہ تھے۔ جب اُنھون نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کیا ہین یہ مورتین۔
(یعنے بُت) جنکی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی
کی عبادت کرتے پایا ہی۔ (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ بیشک تم اور تمھارے باپ دادا صریح[2]
گمراہی مین پڑے رہی۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو کھیل کرتا ہی
کہا نہین بلکہ تمھارا پروردگار وہی آسمانون اور زمین کا پروردگار ہے جس نے اُنکو
پیدا کیا۔ اور مین (ایک گواہ) اُس[3] کے گواہون مین سے ہون اور (آہستہ[4] سے یہ بھی
کہا کہ) مین بخدا تمھاری بتون سے اس کے بعد کہ تم پیٹھ پھیر کر چلے جاوُگے ایک چال چلونگا

[1] ابن شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے کہ ہم نے اُنکو لڑکپن ہی مین ہدایت دی تھی
(در) [2] مشرکون کی اس تقلید کو صریح گمراہی اس لئے فرمایا کہ وہ اور اون کے باپ دادا دونون کے لئے کوئی
دلیل نہ تھی۔ بلکہ خواہشِ نفس کی اتباع اور شیطان کی اطاعت تھی [3] یہ زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ معلوم ہوا
اسپر ملائکہ اور اکثر مخلوقِ الٰہی شاہد ہے اور مین بھی منجملہ شاہدون کے ہون یعنے اس امر پر برہانِ واضح قائم کر سکتا ہون
تمھاری طرح نہین کہ بتون کی عبادت پر صرف تقلید باطل سے حجت لاتے ہو اور وہ خود باطل ہے ۱۲ [4]
ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر مجاہد سے کہ آپ نے یہ اُسوقت کہا کہ جب قوم نے آپ کو
اپنی عید مین ہمراہ لیجانا چاہا تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مین بیمار ہون۔ اور بتون کے خراب کرنے کا

(جب وہ عید منانے گئے تو) پھر ابراہیم علیہ السلام نے بتون کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر اُن کے بڑے

(بُت) کو (اِس غرض سے) رہنے دیا کہ وہ اسکی طرف رجوع کرین (جب لوگون نے اپنے

بتون کو ٹوٹے ہوئے دیکھا تو) بولے کہ یہ ہمارے معبودون کیساتھ کس نے کیا بیشک وہ

شخص کوئی ظالم ہے۔ کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو اُن کا ذکر (برائی سے) کرتے سنا ہے جسے

ابراہیم علیہ السلام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بولے اُسکو لوگون کے روبرو لاؤ تاکہ لوگ گواہی دین ل

(پھر ابراہیم علیہ السلام کو لائے اور) کہنے لگے اے ابراہیم کیا تو نے یہ (حرکت) ہمارے بتونکے ساتھ

کی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا بلکہ اُن کے اِس بڑے بت نے کیا ہے تو اگر یہ بولتے ہین تو اِن ہی

سے پوچھ دیکھو۔ اسپر لوگ اپنے جی مین سوچے پھر (آپس مین) کہنے لگے کہ لوگو تم ہی ناانصاف

ہو (یعنے اپنی جہالت کے مقر ہوگئے)۔ پھر اپنے سرونکے بل (اسی گمراہی مین) اوندھے

ل حاضر رہین (ہماری سزا اُسکو دیتے وقت)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۷) ذکر آپ سے ایک شخص نے سُن لیا جو آخر مین سب کے جا رہا تھا۔ اُسی نے انکا سراغ دیا۔ اور آپ نے تبر کو جس سے بُت توڑا تھا اُن کے بڑے بت کے سینہ کے پاس لاکر لگا دیا (در) قتادہ نے کہا کہ آپنے یہ اسطرح سے کہا کہ وہ نہ سن سکین (ابن جریر) سلہ ابن جریج نے کہا یذکرھم یعیبھم (ابن جریر) سلہ چونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ پتھر دن کی مورتین بول نہین سکتین اس لئے بطور استہزا آپ نے کہا۔ جیسے کوئی خوشنویس نہایت عمدہ قطعہ لکھے اور کوئی جاہل پوچھنے لگے کہ کیون یہ آپ نے ہی لکھا ہے تو وہ اُسکا جواب دے کہ جی نہین جناب آپ نے ہی لکھا ہے اس سے مطلب تو یہی ہے کہ مین نے لکھا ہے۔ اور اس بیان سے یہ مقصود تھا کہ وہ لوگ خود اپنے ذہن سے سمجھ لین کہ ایسی مورتین جو پٹین اور پیٹنے والے کو نہ بتا سکین وہ کب پرستش کے قابل ہین اور جو حدیث مین آیا ہے کہ ابراہیم نے تین باتین جھوٹ کہین۔ تو معاریض (یعنی جس سے ظاہر مقصود نہو اور بطور ایہام ذکر کیا ہو) کا نام کذب رکھنا اس لئے ہے کہ دونون باہم صورت مین مشابہ ہین۔ ورنہ معصوم نبی خلیل الہی سے حقیقی کذب متصور نہین۔ ۱۲

کیے گئے (یعنے بعد قائل ہونے کے پھر جھگڑنے کو تیار ہوکر کہنے لگے) کہ تم کو معلوم ہے کہ

یہ بت بولا نہین کرتے۔ (ابراہیم نے) کہا کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیزون کو پوجتے

ہو کہ جو نہ تمھین کچھ نفع دے سکے اور نہ نقصان۔ تف ہی تمپر اور اُن پر جسکو تم اللہ

کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تم (اپنی بری بات بھی) نہین سمجھتے۔ (جب حجت سے عاجز

آئے تو ضرر پہونچانیکو تیار ہوے) کہنے لگے کہ اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلادو

اور اپنے معبودون کی مدد کرو (پھر انھون نے آگ سلگا کر ابراہیم علیہ السلام کو اُس مین ڈالا۔)

تو ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا۔ اور لوگون نے ابراہیم سے

فریب کرنا چاہا تو ہم نے اُنھین کو زیان کار بنایا۔ اور ہم نے ابراہیم اور لوط علیہما السلام کو اُس

زمین (شام) کی طرف بچا نکالا کہ جس مین ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی ہے اور

مین افسوس کرتا ہون

ف والمعنے ان کنتم فعلین فعلا ما فا فعلوا النصر ۱۲ ف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو زمین کے ہر ایک جانور نے ابراہیم سے آگ بجھائی سوائے وزغ یعنے چھپکلی کے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ سلگاتی تھی۔ آپ نے اُسکی قتل کا حکم دیا تھا اس کو امام احمد وطبرانی وابویعلے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے (در) اور مینڈک اس آگ کو بجھاتا تھا اس لیے اُس کے قتل سے منع فرمایا۔“ اسکو عبدالرزاق نے مصنف مین (در) صحاح مین ہے کہ جس نے اسکو پہلے ضرب مین مارا تو اُسکے لیے تیس نیکیان ہین اور دوسری مین بیس اور تیسری مین دس“ فقیر کہتا ہے کہ شاید گرگٹ اور سام ابرص بھی اسی کی قسم سے ہے ف پھر اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت وبرکت وہجرت کا حال بیان فرمایا ف ابی بن کعب وحسن بصری وقتادہ وابوقلابہ وابن جریج وابوالعالیہ

پوتا

ہم نے اُن کو اسحٰق بخشا اور یعقوب انعام مین دیا۔ اور سب کو (یعنے چارون کو) نیکبخت
بنایا۔ اور ہم نے اُن کو پیشوا کیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے انکی
جانب نیک کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وہ ہماری
ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کے لئے بہت
سے گٹھے لکڑیون کے جمع کئے۔ اور اُسکو سب طرف سے آگ لگا کر پھونکا تو اُسکا شعلہ
اسقدر بلند ہوا کہ اگر اوپر سے چڑیا اُڑتی جاتی تو اُسکی شدتِ حرارت اور لپٹ سے
جلکر گر پڑتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالنے کے لئے ایک بلند مکان
پر لیگئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا۔ اُسوقت آسمان و زمین
پہاڑ اور فرشتے چلائے اور اسطرح فریاد کی رَبَّنَا اِبْرَاهِیْمُ یُحْرَقُ فِیْكَ یعنی ہمارے رب تیرے
لئے ابراہیم جلائے جا رہے ہین۔ حکم ہوا مین اُن کے حال سے خوب واقف ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۹) وابن زید ان سبھون نے کہا کہ وہ ارضِ شام ہے (ابن جریر) ابن
اسحٰق نے لکھا کہ ابراہیم علیہ السلام یہان سے ہجرت کرکے سوئے رب چلے اور لوط علیہ السلام (جو آپکے بھتیجے
ہین) انھین کے ہمراہ آپ نے بھی ہجرت کی اور آپ نے اپنی چچیری بہن بی بی سارہ سے نکاح کرکے انکو بھی
ہمراہ لے لیا تا آپ دین کو بچائین۔ اور جہان امن ملے وہان اپنے رب کی عبادت کرتے بیٹھ رہین پھر آپ مصر مین آئے پھر مصر سے
شام کی طرف روانہ ہوے (ابن جریر) ابو جعفر طبری یعنے ابن جریر فرماتے ہین کہ سب اہلِ علم متفق ہین کہ حضرت ابراہیم کی
ہجرت عراق سے شام کی جانب ہوی۔ اور زمانہ زندگی مین وہین مقام رہا۔ گو کہ معظمہ کو بھی آپ آئے اور کعبہ
بنایا اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی مان ہاجر کو وہان رکھا۔ لیکن آپ وہان مقیم نہ ہوے اور نہ
اسکو وطن بنایا سلہ سدّی نے فرمایا (ابن جریر) ۱۲

اگر تم کو پکارتے ہین تو تم اُن کی مدد کرو۔ ابراہیم علیہ السلام نے اوسوقت یہ فرمایا کہ آلہی تو آسمان مین اکیلا ہے اور مین زمین مین اکیلا ہون کہ میرے سوائے کوئی تیری عبادت نہین کرتا ہی حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جسوقت آپ کو باندھکر آگ مین ڈالنے لگے جبریل علیہ السلام نے بھی آکر عرض کی اَلَکَ حَاجَۃٌ کہ کیا کوئی آپکو حاجت ہی۔ تو آپ نے جواب مین فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا یعنے تم سے تو کوئی حاجت نہین" حضرت غوثِ اعظم فرماتے ہین کہ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ اچھا اُسی مالک سے کہو تو آپ نے جواب دیا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یُغْنِیْنِیْ عَنْ سُؤَالِیْ یعنے وہ میرے حال سے اسطرح آگاہ ہی کہ مجھے سوال کرنے سے بھی مستغنی وبے پروا کردیا" پھر گوپھن مین آپ کو رکھکر باندھا) اور آگ مین ڈالا۔ حکم ہوا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا۔ ابن عباس فرماتے ہین کہ اگر برد کے ہمراہ سلام نہ ہوتا تو آگ ایسی ٹھنڈی ہوجاتی کہ سردی کی شدت سے ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوجاتا پھر وہ آگ کیا بجھی کہ تمام روے زمین کی آگ اُس دن بجھ گئی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس سے نکالکر بادشاہ (نمرود) کے پاس لے گئے جو یہ پہلا ہی جانا تھا" معجزہ۔ ابوالاسود عنسی[۱] کذاب نے جب دعوے

---

[۱] ابن جریر ۱۲ [۲] ابن عساکر از طریق اسمٰعیل بن عیاش سے اور بھی ایک طریق ابی بشر سے اور ابن وہب سے لیکن اس سے مختصر (خصائص کبرے جلد دوم صفحہ ۹۷ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

نبوت کا کیا تو حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اور کہا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون۔ آپ نے فرمایا کہ مین نہین سنتا یعنے مین نہین گواہی دیتا ہون تو ابو الاسود نے کہا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ ہین۔ آپ نے فرمایا کہ ہان پس اُس نے حکم دیا کہ آگ بہت سی سلگائی جاوے پس جلائی گئی اور اُسمین ابو مسلم رضی اللہ عنہ ڈالدئے گئے۔ پھر اُسکو خبر دی گئی کہ وہ تو اُس مین کھڑے نماز پڑھتے ہین۔ وہ خوفناک ہوگیا اور آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی کی ہوگئی۔ پھر ابو مسلم رضی اللہ عنہ بعد وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ مین آئے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اُن کے پہلو مین بیٹھے تھے۔ جب ابو مسلم رضی اللہ عنہ مسجد مین داخل ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ مرحبا کہتے ہوئے اُنکو ہاتھون ہاتھ لیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اپنے درمیان بٹھالیا اور کہا کہ الحمد للہ کہ جسنے مجھے موت نہین دی یہانتک کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین سے ایسا شخص دکھلایا جسکے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا[1] معجزہ عباد بن عبد الصمد فرماتے ہین کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپنے فرمایا اے لڑکی دسترخوان لا کھانا کھائین گے۔ وہ لائی پھر آپنے فرمایا رومال لا۔ وہ میلا رومال لائی فرمایا تنور مین ڈالدے اُسنے ڈالی اور سفید ہو کر نکلا۔ ہمنے پوچھا یہ کیا؟ فرمایا یہ وہ رومال ہے کہ جس سے رسول اللہ ﷺ اپنا روئے مبارک پوچھا کرتے تھے جب یہ میلا ہوجاتا ہے ہم اسی طرح کرتے ہین کیونکہ جو شئے انبیا کی منہ کو چھو لیتی ہے پھر اُسکو آگ نہین کھاتی"

[1] ابو نعیم نے تخریج کی (خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۸۰) ۱۲

چنانچہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

از انس فرزند مالک آمدہ است / کہ بمہمانی او شخصے شد است

او حکایت کرد کز بعد طعام / دید انس دستارخوان از زرد فام

چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ / اندر افگن در تنورش یکدمہ

در تنور پر ز آتش در فگند / آنزمان دستارخوان را ہوشمند

جملہ مہمانان دران خیرہ شدند / انتظار دود و گند مے بدند

بعد یک ساعت بر آورد از تنور / پاک و اسفید و ازان اوساخ دور

قوم گفتند اے صحابی عزیز / چون نسوزید و منقّی گشت نیز

گفت از آنکہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دست و دہان / بس بمالید اندرین دستارخوان

اے دل ترسندہ از نار و عذاب / با چنان دست و لبے کن اقتراب

چون جمادے را چنین تشریف داد / جان عاشق را چہا خواہد کشاد

مر کلوخ کعبہ را چون قبلہ کرد / خاک مردان باش اے جان در نبرد

او شفیع است این جہان و آن جہان / اینجہان تا دین و آنجا تا جنان

پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور پیغمبری سے سرفراز ہونیوالے یعنی حضرت لوط کا تیسرا قصہ بیان فرمایا۔ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ

لوطا۔ آتینا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر آتینٰہ مذکور ہے اور اسی طرح نوحا۔ داود۔ سلیمن ہے یا اذکر فعل مقدر ہے

5 كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهٗ مِنَ

الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور ہم نے لوطؑ کو حکمت اور علم دیا اور اون کو اوس بستی سے جو ناپاک کام کیا

کرتے تھے نجات دی۔ بے شک وہ لوگ بُرے (اور) بدکردار تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت

مین لے لیا۔ بیشک وہ نیک بندون مین سے تھے۔ چوتھا قصہ حضرت نوحؑ کا اونکی

76 فضیلت کے سیاق مین بیان فرمایا وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ

7 اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۚ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اور نوحؑ (کا واقعہ یاد کرو) جب انھون نے پکارا (ان

گذشتہ انبیاؑ سے پہلے تو ہم نے اونکی سن لی پس ہم نے اونکو اور اونکے لوگونکو (یعنی مومنین

کو) بڑی گھبراہٹ (یعنے غرق) سے نجات دی۔ اور ہم نے اون کی اُن لوگون پر جو ہماری

آیتین جھٹلاتے تھے مدد کی بے شک وہ بدلوگ تھے تو ہم نے اُن سب کو غرق کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۳) مفعول کہا جائے۔ حُکْمًا۔ نبوت یا جھگڑا کرنیوالون مین فیصلہ کرنا عِلْمًا۔ امر دین کا علم الْقَرْیَۃ۔ اسکا نام سدوم ہے جسکی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے تَعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ۔ ناپاک کام یعنے لواطت و اغلام اور راہ چلنے والون کو کنکر مارنا اور کبوتر وغیرہ پرند اڑانا اور لڑانا۔ چونکہ ایسی قوم مین زندگی کرنا عذاب و تکلیف ہے یا یہ کہ ان افعال سے وہ قوم عذاب کی مستحق ہوگی اس لئے اللہ تعالےٰ نے جب ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا آپ کو وہان سے نکال کر شام کی طرف لیگیا قَبْلُ۔ ان مذکورین انبیا علیہم السلام سے پہلے (ابن جریر) اَهْلَهٗ وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے الْكَرْب۔ شدت غم کو کہتے ہین اسی سے ہے کربنی هذا الامر یکربنی کربا (ابن جریر) کربه الغم ای اشتد علیه من باب نصر (مختار) یہان کرب سے مراد غرق ہے ۱۲

قصہ نوح علیہ السلام آیت ۷۶ تا ۷۷

پانچوان قصہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے داود وسلیمان علیہما السلام کا بیان فرمایا وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ 21-
یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَکُنَّا لِحُکْمِہِمْ شٰہِدِیْنَ ۝ فَفَہَّمْنٰہَا 21
سُلَیْمٰنَ وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَکُنَّا
فٰعِلِیْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْۢ بَاْسِکُمْ فَہَلْ اَنْتُمْ شٰکِرُوْنَ ۝ وَ 21-
لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖٓ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْہَا وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ
عٰلِمِیْنَ ۝ وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَہٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ وَکُنَّا 21
لَہُمْ حٰفِظِیْنَ ۝ اور داود وسلیمن علیہما السلام کو (یاد کرو) جب دونون ایک کھیتی کے بارے مین فیصلہ

نَفَشَتْ ۔ نفشت الابل والغنم ای رعت لیلا بلا راع من باب جلس ۔ والھمل یکون لیلا و نہارا (مختار) لِحُکْمِہِمْ ۔ او الحکم ھنا بمعنی القضیۃ ولیس مصدرا (خفاجی) فَفَہَّمْنٰہَا ۔ ضمیر حکومت یا فتوے کی طرف راجع ہے جو دونون سیاق سے مفہوم ہوتے ہین وَالطَّیْرَ جبال پر عطف ہے یا مفعول معہ ہے لَبُوْس ۔ عرب کے پاس تو ہر طرح کے ہتیار اور سلاح ہین خواہ زرہ یا جوشن یا تلوار و نیزہ لیکن اہل تاویل کہتے ہین یہان زرہ مراد ہے (ابن جریر) لَکُمْ ۔ علم کے متعلق یا صفت لبوس ہے لِتُحْصِنَکُمْ ۔ لبوس سے بدل بدل اشتمال باعادہ جار ہے اور ضمیر کا مرجع صنعت یا لبوس بتاویل درع ہے کیونکہ درع مؤنث سماعی ہے بَاْسِکُمْ ۔ باس حرب اور لڑائی ہے عَاصِفَۃً یعنے سخت جہونکے والی اور ایک جا سے رُخَاءً یعنے نرم فرمایا ۔ تو بعض نے کہا کہ آپکے حکم سے کبھی نرم اور کبھی تیز ہو جاتی تھی ۔ اور بعض نے کہا وہ خود نرم و پاکیزہ تھی ۔ لیکن جب آپ کے تخت کو دور لیجاتا ہوتا تو تیز ہو کر تہوڑے عرصہ مین بہت دور لیجاتی تھی " وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھتے تھے ۔ اور اُس کے گرد لکڑی کے تختے تھے ۔ اُسپر گہوڑے اور لوگ اور لڑائی کا سامان رکھ لیتے پھر ہوا کو حکم فرماتے وہ اُن کو اٹھا کر جدہر چاہتے تھے لے جاتی تھی اور جہان چاہتے وہان اترتے تھے چنانچہ اللہ تعالی نے

لِتُحْصِنَکُمْ
نافع وابن کثیر وابو عمرو حمزہ وکسائی سات یا غیب کے ۔ ضمیر کا مرجع لبوس ہے ۔
لِنُحْصِنَکُمْ
شعبہ سات نون تکلم کے تینون قراتون کے معانی متقارب ہین ۔ کیونکہ صنعت و لبوس ایک ہی ہے ۔ اور اللہ تعالی خود بچائے یا اُس زرہ کو بچاؤ کا سبب کرے ۔

کرنے لگے جب شب کے وقت کچھ لوگونکی بکریان اُسمین چر گیئین اور اُنکا فیصلہ ہمارے روبرو
تھا۔ پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور ہر ایک کو ہم نے حکم (یعنے پیغمبری) اور علم دیا تھا
اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑون کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندون کو
بھی۔ اور ہم کرنیوالے ہین۔ اور ہم نے داؤد کو تمھارے ایک لباس (یعنے ذرہ) کا بنانا سکھایا
تاکہ تم کو تمھاری لڑائی کے (ضرر سے) بچائے۔ تو کیا تم شکر کرنے والے ہو۔ اور ہمنے سلیمان
کے لئے سخت ہوا کو تابع کر دیا کہ اُن کے حکم سے اُس زمین (شام) کی طرف چلا کرتی تھی کہ
جس مین ہم نے برکت دی ہے۔ اور ہمکو ہر چیز کا علم ہے۔ اور شیطین بھی تابع کئے جو انکے
لئے (دریا مین) موتی وغیرہ نکالنے کے لئے غوطے لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا
کرتے تھے۔ (جیسے عمارت اور سنگ تراشی) اور ہم ہی شیاطین کے نگران تھے (کہ کہین نافرمانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۵) فرمایا فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً یعنے ہوا نرمی سے اُن کے حکم کے ساتھ چلتی تھی اور فرمایا غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ یعنے ایک مہینہ کی راہ اول دوپہر مین اور ایک ماہ کی راہ آخر دوپہر مین جاتی تھی الخ (ابن جریر) سلہ یعنے ہماری ہی قدرت سے پہاڑون اور پرندونکی تسبیح و تسخیر تھی۔ اس مین کسی کو شک کرنا بیجا ہے کیونکہ ہم اپنی قدرت سے انبیا کو معجزے عنایت فرماتے ہین۔ سلہ قتادہ نے فرمایا کہ اس سے پہلے زرہین بڑی دن کی ہوتی تھین داؤد علیہ السلام اول شخص ہین جنھون نے زرہ کو حلقہ اور کڑیون کے ساتھ بنایا ہے ؎ اسکی تخریج عبدالرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی (در) چنانچہ حق تعالےٰ نے فرمایا وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کیا۔ ۱۲

کرکے بھاگ نہ جائین) ابن مسعود[1] رضی اللہ عنہ سے اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ کے متعلق روایت ہے
کہ یہ حرث[2] انگور کا باغ تھا جسکو خوشے لگے تھے۔ بکریون نے اُسکو رات مین چرلیا تو داؤد
علیہ السلام نے حکم[3] دیا کہ جسکا باغ ہے وہ بکریان لے لے۔ تو سلیمان علیہ السّلام نے کہا کہ

---

[1] ابن جریر و ابن مردویہ و حاکم۔ اور بیہقی اپنی سنن مین (در) [2] محمد بن جریر فرماتے ہین کہ حرث سے زمین کی رویدگی مراد ہے۔ خواہ وہ کھیتی ہو یا جھاڑ ہون مترجم کہتا ہے کہ تطبیق روایتون کے لئے ہوسکتا ہے کہ دونون بھی ہون کیونکہ قتادہ فرماتے ہین کہ وہ زراعت تھی۔ [3] جائز ہے کہ یہ حکم بوحی ہو یا باجتہاد جو لوگ کہ انبیاء کے لئے اجتہاد ثابت نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ اُن کے سب احکام وحی سے ہین اور یہ اختلاف اصول مین مشہور ہے۔ اور یہان آیت مین مجاہد سے روایت ہے کہا کہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ حکم تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ صلح تھا۔ اور اَلصُّلْحُ خَیْرٌ کے حکم سے یہ صلح بہتر تھی لہذا داؤد علیہ السلام نے اسکو اختیار کرکے فیصلہ کیا مسئلہ سراج مین ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پاس اسطرح ہے کہ اگر جانورون کے ہمراہ کوئی ہانکنے والا یا آگے سے ہاتھ وغیرہ سے لے چلنے والا ہوا اور جانور نے زراعت خراب کردی تو ضمان واجب ہوگی۔ اور وہ بقدر نقصان ہے اور اگر کوئی آدمی ساتھ نہ ہو تو رات ہو یا دن ہو کچھ ضمان نہین کیونکہ ان جانورونکا فعل ہدر ہے بدلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جرح العجماء جبار یعنے چارپاؤنکی جراحت یعنے زخم لگانا رایگان ہے (یعنے قصاص و جرمانہ نہین) اسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے روایت کی اور امام شافعی کے پاس اگر رات مین ایسا ہو تو ضمان واجب ہوگی۔ اور اگر دن مین ہو تو واجب نہین بدلیل حدیثِ حرام بن محیصہ کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک باغ مین داخل ہوی اور وہان اُسنے کچھ بگاڑا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ باغ والون پر دن مین اپنے باغ کی حفاظت واجب ہے اور رات مین جو جانور بگاڑین اُسکی ضمان جانورون کے مالک پر ہے۔ اسکو امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ نے روایت کی مترجم کہتا ہے کہ حنبلی مذہب مین بھی مثل شافعی مذہب کے ہے لیکن دن مین ضمان سوقت

اے نبی اللہ کیا اسکے سوا بھی حکم ہو سکتا ہے۔ تو داؤد علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا کہ انگور کا باغ بکریون والے کے سپرد کر دیجئے کہ وہ اُس مین مشقت کرے یہانتک کہ جیسا تھا ویسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۷) واجب نہین جب اون جانورون کے ہمراہ کوئی نہ ہو اور جو ہو تو ضمان لازم ہوگی۔ اور یہہ جو دن کو ضمان نہین یہ بھی ایسی جگہون مین جہان چراگاہ ہون۔ اور آبادبستیون مین جو چراگاہ نہین تو اُسوقت جانور کو بے نگہبان کے چھوڑنا نہ چاہیئے اور جو چھوڑے تو ضمان لازم آئیگی کیونکہ اس مین اُسکا قصور ہے۔ اور چراگاہ مین دن کو اس لئے معاف کیا گیا ہے کہ جانورون کے مالکون کی عادت ہے کہ دن کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہین۔ اور رات کو حفاظت کرتے ہین۔ اور باغ والونکی عادت ہے کہ دن کو باغکی حفاظت کرتے ہین تو جو رات کو خراب کر دین تو جانورون کے مالکون پر ضمان لازم ہے (کشاف القناع عن متن الاقناع) تنبیہ آجکل اس کے خلاف بعضے لوگ دن کو جانورون کو پکڑکے بانکانی وصول کرتے ہین جو بالکل مذاہب ثلاثہ کے خلاف ہے خدا ہم سب کو ہدایت دے (فائدہ) انبیا علیہم السلام سب کے سب معصوم ہین۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اس قصہ مین سلیمان علیہ السلام کی ثنا کی۔ اور داؤد علیہ السلام پر کچھ اعتراض نہ کیا بلکہ فرمایا وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا یعنے ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا۔ اور جو ماسوا انبیا علیہم السلام کے ہین تو اُن سے البتہ خطا ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری مین عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکم کرنے والے نے اجتہاد کیا اور وہ ٹھیک پڑا تو اُس کے لئے دو اجر ہین اور جب اُس نے اجتہاد کیا اور چوک ہوگئی تو اُسکے واسطے ایک اجر ہے۔

مجتہد مصیب اور مخطی ہونیکا بیان

سراج مین کہا کہ ہر مجتہد مصیب ہے یا مصیب فقط ایک غیر معین ہے۔ ان دونون قول مین سے دوسرا قول ٹھیک ہے۔ کیونکہ حدیث عمرو بن العاص مین مجتہدون کی تقسیم ہے۔ ایک مصیب اور ایک مخطی پس اگر ہر مجتہد مصیب ہوتا تو اس تقسیم کی کوئی صورت نہ ہوتی۔ اور یہ جو حدیث مین فرمایا کہ حاکم نے اجتہاد کیا پس خطا کی تو اُسکے واسطے ایک اجر اسکے یہ معنی نہین کہ اُسکو خطا کے اوپر ثواب ملیگا۔ بلکہ اُسنے حق ڈھونڈنے کے لئے جو کوشش کی ہے اُسکو اس کوشش پر ایک ثواب ہے کیونکہ یہ کوشش عبادت ہے۔ اور چوک جانا

ہوجاے - اور بکریان باغ والے کو دیجے کہ وہ اس سے نفع اٹھاے - پھر جب انگور کا باغ جیسا
تھا ویسا ہوجاے تو باغ والیکو باغ اور بکریان والیکو بکریان سپرد کردیجے - اسی لیئے فرمایا
فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کہ
تم نے جو حکم کیا وہ برابر ہے" **پانچوان قصہ** حضرت ایوب کا ہے - وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى
رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ
وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ اور (اے پیغمبر)
ایوب کو (یاد کرو) جب انھون نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے ایذا پہونچی ہے - اور تو سب
رحم کرنیوالون سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے - تو ہم نے انکی (دعا) سن لی - اور جو دکھ انکو تھا
اسکو دور کردیا اور انکو ان کے گھر والے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور عنایت فرماے -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۸) بے اختیاری ہے - اسکا اسپر گناہ نہین ۱۲ مترجم کہتا ہے کہ اچھا دکے بہی
تر ایلا ہین - بڑے بڑے عالمون نے سوائے تقلید کے دم نہ مارا - آجکل بے دینی کا زور ہے - غیر مقلدون نے مذہب
کی پابندی چھوڑی - نیچرون نے جو اُن کے بڑے بھائی ہین دین سے ہی ہات دہویا - ہر ایک آیت کے معنی اپنے
دل سے تراشنے لگے - میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے کہ غیر مقلدی نیچری کی سڑہی ہے ۱۲ سلہ ابن عباس
سے (ابن جریر) سلہ آپنے وصف رحمت ذکر کیا اور اپنا سوال ظاہر نہ کیا - اسمین یہ نکتہ ہے کہ اپنی عاجزی ظاہر کی
اور یہ دعوے نہ کیا کہ مین قابل رحم ہون لیکن صریح دعوے کیا کہ تو ارحم الراحمین ہے تو گویا یہ التجا کی کہ مین اگرچہ
قابل ترحم نہون تو بھی تیرے ارحم الراحمین ہونے سے امید ہے کہ تو مجھے رحمت کا محل بنادے اور اسکے قابل کرے
اور اس مین یہہ بھی اشارہ ہے کہ بندہ صالح ہر حال مین اپنے نفس کو متہم رکھے کہ وہ اس قابل نہین ہے اور حق عز و جل
تو تمام کمال صفات سے موصوف ہے اسکی بارگاہِ الٰہی مین کچھہ کمی نہین ہے ۱۲ سلہ عکرمہ نے کہا کہ حضرت ایوب سے

(یہ جو ہم نے ان کے ساتھ کیا محض) ہماری مہربانی تھی۔ اور یادگار عبادت کرنیوالون کیلئے۔ تا اس واقعہ مین غور و فکر کرین اور سمجھین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو بھی قسم قسم کی بلاؤن مین مبتلا فرماتا ہے۔ جان و اہل مین ہر طرح کی تکلیف پہونچتی ہے لیکن یہ ایذائین انکی رسوائی و فضیحت کے لئے نہین ہوتی ہین بلکہ ان بلاؤن پر صبر کرنے سے اللہ تعالے کچھ بلند مقامات عنایت فرماتا ہے۔ اور انکا سچاپن اور حسن یقین ظاہر ہو جاتا ہے۔ یزید بن[1] میسرہ نے فرمایا "کہ جب اللہ تعالے نے اپنے بندے ایوب علیہ السلام کو مبتلائے بلا کیا اور اہل و اولاد و اموال سب ہلاک و تلف ہو گئے۔ اور کوئی چیز قابل ذکر باقی نہین رہی (حتے کہ جسم شریف[2] مین بھی کیڑے پڑ گئے۔ سوائے پٹھے اور ہڈیون کے گوشت بالکل نہ رہا۔ اور نوبت یہانتک پہونچی کہ پاس بیٹھنے والون نے نفرت کی اور بدبو کی وجہ سے شہر والون نے باہر کیا تو آپ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵۹) کہا گیا کہ تمھارے لئے تمھاری اہل آخرت مین ہین۔ پس اگر چاہو تو دنیا ہی مین تمکو جلدی سے مل جاتے ہین۔ اور اگر چاہو تو وہ آخرت مین ملین گے اور انھین کے جیسے دوسرے دنیا مین دیتے ہین۔ تو عرض کی "کہ وہ آخرت ہی مین مجھے ملین" اور انھین کے جیسے اور دنیا مین بھی دئے گئے"، ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہین کہ "وہی اہل پلٹا دئے گئے"، مجاہد و حسن بصری کہتے ہین "اللہ تعالے نے انھین اہل کو زندہ فرمایا اور اتنے ہی اور دیا" اور ایک روایت حسن بصری سے ہے کہ اتنے ہی انکے ساتھ کی یعنے انکی نسل سے (ابن جریر) [1] ابن ابی حاتم و ابونعیم و ابن عساکر (در)۔

[2] تفسیر ابن جریر و تفسیر درمنثور مین مختلف روایتون سے اس عبارت کا ماخذ موجود ہے۔ اگر خدا چاہے تو سورۂ صاد مین بھی آپ کا قصہ بیان ہوگا ۔ ۱۲

یک گھوڑے پر سات سال یا اُس سے بھی زیادہ رہے۔ سوائے آپکی بی بی کے اور کوئی
پ پر شفقت اور آپکی خدمت نہ کرتا۔ وہ بیچاری محنت مزدوری کرکے آپکے کھانے وغیرہ
کا سامان کرتین) اُسوقت بھی آپ شاکر رہے اور عرض کی اے رب عزوجل تو سب کا
رب ہے مین تیری حمد کرتا ہون تونے مجھپر احسان کیا تھا کہ اولاد و اموال دیے تھے لیکن
میرے قلب مین کوئی رگ باقی نہ تھی جس مین ان چیزون کا دخل ہو۔ پس تونے مجھسے
یہ سب لے لیا۔ اور میرے دل کو اس سے فارغ کر دیا۔ اب میرے اور تیرے درمیان مین
کوئی چیز حائل نہین ہے۔ اگر میرا دشمن ابلیس تیرے کرم کو جو تونے مجھپر کیا ہے جانے تو مجھ پر
حسد کرے۔ راوی کہتے ہین کہ اس بات سے ابلیس کو سخت ناگواری حاصل ہوئی" پھر
جب دعا کا وقت آیا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرماکر اس بلا سے نجات
دی اور بہت بڑا ثواب عطا فرمایا۔ اُنکی بہت تعریف کی اور اُنکو اُن کے اہل و عیال اور اُتنے
ہی عنایت فرمائے۔ اور اموال بہت دیے چنانچہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اس حال مین کہ ایوب علیہ السلام ننگے نہاتے تھے کہ سونے کے ٹڈے اُنپر گرے تو آپ نے اُنکو اپنے
کپڑے مین جمع کرنا شروع کیا۔ اُسوقت پروردگار نے ندا فرمائی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا مین نے تجھے
اس چیز سے غنی نہین کر دیا جو تو دیکھتا ہے۔ عرض کی کہ کیون نہین اے رب (یعنی تو نے

لہ امام احمد و بخاری و بیہقی اسماء و صفات مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے (در)

مجھے بالکل اسی سے غنی اور بے پروا کر دیا ہے) وَلٰكِنْ لَا غِنٰى لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ یعنے لیکن مجھے
تیری برکت سے بے پروائی نہین۔ فقیر کہتا ہے کہ جب تک دلی تعلق اپنے محبوب سے قوی رہتا
ہے تکلیف کا اثر معلوم نہین ہوتا۔ بلکہ اُس ظاہری تکلیف مین ایک باطنی لذت ملتی ہے جو
اُس ظاہری تکلیف پر غالب آجاتی ہے۔ پھر تو آتشِ عشق اس طرح بھڑکتی ہے اور چاہتی
ہے کہ جسقدر تکلیف ظاہری ہوا چھا ہے تا مجھے باطنی لذت مین زیادہ مزا ملے۔ جب محبوب
حقیقی اُس بندے کے سچے شوق وطلب کو ملاحظہ فرماتا ہے تو اسوقت صاف ظاہر ہوجاتا
ہے کہ اس سالک کو کوئی شے اُسکی جناب سے حجاب ومانع نہین صحت مین جو رنگ تھا وہی
بیماری مین ہے تونگری مین جو تھا وہی فقیری مین ہے۔ تو کبھی حکم سے سکوت اختیار کرتا ہی اور
کبھی حکم سے دعا۔ اگر دعا کرے تو ساتھ ہی قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ چیزین پہلے اُسکی جناب سے
مانع وقاطع ہوتی تھین تو ایسی دعاؤنکا اس بندہ کے لیے پورا نہونا ہی ایک مصلحت پر مبنی
تھا کہ تا طالبِ دعا اپنی دعا کے قبول ہونے پر اپنے مطلوبِ حقیقی سے دور نہو جائے۔ اشیا طلبی
سے خالقِ اشیا سے علاقہ نہ ٹوٹ جائے۔ اوراب وہ بات نہ رہی۔ تو پھر قبولیت دعا مین کیون
تاخیر ہونے لگی۔ چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو غور سے دیکھا جائے تو اس بیان کا
پتا لگتا ہی۔ پھر بھی حضرت انبیا علیہم السلام کے حالات تو ہماری عقلون سے پرے ہین۔

لہ معنی یہ ہین کہ مجھے اس سونے کے تڈون کی خواہش نہین۔ ولیکن اسکے اندر تیری برکت کا ظہور ہے مجھے اُس برکت
کی حرص ہے کہ جس قدر زیادہ ملے کم ہے۔ ۱۲

چھٹا قصہ حضرت اسمٰعیل و ادریس و ذوالکفل علیہم السلام کا جسکی طرف مجملًا اشارہ فرمایا وَاِسْمٰعِیْلَ

وَاِدْرِیْسَ وَذَا الْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰھُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اور (اے پیغمبر) اسمٰعیل و ادریس و ذوالکفل کو (یاد کر دیجیے) سب صابر ہین۔ اور ہم نے ان سبکو

اپنی رحمت مین لے لیا۔ یہ سب نیک بخت ہین اکثر لوگ کہتے ہین کہ ذوالکفل نبی ہین اور بعضون

نے کہا کہ نیک بخت بادشاہ ہین۔ **ساتھوان قصہ** حضرت یونس علیہ السلام کا وَذَا النُّوْنِ

اِذْ ذَّھَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْہِ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ

سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

نُجّی — ابن عامر و شعبہ ساتھ حذف نون ثانی اور تشدید جیم کے جسطرح نقطا ھر و ن مین ایک تا محذوف ہے (فائدہ) امام یعنے مصحف عثمانی مین لفظ نجی ایک نون سے لکہا ہوا ہے

لہ ذوالکفل علیہ السلام بظاہر سیاق قرآنی پیغمبر ہین اور نبیون کے ساتھ ان کا ذکر ہونا دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی ہین لیکن ابن جریر کو توقف ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین کہ فالظاھر من السیاق انہ ما قرن مع الانبیاء الا وھو نبی و قال اٰخرون انما کان رجلا صالحا الخ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے باسناد خود مجاہد سے روایت کی کہ الیسع علیہ السلام نے ذوالکفل کو ان شروط سے خلیفہ کیا (۱) دن کو روزہ رکھنا (۲) شب بیداری کرنا (۳) غصہ نہونا۔ آپنے شروط کو پورا کیا رات دن مین سوتے نہ تھے صرف دوپہر کو قیلولہ کرتے۔ شیطان ایک بوڑھے فقیر کی شکل مین عین قیلولہ کے وقت آپ پاس آیا اور دروازہ مارا۔ آپ نے اٹھکر دروازہ کہولدیا۔ اُسنے اپنا مظلوم ہونا اس طول بیانی سے بیان کیا کہ قیلولہ کا وقت گذر گیا آپ نے سہ پہر کو دربار مین آنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ اسوقت نہ آکر پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی قیلولہ کے وقت آیا۔ مگر آپ اسوقت بھی غصہ مین نہ آئے۔ آخر پہچان کر فرمایا کہ تو مردود ابلیس ہے بولا "کہ ہان تم نے مجھے ہر ایک تدبیر مین تھکا دیا تو مین نے یہ تدبیر کی کہ کسی طرح تمکو غصہ مین لاؤن" اللہ تعالےٰ نے آپکا نام ذوالکفل اسی لئے رکھا کہ آپ جس کام کے متکفل ہوے تھے اسکو پورا کیا۔ **فقیر** کہتا ہے کہ مین نے اس حدیث کو مختصر لکھا جسکو تفصیل منظور ہو وہ تفسیر ابن جریر و ابن کثیر و درمنثور دیکھے۔ اَلنُّوْنِ۔ نون حوت یعنے مچھلی کو کہتے ہین۔ مُغَاضِبًا۔

اور (اے پیغمبر) مچھلی والے (یعنے یونس علیہ السلام) کو (یاد کرو) جب غصہ ہوکر چلدیئے۔ پھر سمجھا کہ ہم ان پر تنگی

نہ کرین گے (یعنے مواخذہ نہ کرین گے جب مواخذہ ہوا تو اپنے قصور (یعنے ترک اولیٰ) کے معترف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶۳) یہ باب مفاعلہ سے ہے لیکن یہان ایک جانب سے ہے جیسے منافرت وغیرہ۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قوم پر خفا ہوگئے تھے۔ ابن جریر اور بیہقی اسماء وصفات مین ضحاک سے بھی اسی طرح مروی ہے
جسکو ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے تخریج کی" (در) بعض نے لکھا کہ یونس علیہ السلام کو یہ رنج
وآزردگی اپنے رب عزوجل کے جہت سے تھی اور یہی حسن بصری وشعبی سعید بن جبیر ووہب بن منبہ کا قول اور آگے
کلام اسی کا شاہد ہے جو فظن ان لن نقدر علیہ ہے۔ اور ایک دوسری جا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب ہوکے فرماتا ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ الآیہ۔
یعنے صبر کرو جس طرح رسولون مین سے اولوالعزم نے صبر کیا اور یونس علیہ السلام کے مانند نہ ہونا چاہئے (ابن جریر)
بعضون نے کہا کہ یہان غضب سے مراد ایسا فعل ہے جو غصہ مین آنے والے کرتے ہین۔ کیونکہ آپ نے انکو
چھوڑ دیا اور اُن سے نفرت کی اور کہتے ہین کہ یہ چلے جانا بغیر حکم کے تھا۔ غرض ظاہر مین آپ سے بطریق انبساط
ایک خلاف ادب سی حرکت تھی جس سے ہم گنہگارون کو یہ فائدہ پہونچا کہ ایک تسبیح مل گئی اور انکے طفیل
مین خدا نے ہم کو بھی نجات دینے کا وعدہ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ سے فرمایا۔ لن نقدر بعض اہل
تاویل نے کہا کہ ہم اون کو مواخذہ اور تنگی نہ کرین گے۔ کہتے ہین قَدَرْتُ عَلٰى فُلَانٍ اِذَا ضَيَّقْتُ عَلَيْهِ
جس طرح خدا نے فرمایا وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ الخ ابو جعفر طبری فرماتے ہین "یہی قول میرے پاس
اولیٰ ہے۔ اور جنہون نے کہا کہ ہم اون پر قابو نہین پا سکین گے (جس طرح بعض ترجمون مین ہے) یہ ہرگز جائز
نہ ہوگا کہ آپ کو کفر کی طرف منسوب کیا جاوے۔ حالانکہ وہ نبی برگزیدہ ہین۔ کیونکہ ایوب علیہ السلام کو قدرت
الٰہی سے جاہل ہوگئے کہنا آپکو کفر کی طرف منسوب کرنا ہے۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہین" اس آیت مین ہمارے
لئے دلیل ہے (کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہین) کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کو یہ گمان ہوگا کہ مجھ کو یعنے اختیار دیا گیا ہو

ہوے) پھر اندھیرون مین پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین - تو بے عیب ہے مین گنہگارون سے

تھا- تو ہم نے انکی (دعا) سن لی اور غم سے نجات دی - اور ہم ایمان والون کو اسی طرح بچالیا کرتے

ہین - ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو انکے شہر کی طرف یعنے نینوی جو

موصل کے قریب ہی بھیجا - آپکی دعوت کو انھون نے نہ مانا اور اپنے کفر پر اڑے رہے تو اللہ تعالے

نے ان پر وحی بھیجی کہ مین فلان دن مین انپر عذاب بھیجنے والا ہون اور تم ان مین سے نکل جاو

پھر آپنے ان لوگون کو اس عذاب سے ڈرایا - انھون نے باہم کہا کہ انکو دیکھتے رہو اگر یہہ تمھارے

مین سے نکل کر چلے جائین تو لامحالہ وہ وعدہ پورا ہونیوالا ہی جس رات کی صبح مین عذاب کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٤) چاہون تو رہون چاہون تو چلا جاؤن اور اللہ ان کے اختیار پر تنگی اور مواخذہ نہ کریگا - لیکن خروج مین تاخیر کرنا بہتر تھا اور یہہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدرت کے معنے قضا کے کئے جائین یعنے گمان کیا کہ ہم انپر شدت نہ کرینگے جو قول مجاہد و قتادہ و ضحاک و کلبی و روایت عوفی از ابن عباس اور اختیار فرار و زجاج ہی - زجاج نے کہا نقدر معنی مین نقدر کے ہی - کہا جاتا ہی قدر اللہ الشئ قدرا و قدرہ تقدیرا - الظلمت یعنی تین اندھیری تھین (۱) اندھیری مچھلی کے پیٹ کی (۲) دریا کی (۳) رات کی ابن عباس محمد بن کعب قتادہ سے (ابن جریر) اور بعض نے کہا کہ مچھلی کے پیٹ مین تاریکی متکاثف تہ بر تہ کو ظلمات فرمایا (سراج) انی کنت من الظلمین اسکے یہ معنی ہین کہ مین اپنی قوم سے بے تیری اجازت کے چلا آیا - باوجود قدرت کے مین نے ترک افضل کیا تو یہ ظلم ہوا - اور یہہ بھی جو ہو کہ لا الہ الا انت سے اسکے لئے کمال ربوبیت ثابت کی - اور انی کنت من الظلمین سے اپنے نفس کو ضعف بشریت سے اور ادائے حق ربوبیت مین قصور سے موصوف کیا - اور یہی سوال کے لئے کافی ہوگیا" سلہ در منثور از ابن ابی حاتم اور ابن جریر اپنی سند سے یہ دو حدیثین تھین مین نے دونون کو مختلط اور مختصر کرکے ترجمہ کیا - اس تصرف کو خدا مجھ سے معاف کرے ١٢

وعدہ تھا اُسی رات آپ نکل کر چلے گئے۔ لوگون نے آپکو دیکھکر وہ بھی ایک جنگل مین نکلے
اپنے عیال واطفال اور جانورون کو بھی ساتھ لائے اور ماؤن اور اولاد کے درمیان جُدائی
کردی۔ پھر اللہ تعالے کی طرف عاجزی و تضرّع کرنے لگے۔ عورتین الگ روتی تھین۔ اُنکے
بچے علیحدہ تڑپتے اور روتے تھے۔ اسی طرح اونٹنیان علیحدہ اور اُن کے بچے۔ اور گائین اور
گوسالہ۔ اور بکریان اور اُن کے بچے علیحدہ علیحدہ چلاتے تھے۔ پس اللہ تعالے نے رحم فرماکر اُنسے
عذاب؎۱ دور کردیا جب یونس علیہ السلام کو اس واقعہ کی خبر پہونچی تو غصہ مین آکر نکل گئے یہانتک
کہ ایک قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوے۔ اور کشتی روانہ ہوی یکایک طوفان اوٹھا اور سمندر
نے موجین لین اور سب کو ڈوبنے کا خوف ہوا۔ حضرت یونس نے فرمایا کہ مجھکو دریا مین
ڈالدو تو تم کو نجات ہوگی۔ لوگون نے کہا کہ ہم آپکی برکت سے نجات پائین گے۔ تو آپنے
فرمایا قرعہ ڈالو (کہ کسکو اس کشتی مین سے نکالین اور دریا مین ڈالدین) پھر سبھون نے قرعہ ڈالا
اور تین بار بھی قرعہ؎۲ یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ پھر یونس علیہ السلام نے اپنے کو دریا مین
ڈالدیا۔ جب یونس علیہ السلام سمندر مین گرے تو اللہ تعالے نے مچھلی کو حکم فرمایا کہ تو اُنکو

؎۱ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ یعنے کیون نہین کوئی بستی یقین کرتی پھر کام آتا اُن کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے اُن سے عذاب ذلت زندگانی دنیا مین دور کردیا اور ہمنے ایک وقت تک انکو متمتع کیا۔ ؎۲ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ یعنی قرعہ ڈالا اور وہی ہر بار قرعہ مین نکلا ۱۲

لقمہ کرلے لیکن اُن کے گوشت مین سے کچھ نہ کھانا اور نہ اُنکی ہڈّی کو صدمہ پہونچانا۔ کیونکہ یونس علیہ السلام تیرا رزق نہین ہین۔ پھر آپ چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ مین رہے اور وہین تسبیح پڑھی اُسوقت مچھلی کو حکم ہوا کہ کنارہ پر ڈالدے۔ اُس نے آپ کو دریا کے کنارے اُگل دیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ دعا ذوالنون (یعنے یونس علیہ السلام) کی جبکہ وہ مچھلی کے شکم مین تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ تھی تو جو مسلمان جب کبھی کسی بات کیلئے اپنے رب سے ان کلمات سے دعا کرے تو اللہ ضرور اوسکی دعا قبول فرمائیگا

سلہ ابن جریر سلہ امام احمد و ترمذی و نسائی اور حکیم نوادر اصول مین اور حاکم ساتھ تصحیح کے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی شعب مین اور بزار ابن مردویہ سعد ابن وقاصؓ سے ۱۲ (فائدہ) اللہ تعالے نے یونس علیہ السلام کو اس تسبیح کی برکت سے نجات دی اور ایک جاے فرمایا فَلَوۡلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِیۡنَ لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ یعنے وہ تسبیح نکرتے تو قیامت تک اسکے شکم مین رہتے۔ اور اس آیت کی خاصیت مین فرمایا وَنَجَّیۡنٰهُ مِنَ الۡغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُـنۡجِی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اسی لئے ابن جریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت مومنین کے لئے عام ہے "چاہئے کہ کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ مین سرّ توحید اور عظمت الوہیت کو مشاہدہ کرے اور اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ مین عجز و عبودیت اپنی دیکھے تو ایک ذوق حاصل ہوگا۔ گو شارع علیہ السلام کو کوئی حد مقرر نہین ہے اور مطلق ہی پڑہنا اچھا ہے لیکن بعضے مشائخین کے پاس اس کے پڑہنے کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ ایک مجلس یا تین مجلسو مین چند آدمی متفق ہوکر اس آیت شریف کو سوا لاکھ مرتبہ پڑہین اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خود حاجتمند مصیبت زدہ بعد نماز عشا اکیلے اندہیرے گھر مین باوضو رو بقبلہ بیٹھکر ایک پیالہ پانی کا اپنے پاس رکھلے اور تھوڑی دیر بعد اُس پانی مین ہاتھ ڈالکر اپنے جسم یا منہ پر پھیرتا رہے اور تین یا سات یا چالیس روز برابر پڑھے اور اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اگر چالیس روز مین ختم کرنا چاہے تو ہر روز تین ہزار سوا سو مرتبہ پڑھے وقس علی ھذا ۱۲

9 آٹھواں قصہ حضرت زکریا علیہ السلام کا وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي
0 فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ
إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝
اور (اے پیغمبر) زکریا کو (یاد کرو) جب اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ
(یعنے اولاد دے پھر اُسکے اختیار پر چھوڑا اور رکھا) اور تو سب سے بہتر وارث ہی۔ تو ہم نے
انکی سن لی۔ اور انکو یحییٰ عطا کیا اور انکی بیوی کو اُنکے لئے درست کر دیا۔ یہ لوگ (یعنی زکریا
اور انکی بیوی اور یحییٰ) نیک کامون مین جلدی کرتے تھے۔ اور ہماری عبادت امید اور
خوف سے کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے لئے عاجزی کیا کرتے تھے۔ خوف اُسکے جلال و عظمت کا
ہے اور رغبت اُسکے قرب و رحمت کی جانب ہی۔ اور جب یہ دونون صفتین ہوتی ہین
تو عارف اسکی طاعت مین خشوع کیساتھ متصف ہوتا ہے اسی لئے فرمایا وکانوا لنا
1 خاشعین۔ نوان قصہ حضرت بی بی مریم کا وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ اور (اُن بی بی مریم کو یاد کرو)

رغبا و رھبا۔ دونو مصدر ہین بطور مبالغہ مستعمل ہوے ہین (خفاجی) احصنت فرجھا۔ یعنے اپنی
فرج کو حلال و حرام سے بچایا۔ کیونکہ احصان کے لغوی معنی مطلقاً منع کے ہین۔ یہان یہی معنے لینا لازم ہی
تاکہ ولادت بطور خرق عادت ہو (خفاجی) فیھا۔ ای فی عیسیٰ علیہ السلام کائنا فی بطنھا لان
مایکون فیما فی الشئ یکون فیہ کما یقال نفخت فی البیت ای فی مزمار فی البیت او علی تقدیر

جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اُس (چاک گریبان) مین اپنی روح پھونک

دی۔ اور ہم نے انھین اور اُن کے بیٹے (عیسے) کو جہان کے لئے نشانی بنائی۔

(تا لوگ ہماری قدرت کو معلوم کرین) یہان قصے تمام ہوئے۔ اور ان قصون سے

یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود توحیدِ الٰہی ہے اور وہی اصل

دین ہے اس لئے فرمایا اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا

اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ ؕ کُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ بے شک یہ دین (اسلام) تم سب کا ایک ہی دین

ہے اور مین تمہارا پروردگار ہون تو میری ہی عبادت کرو۔ اور لوگون نے آپس مین اپنے

امر (دین) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (یعنے دین مین باہم مختلف ہوگئے۔ اچھا کہان جاتے ہین)

سب ہماری طرف لوٹنے والے ہین پھر ہم انکا فیصلہ کرینگے اور ہر ایک کو اسکا بدلہ دینگے

ع ۸ آیات ۹۲ - ۹۳

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٦٨) مضاف ای فی ابنھا۔ فکان ابتداء النفخ فی جیب درعھا ثم وصل الی جوفھا و بواسطتہ وصل الی عیسے علیہ السلام فاحیاہ (کبیر) عبد الرزاق و ابن ابی حاتم قتادہ سے قال نفخ فی جیبھا (در) اُمتکم امۃ واحدۃ قال ابن عباس دینکم دین واحد و ھکذا قال مجاھد (ابن جریر مختصرا) یہان ملت بمعنے دین کے ہے جو متفق علیہ ہو جس طرح اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ۔ مین ہے۔ راغب کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی معنے حقیقی ہین۔ اگرچہ مشہور تر اسکے یہ معنی ہین کہ لوگونکا کسی کام یا کسی زمانہ مین متفق ہونا۔ اور یہ خطاب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو یا تمام انبیا علیہم السلام کو ہے (خفاجی) اور اسکا اشتقاق اَمّ سے ہے جو معنی مین قصد کے ہے۔ تو گروہ جماعت قاصدہ ہے اور وہ جس پر کہ جمع متفق ہوتی ہے وہ ملت مقصودہ ہے (روح البیان۔) وتقطعوا قال ابن زید اختلفوا فی الدین (ابن جریر)

جس طرح فرمایا فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا لَهٗ

كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ

وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

وحرام ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حرام ای واجب یعنے مقدر کیا گیا کہ ہر قریہ والے جو ہلاک کئے گئے وہ دنیا کی طرف روز قیامت سے پہلے رجوع نہین کرین گے۔ اسکو فریابی وابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب مین تخریج کی (در) سعید ابن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آپ وحرم پڑھتے تھے۔ راوی اُنے کہا مین نے سعید سے پوچھا کہ حرم کیا شے ہے تو انہون نے کہا عزم (ابن جریر) ابن کثیر نے اسی معنی کو اختیار کیا۔ یعنے دنیا کی طرف قبل قیامت کے رجوع نہ لائین گے اس سے معلوم ہوا کہ عدم رجوع کی انتہا قیامت ہے۔ پس آئندہ کلام حتے اس سے مرتبط ہوگا کہ اس غایت تک کہ یاجوج وماجوج نکلکر قیامت قایم ہو اوسوقت حشر کے لئے لائے جائین گے صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ حرام کے معنے کبھی واجب کے بھی آتے ہین اور اسپر دلیل آیت اور استعمال اور شعر ہے آیت قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ اور ترک شرک واجب ہے نہ حرام شعر خنسا

وان حراما لا اری الدهر باکیا ۔۔۔ علی شجوه الا بکیت علی عمرو

یعنے تحقیق کہ واجب لیکن استعمال پس تسمیہ احد الضدین باسم الآخر مجاز مشہور ہے۔ جیسے قول باری وجزاء سيئة سيئة مثلها الخ۔ مرزا قادیانی نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین اس آیت سے یہ ثابت کیا کہ جو شخص مرگیا پھر دنیا مین ہرگز نہ آئیگا اب عزیر علیہ السلام کے لئے قرآن مجید مین جو فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ۔ ہے تاویل وتحریف کرنے تیار ہو گئے یعنے اُسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالے نے اُنکو سلادیا یا بیہوش کردیا۔ کاش مرزا کو اَمَاتَ صریح لفظ مین یہ تاویل سوجھی لیکن توفی مین جو اُسکے اصلی معنی پورا لینے کے ہین جس طرح اساس وغیرہ مین ہے یہ معنے کیون نہین سوجھے۔ اسقدر تو سمجھا ہوتا کہ لا یرجعون کے معنے یہ ہین کہ نہین پلٹتے یہ کہان سے ثابت ہوا کہ خدائے تعالے بھی کسی کو زندہ کرنا چاہے تو نہین کرسکتا۔ چنانچہ خود حضرت عزیر کے آخر قصہ مین ہے فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ یہ تحریفات کلام الٰہی کا تخم علیگڈہ مین لگا اور اب

حرم ... حمزہ ... ساتھ ... کسور ... ساکن ... الف کے ... فتین مین ... المعنے

فُتِحَت ابن عامر نے تاء تشدید سے تاء ... کے تفعیل سے ۱۲

یاجوج وماجوج سوائے عاصم کے سب قرا ہمزہ کو الف سے بدلتے ہین ۱۲

اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۝ تو جو شخص نیک کام

کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو اسکی کوشش کی ناقدردانی نہین ہے اور ہم اسکو لکھتے جاتے ہین

اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا وہ لوگ (قبل قیامت دنیا مین) ہرگز لوٹ کر نہ آئین گے

یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج (سدِّ ذوالقرنین کے قید سے) کھول دئیے جائین اور وہ ہر بلندی سے

دوڑتے ہوے چلے آئین اور (قیامت کا) وعدہ برحق نزدیک آپہونچے تو ایکدم سے کافرونکی

آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین (اور بول اٹھین کہ) ہاے ہماری کمبختی ہم (دنیا مین) اس سے

غفلت ہی مین رہے بلکہ ہم ستمگار تھے کیونکہ اس دن کے لئیے ہم نے کچھ نہ کیا بلکہ ہم نافرمانی حق

اور اطاعتِ ابلیس سے ظالم ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا کہ وہ

ایک جوان ہے بال اسکے بہت گھنگروالے ہین اور ایک آنکھ اسکی اپنی حد سے خارج ہی اور وہ شام

(بقیہ حاشیہ صفحہ) قادیانیون نے اسکو سبز کیا حدب۔ ما ارتفع من الارض (مختار) عبدالرزاق
وابن جریر وابن منذر قتادہ سے کہ فرمایا من کل اکمۃ (در) زمین اونچی ٹیکرہ اور پہاڑی وغیرہ ہے۔ ینسلون۔ نسل
فی العدو اسرع ینسل بالکسر نسلا و نسلانا بفتح السین فیہما (مختار) شاخصۃ۔ شخص بصرہ من باب
خضع فھو شاخص اذا فتح عینیہ وجعل لا یطرف (مختار) لہ المعنی فتح سد یاجوج وماجوج فحذف المضاف
ادخلت علامۃ التانیث فی فتحت لما حذف المضاف لان یاجوج وماجوج مؤنثان بمنزلۃ القبیلتین وقیل حتی اذا فتحت
جھۃ یاجوج وماجوج (کبیر) ۲ ضمیر کا مرجع یاجوج وماجوج ہی جسطرح کہ ابوسعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی
تفسیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ دیکھو تفسیر ابن جریر طبری۔ ۳ ابن زید نے کہا (ابن جریر) ۴ یقولون بسبب دلالت کلام
یہان سے محذوف ہے (ابن جریر) ۵ یہ جواب پیش نظر ہے اس سے ہم دنیا مین غافل تھے (ابن جریر) ۶ امام احمد و مسلم و ابوداؤد

عراق کے درمیان سے نکلے گا پھر عیسے علیہ السلام کا شرقی منارہ سفید مسجد دمشق پر اترنا اور باب لدّ شرقی پر دجّال کو قتل کرنے کے بعد مذکور ہے کہ اللہ عزوجل عیسے کو وحی فرمائیگا کہ اب مین نے اپنی مخلوق مین سے ایسے لوگ نکالے ہین کہ تم کو اُن سے مقابلہ کی قدرت نہین دیگئی ہے تم میرے بندون کو حفاظت کے لئے کوہ طور پر لیکر چلے جاؤ۔ پھر اللہ تعالے یاجوج و ماجوج کو نکالیگا جس طرح فرمایا وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ پھر حصار کی تکلیف سے عیسے اور اُنکے اصحاب اللہ تعالے کی جناب مین دعا مانگین گے تو اللہ تعالی یاجوج و ماجوج کی گردنون مین ایک کیڑا بھیج دیگا صبح کو سب کے سب یکبارگی مثل ایک دم کے مرے پڑے ہون گے پھر عیسے علیہ السلام اور اُن کے اصحاب وہان سے اُترینگے تو زمین پر کوئی ٹھکانا نہ پائینگے جہان دیکھو وہان انکی گندگی اور چکناہٹ بھری ہوگی پھر حضرت عیسے علیہ السلام اور اُن کے اصحاب جناب باری تعالے مین بخلوص دعا کرینگے۔ اللہ تعالے قبول فرماکر پرندون کو جیسے اونٹونکی گردنین ہوتی ہین بھیجیگا کہ وہ انکو اُٹھا کر جہان اللہ تعالے چاہے لیجائینگے پھر اللہ تعالے آسمان سے پانی نازل کریگا وہ چالیس روز تک برسے گا اس سے کوئی گھر نہ بچیگا اور وہ تمام زمین کو مانند آئینہ کے دہوکر صاف کردیگا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۱) و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن منذر و بیہقی بعث مین نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے (در) اس عاصی نے مختصر طور پر ترجمہ کیا۔ اور بہت سے احادیث خروج دجال و یاجوج و ماجوج مین آئے ہین۔ چنانچہ بعضے احادیث اسی تفسیر قادری کے صفحہ ۱۱ مین دیکھو اور نیچری و قادیانی کی تحریف کو نہ مانو ۱۲

اور زمین کو حکم دیا جائیگا کہ اب اپنے پھلون کو اُگاے اور اپنی برکت واپس دے اور
بیان فرمایا ہے کہ ایسی برکت ہوگی کہ کئی آدمی ایک انار کھائین گے اور اُس کے
چھلکے سے سایہ کرین گے اور دودھ مین یہہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ
ایک جماعت کو اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا دودھ
ایک فخذ (قبیلہ سے کم) کو کفایت کریگا اور فرمایا کہ لوگ اسی فراخی مین ہون گے کہ
ناگاہ اللہ عزوجل ایک پاکیزہ ہوا بھیجیگا اور وہ لوگون کو انکی بغل کے نیچے سے ماخوذ کریگی اور
ہر مسلمان کی یا فرمایا کہ ہر مومن کی روح کو قبض کرلیگی اور بدکار لوگ رہ جاینگے جو گدھو نکی
طرح آپس مین اختلاف کرین گے اور انھین پر قیامت قایم ہوگی ۔ جب فرق باطلہ کا
ذکر فرمایا پھر فَمَنْ یَّعْمَلْ الخ اور حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ الخ کا ذکر کرکے قیامت مین نیک و بداعمال
کے نتیجہ سے آگاہ کرتا ہے پھر بت پرستونکی حسرت اور ندامت کا بیان ہوا حالانکہ انکو چاہئے
تھا کہ دنیا ہی مین بت پرستی سے باز رہتے ۔ کیونکہ ہم نے انکو دنیا مین اسطرح کہدیا تھا اِنَّکُمْ وَ

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَہَا وَارِدُوْنَ ۝ لَوْ کَانَ ہٰٓؤُلَآءِ

حصب قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وقودھا ۔ وقال الضحاک ان جھنم انما تحصب بھم
وھو الرمی یقول یرمی بھم فیھا ،، والمعروف عند العرب الحصب الرمی من قولھم حصبت
الرجل اذا رمیتہ (بالحصباء ھی صغار الحجارۃ) کما قال جل ثناؤہ انا ارسلنا علیھم حاصبا
(ابن جریر) واردون ای داخلون ابن زید نے فرمایا کہ مسلمانون کے لئے ورود مرور ہے اور مشرکین کے لئے

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

تم اور جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہونگے تم دوزخ مین جانیوالے ہو اگر
یہ سچے معبود ہوتے تو دوزخ مین نہ جاتے اور یہ سب اُسی مین ہمیشہ رہین گے۔ اُنکو وہان
چلانا ہی اور وہ وہان کچھ بھی نہ سنین گے کیونکہ وہ اپنے ہی چلانے اور پکارنے مین رہین گے
جب اللہ تعالیٰ نے اہل نار اور اُن کے عذاب کا ذکر فرمایا اب نیک بخت مسلمانون کا
ذکر فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا
يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي
السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٧٣) دخول (ابن جریر) زیادہ تحقیق منظور ہو تو اس تفسیر کا حاشیہ صفحہ ٣٧٤ دیکھو۔
زفیر۔ انین وتنفس شدیدا اصل معنی الزفر کما قالہ الراغب تردید النفس حتی تنتفخ منہ الضلوع۔
(خازن) صاحب تفسیر کبیر نے کہا کہ اس آیت مین انکم کا خطاب مشرکین کو ہے وہ صرف اصنام ہی کو پوجتے تھے اور
دوسرے یہ کہ کلمہ ما عقلا کو شامل نہین ہوتا الخ الحسنی۔ قال ابن زید السعادۃ (ابن جریر) حسیسہا۔ ای الصوت
والحس قال ابن عباس لا یسمع اہل الجنۃ حسیس النار اذا نزلوا منازلہم من الجنۃ (ابن جریر) ابن کثیر
نے کہا یعنے اجسام کفار کے جلتے وقت جو آواز مکروہ ہوگی وہ اُن کے کانون مین نہ آئیگی۔ الفزع الاکبر قال
ابن عباس یعنی النفخۃ الاخرۃ (ابن جریر) یعنے فزع اکبر وہ دوسرا نفخ صور ہے جس سے قیامت قایم ہو جائیگی
جب یہ سخت گھبراہٹ اُنکو نہ ہوگی تو اُس کے بعد تو بطریق اولیٰ اُن کو کسی قسم کا خوف نہ ہوگا کنتم توعدون۔

للکتاب
نافع وابن کثیر وابو عمرو وابن عامر وشعبہ ساتھ کاف مکسور اور تاء مفتوح جس کے بعد الف ہے مفرد پڑھتے ہین ١٢

بیشک جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور
رکھے جائینگے۔ اسکی آواز بھی تو نہ سنینگے اور وہ اپنے من مانی مرادوں میں ہمیشہ رہینگے
انکو (قیامت کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہ کریگا اور فرشتے اُن کو لینے آئینگے (اور مبارکباد دینگے)
دینگے کہ) یہی تو وہ تمہارا دن ہے جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یہ وہ دن ہوگا) جسدن کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٧٤) ابن زید نے کہا (یہ فرشتوں کی مبارکباد) قبل دخول جنت ہوگی۔ اَلسِّجِلّ
هي الصحيفة فعلى هذا يكون معنى الكلام يوم نطوي السماء كطي السجل للكتاب اي على الكتاب
بمعنى المكتوب كقوله وتله للجبين اي على الجبين وله نظائر في اللغة (ابن كثير) والكتاب اصله
المصدر كالبناء ثم يوقع على المكتوب ومن جمع فمعناه للمكتوبات اي لما يكتب فيه من معاني
الكثيرة فيكون معنى طي السجل للكتاب كون السجل ساترا لتلك الكتابة ومخفيا لها (كبير) والتشبيه
باعتبار انه بطيه يمحو وصفه النشر فالتشبيه في مجرد المحو۔ فهو في المشبه باعتبار وصفه وفي
المشبه باعتبار ذاته الخ (قلوني) اخرج عبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر عن مجاهد قال السجل
الصحيفة (در) كما بدأنا۔ فالكاف التي في قوله كما من صلة نعيد تقدمت قبلها۔ ومعنى الكلام
نعيد الخلق عراة حفاة غرلا يوم القيمة كما بدأناهم اول مرة في حال خلقنا هم في بطون امهاتهم الخ
(ابن جرير) اخرج ابن ابي شيبة وابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم عن مجاهد في قوله كما بدأنا
اول خلق نعيده قال عراة حفاة غرلا (در) امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں نصیحت کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو تم اللہ تعالےٰ کی طرف ننگے پاؤں ننگے بدن
اور بے ختنہ کئے ہوئے حشر کئے جاؤگے کما بدأنا الآیہ اور تمام حدیث ذکر کی اور صحیحین میں بھی یہ حدیث
مروی ہے۔ سلہ ابن ابی حاتم وابن عدی وابن مردویہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ

ہم آسمان کو اسطرح لپیٹینگے جیسے کاغذ[1] لکھے ہوے پر لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی
(خلقت کو) شروع سے پیدا کیا تھا (اسی طرح) اُسکو دہرا دینگے۔ وعدہ ہم پر لازم
ہے (جو بدل نہین سکتا) اور ہم اسکو ضرور کرکے رہینگے پھر اللہ تعالے مسلمانون کی
بشارت کو اسطرح موکد فرماتا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ اور ہم نے (آسمانی

الزبور ساتھ ضم زاے حمزہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٧٥) نے آیت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ پڑھی اور فرمایا کہ مین انھین مین سے ہون اور عمر اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص انھین مین سے ہین (در) لے ای القرطاس الذي يكتبه و يرسله الى احد (سراج المنیر) یہ بات عادۃً ٹہری ہوی ہے کہ بعد لکہنے کے کاغذ کو تہ کر ڈالتے ہین یا دراز کاغذ ہو تو ایک ایک سطر لکہتے جاتے اور لپیٹتے جاتے ہین۔ قاموس مین کہا کہ سجل کا اطلاق لکہنے والے پر اور کتاب پر بھی ہوتا ہے تو اسوقت اسطرح ترجمہ ہوگا جیسے لکہنے والا لکہے ہوے کو لپیٹ لیتا ہے ابن کثیر نے لکہا کہ جس روایت مین یہ ہے کہ سجل آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے کاتب کا نام ہے وہ روایت منکر ہے ہرگز صحیح نہین اگرچہ اُسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور امام ابوجعفر ابن جریر نے اس روایت کو اچھی طرح سے رد کیا۔ اور کہا کہ صحابہ مین کوئی شخص بنام سجل معروف نہین خصوص آنحضرت کے کاتبون مین تو کوئی بھی بنام سجل معروف نہین الزبور ھو الكتاب يقال منه زبرت الكتاب (ابن جریر) لَبَلٰغًا بلاغ یعنے وصول مراد ہے یعنے جس نے قرآن پر عمل کیا وہ جنت کا وارث ہوا لے اخرج هناد و عبد بن حميد وابن جرير عن سعيد بن جبير قال الزبور التوراة والانجيل والقرآن۔ من بعد الذكر قال الذكر الذي في السماء واخرج عبد بن حميد وابن جرير عن مجاهد في الاية قال الزبور الكتب والذكر ام الكتاب عند الله والارض الجنة واخرج ابن جرير عن ابن زيد في الاية قال الزبور الكتب التي انزلت على الانبياء والذكر ام الكتاب الذي يكتب فيه الاشياء قبل ذالك (در) ابن جریر نے فرمایا یہی بہترین اقوال ہے۔ پھر اپنے دعوے کو دلیل سے ثابت فرمایا من شاء فليرجع اليه - ١٢

کتابون مین بعد ذکر (یعنے لوح محفوظ) کے لکھدیا ہی کہ زمین (جنت ١) کے وارث میرے نیک
بندے ہون گے بیشک اس قرآن ٢ مین عبادت ٣ کرنیوالی قوم کے لئے کفایت ہی جب
قرآن کی ہدایت کا بیان ہوا تو اُس ہادی کا ذکر فرماتا ہے جس پر قرآن نازل ہوا اور احوال
انبیا علیہم السلام کو ختم فرما کر خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اسطرح فرماتا ہے وَمَآ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے تمکو نہین بھیجا مگر جہان

١ فریابی و ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ سے نے فرمایا کہ ارض سے مراد زمین جنت ہے اور بیہقی شعب الایمان مین (در) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ زمین کفار ہے جسکی وارث امت محمدی ہوگی (ابن جریر) ٢ ابن جریر و ابن منذر ابن جریج سے کہ ھذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے الخ (در) ٣ ابن جریر کعب احبار سے آپ سے نے فرمایا کہ عابدین سے مراد اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ١٢ عرائس مین ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ وصف ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع خلق کے واسطے رحمت کرکے بھیجا ہے اور رحمتِ الٰہی اُسکے غضب پر سابق ہے. کما فی الحدیث - اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ہم کو آگاہ فرمایا (یعنے احادیث سے) کہ اُسنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا ہے پھر اُسکے بعد اللہ تعالے نے تمام خلایق کو پیدا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام خلق کا ظہور ہوا ہے. پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم سے ارسال واسطے مشاہدۂ قدم کے تمام خلایق کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور اُسی سے ہی تو وجودِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم باعثِ ایجادِ تمام خلایق ہے اور تمام خلایق پر رحمتِ وجودِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ کافیہ ہین - اور واضح ہو کہ تمام خلایق ایک صورت تھی مخلوقہ جو قضائے قدرت مین بغیر روح کے پڑی تھی اور قدومِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منتظر تھی - پس جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین آئے تو آپ کے وجود سے یہ عالم زندہ ہوگیا کیونکہ آپ تمام خلایق کے لئے روح ہین - اور واضح ہو کہ تمام

کے لئے رحمت بناکر یعنے سب کے لئے آپ کو رحمت کیا ہے تو جن لوگون نے اُس سراپا رحمت کو قبول نہ کیا وہ بدبخت جہنم کے مستحق ہوے ۔ روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکون پر بددعا نہین فرماتے تو آپ نے فرمایا کہ مین لعنت کرنیوالا نہین بھیجا گیا مین تو فقط رحمت ہی بھیجا گیا ہون" اگر کہا جائے کہ کافرون کو آپسے کیا رحمت پہونچی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ابن عباس سے روایت ہی کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اسکے لئے دنیا و آخرت مین رحمت پوری ہوی اور جس نے اُنکی اتباع نہین کی تو خسف و مسخ و قذف جس مین دوسری امتین مبتلا ہوتی تھین یہ بچ گیا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ یعنے مین رحمت ہدیہ بھیجا گیا ہون" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ میرے پانچ نام ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۷۷) مخلوق کا خروج عدم سے ناقص ہوا ہے کیونکہ کوئی ان مین سے اسرار قدیم پر کمال معرفت و تمام علم مطلع نہین ہوا تو اسرار الوہیت تک پہونچنے سے سب عاجز تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ جسم عالم کے لئے اکسیر ہو گئے اور آپ کی برکت سے یہہ سفر دراز اُن تمام عالم کے لئے نزدیک ہو گیا الخ ۵

خیر الوریٰ امام رسل مظہر اتم	اوازخدا و ہرچہ جزاو منشی از و
او جان جملہ عالم و حق جان شمار	حق را بغیر واسطہ ذات او مجو

۱؎ مسلم از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (در) طائف مین جو آپ نے تکلیف اُٹھائی اور رحمت سے کام لیا اسی تفسیر کا صفحہ ۴۳ دیکھو ۱۲
۲؎ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وطبرانی اور بیہقی دلائل مین (در) ۳؎ امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث حفص بن غیاث رحمۃ اللہ کے پاس مرسل تھی۔ ابن کثیر نے کہا کہ حافظ امام ابن عساکر نے اسکو دو متصل مرفوع اسناد سے روایت کی۔ ایک ابو ہریرہ اور دوسرے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ ۴؎ یہ طبرانی کی طویل حدیث کا آخری حصہ ہے ابن کثیر نے کہا کہ احمد بن ابی صالح نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ۱۲

مین محمد و احمد ہون اور میرا نام ماحی ہے اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو محو کر دیگا۔ اور میرا نام حاشر ہے کہ میرے ہی قدمون پر لوگونکا حشر ہوگا اور میرا نام عاقب ہے۔ غرض آپکی ذات پاک جن و انس بلکہ تمام مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ مومنون کے لئے ہدایت۔ منافقون کے لئے قتل سے امن کافرون کے لئے تاخیر عذاب چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنے اللہ تعالیٰ انکو عذاب نہ کریگا درانحالیکہ تم (اے نبی کریم) ان مین ہو۔ اس آیت مین کس قدر آپکے مرتبے کو ظاہر فرمایا کہ دوست تو دوست بطفیل آپکے دشمنون سے بھی عذاب دور فرمایا۔ روایت ہے[1] کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا هَلْ اَصَابَكَ مِنْ هٰذِهِ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ یعنے تمکو بھی اس رحمت مین سے کچھ حصہ ملا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی۔ جی ہان۔ مجھے خاتمہ کا خوف تھا لیکن جب اللہ عزوجل نے میری تعریف اسطرح کی ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ تو مین بے فکر ہوگیا" اصحاب سیر[2] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت و شفقت و رحمت کا حال اسطرح لکھتے ہین کہ آپ خادم کو جھڑکتے نہ تھے اور نہ یون فرماتے تھے کہ کیون ایسا کیا اور کیون اسطرح نہین کیا (صوفیہ فرماتے ہین کہ یہہ رضا و تسلیم کا مقام ہے) آپ سے زیادہ اہل و عیال پر کوئی مہربانی نہ کرتا۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آپ نے سوائے جہاد کے ہرگز کسی کو نہ مارا اور اپنے نفس کا بدلہ

---

[1] حضرت قاضی عیاض شفاء شریف مین ۱۲ [2] شفاء شریف و مدارج النبوۃ ۱۲

کسی سے نہ لیا مگر دین کے لحاظ سے۔ جب دولت خانہ مین تشریف فرما ہوتے تو بہت ہی خوش
خلقی فرماتے۔ مسکراتے اور تبسّم فرماتے۔ کبھی اصحاب کے درمیان پانون دراز نہ فرماتے۔ اگر
کوئی صحابی یا گھر والون سے آپکو پکارتا تو لَبَّیْکَ فرماتے۔ صحابہ کی دلجوئی و تالیف کرتے اور
ہر قوم کے بزرگ کی تکریم کرتے اور اُن پر اُسکو حاکم بناتے۔ اپنے اصحاب کی خبر گیری کرتے۔
اپنے ہمنشین کی طرف عنایت سے متوجہ ہوتے اور آپکا ہمنشین گمان کرتا کہ کوئی بھی مجھسے
زیادہ حضرت کے پاس مکرّم نہین ہے۔ اور جو کوئی آپ کے پاس حاضر ہوتا یا کسی کام کو آتا
تو صبر کرتے اور ٹھہرے رہتے یہان تک کہ وہ خود پلٹ کر جاتا۔ اگر کوئی سرگوشی کرتا تو سر مبارک
کو نہین ہٹاتے۔ اگر دستِ مبارک پکڑ لیتا تو نہین کھینچتے یہانتک کہ وہ خود چھوڑ دے۔ اگر
کوئی آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا تو وہی پوری کر دیتے یا نرمی سے جواب دیتے۔
آپکی خوش خلقی اور تازہ روئی آدمیون مین پھیل گئی تھی۔ آپ سب کے لئے باپ کی جائے
تھے۔ اور سب آپکے پاس حق مین برابر تھے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین مَا کَانَ
اَحَدٌ اَحْسَنَ خُلُقًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ یعنے کوئی بھی آپسے
خلیق تر نہ تھا۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ مین نے دس سال آپکی خدمت کی کبھی مجھے اُف
نہ فرمایا اور یہ بھی نہ فرمایا کہ کیون اسطرح کیا اور کیون اسطرح نہ کیا۔ جریر بن عبد اللہ کہتے ہین
کہ جب مجھے حضور ملاحظہ فرماتے مسکراتے۔ اصحاب سے مزاح فرماتے۔ باتین کرتے۔

اُن کے بچون سے خوش طبعی فرماتے۔ اپنے گود مین بٹھا لیتے۔ دعوت آزاد و غلام و کنیز و مسکین کی قبول فرماتے۔ اور انتہاے مدینہ مین بیمارونکی عیادت کو تشریف لیجاتے۔ عذرکرنیوالیکا عذر قبول فرماتے۔ کسی نے آپکے گھٹنے اپنے ہمنشین سے آگے بڑھے ہوے نہین دیکھے جس کسی سے ملاقات ہوتی سلام مین سبقت فرماتے۔ مصافحہ بھی اصحاب سے آپ ہی پہلے کرتے کسی نے آپکو صحابہ کے درمیان پاؤن دراز کئے ہوے نہین دیکھا۔ جو کوئی آپکے پاس آتا اُسکی تعظیم فرماتے۔ بسا اوقات اپنے کپڑے کو اُسکے لئے بچھا دیتے اور اپنے نیچے جو تکیہ ہوتا اُسکو عنایت فرماتے اور اگر انکار کرتا تو اصرار فرماتے۔ اور اپنے اصحاب کی عزت افزائی کے خیال سے کنیت سے اور جو خوب تر نام ہوتا اُسی سے پکارتے۔ اور کسی کی بات قطع نہ کرتے۔ ہان جو نالایق بات ہوتی تو منع کرتے یا خود اُٹھ جاتے۔ اور جو کوئی آپ نماز پڑھتے وقت بیٹھا ہوتا تو اُسکے لئے نماز مین تخفیف فرماتے اور اوسکی حاجت پوچھتے پھر جب فارغ ہوتے نماز کی طرف لوٹتے۔ اور جہان مجلس ختم ہوتی وہین تشریف رکھتے۔ اور کبھی گدھے پر سوار ہوتے۔ اور اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھا لیتے۔ بنی قریظہ کے دن ایسے گدھے پر سوار تھے کہ جسکی لگام رسّی کی اور جھول پوستِ خرما کی تھی۔ طبری کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سفر مین صحابہ کو ایک بکری پکانیکا حکم فرمایا۔ ایک صحابی اُٹھے اور عرض کی کہ میرے ذمہ ذبح کرنا ہے۔ دوسرے نے عرض کی کہ میری جانب چھیلنا ہے۔ اور ایک نے گذارش کی کہ میری طرف پکانا ہے آپنے فرمایا کہ میرے

ذمہ لکڑیان جمع کرکے لانا ہے۔ تمام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کام بھی ہم کرنے حاضر
ہین۔ فرمایا ہان مین جانتا ہون کہ تم کر سکتے ہو لیکن مجھے یہہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ تم سے جدا
اور علیحدہ ہوکے بیٹھا رہون۔ اور اللہ تعالے کو بھی یہہ بات ناپسند ہے کہ کسی بندہ کو اپنے دوستون مین
ممتاز دیکھے ایکبار ایلچیان نجاشی بادشاہ حبشہ کے آپکے پاس آئے۔ آپ بنفس نفیس انکی خدمت
کے لئے تیار ہوے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم خدمت کرنے حاضر ہین۔ فرمایا کہ انہون
نے ہمارے اصحاب کی خدمت و تعظیم بہت کی ہے میری بھی یہی خوشی ہے کہ مین اُنسے اُسکا بدلا کرون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کی خدمت کرتے۔ اور اپنے کپڑے کو سیتے۔ اور نعل مبارک کو
پیوند لگاتے۔ بکری کو دوہتے۔ اپنے اونٹ کو باندہتے اور چارہ ڈالتے۔ خادم کے ساتھہ کھانا
کہاتے۔ اُسکے ہمراہ خمیر کرتے۔ بازار سے اپنا سامان آپ اُٹھا کر لاتے۔ اور کسی کو اُٹھانے نہین
دیتے۔ بخاری کی روایت مین ہے کہ مدینہ کی باندیان آتین اور آنحضرت کا ہاتھ پکڑ لیتین پھر
آپکو جہان وہ چاہتین لے جاتین۔ حضرت انس فرماتے ہین کہ جب آپ صبح کی نماز پڑہتے تو
خدمتگار مدینہ کے اپنے اپنے باسن پانی کے تبرک کے لئے لاتے اور آپ اپنا دست مبارک ہر ایک مین
ڈالتے۔ اور کبھی یہہ واقعہ سرما کی صبح مین ہوتا۔ یہہ بھی آپکی اُمت پر شفقت و رحمت ہی کہ شرایع و
احکام مین تخفیف فرماتے۔ اور بعضے افعال کو اُمت پر فرض ہونیکے خوف سے چھوڑ دیتے جسطرح

لہ یہان تواضع مین کئی قسم کا مبالغہ ہے کہ مرد نہین عورت اور آزاد نہین بلکہ باندی پھر جہان چاہتی لے جاتی۔ اس سے زیادہ اور کیا تواضع ہوگی۔ (مدارج)

ہر وضو کے لئے مسواک کا امر نہین فرمایا۔ تاخیرِ عشا کو ترک فرمایا۔ صومِ وصال سے منع فرمایا۔
اور کبھی جماعت سے نماز پڑہاتے رہتے اور بچہ کے رونیکی آواز آتی تو نماز کو سبک پڑہتے تا اُسکی ماں جو
نماز مین ہے فتنہ مین نہ پڑے۔ بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آپ کو دو کام مین
اختیار دیا گیا تو آپ نے آسان امر کو (اُمّت کے لئے) اختیار فرمایا روایت ہے کہ ایک اعرابی
نے کچھ آپ سے مانگا۔ آپ نے دیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ کیون مین نے تجھپر احسان کیا۔ اعرابی نے
کہا نہین اور نہ آپ نے نیکی کی۔ یہ سُنکر مسلمانونکو غصہ آگیا اور اُسکی طرف اُٹھ کھڑے ہوے۔
آپ نے انکو اشارہ سے فرمایا کہ باز رہو۔ پھر آپ کھڑے رہے اور محل سرا مین تشریف لیگئے اور
اُس اعرابی کے لئے اور کچھ زیادہ بھجوایا۔ پھر فرمایا کہ کیا اب بھی مین نے تجھپر احسان نہین کیا۔
اُس نے عرض کی جی ہان اللہ تعالی آپ کو اسکا نیک بدلہ دے تو آپ نے اُسوقت اُس سے
فرمایا تونے جو کچھ کہا اُس سے میرے اصحاب کے نفوس مین کچھ بات پیدا ہو گئی ہے۔ اگر تجھے
اچھا معلوم ہوتا ہے تو جو کچھ تونے میرے سامنے کہا اُن کے روبرو بھی کہدے تا اُن کے سینون سے
وہ بات نکل جاے۔ پھر جب صبح ہوی یا زوال کا وقت ہوا وہ اعرابی آیا۔ تو رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اعرابی جو کچھ کہتا تھا کہا پھر ہم نے اُسکے لئے زیادہ کیا تو وہ
خوش ہو گیا۔ (اعرابی سے مخاطب ہو کے فرمایا) کیون اسطرح ہے؟ عرض کی ہان اللہ تعالی

---

۵ شفا شریف (رواہ ابو الشیخ والبزار) ۱۲

آپ کو جزائے خیر دے۔ اب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم (پر میرے ماں باپ فدا) فرماتے ہین
کہ میری مثال اور اس شخص کی مثال اُس شخص کے جیسی ہے کہ جسکی اونٹنی بھاگ گئی تو لوگ اُسکے
پیچھے ہوے۔ لوگون کو دیکھکر اور بھاگنے لگی۔ اُس کے مالک نے لوگون سے کہا کہ تم میری اونٹنی
کے اور میرے درمیان کیون آتے ہو۔ بے شک مین تم سے زیادہ اُسپر مہربان اور واقف ہون
یہ کہکر اُسکے سامنے گیا۔ اور تھوڑا کچھ اُسکے لئے زمین سے اُٹھالیا بس وہ آگئی۔ اُسکو بٹھایا۔
اور اُسپر کاٹھی باندہی اور سوار ہوگیا۔ اگر مین تم کو جس وقت کہ اُس شخص (یعنے اعرابی) نے
جو کچھ کہتا تھا کہتا تھا چھوڑ دیتا اور تم اُسکو مار ڈالتے تو وہ دوزخ مین داخل ہوجاتا **خلیق**

میرے آقا میرے ہین مولا حبیب — میرے ملجا میرے ہین ماوے حبیب
چھوڑ کر تم کو میان جاہین کسے — تم سا ہمکو کون چاہیگا حبیب
آپ جسکو مل گئے سب کچھ ملا — جسنے تم کو کھو دیا کیا پایا حبیب
ہم گنہگار آپ کے کہلاتے ہین — کیجئے ہم سے نہ دل میلا حبیب
ہون تو بد خلق اور کہتے ہین **خلیق** — آپ ہی کا ہے یہ سب صدقہ حبیب

وَاللّٰہِ یَا رُوحَ قَلْبِی — مَا مَاتَ مَنْ بِكَ عَاشَا
قَوْمٌ لَهُمْ أَنْتَ سَاقٍ — لَا يَرْجِعُونَ عِطَاشَا

حق کی قسم ہے تو ہے مری جان سے سوا — جو کوئی تجھ سے زندہ ہوا وہ نہین موا
جسکا کہ تو ہو ساقی تو پھر اُسکو فکر کیا — ترا کہا کہ وہ کبھی پیاسا نہ پلٹے گا

جب اللہ تعالیٰ نے آپکو خلق کی ہدایت کے لئے رحمت کرکے بھجوایا اور سب سے پہلا حکم توحید کا تھا اس لئے آپکو پہلے اسی کا حکم فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝ (اے نبی) تم کہدو کہ میری طرف تو یہی وحی کیجاتی ہے کہ تمھارا معبود خدائے واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار بنتے ہو۔ پھر اگر وہ (ایمان سے) منہ موڑین تو کہدو مین نے تمکو یکسان طور پر خبر کردی۔ اور مین نہین جانتا کہ جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ہے (اللہ) جانتا ہے ظاہر بات کو اور جانتا ہے جو تم

فان تولوا۔ عن ابن جریج یعنے قریشا (ابن جریر) علیٰ سواء۔ حال ہے یعنے درحالیکہ ہم اور تم اس سے برابر آگاہ ہین کہ مین تمھارا دشمن اور تم میرے دشمن۔ مفسرون نے کہا کہ اذن متعدی بدو مفعول ہے ایک مفعول تو مذکور ہے دوسرا مقدر۔ اگر مفعول مقدر حرب لکم ٹہرایا جاے تو وہی معنے ہون گے جو اوپر مذکور ہوسے اور اگر ما امرت بہ کہین تو معنے یہ ہون گے کہ توحید کو برابر اور پوری طور سے بیان کردیا۔ اور ایک معنی یہ بھی ہوتے ہین کہ اعلمتکم انی علیٰ سواء ای عدل واستقامة رأي۔ اب ترکیب اسطرح ہوگی کہ جار مجرور انّ مقدر کی خبر اور وہ اپنے دونون معمولون کے ساتھ قایم مقام مفعول کے تو ترجمہ اس طرح ہوگا کہ کہدو مین نے تم کو خبر کردی کہ (بے شک مین) برابر (یعنے عادل اور راہ حق پر) ہون۔ قنوی نے اسی معنی کو اقرب کہا۔ سله ابن جریج نے کہا مدت واجل یعنے وہ وقت جو کفار سے بدلہ لیا جائے گا۔ (ابن جریر) ۔ ۱۲

چھپاتے ہو (پھر اسکا بدلہ دیگا) اور مین نہین جانتا شاید اس (مہلت) مین تمھاری آزمائش اور
ایک وقت تک فائدہ پہونچانا ہے تاخیرِ عذاب حقیت کی دلیل نہین بلکہ برے لوگون کے لئے فتنہ عظیم ہے
جب اللہ تعالےٰ کے لئے سزاوار کہ عدل و فضل ہے جو چاہے کرے اس لئے آنحضرت نے اُسکی
طرف امر کو تفویض فرمادیا۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ٥
(پیغمبر نے) کہا اے رب انصاف سے فیصلہ کردے۔ اور ہمارا پروردگار رحمٰن ہے اُسی سے (ان باتون پر)
مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ خدا کو بیٹا ہے اور نبی شاعر ہے۔ وہ ہماری مدد کریگا اور
تم سے اسکا بدلہ لیگا پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک کی دعا قبول کی اور پوری طور سے مدد دی
کافرونکی امیدین برباد ہوین اور ہر طرح کی خرابی ہوئی نکتہ اس سورہ کو ایک ہولناک واقعہ سے شروع
فرمایا تھا کہ حساب نزدیک ہوگیا جسمین ایک بڑی تہدید تھی اور آخر سورہ مین کیا بڑی بشارت دی کہ
اپنے حبیب کو رحمۃ للعالمین کے خطاب سے یاد فرمایا اور اپنا نام پاک بھی رحمان ذکر کیا جس سے امید
بندھی ہے کہ انشاء اللہ ہم گنہگار بواسطہ رحمۃ للعالمین اُسکی رحمت سے ضرور حصہ پائینگے ؎

یارب تو کریمی و حبیبت کریم	صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اور ہم گدا ایسا داتا اور ایسا شاہنشاہ رکھکر کس طرح محروم رہ جائینگے ؎

نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا	الٰہی تجھکو غفور رحیم کہتے ہین
کہین کہین نہ حدود دیکھکر ہمین محتاج	یہ اُسکے بندے ہین جسکو کریم کہتے ہین

[1] قال ابن جریر لعل تاخیر ذلک عنکم فتنۃ لکم ومتاع الی اجل مسمّی وحکاہ عون عن ابن عباس (ابن کثیر)
[2] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ مین تشریف لیجاتے تو یہ آیت پڑھتے۔ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر و
ابن منذر قتادہ سے (در) حافظ ابن کثیر نے کہا کہ مالک نے زید بن اسلم سے اسکو روایت کی یعنے مرسل ۱۲ تمت

سورہ حج مدنیہ ہے ۷۸ آیتیں

ستہتر یا اٹہتر آیتین ہین عقبہ بن عامر سے روایت ہو کہ مین نے عرض کی یارسول اللہ کیا سورہ حج کو باقی قرآن پر دو سجدون سے فضیلت دی گئی ہے آپنے فرمایا ہان اور جو شخص یہ دونون سجدے نہ کرے تو اسکو نہ پڑھے اور ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ ایک ہی سجدہ ہو۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى

سکریٰ۔ سُکریٰ حمزہ و کسائی نے فتح سین اور سکون کاف کے ساتھ پڑھا ہے باقی نے یہ دو لغتین ہین

لہ ابن مردویہ ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا سورۃ حج مدینہ مین اتری اور اسی طرح ابن زبیر سے بھی (در) اور اکثرون نے کہا کہ یہ سورہ مختلط ہو بعض مکی ہے بعض مدنی قرطبی نے کہا یہی صحیح ہے سے امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و حاکم اور بیہقی اپنی سنن مین اور ابن مردویہ (در) امام شافعی و امام احمد کا یہی مذہب ہو یعنے اس سورہ مین دو سجدے ہین سے ابن ابی شیبہ (در) یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے

زلزلة۔ حقیقة الزلزلة التحریک بعنف وھو المراد ھنا۔ فاضافتھا للساعة ان کان للفاعل فھو مجاز فی النسبة کقولہ مکر اللیل لان المحرک ھو اللہ (خفاجی) یوم ترونها۔ اس ہول کی تصویر کھینچ دی ہے۔ اور ضمیر زلزلہ کی طرف راجع۔ اور یوم تذھل سے منصوب ہو۔ تذھل۔ ذھل عن الشیٔ نسیہ وغفل عنہ وبابہ قطع وذھل بالکسر ذھولا (مختار) مرضعه۔ وہ کہ بالفعل دودہ پلا رہی ہو۔ اور مرضع وہ کہ جسکی شان یہ ہے کہ دودہ پلائے اگرچہ وہ اسوقت دودہ نہ پلا رہی ہو (کبیر) سکریٰ۔ السکران ضد الصاحی والجمع سکریٰ و سکاریٰ بفتح السین وضمها والمرأة سکریٰ (مختار)

وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيۡدٌ ○ اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو کیونکہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جسدن تم اُسکو دیکھوگے کہ ہر دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائیگی اور ہر پیٹ والی اپنا پیٹ ڈالدیگی (حمل گر پڑینگے) اور (اے مخاطب) تو لوگونکو متوالا دیکھیگا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہین لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندونکو تقوی کا حکم فرماتا ہے اور ان زلازل واہوال قیامت سے جو اُن کے روبرو آنیوالے ہین ڈراتا ہے۔ یہ ہول فزع اُسوقت ہے کہ جب لوگ قبرون سے اُٹھائے جائینگے۔ اور روز قیامت عرصات مین آئینگے۔ چنانچہ مخبر صادق نے فرمایا اور احادیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر مین تھے اور اصحاب سے قریب ہوگئے تھے کہ آپ نے بلند آواز سے یہ دو آیتین يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمۡ سے شَدِيۡدٌ تک پڑھین۔ جب اصحاب نے سنا تو اونٹون اور سواریونکو

لہ اِنَّ کے معنی تعلیل کے بھی ہوتے ہین۔ ابن جنی اور اہل بیان نے اسکو ثابت کیا اور وہ بھی تاکید کی ایک قسم ہے (اتقان جلد اول صفحہ ۱۵۰) اسی لئے بیضاوی نے کہا علل امرھم بالتقوی الخ ۲ہ اسی کو شیخ ابن حجر نے اختیار کیا ہے یعنی یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا اور جو جس حال پر مرا ہے اُسی حالت پر مبعوث ہوگا۔ اگر کوئی عورت حاملہ یا مرضعہ مری ہے تو اسی حالت پر مبعوث ہوگی تو اسوقت کلام اپنے حقیقی معنی پر رہا۔ اور جو حقیقی معنی نہ لئے جائین تو وہ فرض و تمثیل ہے جس طرح کہتے ہین کہ اسقدر غم ہوا کہ کمر ٹوٹ گئی یا بوڑھا ہوگیا قولہ تعالےٰ يَوۡمًا يَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِيۡبًا۔ مراد شدت غم و شدت خوف و اندوہ ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ اس زلزلہ کا وقوع آخر عمر دنیا مین اور اول احوال قیامت مین ہوگا۔ ۳ہ ترمذی اور تصحیح بھی کی اور ابن جریر وغیرہم۔ (در) امام احمد و بخاری و مسلم سے روایتین ہین جس مین یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے۔ اور بہت سے احادیث ہین در منثور دیکھو ۱۲

تیز ہانک کر نزدیک ہوے اور جانا کہ آپ کچھ کہنے والے ہین۔ جب آپکے گرد ہو گئے تو آپ نے فرمایا
کہ تم یہہ جانتے ہو کہ یہہ کب ہوگا۔ یہ اُسوقت ہوگا کہ رب عزوجل آدم کو پکاریگا اور فرمائیگا کہ اے
آدم دوزخ کا حصہ بھیج دو۔ آدم عرض کرین گے کہ اے رب جو دوزخ کو بھیجا جائیگا وہ کیا ہے۔
اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ ہر ایک ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخ مین اور ایک جنت مین یہ سُنکر آپکے
اصحاب بہت ناامید ہو گئے اور اسی یاس و ناامیدی مین رونے لگے جب آپنے یہہ دیکھا تو فرمایا کہ
خوش رہو اور عمل کرو۔ قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم دو مخلوق کے ساتھ ہو۔ کہ
جس چیز سے انکا مقابلہ کیا جائے اُس سے زیادہ نکلین گے وہ یاجوج ماجوج ہین اور جو اولاد آدم
مین سے (جاہلیت مین) ہلاک ہو چکے ہین اور اولاد ابلیس کی۔ عمران نے کہا کہ آپ کے
اصحاب سے وہ بات ناامیدی کی جسکا غم چھا گیا تھا جاتی رہی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خوش رہو
اور عمل کرو کہ قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ لوگون مین تم نہین ہو مگر ایسے کہ جیسے
ایک تل اونٹ کے پہلو مین ہوتا ہے یا جیسے داغ چارپایہ کے بازو مین ہوتا ہے" **بعد** بیان
قیامت اُن لوگون کا حال بیان فرماتا اور اُنکی مذمت کرتا ہے جو جہالت سے قیامت وغیرہ کا
انکار کرتے تھے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ

ومن الناس۔ یہ آیت نضر بن حارث کی شان مین اتری۔ سدی ابی مالک سے اور اسی طرح ابن جریج نے
کہا۔ (ابن کثیر) مرید۔ المارد العاتی و یا بہ ظرف فهو مارد و مرید (مختار) سرکش

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ اور بعض لوگ 22-

ایسے بھی ہین جو اللہ (کے بارے) مین بے جانے (بوجھے) جھگڑتے اور ہر شیطانِ سرکش کے

پیچھے ہو لیتے ہین جسکی قسمت مین لکھا جاچکا ہے کہ جو اسکی رفاقت کریگا تو بے شک وہ اُسکو

گمراہ کریگا اور اُسکو دوزخ کی جانب لیجائیگا - آجکل بھی مذہب کی آزادی نے زور پکڑا ہے - دین کا

بدلنا کپڑون کے بدلنے سے بھی آسان ہو گیا ہے - متواتر اخبار اور ہزارون معجزات اور صدہا

دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے جو باتین ثابت ہوئین اہلِ دنیا کے سراسر غلط و مہمل اقوال سے وہ چھوڑے

جارہے ہین - جماعتِ انبیا علیہم السلام ایک طرف - کافر گمراہ نیچر ایک طرف - اسی لئے وہ شیطان

کے ہمراہ دوزخ مین جائین گے - اور ہم خدا چاہا تو حسب ارشادِ خداوندی يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ

النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہمراہ رہین گے بعد بیان منکرین قیامت اُسکا ثبوت

5 دو دلیلون سے دیگر اسطرح منکرون پر حجت قایم فرماتا ہے - يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ

رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

السعیر - النار (خازن) مخلقة و غیر مخلقة - ابن عباس نے فرمایا کہ مخلقہ وہ بچہ ہے جو زندہ پیدا ہوا اور غیر مخلقہ وہ ہے کہ حمل گر گیا - ابن ابی حاتم اور تصحیح بھی کی - عکرمہ نے فرمایا کہ علقہ خون ہے اور مضغہ گوشت ہے اور مخلقہ جسکی خلقت پوری ہوئی ہوا اور غیر مخلقہ جو حمل ساقط ہو گیا ہو - عبد ابن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم (در) ابن کثیر نے لکھا کہ کبھی تو حمل قبلِ تشکیل و تخطیط کے گر جاتا ہے اور کبھی بعدِ تشکیل و تخطیط کے اسی لئے فرمایا انہ من مضغۃ مخلقۃ و غیر مخلقۃ یعنے جس طرح تم مشاہدہ کرتے ہو ۱۲

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ

طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ اے لوگو اگر تمکو (قیامت کے دن پر) جی اٹھنے مین

کسی طرح کا شک ہو تو ہم نے تم کو (ابتدا مین) مٹی[1] سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے

پھر گوشت سے بنایا (کسیکو) پورے نقشہ سے کسی کو ناتمام تاکہ[2] تم پر (اپنی کمال قدرت) ظاہر کرین

اور ہم عورتون کے پیٹ مین جسکو چاہین ایک وقتِ مقرر تک ٹھہرائے رکھتے ہین پھر تمکو بچہ

بنا کر نکالتے ہین پھر (تم کو پرورش کرتے ہین) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچو - اور تم مین سے

ونقر فی الارحام - یعنے اور کبھی رحم مین نطفہ کو ایک مدت معین تک ٹھہرائے رکھتے ہین جو ساقط نہین ہوتا اشدکم اشد کمال قوت وعقل وتمیز ہے یہ اُن الفاظ جمع سے ہے کہ جسکا واحد مستعمل نہین ہوا (کبیر) ارذل العمر یعنے بڑہا! وضعف قوت وعقل وغیرہ جس سے مثل طفلی کے حالت ہوجاتی ہے ھامدۃ - خشک ومردہ ابن جریج نے کہا جس مین روئیدگی نہو (ابن جریر) ھمدت النار سے استعارہ ہے - اھتزت - اہتزاز خوشی سے اچھی طرح جنبش کرنا - یا تو یہان زمین کے قوائے نامیہ کی حرکت مراد ہے یا نباتات اُگے اور لہلہائے ربت - پھولی اور بلند ہوئی یا بسبب نباتات کے بلند ہوی - زوج - ھنا بمعنی الصنف لا بمعناہ المعروف - (خفاجی) - بھیج - البھجۃ الحسن وبابہ ظرف فھو بھیج - (مختار) [1] اصل خلقت یعنے پیدایش آدم علیہ السلام کی مٹی سے ہے یا یہ کہ مٹی سے انسان کی غذا پیدا ہوتی ہے وہ اُسکو کھاتا اور اُس سے خون وغیرہ چیزین بنتین اور منی بھی اُسی سے بنتی ہے (کبیر) [2] گویا تعلیل اطوار خلقت کی ہے یعنے ہم نے تم کو ایک حال سے دوسرے

کیسیکی (عمر طبعی سے پہلے) روح قبض کرلیجاتی ہے اور تم مین سے کوئی نکمی عمر کی جانب لوٹا دیا
جاتا ہے تا کہ سمجھے پیچھے کچھ نہ سمجھے ۔ اور (اے مخاطب) تو زمین[1] کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے

پھر جب ہم اُسپر پانی برسا دیتے ہین تو وہ لہلہاتی اور اُبھرنے لگتی ہے اور ہر طرحکے خوشنما
روئیدگی اگاتی ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق مصدق
ہین کہ[2] تم مین سے ہر کیسکی خلقت اُس کے مان کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی
ہے پھر اُسیقدر مدّت مین جما ہوا خون ہو جاتی ہے پھر اُسیقدر مدت مین وہ گوشت کا
لوتھڑا ہو جاتی ہے ۔ پھر اللہ تعالے اُسکی جانب ایک فرشتہ بھیجتا ہے وہ اُسمین روح پھونکتا
ہے ۔ اور اُسکو چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ اُسکا رزق و اجل و عمل اور شقی ہے یا سعید
ہے لکھتا ہے ۔ پھر قسم ہے اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی الٰہ نہین ہے کہ آدمی اہلِ جنت کے
عمل کیا کرتا ہی حتے کہ اُسکے اور جنت کے درمیان فقط ایک ہاتھ کا فاصلہ رہجاتا ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) حال مین اسی لئے منتقل کیا تا کہ تمکو اس تدریج عجیب سے اپنی قدرت وحکمت
دکھلائین کہ جو خاک اور پانی سے بشر پیدا کر سکتا ہے پھر اُسی کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے حالانکہ ان دونون مین
تباین ظاہری ہی اور پھر اُس نطفہ کو علقہ کر دیتا ہے اور علقہ کو مضغہ اور مضغہ کو ہڈیان (پھر بعضے وقت قبل
نقشہ بننے کے حمل گر پڑتا ہے اور بعضے وقت نقشہ بنے بعد) اور کبھی ایسے عجیب حکمت کا آدمی بنا دیتا
ہے جس مین قوائے وحواس وعقل ہے تو جس مین یہ قدرت ہو اعادہ کرنے پر بدرجۂ اولےٰ قادر
ہے (سراج) [1] یہ قدرت کی دوسری دلیل ہے [2] امام احمد وبخاری ومسلم وابوداود و ترمذی و
نسائی وابن ماجہ وغیرہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ۔ (در) ۔

اُسپر کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیون کا عمل کرنا شروع کرتا ہی پھر وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہی
اور آدمی اہلِ دوزخ کے عمل کیا کرتا ہے یہانتک کہ اُسمین اور دوزخ مین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ
رہجاتا ہی کہ اُسپر کتاب سابق ہوتی ہے پھر وہ اہلِ جنت کا عمل کرتا ہے تو جنت مین داخل ہوتا ہی جب
اللہ تعالے نے دونون دلیلون کو بیان فرمایا تو اب اُسکا نتیجہ و مطلوب ذکر فرمایا جو پانچ باتین
ہین ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ
السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔ یہ (تصرف) اس بات
کی دلیل ہے کہ اللہ برحق ہے اور وہی مُردونکو جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت
آنیوالی ہے اسمین کسی طرحکا شک نہین اور یہ کہ اللہ اونکو جلا اُٹھائیگا جو قبر دن مین ہین۔ جب
وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۔ فرماکر پیروی کرنیوالونکی مذمت کی پھر دو دلیلون سے قیامت کو

ذٰلِكَ ۔ اشارہ طرف مذکور کے ہے اور وہ مبتدا ہے خبر اُسکی بان اللہ ھو الحق ہے ١٢ عرائس مین ہے اے
لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بیشک قیامت کا بھونچال ایک بڑی بھاری چیز ہے الخ اللہ تعالے نے ندائے وعید
سے اُن لوگون کو پکارا جو عہدِ ازل کو بھول گئے کہ اے غافلو تم کس خیال مین ہو۔ روز قیامت کے ظہور جلال سے ڈرو
اور عذاب فرقت سے بچو کیونکہ وقتِ ظہور انوارِ عظمت و جلال و غضب کبریائی کے تمام مخلوقات زلزلہ مین آئیگی اور
کوئی چیز اُسوقت حفظ و امن مین نہین ہے مگر وہی جسکو اللہ تعالے نے اپنے حفظ مین رکھا اور وہ اہلِ تقوے
ہین ۔ اور حقیقت تقوے یہ ہے کہ خروج للہ باللہ عما دون اللہ ہو۔ یعنی سوا ے حق عز وجل کے سب سے
خارج ہو اور یہ خارج ہونا اللہ تعالے کے ہی واسطے ہو اور اُسی کے حول و قوت سے ہو۔ اپنی انانیت سے
نہ ہو۔ بعض نے کہا کہ تقوے یہ ہے کہ کوئی چیز تیرے مولے سے تجھے اپنی طرف مشغول نہ کرے اور یہ آزادی ہے اور

ثابت فرمایا ایک تو آدمی کی پیدایش دوسری خشک زمین کا سرسبز کر دینا تو جو اُسپر قادر ہے وہ مُردونکو
بعد زندہ کر دینے اور قبروں سے جِلا اُٹھانے پر کیونکر قادر نہ ہوگا۔ پھر بطور نتیجہ کے پانچ باتونکو ثابت کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۳) جس نے جزا چاہی وہ تقوے کے اعلےٰ مرتبہ پر نہیں ہے اگرچہ اسکے لئے وعدۂ نیک ہے۔ اور (اے مخاطب) تو لوگون کو متوالا دیکھے گا حالانکہ وہ متوالے نہین ہین الایہ شیخ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عزت وجبروت وعظمت آلہی دیکھ کر لوگ بیہوشی مین ہو جائین گے حتے کہ انبیا علیہم السلام کی کیفیت یہانتک ہوگی کہ نفسی نفسی کہین گے۔ اُستاد وغیرہ نے اشارہ کیا کہ بندے دو قسم پر ہین اولیا ہین اور اعدا ہین۔ اولیا ر تو دنیا مین حالتِ سکر مین ہین اور اعدا وہان حالتِ سکر مین ہون گے ولیکن ان دونون سکر مین بہت بڑا فرق ہی کیونکہ اولیا رکا سکر دنیا مین ہو یا آخرت مین ہو جانبِ رحمت سے ہے۔ اور اعدا کا سکر دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی جانبِ قہر سے ہے تو دنیا مین اعدار کا سکر اس غفلت سے ہے جو ظہورِ قہر ہے۔ اور سکر اہل اطاعت کا بدائع افعال قدرت دیکھنے سے ہے۔ اور سکرِ مریدین لمعانِ انوار سے۔ اور سکرِ محبین کشفِ اسرار سے۔ اور سکرِ مشتاقین دیدارِ نور صفات سے۔ وسکرِ عاشقین مکاشفۂ انوارِ ذات سے۔ اور سکرِ مقربین ہیبت اور جلال سے۔ اور سکرِ عارفین طلوعِ ایامِ وصال سے۔ اور سکرِ موحدین استغراقِ بحرِ اولیت سے اور سکرِ مرسلین اطلاع اسرارِ ازلیت سے ہے۔ پس بعض تو مستِ عظمت ہے اور بعض غرقِ عزت ہے۔ اور بعض غایب بجمال ہے اور بعض فانی بجلال ہے۔ اور بعض بقائے حق مین ہوشیار ہے اور بعض مضمحل بکبریائی اور بعض مدہوشِ حلاوتِ خطاب ہے۔ اور بعض مستِ نشۂ انبساط اور بعض مستِ نشۂ عتاب ہے۔ اور بعض مستِ کشفِ نقاب ہے۔ اور بعض تو آئینۂ التباس سے جمالِ قدیم دیکھتا ہے۔ اور بعض خالص مشاہدۂ ازل مین مستغرق ہے۔ یہ لوگ درحقیقت سکاری ہین اپنے اپنے منازل ہین شہودِ قرب مین یا قرب القرب مین ہین۔ اور جو شخص کہ سوائے حق عز وجل کے مست ہے وہ غضب مین گرفتار ہے۔ اور بعضے لوگ ایسے ہین جو اللہ کے بارے مین بے جانے (بوجھے) جھگڑتے ہین یہ مجادلہ کرنے والے وہ لوگ ہین کہ جن کے دماغ کی قوتِ خیالیہ غالب ہے اور وہ محسوسات پر نظر رکھتے ہین۔

بیان سکر

اب اُسکا ذکر فرماتاہے جو بغیر علم کے لوگون کو گمراہ کرتاہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ

لِيُضِلَّ ابن کثیر و ابو عمرو ... فتح یا کے یعنے تا ... ہووے یعنے ... مین رہے یا یہ کہ ... زیادہ ہووے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٩٤) اور اللہ تعالےٰ کی شان مین قیاس و خیال دوڑاتے ہین جیسے فرقۂ مجسمہ و معتزلہ وغیرہا۔ تو جب انہون نے خیالات سے دین مین کام لیا اور ناقص اوہام و قیاسات کو دخل دیا تو ضرور ہوا کہ گمراہ ہوے اور بھٹک گئے اور تم مین سے کوئی نکمی عمر کی جانب لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے بوجھنے کچھ نہ سمجھے۔ اسکا تعلق انسانِ عارف کے نفس کے ساتھ بھی ہوتا ہے کیونکہ ہر نفس جب تک کہ آخرت مین واصل نہ ہو تمام امتحانات مین پڑتا ہے سوا اسکے کہ ایک درجہ کفر کا ہے۔ اور لیکن جو امور کافرون کے ساتھ ہین اُس کے تطارد نفس مین با وجود ایمان کے باقی رہتے ہین۔ اور یہ ایک معرفتِ شریف ہے کہ انسان کو چاہئے کہ اسپر توجہ مبذول رکھے اور کبھی نفس کے خطرات سے غافل نہ رہے۔ اور یہان ایک اشارہ نفسِ عارف کے لئے یہ ہوسکتا ہے کہ اول مجاہدہ کے بعد جب مشاہدہ مین پہونچا۔ اور علوم غیبیہ سے ممتاز ہوا تو اکثر نفس اسکو افشا کرتا ہے۔ تو مشاہدہ سے پھر مجاہدہ مین ڈالا جاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جاننے کے بعد گویا کچھ نہین جانتا ہے تاکہ نفس کے دعاوی مضمحل کردئے جائین۔ اور یہ اہلِ تحقیق کا حال ہے جنھون نے افشائے راز کیا ہو۔ ہم اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے ہین کہ لغزش سے نفس کی پناہ دے اور وہی مُردون کو جلاتا ہے۔ یعنے جب وہ عدمِ معرفت سے مرجاتے ہین تو اُنکو اپنی معرفت مین زندہ کرتا ہے اور بعد موتِ فراق کے اپنے مشاہدہ سے حیات دیتا ہے ١٢ علم سے مراد علم طبعی ہے هدى۔ استدلال و نظر جو معرفت تک پہونچائے۔ کتٰب منیر۔ وحی ہے یعنے اسطرح ہو کہ بغیر مقدمۂ ضروریہ و نظریہ و سمعیہ کے جھگڑا کرتاہے (کبیر) ثانی عطفه قال ابن عباس مستكبرا في نفسه۔ وقال مجاهد و قتادة لاوٍ عنقه وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما يعرض عن ذكري۔ علامہ ابو جعفر طبری نے فرمایا کہ یہ تینون قول قریب قریب ہین کیونکہ جو متکبر ہوتاہے تو اُسکا یہی حال ہے کہ جس سے کہ تکبر کرتاہے اُس سے روگردان بھی ہوتا ہے۔ اور متکبر کی گردن بھی ہمیشہ کچھ بل کھائی رہتی ہے اور اینٹھنا بھی اُسکے لئے ضروری ہے

... الخزی والمراد ١٢

ع ۱۰

بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ۠ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر کتابِ روشن کے اپنی گردن موڑکر (یعنے اینٹھا ہوا) خدا کے بارے مین جھگڑا کرتا ہے تاکہ (مومنین کو) خدا کے راستے سے گمراہ کرے۔ اسکو دنیا مین رسوائی ہے اور روزِ قیامت (بھی) ہم اسکو سوزش کا عذاب چکھائین گے۔ (اور اس سے کہین گے کہ) یہ اسکا بدلہ ہے جو تیرے ہاتھ آگے بھیج چکے ہین اور یہہ کہ اللہ بندونپر ظلم نہین کرتا۔ یہہ آیت ہر جاہل و گمراہ اور گمراہ کرنیوالے پر شامل ہے جو بغیر علم کے لوگونکو بہکاتا ہے۔ ابوطالب مکی[1] فرماتے ہین کہ اکثر سوءِ خاتمہ تین گروہ کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ گمراہ بدعتی (نیچر) جنکا ایمان عقل پر موقوف ہے اور جو عقل کے خلاف ہو اُسکا انکار کرتے ہین اُن کے لئے اللہ تعالےٰ کی پہلی قدرت یہ ظاہر ہوگی کہ جب کسیکو آخر وقت خلافِ عقل[2] باتین ظاہر ہونگی تو اسکو یہہ دیکھکر حیرانی ہوگی اور اسطرح کرب ہوگا کہ وہ ثبوت و استقامت کھو دیگا جس سے اسکا ایمان بھی جاتا رہیگا بے ایمان مریگا جسطرح فتیلہ جل جاتا ہے تو چراغ گل ہو جاتا ہے۔ (بتی عقل اور چراغ ایمان ہے) دوسرا[2] گروہ متکبرون اور آیاتِ خدا کے منکرونکا ہے جو زندگیِ دنیا مین اولیا کی کرامت کا انکار کرتے تھے کیونکہ انکو قدرتِ خدا کا یقین نہ تھا اسلئے اُسوقت اُنکو شک بھی زیادہ ہوگا تیسرا[3] گروہ تین قسم پر ہے اور اُنکا سوءِ خاتمہ بھی متفاوت ہے لیکن پہلے دو گروہ سے کم ہے۔ ایک تو وہ مدعی جو ہمیشہ اپنے نفس و عمل کو دیکھتا رہا۔ خود کو

سوءِ خاتمہ اہل معقول

[1] قوت القلوب صفحہ ۲۲۷ جلد اوّل ۱۲ [2] مثلاً ملک الموت کا نظر آنا کیونکہ یہ تو ملائکہ کا منکر تھا اور اب انھین سے سابقہ پڑا۔ ۱۲

اچھا سمجھتا رہا۔ دوسرا وہ فاسق جو علانیہ گناہ کرتا۔ تیسرا وہ شخص جو گناہ پر مرتے دم تک اڑا رہا۔ گناہ
کرتا رہا۔ یہ تینون شخص پردے اُٹھنے تک اسی رنگ مین رہے۔ جب نشانیان ظاہر ہوین تو توبہ کرنے
مستعد ہوے۔ اِسوقت مین اُنکی توبہ غیر مقبول ہے۔ نہ اُنکی بیکسی پر رحم کیاجاتا ہے نہ اُنکی آہ وزاری سنی
جاتی ہے۔ انھین کی شان مین ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ الخ۔ یعنے جو برے عمل کرتے ہین اُن کے لئے توبہ نہین یہانتک کہ جب کسی کی موت
آکھڑی ہوتی ہے تو کہتا ہے مین اب توبہ کرتا ہون" اِن کے مقامات مین بھی فرق ہے بعضون کو ایسے
نازک وقت مین شہوات معاصی کا خیال آتا ہے اور چونکہ دل ذکر و خوفِ الٰہی سے خالی ہے عادی برا خیال
اُن کو ستاتا ہے۔ جب وہ برا رنگ دل پر چھا گیا تو اسی رنگ مین روح قبض کیجاتی ہے اور یہی اُسکا
خاتمہ قرار پاتا ہے۔ انھین باتون سے سچے لوگ خائف ہین (اللہ ہم سب کا خاتمہ بخیر کرے) بعد
ذکرِ کفار اہلِ شک ونفاق کا بیان ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ

حرف۔ قال مجاهد علی شك۔ سعید ابن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن
ابی حاتم نے تخریج کی (در) وقال البیضاوي علی طرف من الدین لاثبات له فيه كالذي يكون
علی طرف الجیش فان احسن بظفر قر والافر۔ عرائس مین ہے کہ اس آیت مین وہ لوگ بھی داخل ہین
جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی طمع یا خواہشِ نفس اور کرامات حاصل ہونیکی لالچ سے اور لوگون کی تعریف اور وجاہت حاصل
ہونے کے خیال سے کرتے ہین تاکہ دنیا ملجاے۔ اب اگر اُسکی مراد مل گئی تو اسی غرض پر مطمئن ہوکر عبادت مین مشغول
رہا اور اگر ان مین سے کوئی چیز بھی نہ ملی تو اولیاء کا لباس ترک کردیا۔ پھر دنیا مین جو اُسکا حال ہوا بیان فرماتا ہے
اُسنے دنیا و آخرت گنوائی۔ دنیا مین اُسکا خسارہ تو یہ ہوا کہ جو اُسنے مخلوق کے نزدیک اپنی قبولیت ومنزلت چاہی تھی

اَصَابَهٗ خَيْرُ ا۟طْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ا۟نْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا 22-

لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۚ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ 22-

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اور بعض شخص ایسا بھی ہے جو ایک کنارہ پر (یعنے شک سے) اللہ

کی عبادت کرتا ہے۔ پھر اگر اُسکو کوئی بھلائی پہونچ گئی تو اسکی وجہ سے مطمئن ہوگیا اور اگر اُسکو کوئی

بلا آپہونچی تو اُسی (پہلی) جہت پر اُلٹا پھر گیا (یعنے مرتد ہوگیا) اُسنے دنیا و آخرت گنوائی یہ (دارین

کی خرابی) وہ ظاہر خرابی ہے (پھر وہ مرتد) غیر خدا (یعنے بت) کی عبادت کرتا ہے جو نہ اُسکو ضرر

دیسکتا ہے اور نہ اُسکو نفع پہونچا سکتا ہے۔ یہ لے درجے کی گمراہی یہی ہے ایسے کو پوجتا ہے جسکے

فائدہ سے اُسکا نقصان زیادہ قریب ہے۔ بے شک بُرا دوست اور بُرا رفیق ہے۔ یعنی اُسکا

ضرر دنیا میں قبل آخرت نہایت نزدیک ہے بہ نسبت اُس نفع کے جو اُسنے آخرت میں (اُسکی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹۷) وہ نہ ملی۔ لوگون مین فضیحت اور رسوائی ہوی۔ طریق سنت سے پھر گیا پھر
اُسی نے لوگون کو بدعت وگمراہی کی طرف بلایا۔ اور آخرت مین اُسکی خواری یہ ہوگی کہ حجاب مین پڑا رہے گا اور
آتشِ جہنم مین جلیگا"۔ اقرب من نفعہ۔ اوّل آیت مین نفع و ضرر نہونا حقیقت حال کے اعتبار سے ہے
اور اس مقام پر اسکا اثبات باعتبار اُن کے زعم باطل کے ہے۔ پھر منافات بھی نہین ہے۔ (خفاجی) العشیر
الصاحب عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے (در) ۱؎ انقلب علی وجہہ۔ ای ارتد
کافرا سعید بن منصور وابن ابی شیبہ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے (در)
۲؎ ای من الاصنام (ابن کثیر)

شفاعت وغیرہ کا) زعم کیا ہے - یہ اسکا زعم بھی باطل ہے - بلکہ محض ضرر ہی ضرر یقینی ہوگا - ابن عباس وَمِنَ النَّاسِ الآیہ میں فرماتے ہیں کہ آدمی مدینہ کو آتا پھر اگر اسکی عورت لڑکا جنتی اور اسکے گھوڑیوں کو اولاد ہوتی تو کہتا کہ یہ دین اچھا ہے اور جو اولاد نہوتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے -

بعد بیان اشقیا - حال ابرار اسطرح بیان فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۝ مَنْ كَانَ

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ

فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

مَنْ يُّرِيْدُ۝ بے شک اللہ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے باغوں میں داخل کریگا

جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے - جو کوئی یہ گمان رکھتا ہو کہ اللہ

لِيَقْطَعْ — ورش وابو عمرو وابن عامر ساتھ لام مکسور کے -

سلہ امام بخاری وابن ابی حاتم وابن مردویہ (در) لن ینصرہ اللہ - قال ابن عباس ای لن ینصر اللہ محمدا

فلیمدد قال فلیربط حبلا الی السماء قال الی سماء بیتہ السقف ثم لیقطع قال ثم یختنق بہ حتی

یموت اخرجہ الفریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ

وابن مردویہ (در) بسبب - السبب الحبل وکل شئ یتوصل بہ الی غیرہ (مختار) لیقطع ثم لیختنق

وسمی الاختناق قطعا لان المختنق یقطع نفسہ بحبس مجاریہ (مدارک) ومفعول لیقطع محذوف

ای نفسہ بفتحتین او اجلہ ثم انہ ترک نسیا منسیا فصار بمعنی اختنق لانہ من خنق (خفاجی) یغیظ الغیظ

کا من العاجز تقول اغاظہ ...) وما مصدریۃ ای غیظہ او موصولۃ ای الذی یغیظہ ۱۲

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی دنیا اور آخرت مین ہرگز مدد نہ کریگا تو اُسکو چاہیے کہ ایک رسّی اوپر کی طرف

تانے پھر اپنے گلے مین پھانسی لگائے اب دیکھے آیا اُسکی اس تدبیر نے اُسکے غصہ کو دور کر دیا اور

ایسا ہی ہمنے قرآن اتارا کھلی نشانیان اور یہ کہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ یعنے اگر نبی کریم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت سے کسیکو غصہ آتا ہی تو وہ جاکر اپنا گلا گھونٹ لے اور مر جائے ہمکو تو

اپنے حبیب کی مدد کرنی ضرور ہے۔ یہ آیت اخبار غیب سے ہی مانند قول تعالےٰ کے قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

سَتُغْلَبُوْنَ الآیۃ۔ جب فرمایا کہ جسکو مین چاہتا ہون ہدایت دیتا ہون تو اب اُن دونون

فریقونکا حال بیان فرماتا ہے کہ ایک کو تو ہدایت ہوی۔ دوسرے کو نہ ہوی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ الصَّابِئُونَ نافع بغیر ہمزہ کے

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ

لہ لن ینصرہ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ اور مرجع الذین آمنوا سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ ایمان مین آپکے رسالت کی شہادت ضرور ہے (سراج) لہ یعنے جس طرح ہم نے اپنی قدرت کے دلائل واضح احیاء اموات پر بیان کئے اسی طرح ہمنے اس قرآن مین دلائل ظاہر بیان کئے لہ یعنے (ای نبی) کافرون سے کہدو کہ عنقریب تم مغلوب ہو جاؤگے ۱۲ ان الذین امنوا۔ اس اِنَّ کی خبر مین اِنَّ تاکید مع اسم وخبر کے مزید تاکید کیلئے واقع ہے یعنے جو ان ادیان مین سے کسی دین مین ہوگا تو ان دونون یعنے حق وباطل کا فیصلہ کر دینا اللہ پر ہے یعنے مومنین کو جنت مین داخل کریگا اور سارے گروہ کو دوزخ مین قتادہ نے فرمایا کہ صابئون وہ قوم ہے جو سورج اور چاند اور آگ پوجتی ہے اور مشرکین بتون کو پوجتے ہین۔ یہان چھ دین ہین۔ پانچ شیطان کے۔ ایک رحمٰن کا (ابن جریر)

۲ ع ۹ ۱۷

وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ جو لوگ ایمان لائے (یعنی مسلمان) اور جو یہودی ہین اور ستارے سجدہ

پرست اور نصارے اور مجوس (آتش پرست) اور جو شرک کرتے ہین بے شک اللہ ان سب مین

قیامت کے دن فیصلہ کردیگا البتہ اللہ ہر چیز پر مطلع ہے (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ جو

آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور

چارپائے اور بہت سے آدمی اللہ کو سجدہ کرتے ہین۔ اور بہت سے ایسے ہین جنپر عذاب ثابت ہوچکا

(جو سجدہ سے انکار کرتے ہین) اور جسے اللہ ذلیل کرے پھر اُسے کوئی عزت دینے والا نہین۔

وكثير من الناس - مجاہد نے فرمایا یہ مومنین ہین (ابن جریر) اگر اسکا عطف ماقبل پر مانا جائے تو ان کے قول کے
اسکے عمل کا جواز ہو سکتا ہے جو کہتے ہین کہ لفظ مشترک کے دونون معنی حقیقی لے سکتے ہین یا یہ کہ استعمال ایک لفظ کا حقیقت
و مجاز مین ہو سکتا ہے تو سجدہ کی نسبت اول مین باعتبار تسخیر و تذلیل کے ہے - اور لوگون کے اعتبار سے یہی
سجدۂ طاعت ہے جو معروف ہے - لیکن حنفیون کے پاس عموم مجاز لین تو ہو سکتا ہے - یعنے ایسے معنی
مجازی لئے جائین کہ جس مین معنی حقیقی بھی آجائین تو سجود کے عام معنے ہر شے کے لائق سجدہ ہے - اسپر رفع
بوجہ عطف ہوگا - یا اسکو رفع بوجہ ابتدا کے ہے اور خبر محذوف ہے یعنے وكثير من الناس استحق الثواب
بسبب قرینۂ وكثير حق عليه العذاب - اور اس مین بھی دو وجہ ہین یا تو معطوف سابق پر
ہے - چنانچہ مجاہد نے کہا ان کے سجدہ سے مراد ان کے سایہ کا سجدہ ہے اور جو معطوف نہ لیا جائے تو مبتدا
ہے - اور معنے اس طرح ہون گے وكثير ابى السجود کیونکہ حق عليه العذاب معصیت الٰہی پر دال ہے
جس سے وہ مستحق عذاب ہووے (ابن جریر مع تفسیر بصیرا) ۱۲

بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر شئے کا سجدہ اُس کے موافق ولایق ہے۔ اور شمس و قمر و نجوم کا ذکر صریح طور سے اس لئے فرمایا کہ لوگ انکو پوجتے ہین۔ تو بیان فرمایا کہ وہ خود اپنے خالق کو سجدہ کرتے ہین یعنے مطیع و فرمان بردار ہین پھر انکی عبادت کیسی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آفتاب جاتا ہے اور تحت عرش سجدہ کرتا ہے پھر اجازت لیتا ہے۔ قریب ہے کہ اُس سے کہا جائیگا کہ جہانسے آیا ہی اُدہر ہی پلٹ جا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی آیت سجدہ پڑہ کر سجدہ کرتا ہے۔ شیطان ایک طرف ہوکر روتا ہے کہتا ہے اے خرابی کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اُسنے کیا۔ اُسکو جنت ملی اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا مین نے نہ مانا۔ مجھے (جہنم کی) آگ نصیب ہوئی:

سلہ مجاہد نے کہا کہ پہاڑ جھاڑ۔ جانور زمین مین انکا سجدہ ان کے سایہ سے ہوتا ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوکر پھر ڈھلتا ہے اور سایہ کو تحول ہوتا ہے وہی سجدہ کرتا ہے (ر)۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ اور سورج۔ چاند۔ نجوم آسمان مین یہ بھی سب مسخر و محکوم ہین۔ راغب وغیرہ اہل لغت نے تحقیق کی کہ سجدہ اصل لغت مین تذلل و انقیاد ہے اور وہ انسان و حیوان و جماد سب مین عام ہے۔ پھر اُسکے دو قسم ایک سجدہ انقیاد سے جس سے مستحق ثواب ہو جو انسان کے لئے خاص ہے۔ دوسرا سجدۂ تسخیر اور وہ انسان وغیرہ کے لئے عام ہے پھر عرف لغت و شرع مین مشہور معنے کے لئے خاص ہو گیا (خفاجی) سلہ انقیاد کو تشبیہ دی اکمل افعال مکلف سے جو متعلق طاعت ہے یعنے سجود۔ اس مین اس بات سے آگاہی ہے کہ وہ کامل طور پر مسخر و متذلل ہین (روح البیان)۔ سلہ صحیحین مین ابو ذر رضی اللہ عنہ سے۔ سلہ صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ ۱۲

جب آدمیون مین سے اُن دو فریق کا بیان فرمایا کہ ایک بطور رغبت اللہ کو سجدہ کرتے ہین اور
دوسرے اس سجدہ سے محروم بلکہ تحت تصرف و مشیت جبرًا و قہرًا مطیع و منقاد ہین تو یہ دونون
باہم مخاصم ہوئے اس لئے فرمایا۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ
بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۚ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۚ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ
غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۚ یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے مخالف
ہین جو اپنے پروردگار کے بارہ مین جھگڑتے ہین تو جنھون نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے

ع۲

لہ عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے کہ انہون نے فرمایا کہ یہان خصمان سے مراد مؤمن و کافر ہین کہ وہ
دونون مرے بعد زندہ ہونے مین جھگڑا کرتے ہین (در) هٰذٰنِ خَصْمٰنِ۔ مجاہد و عطا بن ابی رباح و حسن سے کہ فرمایا یہ
مومن و کافر کی شان ہے۔ اپنے رب کے مقدمہ مین جھگڑا کرتے ہین (ابن جریر) یعنے یہ دشمنی اور لڑائی باہم بسبب دین کے ہے
ابن جریر کہتے ہین کہ یہ عموم ہی بہتر ہے۔ اور وہ جو روایت مین ہے کہ سیدنا علی و حمزہ وغیرہ کی شان مین اتری ہے (جسطرح آگے ہے)
وہ اسیطرح ہو کیونکہ آیت کسی ایک سبب سے اترتی ہے پھر جو اس سبب کے مثل ہو تمین عام ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسی قبیل سے ہے۔
اس لئے کہ بدر مین جو باہم لڑائی ہوئی تو ایک فریقین مین سے مشرک۔ دوسرے اہل ایمان۔ تو اب ہر کافر فریق کافرون مین محسوب ہوگا۔ اور ہر
مؤمن فریق مؤمنین سے۔ اور یہ دونون ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ یصب۔ صب الماء فانصب ای سکبہ فانسکب (مختار)
الحمیم۔ حم الماء سخنہ وبابہ رد والحمیم الماء الحار (مختار) یصھر قال مجاھد یذاب اذابۃ۔ اخرجہ
عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم واخرج ابن ابی شیبۃ عن الضحاک مثلہ (در) صھر الشئ
فانصھر ای اذابہ فذاب وبابہ قطع فھو صھیر (مختار) مقامع۔ قال الضحاک مطارق اخرجہ ابن
ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم (در) المقمعۃ بالکسر واحدۃ المقامع من حدید کالمحجن یضرب
بھا علی رأس الفیل و قمعہ ضربہ بھا (مختار) الحریق۔ المحرق مثل الالیم والوجیع (بغوی) ثم یہ صرف استعارہ

قطع کیئے گئے ہین۔ اُن کے سرون پر سے کہولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔ کہ جس سے جو کچھ اُن کے

پیٹ مین ہے اور کھالین گلجائین گی۔ اور اُن کے۔ (مارنیکے لئے) لوہے کے گرز ہین۔ جب

بوجہ غم دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اُسی مین پھر لوٹائے جائین گے۔ اور (کہا جائیگا) کہ

جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔ یعنے اُنکی اہانت قولی و فعلی دونون طرح کے عذاب سے ہوگی۔

روایت ہے کہ حضرت ابو ذر قسم کہاتے تھے کہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا

حضرت حمزہ و حضرت عبیدہ بن الحارث و حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ و شیبہ

(جو دونون بیٹے ربیعہ کے ہین) اور ولید بن عتبہ کے بارے مین نازل ہوی۔ جب وہ جنگ بدر

کے روز باہم لڑنے کو نکلے تھے۔ حضرت علی فرماتے ہین مین پہلا وہ شخص ہون کہ جو قیامت

مین حضرت باری تعالےٰ کے حضور مین اپنے دشمن سے خصومت کا فیصلہ کرانے حاضر ہونگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۶) بلیغ ہے یعنے آگ اُنکو سب طرف سے اسطرح احاطہ کریگی جس طرح وہ تکبر کا لباس پہنتے تھے۔ یا حقیقی معنی ہین جس طرح سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ اُن کے کرتے تانبے کے آگ مین لال کئے ہوئے ہون گے۔ جس سے بڑھکر کسی مین حرارت نہ ہوگی۔ اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے کی"۔ (در)

لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حمیم (یعنے گرم پانی) اُن کے سرون پر بہایا جائیگا۔ وہ اُن کے سرون کے بدیون سے پار ہوکر جوف تک پہونچیگا اور جو کچھ جوف یعنے پیٹ مین (یعنے آنتین وغیرہ) ہے صاف کردیگا۔ یہانتک کہ قدمون تک پہونچیگا یصہر سے یہی مراد ہے۔ پھر جیسا تھا ویسا ہی کردیا جائیگا"۔ ترمذی نے روایت کی اور تصحیح بھی کی اور عبد اللہ بن احمد نے زہد مین اور ابن حمید و ابن ابی حاتم اور حاکم اور تصحیح بھی کی اور ابو نعیم حلیہ مین اور ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے وہ آیت پڑھکر یہ روایت کی (در) لہ قال ابن عباس یضربون بها اخرجه ابن ابی حاتم (در)

سہ بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن ابی شیبہ وغیرہم (در)

حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہین کہ یہ آیت حضرت علی کے شان مین نازل ہوی - ابن عباس
سے روایت ہے کہ جب حضرت علی و حمزہ و عبیدہ رضی اللہ عنہم میدان مین نکلے - اور کافرون کی
طرف سے عتبہ و شیبہ و ولید - تو کافرون نے کہا کہ بات کرو تاہم تم کو پہچانین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا مین علی ہون - اور یہ حمزہ ہے - اور یہ عبیدہ ہین - کہنے لگے کہ ہان برابر کے ہمسر ہین - علی کرم اللہ وجہہ
نے فرمایا کہ ہم تم لوگون کو اللہ اور اسکے رسول کی طرف دعوت کرتے اور بلاتے ہین - عتبہ نے کہا
لڑنے کے لئے آگے بڑھ - سیدنا علی نے شیبہ سے مقابلہ کیا - اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اسکو قتل کر ڈالا -
حضرت حمزہ نے عتبہ سے مبارزہ کیا - آپنے بھی اسکو مار ڈالا - عبیدہ نے ولید سے مبارزہ کیا تو آپکو
کسیقدر مشقت ہوی - سیدنا علی (شیر خدا) نے آکر ولید کو بھی قتل کر ڈالا - جب ایک فریق
مخالف کا ذکر اور اسکا عذاب بیان ہوا تو دوسرا فریق جو مومنین ہے انکا ثواب بیان فرماتا ہے -

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝ وَهُدُوا
إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے
انکو اللہ ایسے باغون مین داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہین - انکو وہان سونیکے کنگن

۱ بخاری و نسائی و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و بیہقی (در) ۲ ابن مردویہ (در) اساور جمع اسورہ کی
اور وہ جمع سوار کی ہے - اور یہ صفت مفعول محذوف کی ہے ای حلیا من اساور ۱۲

ولؤلؤ ابن کثیر و ابو عمرو و ابن عامر و حمزہ و کسائی کی قراءت جر کے ساتھ ہے عطف ہے یعنی مرصع موتی کے جسطرح موتی کا گہنا ہوگا - اور نصب کی قراءت اساور کے محل پر عطف ہے اور شعبہ و ابو بکر نے ہمزہ اول کے کے پڑہتی ہین ۱۲

پہنائے جائین گے اور موتی[1]۔ اور وہان انکا لباس ریشمی ہوگا۔ اور انکو عمدہ بات (یعنے کلمۂ توحید) کی ہدایت دی گئی[2] اور انکو راہِ محمود دکھائی گئی[3]۔ طلائی کنگن اور موتی کا اس لئے بیان فرمایا کہ بادشاہ فارس کا یہی زیور تھا۔ اور عرب اسکو خواہش کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہمارے ہندوستان مین بھی امرا و بادشاہ سرپیچ و بازوبند مرصّع پہنتے ہین۔ پھر بھی دنیا کے زیور اور جنت کے زیور مین کیا مناسبت صرف اشتراک اسمی اور نام مین شابہت ہے۔ اور اہلِ جہنم کے کپڑون کے مقابلہ مین فرمایا کہ اہلِ جنت کا لباس حریر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے[4] فرمایا کہ جو شخص دنیا مین ریشم پہنے گا تو وہ آخرت مین نہ پہنیگا اور[5] جو دنیا مین شراب پئیگا تو آخرت مین نہ پئے گا اور جو سونے اور چاندی کے باسن مین پانی پئے گا تو آخرت مین نہ پئیگا۔ جب اللہ تعالےٰ کافرونکا حال جو آخرت مین ہوگا بیان فرمایا اب دنیوی حال انکا بیان

---

[1] ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن لوگون کے سر و نیز ایسے تاج ہونگے کہ ان مین سے ایک ادنیٰ موتی کی وہ چمک ہوگی کہ مغرب سے مشرق تک روشن کردے (رواہ الترمذی وقال غریب) صحیحین مین ہے کہ مومن کے جسم پر زیور وہان تک ہوگا جہانتک آبِ وضو پہونچا ہوا ہے (ابن کثیر)۔

[2] یا ایسے مکان کی ہدایت دیگئی جہان عمدہ بات سنتے ہین۔ یہ موافق سیاق کے نعمتِ آخرت ہے مثل وتحیتہم فیہا سلام کے۔ برخلاف اہلِ جہنم کے کہ انکو ہر طرف سے اہانت وملامت ہوگی مانند وذوقوا عذاب الحریق کے (ابن کثیر)

[3] اور صراط حمید سے مراد ایسی جگہ کی ہدایت کی گئی جہان اپنے رب عزوجل کی حمد کرین گے جس نے اُنپر یہ انعام واکرام فرمایا ہے (ابن کثیر) یا یہ معنی ہین کہ اللہ سزاوار حمد کی راہ دکھائی گئی جیسے الی صراط الحمید اللہ الذی الخ

[4] بخاری ومسلم عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے [5] نسائی وحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ۱۲

فرماتا ہے۔ چونکہ دونون غرض متباین نہین اسی لیئے بغیر عطف کے شروع فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَنِ الْعَاکِفُ

فِیْہِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ جو لوگ کافر ہوے

سَوَآءً سوآءٌ حفص کے کل قراء مرفوع پڑھتے ہین۔ خبر مقدم ہے اور العاکف مبتدا ہے اور یہ جملہ جعلنا کا مفعول ثانی ہے۔ اور مفعول اول ضمیر متصل ہے۔ للناس حال ہے اور حفص کی قراءت پر بنا بر مفعولیت منصوب ہے ۱۲۔

یصدون۔ مستقبل کا عطف ماضی پر ہے کیونکہ یہان اُس سے مراد نہ حال اور نہ استقبال ہے بلکہ مراد استمرار جمیع ازمنہ واوقات مین ہے گویا کہ اسطرح معنی ہوے یعنے وہ لوگ جو کافر ہوے انکی یہ صفت ہے کہ وہ راہ خدا سے روکتے ہین جیسا کہتے ہین۔ فلان یعطے ویمنع (کبیر) والمسجد الحرام۔ معطوف لفظ بلالہ ہے یعنے جو لوگ مومنین مین سے مسجد حرام کا ارادہ رکھتے ہین انکو روکتے ہین حالانکہ درحقیقت اس مسجد حرام کے مستحق مومنین ہین۔ سواء العاکف فیہ والباد۔ عاکف یعنے مقیم ومجاور۔ باد۔ جو بادیہ سے وہان آئے۔ اب مراد عام ہے خواہ بادیہ سے آئے یا کسی شہر سے آئے یعنے جو وہان داخل ہو چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ برابر ہے مقیم اور جو وہان داخل ہو۔ اخرجہ ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ بسند صحیح (در) یہان برابری سے تعظیم کعبہ اور مسجد حرام مین نماز پڑھنا اور بیت اللہ کے طواف مین وہان کا رہنے والا اور باہر سے آنے والا برابر ہے مجاہد وحسن کا یہی قول ہے۔ اور بعضے لوگون کا قول ہے کہ مکہ کے گھر اور مکانات مین مقیم اور جو باہر سے آجائین سب کا یکسان حق ہے۔ یہی قول ابوصالح وعبدالرحمن بن سابط اور عبدالرحمن بن زید کا ہے اور قتادہ نے بھی اسی طرح کہا اور اسی مسئلہ مین امام شافعی اور اسحق بن راہویہ نے مسجد خیف مین بیٹھ کر کلام کیا تو امام شافعی نے کہا اراضی مکہ مملوک ہوتی ہے اور میراث جاری ہوتی ہے اور انکا اجارہ جایز ہے اور یہ دلیل بیان کی کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کل کی روز آپ اپنے دار مین مکہ مین اترین گے آپ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی رباع ودار چھوڑا ہے اور بات یہ تھی کہ ابوطالب نے جب وفات پائی تو اسوقت عقیل کفر پر تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ وجعفر رضی اللہ تعالٰے عنہ اسلام پر تھے تو ابوطالب کی میراث عقیل کو پہونچی۔ اور میراث اسی چیز کی ہوتی ہے جسکا میت مالک ہو

اور اللہ کے راستے اور اس مسجدِ حرام سے روکتے ہین جو ہم نے تمام لوگون کے لئے بنائی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۰۰) اور یہ حدیث صحیحین مین ہے اور اس اثر سے بھی استدلال کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے صفوان بن امیہ سے ایک مکان مکہ مین چار ہزار درہم کو قید خانہ بنانے کے لئے خریدا اور یہی قول طاؤس اور عمرو بن دینار کا ہے۔ اور اسحٰق بن راہویہ نے کہا کہ وہ مملوک ومیراث نہین ہوتی اور نہ اسکا اجارہ جایز ہے اور یہ مذہب ایک گروہ کا صحابہ وتابعین سے ہے اور مجاہد وعطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو صریح بیان فرمایا اور اسحٰق بن راہویہ کی حجت وہ روایت ہے کہ علقمہ بن نضلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما نے وفات پائی اور حال یہ رہا کہ اراضی مکہ نہین کہلاتی تھین مگر سوائب جس شخص کو محتاجی ہے وہ رہا اور جو شخص مستغنی ہے وہ رکھا رواہ ابن ماجہ۔ (اور یعنے سوائب کے وقف غیر مملوک ہین) عبدالرزاق نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہا کہ دار ہائے مکہ کی بیع حلال نہین اور نہ انکا کرایہ حلال ہے۔ اور ابن جریج سے روایت کی کہ عطا رحمہ اللہ حرم مین کرایہ سے نہی کرتے تھے اور مجھے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ مکہ کے مکانون مین دروازے لگانے سے منع فرماتے تھے تاکہ حج کرنے والے انکی صحنون مین اتریں۔ پھر پہلے جس شخص نے دروازہ لگایا وہ سہیل بن عمرو تھے کہ انکو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ نے کہلا بھیجا تو انھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اتنی گذارش کی مہلت دیجئے کہ مین ایک مرد تاجر ہون تو مین نے اس احاطہ مین دروازہ لگانے سے یہ چاہا کہ میرے سواریان محفوظ رہین یعنی نکلکر بھاگ نہ جائین تو حضرت عمر رضی اللہ تعالے نے حکم دیا کہ اچھا اگر ایسا ہو تو کچھ مضایقہ نہین ہے۔ اور عبدالرزاق نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل مکہ تم اپنے احاطون مین دروازہ مت لگاؤ تاکہ حاجی جو آئین جہان چاہین اترین۔ اور عطاء سے روایت کی کہ اس آیت مین کہا کہ سواء العاکف فیہ والباد۔ کہا کہ بادی لوگ جہان چاہین گے اترین گے۔ اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی کہ جس نے مکہ مین گھر کا کرایہ کھایا اُسنے آگ کھائی۔

کہ وہان کا رہنے والا اور باہر کا یکسان ہے۔ اور جو وہان شرارت سے کجروی کرنا چاہے تو ہم اوسکو درد ناک عذاب چکھاوینگے۔ یعنے مکہ مین مصمم ارادہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دو خیمے تھے۔ ایک حل مین ایک حرم مین جب نماز پڑھنا ہوتا تو خیمہ حرم مین پڑھتے اور جب خفا ہونا ہوتا تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۸) اس مناظرہ مین امام احمد حنبل بھی موجود تھے اور لکھا کہ انہون نے درمیانی قول اختیار کیا کہ اراضی مکہ مملوک و میراث ہوتی ہے ولیکن اوسکا اجارہ جایز نہین ہے (ابن کثیر) ہدایہ کے کتاب الکراہت مین لکھا کہ بیوت مکہ کی عمارت بیچنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ولیکن زمین بمعیت عمارت کا بیچنا مکروہ ہے یہ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسف و محمد نے کہا کہ اسکی زمین بیچنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اس روایتِ ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد اس مسئلہ مین امام ابو یوسف کے ساتھ ہین ولیکن کمالین مین نقل کیا کہ امام محمد امام ابو حنیفہ کے ساتھ ہین اور لکھا کتاب الآثار مین ابو حنیفہ کی اسناد سے عبد اللہ بن عمر کی مرفوع حدیث نقل کی کہ اللہ نے مکہ حرم کیا پس حرام کر دی اُس کی زمین بیچنا اور اُسکا ثمن کھانا۔ امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین۔ یہ صریح ہے کہ امام محمد کے نزدیک بیع زمین مکروہ ہے پھر کمالین مین لکھا کہ اگر مسجد الحرام سے فقط حرم مراد ہو تو اراضی مکہ کی بیع و اجارہ جایز ہو گی اور لکھا امام ابو حنیفہ سے یہ بھی ایک روایت مین آیا ہے اور فتاوی مین ہے کہ اسی پر فتوے ہے ۱۲ **وَمَن يُرِدْ فِيهِ** - اسکا مفعول شیئاً محذوف ہے تا کہ ہر ایک کو شامل ہو جاوے **بِإِلْحَادٍ** - استقامتِ معنویہ سے پھر جانا یعنے حق سے باطل کی طرف میل کرنا یعنے ہر شے منہی خواہ قول ہو یا فعل یہ قول اقوال کو مفسرین کے شامل ہے **بِظُلْمٍ** یعنے بغیر حق - یہ دونون حال ہین مترادف یا ثانی پہلے سے ساتھ اعادۂ جار کے بدل ہے۔ سلہ سعید بن منصور و طبرانی ابن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا کہ جو سوائے بیت اللہ کے اور کہین گناہ کا ارادہ کرے لیکن نہ کیا تو وہ گناہ لکھا نہین جاتا۔ اور جو بیت اللہ مین برے کام کا عزم کیا تو اللہ اُسکو موت نہ دیگا یہانتک کہ اُسکو برا عذاب چکھائے گا (در) سلہ سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر وغیرہم (در)

خیمہ حل مین اگر عتاب فرماتے۔ مجاہدؒ نے کہا گناہ بھی مکہ مین کئی چند ہوتے ہین جسطرح نیکیان ہوتی

ہین **جب** خداوند تعالے نے فریقین کا ذکر اور ہر ایک کی جزا اور ذکر بیت اللہ پر اسکو ختم فرمایا پھر

اُسی مبارک مکان کے احکام بیان فرماتا ہے۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا 6

تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ 7

بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ 8

يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

لہ ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر (در) **واذ** یہ مفعول اذکر ہے بوّانا یعنے جب ہم نے اسکو معین کر دیا۔ اور اُن کے لئے اُسکو مکان ٹھہرایا۔ اور اُس کے بنانیکی اجازت دیدی ان لا تشرک یہ ان بوانا کا مفسر ہے اسلئے کہ بوانا معنی تعبدنا کو شامل ہے کیونکہ تبوئہ واسطے عبادت کے تھا۔ گویا لازمی معنے یون ہوے امرنا بالعبادۃ۔ (خفاجی) **للطائفین**۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم عطا سے کہ طائفین طواف کرنے والے ہین اور قائمین وہان نماز پڑھنے والے ہین (در) ابن جریر ابن زید سے کہ قائم و راکع و ساجد وہ مصلی ہے" بیضاوی نے کہا کہ شاید ارکان صلوۃ کو اس لئے بیان فرمایا تاکہ دلالت کرے کہ ہر ایک اُن مین سے مستقل اس بات کا مقتضی ہے اور خصوص جب ایکجا جمع ہو جائین تو پھر تو تطہیر ضرور ہے" ایک قول ابن عباس سے یہ ہے کہ طائفین سے مراد وہ لوگ ہین جو پردیس سے حج کرنے جاتے ہین اور قائمین جو وہین مقیم ہین اور **الرکع السجود** نماز پڑھنے والے (خطیب) رکع جمع راکع اور سجود جمع ساجد ہے۔ **رجالا**۔ مشاۃ علی ارجلہم جمع راجل مثل قایم و قیام (بغوی) ابن عباس نے فرمایا علی رجلہم مجاہد نے کہا کہ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پیدل حج کو گئے تھے (ابن جریر) ضامر ای رکبانا **علی کل ضامر** والضامر البعیر المہزول (بغوی) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ضامر سے مراد اونٹ ہے (ابن جریر) **فج عمیق** ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مکانا بعیدا و ایسا ہی ابن جریج و قتادہ سے بھی مروی ہے (ابن جریر)

اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ٭ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ

الْعَتِيْقِ ٭ ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ صلے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ٭ لا حُنَفَآءَ لِلّٰهِ

لِيَقْضُوْا ورش وقنبل وبصری و ابن عامر ساکنہ کسر لام کے ۱۲ | وَلْيُوْفُوْا شعبہ ساکنہ فتح واو اور تشدید فاء کے تفعیل سے ۱۲

وَلْيَطَّوَّفُوْا ابن ذکوان ساکنہ کسر لام سے ۱۲

البائس۔ راغب نے کہا بؤس وبأس و بأساء مکروہ اور شدت ہے (خفاجی) تو یہاں بائس سے مراد بؤس والا اور بؤس شدت کو کہتے ہیں۔ پھر فقیر سے زیادہ توضیح ہوگئی۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بائس تنہا اور اپاہج ہے عکرمہ کہتے ہیں کہ بائس وہ فقیر مضطر ہے جو صاحب بؤس ہو (ابن جریر) لیقضوا تفثھم۔ قال الراغب اصل التفث وسخ الظفر وغیر ذلک مما من شانه ان یزال عن البدن والقضاء فصل الامر قولا کان ذلک او فعلا (روح البیان) التفث الوسخ والقذارة من طول الشعر والاظفار والشعث یقول العرب لمن یستقذره ما انفثک ای اوسخک۔ لیقضوا تفثھم ای لیزیلوا ادرانھم والمراد منه الخروج عن الاحرام بالحلق وقص الشارب ونتف الابط (بغوی) ولیطوفوا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ طواف زیارت ہے (ابن جریر) یہی طواف رکن حج ہے جو عرفات پر جانے کے بعد ہوتا ہے العتیق۔ ابن عباسؓ و ابن زبیرؓ مجاہد و قتادہ کہ عتیق اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ نے متکبروں کے ہاتھ سے چھڑا لیا کوئی منکر اسکو خراب نہ کرسکیگا۔ ابن زید و حسن فرماتے ہیں کہ عتیق کے معنے قدیم ہیں کہا جاتا ہے دینار عتیق ای قدیم (بغوی) ذلک۔ یہ اسم اشارہ خبر مبتدا مقدر ہے۔ ای الامر والشان ذلک المذکور (سراج) حرمات۔ جمع حرمة وھو ما یحترم شرعا (خفاجی) الرجس۔ ای سبب الرجس وھو العذاب والرجس بمعنی الرجز (بغوی)۔

قول الزور۔ امام احمد و ترمذی و ابن منذر و ابن جریر وغیرہم ایمن بن خریم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جھوٹی گواہی اللہ تعالٰے کے ساتھ شریک کرنے کے برابر رکھی گئی ہے۔ اسکو تین مرتبہ فرمایا پھر یہی آیت پڑھی" امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہم خریم بن فاتک الاسدی سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جھوٹی گواہی اللہ تعالٰے کے

فتخطفه
تاءِ مع ساتهہ فتح ط اور تشدید طا سے تفعّل سے ۱۲

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ

اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ اور (اے نبی کریم یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم کیلئے

خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی (یہ کہکر) کہ میرے ساتھ کسی کو نہ شریک کرو۔ اور میرا گھر طواف کرنیوالون

اور کھڑے رہنے والون اور رکوع و سجود کرنیوالون کے لئے پاک رکھو۔ اور لوگون مین حج کیلئے پکار دو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) ساتھ شریک کرنے کے برابر کیگئی ہے پھر یہ آیت پڑھی" سفیان ثوری ابن مسعود سے روایت کی کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ "جھوٹی گواہی اللہ تعالے کے ساتھ شریک کرنے کے برابر ہے پھر یہی آیت پڑہی" امام احمد و بخاری و مسلم و ترمذی ابوبکرہ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے بڑے کبیرہ گناہون سے آگاہ کرون تین مرتبہ فرمایا ہم لوگون نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگاہ فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اٹھ بیٹھے اور فرمایا اور قول زور۔ خبردار ہو جھوٹی گواہی سے بچو اُسکو برابر آپ مکرر کرر فرماتے تھے یہانتک کہ ہم نے آرزو کی کہ آپ خاموش ہو جائین تو اچھا ہے۔ (در) حنفاء۔ باطل سے حق کی طرف میل کرنے والے عبد بن حمید و ابن منذر و ابن ابی حاتم مجاہد سے انہون نے کہا کہ معنے متبعین ہین (در)۔ خرّ خَرَّ يَخِرُّ بالکسر خرورا ای سقط (مختار) فتخطفه الطير۔ ای تسلبه الطير وتذهب به والخطف والاختطاف تناول الشئ بسرعة (بغوی) تهوی۔ ای تميل وتذهب به۔ سحیق مجاہد نے کہا بعید اسکی تخریج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے کی۔ (در) اور اے نبی کریم یاد کرو اس مین مشرکین کے لئے توبیخ ہے کہ جو مکان ابتدا ہی مین خدائے تعالے کی توحید و عبادت کے لئے بنا ہو وہان بتون کا بٹھانا اور انکی پرستش قابل افسوس ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ یعنے اسکو فقط میرے نام پر بناؤ (ابن کثیر) ۱۲

کہ وہ تمھاری طرف پیادے اور سوار ہوکر آئین دُبلے دُبلے اونٹون پر جو ہر راہ دور (و دراز سے) آئین گے

تاکہ اپنے (دینی دنیوی) فائدہ کے لئے حاضر ہو جائین اور چند معلوم دنون مین اللہ کا نام لین آن

سلہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ لیشھدوا منافع لھم۔ قال منافع فی الدنیا ومنافع فی الاٰخرۃ فاما منافع الاخرۃ فرضوان اللہ عزوجل ط۔ امنافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذلک الیوم والذبائح والتجارات۔ واخرج عبد بن حمید وابن جریر عن مجاھد لیشھدوا منافع لھم۔ قال الاجر فی الاخرۃ والتجارۃ فی الدنیا (در) سلہ اکثر مفسرین نے کہا کہ ایام معلومات دس روز ذی الحجہ کے ہین اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ وامام شافعی اور قول مشہور امام احمد کا ہے "ابوبکر مروزی کتاب العیدین مین اور ابن ابی حاتم ابن عباس سے کہ آپ نے فرمایا ایام معلومات دس دن ہین (در) بیضاوی نے کہا کہ وقت مہیا کرنے قربانیون اور وقت ذبح کرنے کے یعنے نو دن تک بطور شکریہ تکبیر وتہلیل کرین اور دسوین روز قربانی کے وقت تکبیر کہین" ابن منذر وابن ابی حاتم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایام معلومات تو یوم نحر اور اس کے بعد کے دو دن ہین اور ایام معدودات بعد یوم نحر (یعنے دسوین ذالحجہ) کے تین روز ہین۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہی قول سدی کا اور مذہب امام مالک کا ہے الخ۔ کھاؤ یعنی ان انعام سے مجاہد نے فرمایا یہ رخصت ہے اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نہ کھاوے۔ بمنزلہ اس قول تعالےٰ کے واذا حللتم فاصطادوا۔ اسکی تخریج عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر اور بیہقی نے اپنے سنن مین کی (در) یعنے یہ امر اباحت ہے یا امر ندب ہے جسطرح مذہب امام ابی حنیفہ ہے۔ اب رہا ہدی واجب اور وہ قربانی جو بطور جرم وگناہ کے کرنی پڑتی ہے یا احرام مین شکار کرنے یا حرم کے کسی جانور کو ستانے سے لازم آتی ہے۔ یا حج وعمرہ ایک احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین واجب ہوتی ہے جسکو قران حج کہتے ہین۔ یا حج وعمرہ دو احرام سے ادا کرنے کے شکریہ مین جس کو تمتع یا متعہ کہتے ہین واجب ہوتی ہے یا اپنے اوپر نذر کرنے سے واجب ہوتی ہے تو امام شافعی نے فرمایا کہ انمین سے خود کھانا جایز نہین اور ایک قوم کا بھی یہی قول ہے۔ اور ابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ سوائے جزائے صید ونذر کے ان کو نہ کھاوے اور باقی واجبات سب کھا سکتا ہے۔ اور یہی قول امام احمد واسحق کا ہے

چوپاؤن مویشی (کے ذبح کرنے) پر جو اُن کو اللہ نے دیے ہین۔ تو (لوگو) اسمین سے کھاؤ (تو جایز ہے)
اور مصیبت زدہ محتاجون کو کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنا میل (ناخن وغیرہ) دور کرین (یعنے احرام
کھولین) اور اپنی نذرین پوری کرین۔ اور اُس قدیم گھر کا طواف کرین۔ (بات) یہ ہے اور جو اللہ
کی قابل حرمت چیزون کی تعظیم کرے تو وہ اُسکے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے۔ اور تمھارے
لئے چوپائے حلال کر دئے گئے اُن چیزون کے سوا جو تمپر پڑھی جاتی ہین (یعنے مردار و خنزیر اور
جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے وغیرہ) تو بتون کی پلیدی سے بچتے رہو اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو
ایک اللہ کے ہو کر کسی کو اُسکا شریک نہ کرو۔ اور جو اللہ کا شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک سوائے جزاے صید و نذر و فدیۂ اذی کے باقی سب واجبات
مین سے کھائے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اُن کے اصحاب نے کہا کہ قربانی قران و قربانی تمتع جو بطور شکریہ واجب ہوتی ہین کھا سکتا ہے
اور باقی واجبات مین سے نہین کھا سکتا ہے (خفاجی) یعنے احرام کھولین۔ ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے کہ آپ نے فرمایا تفث سے مراد احرام کھولنا ہے جیسے سر منڈائین اور کپڑے پہنین اور ناخن کتروالین (در منثور) لہ یعنے جو
قرآن مین دوسرے جاے مذکور ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ وَالْمَوْقُوذَةُ
وَالْمُتَرَدِّيَةُ الآیہ۔ ۲ہ اگر یہ تشبیہ مرکب ہو تو گویا اسطرح معنے ہوے کہ جس نے شرک کیا تو وہ پوری طور سے خود کو ہلاک
کیا اور اُسکے حال کو ایسے شخص کے حال سے تشبیہ دی جو آسمان سے گرا اور پرندے اُسکو بوٹیاں بوٹیاں کرکے اچک لیجاتے ہین
یا اُسکو ہوا کہین اور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے۔ اور اگر یہ تشبیہ مفرق ہو تو ایمان کو باعتبار علو کے آسمان سے تشبیہ دی۔ اور مشرک کو آسمان
سے گرنے والے سے تشبیہ دی۔ اور جو خواہشات کہ اُسکو پریشان و حیران کر رہے ہین اُن کو پرندون سے جو اچک لیجاتے ہین۔
اور شیطان کو جو وادی ضلالت مین گراتا ہے ہوا سے تشبیہ دی جو میدان ہلاکی مین اسکو ہلاک کرتی ہے (کبیر) ۱۲

گر پڑا پھر اُسکو پرندے اُچک لیجاتے ہین یا اُسکو ہوا کسی دور جگہ مین لیجا کر ڈالتی ہے (یعنے مشرک کا انجام ہلاکت ہے) روایت ہے کہ[1] جب ابراہیم علیہ السلام کو لوگون مین حج کے لئے پکارنے کا حکم ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اے رب اُن لوگون کو میری آواز کس طرح پہونچیگی تو حکم ہوا کہ تم پکارو پہونچانا ہمارا کام ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پکارا اے لوگو تمھارے رب نے ایک مکان بنایا ہے تم اُسکا حج کرو۔ یہہ آپکی آواز تمام روے زمین مین پہونچگئی اور جس (روح[2]) کے حصہ مین اللہ نے حج کرنا ٹھیرایا تھا اُس نے جواب دیا لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ **بیانِ حج**۔ چونکہ حج ارکانِ اسلام مین سے ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُنِيَ[3] الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اَلْحَدِيْث۔ اس لئے تہوڑا سا بیان اسکا بھی ضرور ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کعبہ کا حج کرے اور عورت سے فحش کلام نہ کرے اور نہ گناہ کرے تو وہ اپنے گناہون سے ایسا نکل جائیگا جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا[4] جس دن تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص توشے اور سواری کا مالک ہے کہ اُس کو بیت اللہ تک

[1] یہ مضمون اُن روایات کا ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے (مع اسنادات) طول کے ساتھ روایت کی ہے (ابن کثیر)[2] چونکہ ارواح کی خلقت اجسام سے پہلے ہے تو پھر بحکم الٰہی جواب دینے مین کیا تامل ہے۔ ہان جسکو قدرت خدا سے انکار ہے وہ جلد توبہ کرے ورنہ اس جہان سے کافر و روسیاہ ہوکر جانا ہوگا ۱۲ [3] اسلام پانچ باتون پر مبنی ہے [4] بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) [5] ترمذی بروایت علی مرتضے رضی اللہ عنہ اور کہا کہ غریب ہے اور اُسکی سند مین گفتگو ہے اور ہلال بن عبد اللہ مجہول ہے۔ اور حارث حدیث مین ضعیف کہا جاتا ہے (مشکوٰۃ) اور ابن عدی مثل اُسکے بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (تخریجات عراقی)

پہونچا دے۔ اور اس نے اسپر بھی حج نہ کیا تو اگر چاہے یہودی مرے۔ چاہے نصرانی۔ اور یہ (حکم) اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا[۱] رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ جلدی کرے[۲] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ کے مہمان تین ہین (۱) جہاد کرنیوالے (۲) حج کرنیوالے (۳) عمرہ کرنیوالے[۳] رسول خدا نے فرمایا جب تو حاجی سے ملاقات کرے (یعنی حج کئے بعد) تو اسکو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے کہہ کہ تیرے لئے گھر مین داخل ہونے سے پہلے بخشش چاہے۔ اس لئے کہ بیشک وہ بخشا گیا ہے۔[۴] رسول اللہ کو ایک عورت نے لڑکا ہاتھ مین اونچا کر کے (یعنے لیجا کر) دکھایا اور پوچھا کیا

---

[۱] اور واسطے اللہ کے ان لوگون پر خانہ کعبہ کا حج کرنا واجب ہے جو اسکی راہ کی طرف طاقت رکھے ۱۲ ترمذی ابوداؤد ودارمی نے بروایت ابن عباس نقل کی (مشکوٰۃ) [۲] یعنے جو کوئی حج کرنا چاہے اور اس سے ہوسکے اور اگر اپنے پر قادر ہو تو چاہیئے کہ جلدی کرے اور فرصت کو غنیمت جانے۔ اس لئے کہ اسکی تاخیر مین بہت سی آفتین ہین ۱۲ اور بہت صحیح روایت امام ابو حنیفہ وامام مالک و امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سے یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے یعنے جب حج فرض ہوا اور موسم حج آیا اور قافلہ فراہم ہو تو اسی سال حج کرے۔ دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے۔ اگر کئی سال تاخیر کریگا تو فاسق ہوگا۔ اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائیگی۔ پھر اگر اسباب جاتا رہیگا تو فرض اسکے ذمہ رہیگا۔ اور امام شافعی وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک واجب علی التراخی ہے۔ یعنے آخر عمر تک اسکی تاخیر جائز ہے۔ جس طرح نماز کی آخر وقت تک تاخیر جائز ہے۔ لیکن اگر حج فوت ہونے کا گمان ہو تو تاخیر نکرے اور جو باوجود حج فرض ہونے کے حج نہ کیا اور مرگیا تو سب کے نزدیک گنہگار رہا (اشعۃ اللمعات ودر مختار)۔ [۳] نسائی اور بیہقی شعب الایمان مین بروایت ابی ہریرہ (مشکوٰۃ) [۴] امام احمد بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)۔ [۵] مسلم بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ)

بیان ارکان حج و عمرہ

اُس کے لئے حج (یعنے حج کا ثواب[1]) ہی۔ فرمایا ہان۔ اور تیرے لئے بھی ثواب ہی۔ ایک عورت[2] نے
خثعم مین سے کہا کہ یارسول اللہ اللہ نے اپنے بندون پر حج فرض کیا اور میرا باپ بہت بوڑہا ہی سواری
پر بھر نہین سکتا کیا اُسکی طرف مین حج کرون فرمایا ہان۔ ایک شخص[3] پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
کہا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کرے اور وہ مرگئی۔ نبی نے فرمایا کہ اگر اُسپر دین ہوتا تو کیا تو اسکو ادا
کرتا۔ کہا ہان۔ فرمایا اللہ کا دین بھی ادا کر کیونکہ وہ ادا کرنیکے لایق تر ہے **حکایت**۔ ابن موفق[4] نے

---

[1] یعنے لڑکے کو بھی حج نفل کا ثواب ملیگا اور ماں کو بھی کیونکہ اُسنے حج کی تعلیم کی اور ہر طرح کی خبرگیری کرتی ہے لیکن بعد بالغ ہونیکے
شرایط حج کی فرضیت کے پائے تو پھر حج کرے حج فرض ساقط نہین ہوتا۔ اور اسی طرح غلام لیکن فقیر کو بعد غنی ہونیکے پھر دوسرا حج
فرض نہین ہے (اشعۃ اللمعات) بخاری ومسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ) بخاری ومسلم بروایت ابن عباس (مشکوٰۃ)
مسئلہ۔ جو قدرت حج کی رکھتا تھا اور سب شرطین اُسمین موجود تھین پھر وہ معذور ہوا خواہ بہت بڑہاپے سے یا بیماریسے
جیسے لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج۔ اندھا۔ مفلوج یا دایم الحبس یا خائف حاکم سے اور اسکے پاس مال ہے اوسپر واجب ہے
کہ دوسرے کو مال دیکر اپنی طرف سے حج کرلے کہ ادا ہو جائیگا۔ بشرطیکہ ہمیشہ معذور رہے اور اگر بعد حج کرانے کے عذر
جاتا رہا تو اُسکو خود حج کرنا چاہئے ہان اگر معذوری کی حالت مین اوس نے کسی طرح آپ حج کیا تو ادا ہوا پس بعد دور
ہونے عذر کے اور حج کرنا لازم نہین۔ یہہ تینون اماموں کا مذہب ہے اور امام احمد فرماتے ہین کہ اسپر حج واجب
نہین کیونکہ حج ایسے شخص پر واجب ہے جو اپنی خاص ذات سے مستطیع ہو۔ (میزان) مسئلہ جسپر حج واجب تھا وہ مرگیا اور اسنے
حج کرانیکی وصیت کی تھی تو وارثون پر مال کے تیسرے حصہ سے حج کرانا لازم ہے جہان سے اوسنے بیان کیا ہو ورنہ اُسکے وطن سے
اگر تہائی مال کافی ہو ورنہ جہان سے ہوسکے۔ اور اگر وصیت نہین کی تھی لیکن وارث اُسکی طرف سے آپ حج کرے یا اُسکے مال سے
کروادے تو بھی جایز ہے۔ لیکن امام شافعی و امام احمد فرماتے ہین کہ جب کوئی شخص بعد قدرت حج کے حج نہ کیا اور مرگیا
تو حج اُسکے اصل مال مین سے واجب ہے۔ خواہ وصیت کرے یا نہ کرے مثل قرض کے۔ (میزان)۔ [4]

قوت القلوب جلد ثانی صفحہ ۱۲۱ - ۱۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کئی حج کیے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے ابن موفق تونے میری طرف سے حج کیا۔ میں نے گذارش کی کہ ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا تونے میری طرف سے لبیک بھی کہا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہ تیرا مجھپر احسان ہے۔ اسکا بدلہ مجھسے قیامت میں ملیگا کہ حشر کے روز تیرا ہاتھ پکڑکے جنت میں داخل کر دونگا اور لوگ حساب کی سختی میں ہونگے۔ آداب حج ساتھ ہیں (۱) رفیق نیکبخت ساتھ ہو۔ اور خرچ راہ پاک اور حلال ہو۔ کیونکہ زادِ حلال دل کو نورانی کرتا ہے۔ اور رفیق نیک بھلائی یاد دلاتا اور برائی سے روکتا ہے (۲) مالِ تجارت ہمراہ نہو تاکہ دل پریشان اور فکر مشوش نہو علاوہ خالص نیت بھی نہوگی (۳) راہ میں کھانے میں توسیع کرے اور خوب پکائے۔ رفیقوں اور کرایہ والوں سے نرمی سے بات کرے اور اپنی شیریں کلامی سے سب کو خوش کرے (۴) فحش و بدکاری اور لڑائی چھوڑ دے بلکہ بیکار بات بھی نہ کرے قرآن و ذکر میں مشغول رہے (۵) سامان کے اونٹ پر سوار ہووے محمل پر نہ بیٹھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[1] نے بوجھ کے اونٹ پر حج کیا تھا۔ اور آپ کے نیچے پرانا پالان اور ایک پرانی چادر تھی جسکی قیمت چار درہم تھی اور اسی سواری پر طواف فرمایا تاکہ لوگ آپکی سیرت اور عادت دیکھیں۔ اور ارشاد فرمایا[2] خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ یعنے مجھسے حج کے اعمال سیکھو۔ خستہ حال اور الجھے بال اور غبار آلودہ رہے زینت

آداب حج

---

[1] ترمذی شمائل میں وابن ماجہ بروایت انس رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) [2] مسلم و نسائی بروایت جابر رضی اللہ عنہ (تخریج عراقی) یہ آداب حج احیاء العلوم سے بطور اختصار نقل کئے گئے ۱۲

نہ کرے بلکہ ہیئت مسکینون پر رہے تاکہ کہین متکبرون اور آرام طلبون کے دفتر مین نہ ہو جاے۔ حدیث[1] مین ہے کہ حاجی وہی ہے کہ بال اُلجھے ہون اور بدن مین سے بو آتی ہو (۶) یہ ہے کہ صبح اور شام کو سواری کے آرام دینے کے لئے اتر پڑے کہ یہ امر سنت[2] ہی اور کرایہ والا بھی خوش ہوتا ہے اور جو چیز[3] جانور کی طاقت سے زیادہ ہو اُسپر نہ لادے (۷) جو کچھ خرچ کیا ہو اُسپر خوش ہووے۔ اور اسیطرح اگر کچھ نقصان یا مصیبت خواہ مالی یا بدنی پہونچے مسرور ہووے۔ اُسکو حج کے قبول ہونیکی علامتین سمجھے اسرار حج بہت ہین انمین سے دو قسم لکھے ہین۔ (۱) جبتک آدمی شہوات سے پاک نہ ہو اور ضروری چیزون پر اکتفا کرکے لذات سے باز نہ رہے اور تمام حرکات وسکنات مین خاص اللہ تعالی کے لئے نہ ہو رہے تب تک خداے تعالے تک اُسکی رسائی نہین ہوسکتی اور اسی وجہ سے پہلے ملتون کے لوگ خلق سے تنہا ہوکر راہب ہوگئے اور پہاڑون کی چوٹیون پر جا رہے۔ اور اس اُمت کے لئے اللہ تعالے نے رہبانیت کے بدلے حج مقرر فرمایا۔ جسطرح حدیث[4] مین آیا ہے۔ پھر خانۂ کعبہ کو کتنے شرف عنایت فرمائے کہ اُسکو اپنی ذات پاک کی

اسرار حج

[1] ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابن عمر اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے (تخریج عراقی) [2] طبرانی اوسط بروایت انس رضی اللہ تعالے عنہ حکایت[3] ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت مین عرض کی کہ آپ میرا خط لیجاے اور مکتوب الیہ کو پہونچا دیجئے آپ نے فرمایا کہ مین اونٹ والون سے پوچھ لون تو لیلون گا کیونکہ مین نے اونٹ کرایہ کیا ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ خط کے لیجانے سے بھی احتیاط کی جسمین کچھ وزن نہین ہوتا اور تقوے کے باب مین احتیاط کا طریق یہی ہے اسلئے کہ اگر کم کی راہ کھلتی ہے تو پھر بہت پر رفتہ رفتہ نوبت پہونچ جاتی ہے۔ (احیاء العلوم) [4] ابوداؤد بروایت ابو اسامہ [5] القس مین ہے جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی الخ جسطرح کعبہ

طرف منسوب کیا اور اپنے بندون کا مقصود ٹھہرایا۔ اور اسکے اطراف کی زمین کو اوسکی عظمت اور
شان کے لئے حرم بنایا۔ عرفات کو ایسا کر دیا جیسے حرم کے سامنے میدان ہوتا ہے پھر اوس جگہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۱)) بیتِ ظاہر ہے اسی طرح قلب بیتِ باطن ہے تو اسی طرح بیتِ باطن کو خطراتِ نفسانیہ سے پاک رکھے
جیسے بیتِ ظاہر کو پاک رکھنے کا حکم ہے۔ واسطے طواف کرنے والون اور کھڑے رہنے والون کے۔ قلب کے واسطے طائفین انوار
تجلی اور وارداتِ غیبی ہین۔ اور قائمین انوارِ معرفت ہین۔ اور رکوع و سجود کرنے والے انوار ایمان و اسلام ہین یا یہ کہ طائفین
ملائکہ الہام اور قائمین ارواح ہین۔ حاصل اشارات یہ ہین کہ قلب کو ماسوائے حق سے پاک رکھے تاکہ یہ چیزین نجاست خطرات
شیطانیہ سے مشوش نہ ہون۔ کہ وہ تمھاری طرف پیدل آئین۔ اشارہ ہے کہ ہر چیز سے مجرد اور اپنے نفوس سے پاک ہو کر زیارت
کے لئے حاضر ہونگے۔ اور دبلے دبلے اونٹون پر سوار ہو کر آئین۔ یعنے اگر نفوس سے تجرید حاصل نہ ہوئی ہو تو اپنے نفوس پر سوار
ہو کر آئین گے۔ جو صامر ہون یعنے ریاضت و مجاہدات سے دبلے ہون۔ اُس مین سے مصیبت زدہ محتاجون کو کھاؤ اور کھلاؤ۔
اس مین اشارہ ہے کہ فقرا و مساکین کے ساتھ کھانے مین تواضع کرین۔ اور پاکیزہ کھانا اپنے لئے مخصوص نہ کرین۔ بلکہ اُن کو
اپنے ہمراہ شریک کرین۔ اور اسمین ایک لطیف اشارہ ہے کہ جو امور مکاشفہ و مشاہدہ سے ظاہر ہون جو غذائے روح ہین۔
اُسمین اہلِ ارادت کو شریک کرین اور تنہا نہ کھائین۔ اور جو اللہ کی قابلِ حرمت چیزون کی تعظیم کرے تو وہ اُس کے لئے اُسکے پروردگار کے پاس بہتر ہے
حرماتِ الٰہی کو عظمت کے معلوم و مفسر ہین۔ اور حرماتِ الٰہی قلب مین وہ مقام اتحاد و اتصافِ قرب ہے کہ اُس سے خواہ توحید و اتصاف تفرید مین حد انیت
و فردانیت حق عزوجل کی تعظیم قایم ہے۔ اور بندگی و عجز و نقص کو جو بندہ کی ذات کے واسطے لازم ہے نہ بھولے۔ اور دعوی سکر کہ انانیت ہے
نہ آنے پاوے۔ پس جو وہان بصفتِ عبودیت محفوظ رہا وہ مقام صحو و ہشیاری مین بادت مراتب سے سرفراز ہوتا ہے اور امام صحو و تمکین ہو جاتا ہے اور
طریقت کے سالکین و حقیقت کے واصلین اسکی اقتدا کرتے ہین اور جس نے وہان سکر مین انانیت کا دعویٰ کیا وہ نکل گیا۔ اور غیرت کبریائی مین سولی
دیا جاتا ہے اور ہیبت و کبریائی و سلطنت مین آگ سے سوختہ ہوتا ہے۔ اور اشارت ہے کہ جس نے حق عزوجل کو حادث سے منفرد دیکھا اور مشاہدہ مین اپنی طمع
و حظوظ سے بیزار رہا تو اُسنے مقام قرب مین احترام کی رعایت رکھی۔ اور جس نے اپنے حظوظ کی طرف توجہ کی وہ مقام مین نہین رہا۔ مترجم کہتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس بھی اعظم حرمات اللہ اور اعظم شعائر اللہ ہے جسقدر ہو سکے اُنکی تعظیم کرو لیکن نصارے نے جو اپنے
نبی کی شان مین کہا وہ نہ کہو۔ سے دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِيْ نَبِيِّهِمْ ۔ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمْ + ۱۲

حرمت کی تاکید زیادہ کی کہ اسکے شکار اور درخت کو حرام کردیا اور اسکو ایسا بنا دیا جیسے بادشاہون کا
دربار ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والے دور دراز راہون سے ژولیدہ مُنہ غبار آلودہ رب البیت کیلئے
انکسار کرتے اور اسکی جلال و عزت کے سامنے خضوع و خشوع سے با ادب چلے آئین اور باوجود اسکے
اسبات کے مقر ہون کہ اللہ تعالے اس امر سے منزہ ہے کہ کوئی گھر اسکو گھیرے یا کوئی شہر اوسکو اپنے درمیان
مین لیوے تاکہ اسبات سے اونکی غلامی اور بندگی بڑھ جاے اور فرمان برداری اور انقیاد کامل تر
ہوجاوے اور اسی لئے بندون پر حج مین وہ اعمال مقرر فرماے جن کے ساتھ نفس مانوس ہوا اور
اُنکی وجھون کو عقلین نپاسکین مثلاً پتھرون پر کنکرین مارنا اور صفا و مروہ کے درمیان چند بار آمد و
رفت کرنا وغیرہ اور اُن جیسے اعمال سے کمال غلامی و بندگی ظاہر ہوتی ہے اسلیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے[۱]
ارشاد فرمایا۔ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا یعنے مین حج کے لیئے بندگی اور غلامی کی راہ سے
حاضر ہون (۲) حج کا حال سفر آخرت سے مشابہ ہے۔ گھر سے نکلنا اور اولاد و مال کو چھوڑنا دنیا سے
گذرنیکو یاد دلاتا ہے اور اونٹ کی سواری سے جنازہ یاد آتا ہے۔ اور احرام باندھنا گویا کفن مین
لپیٹنے کا نمونہ ہے۔ اور جنگل مین رہزنون کی دہشت سے منکر نکیر کی سوال کی دہشت یاد کرے۔
اور درندون سے قبر کے سانپ بچھو اور کیڑے خیال کرے۔ اور جب لَبَّيْكَ کہے تو سمجھے کہ مین خدا[۲]
تعالے کی ندا کا جواب دیتا ہون۔ اور خیال کرے کہ صور کے وقت بھی لوگ اسیطرح پکارے جاینگے

---

[۱] دارقطنی علل مین بروایت انس رضی اللہ عنہ [۲] جو قول خداوندی ہے وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ الاٰیہ ۱۲

اور عرفات مین کھڑا ہونا حشر مین کھڑے ہونیکا نمونہ ہے - **غرض** مریدا پنے ہر عمل سے عملِ آخرت یاد کرے زیادہ بیان کی حاجت نہین ہے - کیونکہ ہر ایک شخص خود اپنے استعداد اور صفائی قلب کے موافق انوار حاصل کریگا - اور جو خواہشاتِ نفس کا بندہ ہے وہ اسی طرف متوجہ رہیگا - لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا - مولانا فرماتے ہین سہ

حج زیارت کردنِ خانہ بود … حجِ ربّ البیت مردانہ بود
کعبۂ جبریل جانہا سدرہ … کعبۂ عبد البطون شد سفرہ
قبلۂ زاہد بود فیضِ نظر … قبلۂ طامع بود ہمیان زر
قبلۂ ظاہر پرستان روئے زن … قبلۂ باطن نشینان ذو المنن

پھر اللہ تعالےٰ نے اوامر و علاماتِ الٰہی (جیسے حج کی باتین اور قربانی) کی حرمت و تکریم و تعظیم کے واسطے تاکید فرمائی - ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ٥

شعائر جمع شعیرہ یا جمع شعارہ اور وہ ہر شے ہے جس مین اللہ کے لئے ہونیکی علامت ہو - اور لڑائی مین قوم کا شعار بھی علامت ہے جس سے لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانین - یہان شعائر سے مراد بدنہ ہے - ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ اسی طرح ذکر کیا جسطرح در منثور مین ہے اور بعضون نے کہا جمیع اعمال حج ہین - ابن کثیر کہتے ہین اوامر الٰہی چنانچہ بدنہ وہدی کی تعظیم بھی انھین مین داخل ہے - **بخاری** مین ہے کہ ابو امامہ نے سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم مدینہ مین اپنی قربانی کے جانور کو موٹا کیا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی - امام احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دم عفراء اللہ تعالےٰ کے نزدیک دو دم سوداوین سے زیادہ محبوب ہے" علما نے کہا کہ عفراء وہ جانور جو سپید ہو - لیکن اسکی سفیدی بہت چمکیلی نہ ہو - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سپید رنگ کا جانور

لَكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ۝ (بات) یہ ہے اور جو اللہ کے

ع ۸

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٢٢) اور دن سے افضل ہے - اور جو سپید رنگ نہ ہو وہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے اَملَح (یعنے جسکی سفیدی سیاہی سے زیادہ تھی) سینگ دار قربانی کیے" اور ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سرگین مینڈھا قربانی کیا جو کھاتا سیاہی مین اور دیکھتا سیاہی مین اور چلتا سیاہی مین" اسکو اہل سنن نے روایت کی اور ترمذی نے تصحیح بھی کی - مراد یہ ہے کہ یہ ابلق تھا اور یہ مقامات سیاہ تھے (یعنے آنکھین اور منہ اور پاؤن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھ اور کان غور سے دیکھ لین - اور کسی مقابلہ و مدابرہ و شرقا اور خرقا کو نہ قربانی کرین" امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اسکی تصحیح کی - اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن کو قربانی کرنے سے منع فرمایا" اب ان الفاظ کی تفسیر اسطرح ہے کہ سعید بن المسیب نے فرمایا کہ اعضب وہ کہ آدھا کان یا سینگ کٹا یا ٹوٹا ہو - بعضے اہل لغت نے کہا کہ اعضب القرن وہ ہے جسکا نیچے کا سینگ شکستہ ہو - اور اگر اوپر کا ٹوٹا ہو تو قصما ہے - اور اعضب الاذن وہ کہ جسکا کچھ کان کٹا ہو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر یہ عضب ہو تو قربانی جائز ہو جائیگی لیکن مکروہ ہے امام احمد نے کہا کہ جائز ہی نہین بوجہ اسی حدیث کے جو مذکور ہوئی - امام مالک نے کہا "اگر سینگ سے خون بہتا ہو تو جائز نہین ورنہ جائز ہے" اور مقابلہ وہ جانور ہے جسکا اگلا کان کٹا ہو - اور مدابرہ وہ جسکا پچھلا کان کٹا ہو - اور شرقا وہ جسکا کان طول مین پھٹا ہو - یہی تفسیر امام شافعی و اصمعی نے بیان کی - اور خرقا وہ ہے جسکا کان مدور (یعنے گولائی) مین پھٹا ہو - برآء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "چار ہین جو قربانی مین جائز نہین نابینا جسکی نابینائی ظاہر ہو - بیمار جسکی بیماری ظاہر ہو لنگڑا جسکا لنگ ظاہر ہو - اور کسیرہ جس کو نقی (یعنے ہڈی مین گودا) نہو" امام احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے تصحیح بھی کی یہ عیوب ایسے ہین کہ گوشت مین نقص پیدا کرتے ہین کیونکہ اچھی طرح چرنے سے جانور کو عاجز کر دیتے ہین الحاصل چارون امام ان باتون مین متفق ہین کہ اگر قربانی کا جانور بہت بیمار ہو تو جائز نہین کیونکہ وہ بیماری گوشت کو خراب کر دیگی اور تھوڑی سی بیماری ہو تو مانع نہین - خارش ظاہری بھی مانع ہے - اور دم اور کان کٹا ہوا بھی جائز نہین کیونکہ گوشت کا ایک جزو فوت ہو گیا اور اسپر بھی اتفاق ہے کہ نذر کی قربانی مین کچھ بھی گوشت کھانا جائز نہین - اسی طرح گوشت و چمڑا

نشانیون کی تعظیم کرے (یعنے قربانی کا جانور فربہ بے عیب گران قیمت ہو۔) تو یہ (تعظیم) دلونکی

پرہیزگاری سے (پیدا ہوتی) ہے تمھارے لیئے اُن مین ایک وقتِ مقرر تک فائدے ہین پھر اُنکو

اُس قدیم گھر تک پہونچنا ہے یعنے ہدی کا محل (یعنے اُسکے ذبح کرنیکا مقام) بیتِ عتیق (یعنے حرم) ہے۔

ہدی اُس قربانی کے جانور کا نام ہے جو مکہ کو بھجواتے ہین۔) پھر اللہ تعالے اُن جہلا کو ازامی جواب دیتا ہے

جو قربانی پر اعتراض کرتے تھے۔ کیونکہ ہمیشہ سے اللہ تعالے کے نام پر قربانی کرنا تمام مِلّتون مین مشروع

34 رکھا گیا ہے جس طرح فرمایا۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ

35 بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

مَنسَكًا حمزہ وکسائی نے سین کے کسرہ سے پڑھا ہے یعنے موضع نسک یعنے موضع قربانی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۳) بچا بھی جایز نہین خواہ وہ قربانی اور ہدی نذر یا نفل ہو۔ اسپر بھی متفق ہین کہ اونٹ اور گائے سات شخصونکی طرف سے کافی ہے۔ اور بکری ایک کی جانب سے۔ ہان اسمین اختلاف ہے کہ تینون امام اور صاحبین کے پاس قربانی سنت موکدہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مقیم شہروالون پر بشرطیکہ وہ صاحب نصاب ہون واجب ہے۔ اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ امام شافعی آخر وقت قربانی کا آخر ایام تشریق (یعنے عید کے بعد تین دن) کہتے ہین۔ اور تینون امام کہتے ہین کہ دوسرا دن تشریق کا آخر روز قربانی کا ہے (یعنے عید کے بعد دو دن) الخ (میزان شعرانی) لہ اخرج ابن ابی شیبہ وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ ذلك ومن يعظم شعائر الله - قال الاستسمان والاستحسان والاستعظام وفی قولہ لكم فيها منافع الى اجل مسمّى - قال الى ان تسمى بدنا (در) ٢ە یہان مضاف محذوف ہے یعنے فان تعظیمہا من تقوى القلوب - اور لفظ من احتمال رکھتا ہے کہ تعلیل کے لئے ہو یعنے ان تعظیمہا لاجل التقوی - یا ابتداء غایت کے لئے یعنے تعظیمہا ناشئ من تقوى القلوب (خفاجی) ٣ە یعنے یہ کہ اُن کے دودہ اور صوف اور بالون اور کھالون سے منافع ہین۔ اور بعض نے کہا کہ اُنکی سواری سے بھی منافع ہین (ابن کثیر) ائمہ ثلاثہ کے پاس بدنہ سے فائدہ لے سکتے ہین۔ امام ابوحنیفہ کے پاس اُسکے منافع کا مالک ہو سکتا ہے نہ بے ضرورت سوار ہو سکتا ہے (خفاجی) ۱۲ - ۱ مّة - وہ جماعت جو ایک دین پر مجتمع ہو۔ یہان گذشتہ دیندار مراد ہین (ابن جریر) مَنْسَكًا مصدر ہے

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

يُنْفِقُوْنَ ۝ اور ہر گروہ (دیندار) کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تاکہ وہ اللہ کا نام اُن مویشی چوپایون

کے (ذبح پر) لین جو اللہ نے اُن کو دئے تو (لوگو) تم سب کا خدا ایک خدا ہے واحد ہے تو اُسی کے فرمانبردار

بنو۔ اور (ای نبی) خوشی سنادو اُن عاجزی کرنیوالون کو کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۴ یا بمعنی اسم مفعول ہے یعنی ذبح کرنا یا قربانی۔ مجاہد نے کہا منسک سے مراد خون بہانا ہے (ابن جریر)

وابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم (در) بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ انعام کی قید اس لئے لگائی کہ قربانی انعام (یعنے اونٹ گائے

بکری) کے سوائے اور کسی جانور کی درست نہین مانند گھوڑے وغیرہ کے (ابن جریر) فَلَهٗ اَسْلِمُوْا ابن ابی حاتم مقاتل سے

انہون نے کہا فله اخلصوا (در) الْمُخْبِتِيْنَ عبد بن حمید وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ انہون نے

کہا مطمئنین (در) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی شیبہ و بیہقی شعب الایمان مین وغیرہم عمرو بن اوس سے کہ انہون نے

کہا کہ مخبتین وہ ہین کہ جو لوگون پر ظلم نہین کرتے اور جو ظلم کئے جائین تو اپنی مدد نہین کرتے (در) ابن ابی شیبہ ابن منذر ابن ابی حاتم ضحاک سے

کہ وہ متواضعین ہین (در) اخبات اصل مین پست ہوجانا اور زمین سے لگ جانا۔ چونکہ یہان حجاج مکہ کا ذکر ہی اور یہ لفظ اُنسے

پوری طور پر مناسبت رکہتا ہے اس لئے کہ اُن مین صفات متوضعین پائے جاتے ہین۔ مثلاً وحاد رین اوڑہنا سر کہلا رکہنا

وطن سے بے وطن ہونا وغیرہ وغیرہ ابن کثیر نے کہا کہ مخبتین کی عمدہ تفسیر خود آگے مذکور ہے اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ

جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ الاٰیہ لہ قربانی کے بعد یہ اس لئے فرمایا کہ بسبب اختلاف ازمنہ و اشخاص انکی مصلحتین مختلف ہوتی ہین اسی لئے

تکلیفات شرعی بھی مختلف ہوتی ہین لیکن خدا تو سب کا ایک ہے۔ یا یہ کہ جب خدا ایک ہے تو ہم اپنے ذبائح کو غیر خدا کے نام سے ذبح

کیا کرو (کبیر) سلہ جب غیر سے اللہ کا ذکر سنتے ہین تو انکو وجل و خوف و اضطراب ہوتا ہے اور جب بشرف محبت و وصل ہو کر

حضرت حق عزوجل سے خطاب سنتے ہین تو اُن کو اطمینان ہوتا ہے چنانچہ دوسری جا فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(عرائس) مترجم کہتا ہے کہ ذاکر کا کوئی رنگ نہین لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ کا ظہور ہے۔ جب وصف جلال سے تجلی ہوئی

تو خائف و ہراسان رہتا ہے اور جب وصف جمال کی تجلی ہوئی تو مانوس و مطمئن ہے اسی لئے کبھی اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اور جو مصیبت اُنپر آپڑے اُسپر صبر کرتے اور نماز کے قائم رکھنے والے اور ہمارے دئے ہوئے میں سے

خرچ کرتے ہین جب ذکر الٰہی سے خوف ہوتا ہے اُس سے دو اثر ہوتے ہین (۱) تکلیفات پر صبر (۲) مولا کی خدمت - چونکہ آدمی کے پاس سب سے زیادہ محبوب اسکا نفس ہے - تو خدمت نفس کے لئے نماز اور خدمت مالی کے لئے فرمایا ہمارے دئے ہوئے مین سے خرچ کرتے ہین یعنی وہ بھی انکا نہین ہمارا دیا ہوا ہے پھر ہمارے دئے ہوئے مین سے ہمارے حکم پر خرچ کرنا کیون بار ہونے لگا پھر حق سبحانہٗ

تعالیٰ نے قربانی کے اونٹون کے شعائر ہونے کو اور اُس کے بعض احکام کو بیان فرمایا وَالۡبُدۡنَ

جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ ۖ فَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۵ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ کا مصداق ہے اور کبھی اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ کا

رباعی

گرچند نہ شد دل ز حقیقت آگاہ
پائے طلبش ہست ہمان بر سر راہ
یارب تو ز خود نشان می یابہ دہی
ما ہیم و ہمین نام تو اللہ اللہ

والبدن جمع بدنہ ہے اور کبھی احد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے - اور اس لئے انکا نام بدنہ ہے کہ اس مین تبدن یعنے موٹا تازہ ہونا پایا جاتا ہے (ابن جریر) عطا نے کہا کہ بدن گائے اور اونٹ ہین اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما و سعید بن المسیب و حسن بصری رحمہم اللہ سے مروی ہے - مجاہد نے کہا کہ بدن فقط اونٹ ہے - مین کہتا ہون کہ اونٹ پر بدنہ کا اطلاق ہونے مین اتفاق ہے - اور گائے پر اسکا اطلاق ہونے مین دو قول ہین - اور ان دونون مین سے صحیح تر قول یہ ہے کہ بدنہ کا اطلاق گائے پر شرعًا صحیح ہے جس طرح کہ صحیح حدیث مین ثابت ہو چکا ہے (ابن کثیر) لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ - آخرت کی بہتری اسطرح ہے کہ (حکم خداوندی کی تعمیل کرنے کے لئے) اُسکو نحر کرے پھر خیرات کرے - اور دنیا کی بہتری اسطرح کہ اگر ضرورت پڑے تو سوار ہووے اور دودھ لیوے جسطرح

صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۶ مجاہد و ابراہیم سے مروی ہے (ابن جریر) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نے یوم النحر کے روز کوئی عمل قربانی کے خون بہانے سے بہتر نہیں کیا اور
قربانی قیامت کے روز مع اپنے سینگوں اور کھروں اور بالوں کے آئیگی - اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے نزدیک اونچی
منزلت پر پہونچ جاتا ہے پس تم اپنے نفس کو قربانی کے لئے خوش رکھو - ابن ماجہ اور ترمذی نے اسکو روایت کی اور ترمذی نے
کہا حدیث حسن ہے سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حازم قرض لیکر بدنہ ہانک لیجاتے - تھے لوگوں نے پوچھا کہ آپ
قرض کیوں لیتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ یعنے تمہارے لئے اس میں بہتری ہے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے روز قربانی میں روپیہ خرچ کرنا اور دوسرے
عمدہ کاموں میں اُس کو خرچ کرنے سے افضل ہے - دار قطنی نے اسکو اپنے سنن میں روایت کی (ابن کثیر)
صَوَآفَّ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک پاؤں اُسکا عقال کیا گیا ہو اور وہ تین پاؤں پر کھڑا ہو - (اور
روایتیں آئی ہیں اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے مروی ہیں) (ابن جریر) صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کی طرف گذرے کہ جو اونٹ بٹھلا کر قربانی کرنا چاہتا تھا - آپ نے فرمایا کہ اسکو اٹھا کر
کھڑا کرکے مقید کر دے - یہ ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت ہے - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے اصحاب اپنے اونٹوں کو اسطرح نحر کرتے کہ اسکا اگلا بایاں پاؤں عقال کر دیتے یعنے دوہرا کر
باندھ دیتے اور وہ اپنے باقی ٹانگوں پر کھڑا ہوتا - ابو داؤد نے اسکو روایت کی اور اسیطرح صحیح مسلم میں قصہ حجۃ الوداع
میں ہے - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ عید اضحےٰ
کی نماز پڑھی - جب آپ نماز سے فارغ ہو کر اٹھے تو آپ کے سامنے ایک مینڈھا لایا گیا - آپ نے اسکو ذبح فرمایا اور اسطرح
فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ یعنے الٰہی یہ میری طرف سے اور میری اُمت میں ہر ایسے شخص
کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی - اس حدیث کو امام احمد و ابو داؤد و ترمذی نے روایت کی - امام علی ابن
امام حسین نے ابو رافع رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب قربانی کرتے تو دو مینڈھے

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۰ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۷) موٹے تازے سینگوں والے املح خرید فرماتے پھر جب نماز پڑھ لیتے اور لوگوں کو خطبہ سنا دیتے تو وہیں مصلےٰ کے اوپر آپ کے پاس اُن میں سے ایک لایا جاتا اُسکو بنفس نفیس خود چھری سے ذبح کرتے ۔ پھر فرماتے اللّٰھم ھٰذا عن امتی جمیعھا من شھد لک بالتوحید وشھد لی بالبلاغ یعنے الٰہی یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے جس نے تیرے لئے توحید کی گواہی دی اور میرے لئے رسالت پہونچانے کی گواہی دی پھر آپکے پاس دوسرا لایا جاتا تو اُسکو بھی بذات خود ذبح فرماتے ۔ پھر کہتے ھٰذا عن محمد وآل محمد یعنے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کیطرف سے ہے ۔ پھر ان دونوں کو مسکینوں کو دیتے اور خود اور آپکے اہل بھی کھاتے ۔ اس حدیث کو امام احمد و ابن ماجہ نے روایت کی (ابن کثیر) فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا مجاہد نے کہا کہ جب زمین پر گریں ۔ اور یہ ایک روایت ابن عباس سے ہے ۔ اور یہی مقاتل کا قول ہے اور عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی یعنے نحر کردے جائیں ۔ اور عبد الرحمٰن بن زید نے کہا یعنے مرجائیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما و مجاہد کی بھی یہی مراد ہے کہ مرکر گریں کیونکہ بدنہ جب نحر کردیا جاتا ہے تو اس میں سے کھانا جائز نہیں یہاں تک کہ مرکر ٹھنڈا ہوجاوے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ نفوس پر جلدی نہ کرو یہاں تک کہ نکل جائیں (یعنے جانور ذبح کئے بعد اسقدر ٹھیرے کہ وہ حرکت موقوف کردے) اور اسکو ثوری نے اپنی جامع میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔ اور شداد بن اوس کی حدیث اسکی مؤید ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کردیا ہے ۔ جب تم قتل و ذبح کرو تو اچھی طرح کرو ۔ اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کو تیز کرے اور ذبیحہ کو راحت دے ۔ اور ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہیمہ میں سے جو ٹکڑا اس حالت میں کاٹ لیا جائے کہ وہ زندہ تھا تو یہ ٹکڑا مردار ہے ۔ امام احمد و ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی اور تصحیح بھی کی (ابن کثیر) ابن جریر نے وجبت کی تفسیر میں جو اقوال مذکور ہوئے ہیں ہر ایک کو معہ سند بیان کیا ۔ مختار الصحاح میں ہے

الوجبة بوزن الضربة السقطة مع الهدة و وجب الحائط وغيره وجبة اذا سقط فكلوا

منھا احکام قرآنیہ میں ہے کہ اہل علم متفق ہیں کہ اسکا کھانا واجب نہیں اور ہوسکتا ہے کہ مندوب و مستحب ہووے

التَّقْوٰی مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۸) کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ مین سے جسکو نحر فرمایا تھا یکو اکر ایک ایک بوٹی لیکر کھائی (خفاجی) مترجم کہتا ہے کہ صحیح مسلم مین جابر سے روایت ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ وہ جو سو اونٹ پکوائے گئے تھے آپ نے ہر ایک مین سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ القانع والمعتر۔ قانع کے دو معنی صحابہ و تابعین سے مذکور مین جسطرح ابن جریر وغیرہ نے ہر ایک کو مع سند بیان فرمایا۔ اور لغت سے بھی اونکا ماخذ موجود ہے لیکن ہر ایک کا باب و مصدر علیحدہ ہے۔ ایک معنے تو یہ ہین کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملجائے اور جو کچھ اپنے پاس ہے اسی پر خوش ہے کہتے ہین قَنِعَ يَقْنَعُ كَتَعِبَ يَتْعَبُ قنعا اور دوسرے معنے سوال کرنیکے ہین (ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا) کہتے ہین قَنَعَ يَقْنَعُ كَسَأَلَ يَسْأَلُ لفظاو معنیً قُنُوعا۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا۔ ؎

اَلْعَبْدُ حُرٌّ اِنْ قَنِعْ	وَالْحُرُّ عَبْدٌ اِنْ قَنَعْ
فَاقْنَعْ وَلَا تَقْنَعْ فَمَا	شَیٌٔ يَشِيْنُ سِوَی الطَّمَعْ

یعنے "اگر غلام قناعت کرے تو آزاد ہے۔ اور اگر آزاد سوال کرے تو غلام ہے۔ پس تو قناعت کر سوال نہ کر پس سوائے طمع کے کوئی شے عیب لگانیوالی نہین ہے" اور بعضے لوگون کا وہم ہوا کہ قنع اضداد سے ہے حالانکہ یہ بات نہین کیونکہ ہر دو فعل مین اختلاف ہے۔ اور معتر کے بھی دو معنے ہین ایک تو سوال کرنیوالا۔ یا یہ کہ بلا سوال سامنے آنے والا۔ خلاصہ اسطرح ہے کہ بے سوال اور سوال کرنے والا۔ یا سوال کرنے والا اور بے سوال سامنے آنے والا دونون کو کھلاؤ۔ کہا جاتا ہے عرّہ و عراہ و اعترہ و اعتراہ بمعنی اعترض لہ (خفاجی) بعضے علما نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے کہ تہائی تو قربانی کرنے والا خود کھائے۔ اور تہائی اپنے دوستون و احباب کو ہدیہ دے اور باقی ایک تہائی فقراء کو تقسیم کرے (مسئلہ) جانور کی کھال کے متعلق مسند امام احمد مین قتادہ بن نعمان سے حدیث قربانی مین مروی ہے کہ کھاؤ اور صدقہ کرو اور قربانیونکی کھالون سے نفع اٹھاؤ مگر ان کھالون کو فروخت نہ کرو۔ اور بعضے علما نے کہا کہ کھال کو بیچنا جائز ہے (یعنے اسکو فروخت کر کے اسکی قیمت فقیرون کو صدقہ کرے) لیکن قصاب اور بنانے والے کی اُجرت مین ہرگز نہ دے (مسئلہ) قربانی کے وقت کے متعلق صحیح بخاری و مسلم مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

ہم نے قربانی کے اونٹون کو تمھارے لئے اللہ کی نشانیون مین سے بنادیا۔ تمھارے لئے اسمین فایدہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲۹) کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑھین۔ پھر واپس ہوکر قربانی کرین جس نے اسی طرح کیا اُس نے ہماری سنت کو پالیا۔ اور جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا تو وہ ایسا گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے تیار کیا ہے اور وہ کسی طرح سے قربانی نہین ہے اسی لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت علما نے کہا کہ قربانی کے روز یعنے دسوین ذی الحجہ کو جب آفتاب طلوع ہوکر اسقدر وقت گذر جائے کہ نماز اور دونون خطبہ ہوجائین تو یہ پہلا وقت قربانی کا ہے۔ امام احمد نے اسقدر اور بڑہایا اسکے بعد امام قربانی بھی کرے کیونکہ صحیح مسلم مین ہے کہ تم قربانی نہ کرو یہانتک کہ امام قربانی کرے۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ شہر والے قربانی نہ کرین یہانتک کہ امام نماز سے فارغ ہوجائے۔ اور قریہ والون کے لئے تو امام ابوحنیفہ کے پاس نماز مشروع ہی نہین ہے۔ انکو اختیار ہے کہ بعد طلوع فجر قربانی کرین۔ (ابن کثیر) ہدایہ مین لکھا ہے کہ کسی مسجد والون نے نماز پڑھ لی وعیدگاہ والون نے نماز نہ پڑھی تو بھی قربانی درست ہوجائے گی" یہ تقدیم نماز شہر والون کے لئے ہے قریہ مین تقدیم نماز بھی شرط نہین (ردالمحتار) حنبلی مذہب مین ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو عشرۂ ذیحجہ مین اُسکو اپنے بال اور ناخن نکالنا حرام ہے جسطرح صحیح مسلم مین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ شَیْئًا حَتّٰی یُضَحِّیَ۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ما ثبت بالسنہ بیان ماہ ذیحجہ مین فرماتے ہین کہ اُن سنتون مین سے جسکو لوگون نے چھوڑ رکھا ہے یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرنا چاہے فرض ہو یا نفل اُسکو بال منڈوانا اور ناخن کتروانا اور بدن کو چھونا نہ چاہیئے پھر وہی حدیث مسلم کو ذکر فرمایا۔ لیکن مرقات مین ملا علی قاری نے اُس کی سنیت مین کچھ اختلاف بھی بیان کیا " میت کی طرف سے بھی قربانی جسطرح زندہ کی طرف سے کرتے ہین کرسکتے ہین سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے راوی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے۔ ابوداؤد و ترمذی نے روایت کی (مشکوٰۃ) مترجم کہتا ہے کہ ہمارے خاندان مین بھی اسی طرح کرتے ہین کہ پہلے ایک بکرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرکے پھر دوسرا

تو تم اُن (کی قربانی) پر اللہ کا نام کھڑا کرکے لو۔ پھر جب اُن کے پہلو زمین سے لگ جائین۔ (یعنے بعد)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۰) قربانیان کرتے ہین۔ اور چاہئیے بھی اسی طرح کیونکہ جب سرکار عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہم غلامونکی طرف سے کیا ہے ہمکو بھی چاہئیے کہ حضرت کی طرف سے کیا کرین۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ لن ینال اللہ
ابن ابی حاتم نے جریج سے روایت کی کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنے ذبائح کا خون وگوشت بیت اللہ کی طرف چھڑکتے تو
جب اسلام آیا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ ہم بھی چھڑکین تو یہ آیت اُتری (اسیطرح درمنثور مین ابن منذر وابن مردویہ ابن
عباس سے ہے) (مسئلہ) امام ابو حنیفہ وامام مالک وثوری رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص نصاب کا مالک (یعنے اُس شے
حاصل ہو جس سے صدقۂ فطر واجب) ہو اُسپر قربانی واجب ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے پاس یہ بھی شرط ہے کہ وہ مقیم ہو اور
امام شافعی وامام احمد کے نزدیک واجب نہین بلکہ مستحب ہے (لیکن مؤکد مستحب ہے کیونکہ) امام احمد وابن ماجہ نے ابو ہریرہ
سے روایت کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے وسعت پائی پھر اُس نے قربانی نہ کی تو وہ ہرگز ہمارے مصلے کے
قریب نہ ہو۔ بعض لوگون نے (چنانچہ امام احمد نے بھی) کہا کہ قربانی سنت کفایہ ہے۔ ایک بکری گھر والون کی طرف سے کافی
ہے۔ چنانچہ ابو ایوب نے کہا کہ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین ایک بکری کی قربانی اپنی اور اپنے اہل بیت کی
طرف سے کیا کرتا پھر وہ سب کھاتے اور کھلاتے یہان تک کہ لوگون نے مال پایا تو اسطرح ہوگیا۔ ابن ماجہ وترمذی نے
روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ صحیح ہے۔ بخاری نے روایت کی کہ عبد اللہ بن ہشام ایک بکری کی قربانی اپنے تمام اہل کی
طرف سے کرتے تھے (مسئلہ) قربانی مین کس عمر کا جانور جایز ہے۔ صحیح مسلم مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ذبح کرو مگر مسنہ ہان اگر تم پہ دشوار ہو تو دنبہ کا جذعہ ذبح کرو۔ جمہور علما کے
نزدیک اونٹ اور گائے اور بکری تو ثنی جایز ہے۔ اور دنبہ مین سے جذعہ جایز ہوتا ہے تو اونٹون مین سے ثنی وہ ہے
جو پانچ سال کا ہو کر چھٹے مین قدم رکھا ہو۔ اور گائے کا ثنی وہ ہے جو دو برس کا ہو کر تیسرے مین بعض نے کہا چوتھے
مین قدم رکھا ہو۔ بکری مین سے ثنی وہ ہے جو ایک برس کا ہو۔ اور دنبہ مین سے جذعہ وہ ہے کہ سال بھر کا ہو۔ بعض
دس بعض نے آٹھ بعض نے چھ مہینہ کا کہا (حنفی وحنبلی مذہب مین جذعہ چھ مہینہ کا ہے) اور اس سے کم حلوان کہتے
ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ مین نے ضان کا ترجمہ دنبہ کیا ہے کیونکہ رد المحتار مین الضان ما لہ الیۃ

وہ زمین پر گر پڑیں) تو اس میں سے کہاؤ اور بے سوال اور سوال کرنے والے محتاج کو بھی کھلاؤ۔

اسی طرح ہم نے اُن جانوروں کو تمھارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ اللہ تک نہ اُن قربانیوں کے

گوشت پہنچتے ہیں اور نہ اُن کے خون۔ لیکن اُس کے پاس تمھاری پرہیزگاری پہونچتی ہے (یعنی خلوص

عمل مقبول ہے) اسی لئے اللہ نے اون کو تمھارے بس میں کر دیا ہے (خواہ سوار ہو یا دودھ لو یا ذبح

کرو) تاکہ تم اللہ کی بڑائیاں اس (احسان کے شکریہ) پر کرو کہ اُسنے تم کو ہدایت دی اور (اے نبی)

نیکوکاروں کو مژدہ سناؤ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں سو اونٹ تھے

جسمین تریسٹھ موافق سالہائے عمر شریف کے اپنے دست مبارک سے نحر فرمائی اور سینتیس کے نحر کرنیکا سیدنا علی کو حکم فرمایا صحیح حدیث ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۶) منح قید بہ لانہ لایجوز الجذع من المعز وغیرہ بلاخلاف کما فی المبسوط

قہستانی یعنے ضان وہ ہے جسکو چکتی ہو منح میں اسی طرح ہے یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ چھ مہینے کی بکری وغیرہ بلا خلاف

جایز نہیں جس طرح کہ مبسوط میں ہے۔ قہستانی۔ درمختار میں چھ مہینے کے دنبہ میں بھی یہ قید ہے کہ ایسا قوی جثہ ہو کہ

اگر سال بھر والوں میں ملا دیا جاے تو پہچانا نہ جائے ردالمحتار میں لکھا کہ اگر دنبہ چھ مہینہ کا اور جثہ صغیر ہو تو جایز نہیں

یہانتک ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہو۔ اتقانی۔ مترجم نے زیادہ تحقیق اسلئے کی کہ یہاں حیدرآباد میں عوام

سال کے اندر کی بکری بسبب قیمت کم ہونیکے قربانی کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ سے واقف نہیں۔ عوام تو عوام بعضے ہمارے معاصر علما کو بھی

یہی دہوکا ہوا ہے کہتے ہیں کہ چھ ماہ کی بکری جایز ہے حالانکہ یہ دنبہ کا حکم ہے۔ مالہ الیہ کی قید کو بھولنا نچاہیئے ۱۲ لے عبد بن حمید

و ابن منذر و ابن ابی حاتم ابراہیم سے ولکن ینالہ التقوی منکم قال ما التمس وابہ وجہ اللہ تعالی (در) سے

کذلک ای من اجل ذلک (ابن کثیر) سے مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۶ لے ابو داؤد و نسائی۔ اور حاکم نے

تصحیح بھی کی اور ابو نعیم دلائل میں عبداللہ بن قرط سے قال قدم الی النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بدنات

خمس او ست فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأ (در)

لہ بعض نسخ الفقہا ۱۲

جب پانچ یا چھ اونٹ حضرت رسول اللہ کے روبرو لائے جاتے تو ہر ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
نزدیک ہوتا کہ تا پہلے اسکو ذبح فرمائین۔ ان کے فقیر کو عاشقانہ خیال اسطرح آتا ہے کہ کاش اس فقیر کی خلقت
انھین اونٹونمین ہوتی تو کیا آرام سے روح اس تن سے نکلتی اور اس جان جانان کو دیکھتے ہوے لذت دیدار
کے مزے اٹھاتے اس عالم سے جاتی خلیق ہ

عجب انداز سے جان تن سے نکلے		جو وقت واپسین تو روبرو ہو

اے جان جہان کیون یا تمھارے جھوٹے عاشق کی طرف ایک نظر نہین فرماتے۔ کیا سرکار خواب مین
بھی نہین آتے۔ کیون میان ستون رویا تو اسکو گلے لگاتے۔ ہم گنہگارونکو اسطرح بہول جاتے حضرت
بتلاسیے کہ یہ گنہگار کیا کرین کہان جائین۔ اپنا دکھڑا کسکو سنائین۔ نہ ہوسکے کام ہورہے ہین عمر گھٹتی
گذر رہے ہین کہین ایسا نہ ہو کہ آپکے روبرو سیاہ رو آئین۔ اب ہماری شرم آپ ہی کے ہاتھ ہے
حکایت۔ ذوالنون مصری فرماتے ہین کہ مین نے ایک جوان کو منی مین دیکھا کہ جب لوگ قربانی
کر رہے تھے وہ اسطرح کہنے لگا اَللّٰھُمَّ اِنَّ النَّاسَ ذَبَحُوْا وَتَقَرَّبُوْا اِلَیْکَ وَلَیْسَ لِیْ شَیْءٌ اَتَقَرَّبُ اِلَیْکَ سِوٰی
نَفْسِیْ۔ وَقَدْ اَھْدَیْتُھَا اِلَیْکَ فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔ یعنے اے اللہ سب لوگ قربانی کر کے تیرا تقرب ڈہونڈھ
رہے ہین اور میرے پاس ایک میری جان کے سوا اور کچھ نہین۔ مین اسکو تیری نذر کرتا ہون تو مجھ سے
قبول کر یہ کہا اور ایک چیخ مار کر گر پڑا اور مر گیا۔ ہ

جان کہ قربانی جانان بود		حیف تن بہتر ازان جان بود

ہر کہ شد کشتہ بشمشیر دوست — لاشۂ مردار بہ از جان او ست

یہ ایک کہنے والا کہتا ہے هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ هٰذَا قَتِيْلُ اللّٰهِ قُتِلَ بِسَيْفِ اللّٰهِ۔ خواب مین مین نے دیکھکر پوچھا تو کہا کہ شہیدون سے بھی زیادہ مرتبہ ملا ہے کیونکہ وہ شمشیر کفار سے قتل کیے گئے اور مین محبت جبار سے قتل کیا گیا مترجم کہتا ہے کہ حقیقی قربانی یہی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے تیار ہو گئے تھے۔ اللہ تعالے نے اُس یادگار کو اسطرح باقی رکھا کہ چونکہ قربانی کے جانور انسان کے ساتھ حیوانیت مین شریک ہین اُنھین کا ذبح کرنا نیابتہً ہماری طرف سے قبول فرمالیا۔ اور چونکہ وہ ایام ضیافت کے بھی ہین اس لیے ہم پر روزہ حرام کیا اور فقیرون کی مہمانداری کے لیے اغنیا کو میزبان بنایا اور چونکہ تمام جہان انسان کے لیے پیدا ہوا ہے اس لیے جو حیوانات انسان کی غذا کیے جاتے ہین وہ ہلاک نہین ہوتے بلکہ اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین کیونکہ انسان کی تسبیح سب سے اعلےٰ اور روح انسانی جامع ہے اسی لیے فرمایا کہ تمہارا تقویٰ ہے پہونچتا ہے اور وہی درکار ہے۔ چونکہ عارفون کا دل کامل بال دیدار آلٰہی مین مستغرق رہتا ہے تو اُسکے لیے حیوان کا کشتہ ہونا کیا بلکہ انسان بھی اُسکی سلامتی کے لیے قتل کیے جائین تو کم ہے اسی لیے خداوند عالم نے فرمایا اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ مشہور مثال ہے کہ ہزار مرین لیکن ہزار کا پالنے والا نہ مرے۔ مولانا فرماتے ہین ؎

بہر انسان جملہ حیوان را بکش — جملہ انسان را بکش از بہر ہش

حضرت ابو یزید فرماتے ہین کہ مین نے پہلے حج مین بیت اللہ کے سوا کچھ نہین دیکھا۔ دوسری دفعہ

لہ کشف المحجوب ۱۲ حکایت ایک امیر بادشاہ تھا جسکو کبھی حج کا خیال نہ آیا پھر کسی سبب سے وہ قید ہو کر امیر مکہ کے پاس نزد

گھر کو بھی دیکھا اور اُس کے مالک کو بھی تیسری دفعہ مالک ہی کو دیکھا گھر نظر نہین آیا کہتے ہین کہ
جب بندہ صاحبِ کشف ہوتا ہے تو سب جہان اُس کے لئے گویا حرم ہو جاتا ہے۔ اور جب محجوب
ہوتا ہے تو حرم اُسکے حق مین سب سے زیادہ تاریک جگہ ہے۔ اَظْلَمُ الْاَشْيَاءِ دَارُ الْحَبِيْبِ بِلَا حَبِيْبِهٖ
ایک بزرگ کے حال مین لکھتے ہین کہ انہون نے یہ کہکر جان دی وَاشَوْقَاهُ لِمَنْ يَرَانِيْ وَلَا اَرَاهُ
کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ تم خدا کو دیکھنا چاہتے ہو۔ جواب دیا نہین۔ پوچھا کس لئے۔ جواب دیا کہ جب موسیٰ
علیہ السلام نے چاہا تو نہین دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا تو دیکھا۔ ہمارا دیدارِ حق کو چاہنا ہی خود حجابِ عظیم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۴) عرفات پر ہی قتل کے لئے لایا گیا۔ امیر نے اُس حنبل غور کو بلا کر اسکو دکھلا کر پوچھا کہ یہ وہی شخص
ہے۔ اُسنے کہا یہ وہ نہین ہے۔ امیر نے معذرت چاہی اور چھوڑ دیا۔ وہ مالدار بخشا ہو کر احرام باندھا۔ پھر وہان سے ظاہر
باطن پاک ہو کر پلٹا ۵

چاہتے ہین جسکو بلاتے ہین یون ،		شربتِ دیدار پلاتے ہین یون ۔

حکایت ابو عبد اللہ جوہری فرماتے ہین کہ مین عرفات مین آخر رات مین سو گیا۔ دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہین ایک
دوسرے سے پوچھتا ہے کہ اس سال کتنے آدمی حج کو آئے۔ جواب دیا کہ چھ لاکھ جن مین سے چھ کا حج قبول ہوا (صاحبِ خواب کا
کہ میرا ارادہ ہوا کہ مین اپنے لئے منہ نوچون اور خوب چلاؤن۔ پھر پہلے نے پوچھا کہ خدا نے کیا کیا۔ دوسرے نے جواب دیا
کہ اُس کریم نے نظرِ کرم سے سب کو دیکھا اور ہر ایک شخص کو ایک لاکھ آدمی دیا اور چھ نفوس کی برکت سے چھ لاکھ کی مغفرت ہوگی
حکایت علی بن موفق فرماتے ہین کہ مین نے کچھ اوپر پچاس حج کئے اور اُسکا ثواب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور یارِ اصحاب رضی اللہ عنہ اور
میرے والدین کو بخشا۔ ایک حج باقی تھا۔ جب عرفات مین اہلِ موقف کو دیکھا کہ واویلا مچا رہے ہین تو مین نے کہا الٰہی اگر
ان مین کوئی شخص ایسا ہے جسکا حج قبول نہ ہوا ہو تو مین نے اپنے حج کا ثواب اُسکو بخشا۔ جب مین مزدلفہ مین آ کر سو گیا
تو پروردگارِ عالم کو دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے۔ مین نے تمام اہلِ موقف اور مثل اُن کے اور کئی چند کو بخشا
اور ہر ایک کو اُسکے گھر والون اور متعلقین اور ہمسایہ کا شفیع بنایا۔ اور مین بڑا بخشنے والا ہون (روض الریاحین فی حکایات الصالحین)

کیونکہ دوستی مین ارادہ کا وجود مخالفت ہے۔ اور مخالفت حجاب ہے۔ **فقیر** کہتا ہے یہ رضا وتسلیم کا مقام ہے۔ اور بعضے عاشقون کو تو اَدِنی اَرِنی کا وظیفہ صبح وشام ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم فرماتے ہین ؎

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِي هَوَاكَا	وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَا
فَلَوْ قَطَّعْتَنِي فِي الْحُبِّ اِرْبًا	لَمَا سَكَنَ الْفُؤَادُ اِلَى سِوَاكَا

حکایت کسی بزرگ نے حج کا ارادہ کیا انکو ایک لڑکا بھی تھا۔ لڑکے نے پوچھا بابا جان کہان کا ارادہ ہے۔ فرمایا اللہ کے گھر کا۔ لڑکے کو خیال ہوا کہ جو گھر دیکھیگا وہ گھر والے کو بھی دیکھیگا۔ عرض کی بابا جان مجھے اپنے ہمراہ کیون نہین لے چلتے۔ فرمایا کہ ابھی تم مین یہ صلاحیت نہین۔ لڑکا رونے لگا آنسوون سے منہ دہونے لگا۔ باپ کو شفقتِ پدری کا جوش ہوا۔ آخر لڑکے کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ جب یہ دونون احرام باندہ کر لبیک کہتے ہوے حرم مین داخل ہوے۔ اور یکایک اُس لڑکے کی نظر اُس بیتِ مقدس پر پڑی۔ سکتہ کی سی حالت ہوی۔ بیہوش ہو کر گرا اور مرگیا۔ اُسکے غم مین والد کی بیقراری اور آہ وزاری حد سے بڑھی۔ کہتا تھا اے میری نورِ نظر اے لختِ جگر مجھے اکیلا چھوڑ تم کہان چلے گئے۔ ہاتف نے جواب مین کہا۔ تو نے گھر طلب کیا اُسکو پایا۔ اُسکو گھر والے کی طلب تھی وہ اُس تک پہونچا ؎

جان گئی جان سے جو یار کے پاس	پہونچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

جو شخص جہت سے وجہِ احدی کی طرف متوجہ ہو حق تعالے اُسکا قبلہ ہو۔ اور وہ سب کا قبلہ ہو جسطرح آدم فرشتون کا قبلہ تھے کیونکہ وہ لباسِ جمال وجلالِ الٰہی سے آراستہ تھے۔ اسی لئے آنحضرت نے فرمایا۔ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ

له مین عشق مین تیرے سب جہان کو چھوڑا - تیرے دیکھنے کے لئے بچون کو یتیم کردیا -
اگر تو اپنی محبت مین مجھے ٹکڑے ٹکڑے کردے پھر بھی میرا دل تیرے سوا دوسرے کی طرف متوجہ نہووے -

جب اللہ تعالےٰ عبادات خصوصاً حج اور اُسکے لوازم اور اُسکے دنیوی و اخروی منافع بیان کر چکا اور چونکہ کافر مسلمانوں کو حج سے روکتے تھے اب اس روکنے کا دور ہونا اور مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا ہونا بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوۡرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصۡرِهِمۡ لَقَدِیۡرُۨ ۝ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذۡكَرُ فِیۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ۔ ابو حیان نے کہا کہ جو شئے مومنون سے دفع فرماتا ہے اسکو بیان نہین فرمایا تاکہ اعم و اعظم و افخم ہو۔ خوّان مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت خیانت کرنے والا۔ مراد مشرکین ہین۔ کیونکہ انہون نے اصل عہد جو روز میثاق مین ربوبیت کا تھا توڑ دیا۔ کفور۔ یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے بہت ناشکری کرنے والا۔ اُذِنَ الَّذِیۡنَ الآیہ۔ شان نزول۔ امام احمد و ترمذی۔ ترمذی نے حسن بھی کہا اور ابن ماجہ و ابن جریر و طبرانی وغیرہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ جب مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان لوگون نے اپنے نبی کو نکالا۔ اب یہ قوم ضرور ہلاک کی جائیگی تو آیت اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا۔ اتری۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین نے پہچان لیا تھا کہ عنقریب قتل کا حکم ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے حکم مین نازل ہوی (در) عبدالرزاق و ابن منذر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال مین نازل ہوی (در) اسی طرح مجاہد و ابن زید و سعید بن جبیر اور بہت سے سلف سے مروی ہے (ابن کثیر) الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت اور اسکے بعد کی آیت (اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ) میرے اور میرے اصحاب کے شان مین اتری کیونکہ ہم شہرون سے ناحق نکالے گئے۔ پھر اللہ نے ہمکو زمین مین قدرت دی تو ہمنے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی۔ اور اچھے کام کا حکم کیا اور بری بات سے منع کیا (در) اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا۔

كَثِيرًا ؕ وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ؀ اللہ ایمان دارون سے اُن کے
دشمنونکو دفع کریگا اللہ کسی دغاباز ناشکر کو پسند نہین کرتا۔ جو لوگ (یعنے اصحاب رسول) مارے جاتے
ہین اُنکو (جہاد کی) اجازت دیگئی اسلئے کہ اُن پر ظلم ہو رہا ہے اور بیشک اللہ اُنکی مدد پر قادر ہے۔ یعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۷) یہ اُس طریق پر ہے جس طرح نابغہ کا قول ہے ؎
وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ غَيْرَ أَنَّ سُيُوفَهُمْ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ
یعنے تاکید المدح بما یشبہ الذم ہے۔ اور یہ ہراُس جگہ ہے جہان اثبات الشئ بضدہ ہے (خفاجی) ولولا دفع اللہ الناس۔ ابن ابی حاتم ابن زید سے کہا لولا القتال والجہاد (در) بعضھم ببعض۔ ابن منذر مجاہد سے انہون نے کہا دفع المشرکون بالمسلمین (در) لھدمت صوامع الآیۃ۔ عبد بن حمید وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا کہ صوامع وہ جس مین رہبان ہوتے ہین الخ (در) عبد ابن حمید وابن جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ البیع بیع النصاری وصلوات کنائس الیہود (در) صوامع نصارے کے خاص لوگ یعنے عابدون اور عالمون کے لئے ہین اور بیع اُن کے عام لوگون کے لئے۔ صوامع۔ جمع صومعۃ وھی البناء المرتفع المحدب الاعلی وزنہا فوعلۃ کدحرجۃ وھی منعبد الرھبان (سمین) لے ابن ابی حاتم وابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو مکہ سے مدینہ کو ناحق نکالے گئے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہین (در)۔ بیضاوی نے لکھا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہین کہ جنکو مشرکین ایذا دیتے تھے اور وہ آنحضرت کے حضور اقدس مین اس حالت سے حاضر ہوتے کہ کسیکا سر زخمی ہوا اور کسیکو کہین چوٹ آئی۔ سرکار ملاحظہ فرما کر فرماتے کہ صبر کرو کیونکہ مجھے ابھی قتال کا حکم نہین ہوا۔ جب آپ نے ہجرت فرمائی تو یہ اجازت قتال نازل ہوی۔ سلہ جہاد ایسے وقت مین شروع ہوا کہ جب کفار مکہ نے عہد کر لیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیف دینے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھین ابو لہب کی عورت آپکے رستہ مین کانٹے بکھیر دیتی

وہ لوگ ہین جو ناحق اپنے گھرون سے نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا پروردگار

اللہ ہے اور اگر اللہ لوگون کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع کرتا تو ضرور راہبون کے خلوت خانے

اور نصاریٰ کے معبد اور یہود کے معبد اور (مسلمانون کی) مسجدین جس مین اللہ کا نام کثرت

سے لیا جاتا ہے۔ (یہ سب) گرا دئے جاتے۔ جو اللہ کی مدد کریگا اللہ (بھی) ضرور اُسکی مدد کرے گا

بے شک اللہ قوی غالب ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ فاسقون اور کافرون کے فتنہ وفساد کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۸) کافرون نے طائف مین اسقدر پتھر کنکر مارے کہ آپ کے مبارک ٹخنے اور اقدام شریف زخمی کر دئے۔ ایک دفعہ سجدہ کی حالت مین آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالدی۔ ساحر وشاعر۔ کاذب ومجنون اور ہر طرح کے لعن وطعن سے پیش آتے۔ صحابہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ کسیکو مشکین باندھکر مارتے۔ کسی کو جلتی ریت مین ہو کا یا سالٹا دیتے اور بھاری پتھر چھاتی پر رکھدیتے۔ حضرت بلال وحضرت عمار وصہیب وغیرہم رضی اللہ عنہم کا یہی حال ہوا۔ حضرت عمار کی والدہ کو جس عذاب سے مارا ہے اُسکے لکھنے سے قلم کو لرزہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر فرماتے صَبْرًا یَاآلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃُ۔ یعنے یاسر کے لوگ صبر کرو تمھاری وعدہ گاہ جنت ہے۔ جب اس مہربان وشفیق رسول نے صحابہ کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا مہاجر جو حال ہو سو ہو۔ اب تم مین سے جسکا جی چاہے مکہ چھوڑ کر نکل جائے اور اپنی جان بچائے۔ چنانچہ کچھ لوگ حبشہ کو گئے۔ اور کچھ مدینہ طیبہ کو گئے۔ کافرون نے تین سال تک شعب ابی طالب کا محاصرہ کرکے خوب تکلیف دی۔ خرید وفروخت نکاح رشتہ داری مسلمانون سے سب موقوف کر دیا۔ انجام کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ کو ہجرت فرمائی۔ پھر بھی انکا فرچپ نہ رہے۔ وہ بے بس مسلمان جو ہجرت نہین کر سکتے تھے اور مکہ مین پیچھے رہ گئے تھے۔ اُن پر سخت جور وستم کرتے۔ اور پوشیدہ طور پر مسلمانون پر حملہ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمْ بَدَءُوكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنے کفار ہی نے تم سے پہلے ابتدا کی۔ مسلمانون کا ارادہ ہرگز لڑنے کا نہین تھا۔ اگر اب بھی مسلمان نہ لڑتے اور اپنے بچاو پر آمادہ نہ ہوتے پھر انکا کہین پتہ نہین لگتا۔ اب عقل انسانی کا یہی تقاضا تھا کہ اپنی حفاظت

خدا پرستون کے ہاتھ سے مٹاتا رہا اگر ایسا نہ کرتا تو اگلے انبیا اور اس خاتم الانبیا کے عبادت خانے
کسطرح باقی رہتے جب ہر ایک زمانے مین یہی مصلحت جاری رہی ہے تو پھر اس زمانے کا
مقتضے بھی یہی ہے کہ مسجدونکی نگہداشت کیجاے جس طرح قبل نسخ و تحریف ان عبادتگاہونکی
41 حفاظت کیجاتی تھی۔ اب ناصرین دین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ
فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ وہ (مظلوم) کہ اگر ہم انکو زمین مین قدرت دیدین (یعنے حاکم بنا دین)
تو نماز قایم رکھین اور زکوۃ دین اور نیک کام کا حکم کرین اور برے کام سے منع کرین۔ اور ہر
کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار ہی۔ چنانچہ حسب ارشاد خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کو فتح نصیب ہوی۔ اور انہون نے وہ ساری عمدہ باتین کر دکھائین
پھر ایسے خلفاء کرام کو ظالم و غاصب کہنا اور انکو سب و شتم سے یاد کرنا (جسطرح خارجیون اور
رافضیونکا مذہب ہی) گویا کلام الہی کو جھٹلانا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتا ہے
کہ گو اسوقت مین آپ اور آپکے اصحاب مظلوم ہین۔ لیکن قریب ہین خانہ ظالم خراب ہوتا ہی جسکی لئے
42 گذشتہ نظیرین موجود ہین۔ وَاِنْ یُّکَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳۹) کے لئے آمادہ ہو تو ایسے ہی وقت مین اللہ تعالی نے جہاد کی اجازت دی۔ ورنہ اس کے
پہلے تو باوجود اصحاب نے تکلیفین سہین ذلتین اٹھائین اور حضرت سے لڑائی کی اجازت بھی چاہی لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ مجھے ابھی حکم
نہین ملا چنانچہ کتب سیر مین یہ سب قصہ مذکور ہین ۱۲ ۔ لہ چنانچہ ایک جا فرمایا کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ

وَقَوْمُ إِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّأَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَأَمْلَيْتُ

لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ فَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ

فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا أَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ

وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ

وَعْدَهٗ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ

لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ اور (اے نبی کریم) اگر انھوں نے تمھیں جھٹلایا تو

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم جھٹلا چکی ہے۔ اور مدین کے رہنے والے

(بھی یعنی ہر ایک قوم نے اپنی نبی کو جھٹلایا) اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں تو میں نے کافروں کو

نکیر۔ النکیر مصدر ای انکاری علیہم۔ ویاء الضمیر المضاف الیہا محذوفۃ وھو من نکرت

وانکرت علیہ اذا فعلت فعلا یردعہ (خفاجی) فھی خاویۃ علی عروشہا۔ قال الضحاک خواؤھا

خرابہا۔ وعروشہا سقوفہا من قتادۃ خاویۃ قال خربۃ لیس فیہا احد (ابن جریر) وبئر معطلۃ

قال ابن عباس التی قد ترکت وقال غیرہ لا اھل لہا (ابن جریر) اور بئر معطوف قریۃ پر ہے یعنی بہت سی باولیان

جن پر لوگوں کا مجمع ہوتا تھا اب اس سے کوئی بھی پانی نہیں لیتے آتا کیونکہ وہ لوگ سب ہلاک ہوگئے۔ مشید مرفوع من اشاد البناء اذا

رفعہ او صحاہ مبنی بالشید بالکسر یعنی وھو الجص وھو یبنی بہ (ضیا) عکرمہ و مجاہد و سعید بن جبیر سکی تفسیر مشیَّد یعنی گچ کرتے ہو

اور ضحاک و قتادہ بلند کہتے ہیں (ابن جریر) یہ سب اقوال باہم قریب قریب ہیں یعنی وہ مکان پختہ گچ کئے ہوئے بلند عالیشان ہیں۔ اور جس کا نام آیا تو استحکام کی بھی

کام نہ آیا فانہا۔ الضمیر للقصۃ یعنی انہ ضمیر شان مفسر بالجملۃ ثم بت بالجنس القصۃ فانہ یجوز تذکیرہ وتانیثہ (خفاجی)

الصدور۔ صدر کا ذکر تاکید کیلئے ہے یعنی یہ آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ اندھا پن وہی ہے جو دلکی بینائی جاتی رہی اگرچہ قوت باصرہ موجود ہو خلیقی یعنی مولا عرض

کرتا ہی ہے تیرا بصیر نام ہے بصیر ہی میری کم نظر بھی تجھ کو بھی جہرا ہوگیا۔ المصیر۔ الی لا الی غیری فصارعلیہ عوض مصیر یعنی مرجع کے ہے۔ سلہ یہان قوم موسیٰ

فکاین ابن کثیر نے بعد کاف الف اور بعد الف ہمزہ مکسورہ ساتھ مد کے پڑھا ہے باقی نے تشدید یا کے ساتھ پڑھا۔ حیث وقع لفظ قاعدہ کلیہ ہے

اھلکنٰھا بصری بعد کاف نا کی تا مضموم سے واحد متکلم بغیر لفظ تعظیم

یعدّون مکی و حمزہ و کسائی ساتھ یا تحتانیہ کے بصیغہ غائب کیونکہ یستعجلونک بھی غائب ہے اور دوسروں کی قرات پر التفات ہے ۱۲

ع ۱۰

ڈھیل دی پھر انکو پکڑ لیا۔ تو میری سزا کیسی تھی۔ غرض بہت سی بستیاں کہ جنکو ہم نے ہلاک کر دیا

اور وہ نافرمان تھیں اب وہ (ایسی اجڑی ہیں کہ انکی دیواریں) اپنی چھتوں پر گر پڑی ہیں اور

انکے کنوین بیکار پڑے اور کتنے بلند محل (ویران پڑے ہیں) پھر کیا یہ لوگ ملک میں پھر کر دیکھ نہیں چکے

(عبرت کی نظر سے سیر کرتے تو) ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان سے سمجھتے یا ایسے کان (ہوتے) کہ

جن سے وہ سنتے۔ (بات یہ ہے) کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں لیکن دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے

ہو جایا کرتے ہیں۔ اور (اے نبی) یہ لوگ تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اللہ کبھی اپنا وعدہ

خلاف نہ کریگا۔ اور بے شک تمہارے رب کے نزدیک تمہاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر

ایک دن ہے۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ نافرمان تھیں پھر

میں نے انکو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو عذاب سے ڈراتے

تھے تو کافر قرآن شریف کو اور آپکو جھٹلاتے۔ اور عذاب کے آنے میں جلدی مچاتے۔ اللہ تعالیٰ

ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا یعنی قیامت کا برپا کرنا اور دوستوں نیکی

عمل کی مدد اور اپنے دشمنوں سے انتقام (چنانچہ بدر کی لڑائی میں وہ وعدہ پورا ہوا اور سرکش سرکش کفار

قتل کئے گئے) لیکن اسلئے جلدی نہیں کرتا اور ڈھیل دیتا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت کے ایام میں کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۱) نہیں فرمایا۔ کیونکہ آپکی قوم بنی اسرائیل تھی اور انہوں نے آپکو نہ جھٹلایا تھا۔ بلکہ آپکے جھٹلانے
والے فرعون اور اسکی قوم تھی جو قبط سے تھے ۱۲ ؁ یعنے تم لوگ غور کرکے اگلی امتوں کو دیکھو تاکہ تم کو عبرت حاصل ہو اور فنائے
دنیا اور وحدانیت الٰہی ثابت ہو۔ ؁ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اندازہ حساب روز قیامت کا ہے جو

ایک دن تمھاری گنتی کے مطابق ہزار برس کے برابر ہے۔ کیونکہ اُس اللہ کے لحاظ کرتے یہ وعدہ کچھ
بھی دور نہین بلکہ تمھارے لحاظ سے دور ہے اسی لئے وہ عذاب مین جلدی نہین کرتا کیونکہ اُسکی
مدت پر عذاب آہی جائیگا۔ پھر فرمایا کہ مین نے بہت سی بستیون کو مہلت دی حالانکہ وہ مشرک
اور میرے حکم کے مخالف تھے۔ لیکن مین نے جلدی سے اُنپر عذاب نازل نہ کیا۔ پھر بعد مدت مین نے
انکو پکڑ لیا۔ اور دُنیا ہی مین عذاب نازل کیا۔ اور بعد ہلاک ہونیکے بھی انکا مرجع میری ہی جانب تھا۔
پھر اسطرح انکو عذاب ہوگا جسکی انتہا ہی نہین۔ تو اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمکو جھٹلاتے ہین اُنکو بھی دونون
جہان مین عذاب ہونے والا ہے۔ اگرچہ مین نے فی الحال ایک مدت معین تک مہلت دیرکھی ہے
جب کافر تعجیل عذاب کے طالب تھے تو حضرت کو حکم ہوتا ہے کہ تم کہدو کہ مین منذر ہون یعنے ڈرانا
میرا کام ہے اور مختاری تو اسی کے لئے ہے جو وہ چاہے سو کرے۔ لیکن اُسکی فکر کرو کہ تمھاری جیسی کرنی
ویسی بھرنی ہوگی جسطرح لوگون کو خبردار کرنے کے لئے حضرت کو فرماتا ہے۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۲) جو ہزار سال کا ہوگا (ابن جریر) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فقراء مسلمین باندازہ نصف
یوم اغنیاء سے پہلے جنت مین جائینگے۔ راوی نے پوچھا کہ نصف یوم کیا ہے۔ فرمایا کیا تم قرآن نہین پڑھتے۔ مین نے کہا
ہان۔ فرمایا وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (ابن جریر) ابن کثیر کہتے ہین کہ ترمذی اور نسائی نے بھی اسکو
روایت کی اور ترمذی نے کہا کہ وہ حسن صحیح ہے۔ مجاہد و عکرمہ سے بھی اسی طرح مروی ہے (ابن جریر) لہ چنانچہ ایک جا فرمایا۔
اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا یعنے وہ اُسکو دور سمجھتے ہین اور ہم اُسکو قریب جانتے ہین ۱۲ رزق کریم قال ابن جریج الجنۃ (ابن جریر)

وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿ (اے نبی کریم) کہدو ای لوگو
مین تمکو صاف صاف ڈرسنانے والا ہون ۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کیلئے
بخشش اور عزت کی روزی ہے ۔ اور جنھون نے ہماری آیتون کے ہرانے مین کوشش کی وہی
دوزخی ہین ۔ مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎

ہر کہ بر شمع خدا آرد تفو	شمع کے میرد بسوزد پوز او
کے شود دریا ز پوز سگ نجس	کے شود خورشید از پف منطمس

غرض یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا اُن کے وارث علماء و عرفاء عظام سے جو شخص کینہ و عداوت
رکھیگا اور اُن کے اقوال کو رد کریگا وہ خود ہی دنیا مین آتشِ حسد سے اور آخرت مین نارِ جہنم مین جلیگا
بعضون نے کہا کہ علماء ربانی کے وہی لوگ منکر ہوئے جنکی عقل مین فتور اور فہم مین قصور تھا ۔ کیونکہ
اُن کے علوم کشف و مشاہدہ پر مبنی ہین ۔ دوسرون کے علوم فکر و قیاس پر ۔ انکا ابتدائی طریقہ تقوے
اور نیک عمل ہے ۔ دوسرونکا طریقہ ابتدائی مطالعۂ کتب اور مخلوق سے اپنے امور کے اصلاح مین استمداد

مُعٰجِزِیْنَ ابوبکر و عمر دیتے الف ساتھ تشدید جیم کے تفعیل سے مجاہد کہتے ہین اس کے معنے مثبطین ہین یعنے لوگون کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہین ۔ دونون قراءتون کے معنی قریب قریب ہین ۱۲

گر دو اگر دہان جیسا اما منصف (برہان قاطع)

معاجزین ۔ قال ابن عباس مشاقین ۔ قال قتادۃ کذبوا بایات اللہ فظنوا انھم یعجزون اللہ ولن یعجزہ
عن قتادۃ سلہ ۔ اللہ کی آیتون کو ہرانے یعنے اس کے گناہ کرنا اور اُس کے خلاف حکم چلنا اور لوگون کو خدا پر ایمان لانے
اور نبی کریم کی اتباع سے روکنا اور یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم حضرت پر غالب آجائینگے اور آپکو عاجز کردینگے ۔ (حالانکہ آپکی نصرت
و مدد کا ذمہ دار تو اللہ تھا) تو گویا یہ خدا کو عاجز کرنا ہی (ابن جریر) سلہ عبد الرزاق و ابن منذر و ابن ابی حاتم قتادہ سے
یعنی وہ لوگ جنھون نے اللہ کی آیتونکو جھٹلایا اور گمان کیا کہ وہ اللہ کو عاجز کردینگے اور وہ اسکو ہرا نہین سکتے (در)

اُن کے علوم کی نہایت وصولِ مشاہدہ الٰہی غیرون کے علوم کی غایت نام وجاہ اور وظایف ومناصب دنیوی ہے۔ اگر طریقہ ہے تو انھین پیشواؤن اور امامون کا طریقہ ہی جب یہ بات ظاہر ہوی کہ یہ سارے شبہات کفار کے بسبب وساوس شیطانی کے ہین تو اسی لئے اُسپر عطف کر کے حضرت رسول کریم کو اسطرح تسلی دیتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

من رسول ولا نبی۔ ابن منذر وابن ابی حاتم مجاہد سے کہ نبی وہ ہے جو کلام کرے اور جس پر وحی نازل ہو۔ لیکن وہ بھیجا نجاے (در) رسول وہ نبی ہے جسکو تبلیغ کا امر ہو تو نبی رسول سے عام ہے۔ یعنے ہر رسول نبی ہے۔ اور ہر نبی رسول نہین۔ ابن حبان وحاکم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیا علیہم السلام کتنے ہین۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا گیا کہ ان مین سے رسول کتنے ہین۔ فرمایا تین سو تیرہ جماعت کثیر۔ اس حدیث کی سند مین ضعف ہے گو متابعت سے اوسکا جبر بھی ہوا۔ لیکن چونکہ عقاید کی بنا قطعیات پر ہوتی ہے اسی لئے تعیین انبیاء کرام کو محققین روا نہین رکھتے۔ تمنّٰی۔ تمنی کے لغت مین دو معنے ہین۔ ایک دلی آرزو۔ دوسرے قرارت۔ اور اسی طرح اُمنیہ کے بھی دو معنے ہوے۔ قرات یا خاطر۔ یعنے جب رسول یا نبی نے اللہ تعالے کا حکم و کلام اپنی قوم پر تلاوت کیا۔ یا قلبی قصد سے آرزو کی اور چاہا کہ یہ لوگ اللہ تعالے کی رسالت کو قبول کرین تو اُس پیغمبر کے اُس قرارت یا ہمت قلبی واثر ڈالنے کے برابر ہی شیطان نے القا کیا۔ تو ازلی کافرون نے القاء شیطانی کو قبول کیا اور پیغمبر کا قول رد کر دیا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ یعنے البتہ شیاطین اپنے اولیا کو القا کرتے ہین تاکہ وہ تم سے مقابلہ اور جھگڑا کرین۔ چنانچہ یہ کفار تقدیر و مشیت کے آیات کے مقابلہ مین کہتے وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا۔ یعنے اللہ تعالے چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے شرک کرتے۔ چنانچہ اس زمانہ مین بھی ملحدین قرآن پاک مین وحی شیطانی سے باطل تاویلین کرکے چاہتے ہین کہ اللہ تعالے کے نور کو مٹا دین۔ فینسخ اللہ الخ بیان النسخ سے

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۵) مراد نسخ لغوی ہے یعنے جو شیطان القا کرتا ہے اللہ تعالے اُسکو مٹا دیتا ہے (نسخ شرعی نہین جو احکام مین مستعمل ہوم) پھر اللہ تعالے اپنی آیات کو محکم کردیتا ہے یعنے جو مخلوق کہ اپنے رب کی بندگی اور حق چاہتی ہے اُس سے القاء شیطانی کو دور کرکے وحی الٰہی کو قائم و محکم کردیتا ہے **غرض** جو لوگ اہل جنت ہین ان کے دلونمین وحی رسول کریم صلعم جم جاتی ہے اور القاء شیطانی نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ اہل دوزخ ہین ان کے دلمین القاء شیطانی جم جاتا ہے اور وحی رسالت کو اُن کے دل قبول نہین کرتے **ابن کثیر** نے اس آیت کی شان نزول مین اسطرح بیان کیا کہ ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحٰق رحمہ کی وجہ سے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ سورۂ والنجم نازل ہوئی اور مشرکین کہا کرتے کہ اگر یہ شخص ہمارے معبودون کو کچھ بھلائی سے ذکر کرتا تو ہم اُسکو اور اُسکے اصحاب کو رہنے دیتے ولیکن وہ ہمارے مخالفین یہود و نصارے کو اس بدی سے ذکر نہین کرتا جسقدر بدگوئی و برائی کے ساتھ ہمارے آلہہ کو ذکر کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ مشرکین آپکی تکذیب کرتے اور آپ کے اصحاب کو اذیت دیتے اور مشرکون کے اصرار شرک و اذیت نے آپ کو غمگین کردیا تھا اور آپ اونکی ہدایت کی تمنا کرتے تھے پس جب اللہ تعالے نے سورۂ والنجم نازل فرمایا تو آپ نے مسجد مین اُسکو پڑھا جب اس آیت پر پہونچے اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۔ تو یہان شیطان نے چند کلمات القا کئے جہان اللہ تعالے نے طواغیت کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہین تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى ۔ یعنے یہ بت شہباز بلند پرواز ہین اور انکی شفاعت کی امید ضروری ہے۔ یہ کلمات شیطان کے سجع کے تھے جس سے کافرون کے حق مین فتنہ تھا پس یہ دونون کلمے ہر مشرک کے دل مین پڑے اور انکی زبانون پر جاری ہوے اور وہ اس سے بہت خوش ہوے اور کہنے لگے کہ اب محمد صلعم اپنے باپ دادون اور اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع لایا ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر نجم پر پہونچے تو آیت سجدہ پر آپ نے سجدہ کیا اور جو مسلمان و مشرک وہان حاضر تھے سب نے سجدہ کیا سوائے اتنی بات کے کہ ولید بن المغیرہ ایک بوڑھا آدمی تھا اُس نے ایک مٹھی سنگریزوں اُٹھا کر اُسپر سجدہ کرلیا پھر دونون فریق نے رسول اللہ صلعم کے

وَاِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ۙ وَّلِیَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ اَنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَیُؤۡمِنُوۡا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۶) سجدہ کی موافقت مین اپنی جماعت کے سجدہ سے عجب کیا پس مسلمانون کو تو یہ عجب ہوا کہ
مشرکون نے بدون ایمان و یقین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ سجدہ کیا اور مسلمانون نے وہ کلمات
توسنے نہ تھے جو شیطان نے مشرکون کے کانون مین القا کئے تھے اور جس سے مشرکون کے دل مطمئن ہوے تھے۔
جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمنیۃ یعنی قرأت مین شیطان نے وہ کلمات القا کئے تھے اور مشرکون کے دلوںمین
شیطان نے یہی ڈالا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو پڑھا ہے پس مشرکون نے اپنے معبودون کی تعظیم کیواسطے
سجدہ کیا تھا اور یہ کلمات شایع ہوے اور شیطان نے خوب ظاہر کیا یہانتک کہ یہ خبر مُلکِ حبشہ تک پہونچی اور وہان عثمان
بن مظعون اور اُن کے اصحاب ہجرت کئے ہوے تھے اور وہان خبر کے موافق باتین ہوئین کہ اہل مکہ سب کے سب
مسلمان ہوگئے اور انہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑہی۔ اور یہ بھی خبر پہونچی کہ ولید بن المغیرہ نے
ایک مٹھی خاک پر سجدہ کیا اور اُنکو بیان سے معلوم ہوا کہ مکہ مین مسلمانون کے واسطے امن ہے پس وہ لوگ بھی وہان سے
جلدی روانہ ہوے کہ مکہ ہمکو محبوب ہے اور یہان اس آیت کو نازل کرکے القاء شیطانی کو نسخ کیا اور میٹ دیا تھا او
اپنی آیات کو محکم کردیا تھا۔ چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِیٍّ الآیۃ پس جبکہ اللہ تعالےٰ نے
اپنے حکم کو ظاہر کردیا اور سجع شیطانی سے اُسکو پاک کیا تو مشرکین اپنی پہلی عداوت و گمراہی پر پلٹے اور مسلمانون پر
سختی کرنے لگے۔" بہت سے مفسرین نے اس قصۂ غرانیق کو یہان ذکر کیا۔ لیکن اس قصہ کے تمام طرق مرسل ہین۔
اور مین نے کسی وجہ صحیح سے اُنکو مسند نہین دیکھا۔ بغوی نے بھی اپنی تفسیر مین اس مجموعہ کو ذکر کرکے اعتراض کیا ہے کہ
باوجود عصمت سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ کسطرح ہوسکتا ہے۔ اور پھر اسکے بہت سے جوابات لوگون سے
نقل فرماے ہین اُن مین عمدہ جواب یہ ہے کہ شیطان نے مشرکون کے کان مین اسیطرح ڈالدیا اور اُنکو وہم ہوا کہ
حضرت رسول کریم سے اسطرح صادر ہوا حالانکہ فی نفسہ یہ بات نہ تھی بلکہ وہ فعل شیطانی تھا متکلمین نے بھی بتقدیر
صحت اس قصد کے اقسام کے جوابات دئے ہین الخ بخاری مین ہے کہ "نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم
پڑھا اور مسلمان و مشرک و جن و انس سبھون نے سجدہ کیا لیکن اس مین حدیث غرانیق نہین ہے" غرانیق جمع

بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (اَے نبی کریم ہمنے

تمسے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہین بھیجا اور نہ کوئی نبی مگر (اُنکو یہ پیش آیا) کہ جب انہون نے کچھ

تمنا کی تو شیطان نے اُنکی تمنا مین کچھ ڈالدیا۔ توجو شیطان ڈالدیتا ہے اللہ اُسکو مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی

آیتون کو مضبوط کرتا ہی۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہی۔ تاکہ اللہ اُسکو جو شیطان ڈالتا ہی

پڑہا قرأت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴۷) غرنوق مانند زنبور یا فردوس کے ہے۔ پانی کا سفید جانور معروف ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کالا مثل کرکی ہے۔ اور بعضے کرکی کہتے ہین۔ مجازاً خوبصورت جوان کو کہتے ہین یہان اس سے مراد اصنام ہین کیونکہ اُن کے زعم مین وہ اللہ کے پاس مقرب اور شفاعت کرتے ہین اسلئے اون جانورون سے مشابہت دیگئی جو آسمان پر بلند ہوتے ہین (خفاجی) لیکن صحیح سبب مشرکون کے سجدہ کرنے کا یہ ہے کہ جب انہون نے ذکر لات وعزے سنا تو وہم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بتون کی تعریف کی چنانچہ شہر شوال سن پانچ مین بعثت کے مہاجرین حبشہ بھی پلٹ کر آئے اور بعضے کہتے ہین کہ شیطان نے ان کے کان مین اسطرح ڈالا۔ اور اس قصہ کو بعض مفسرین ومحدثین ثابت کرتے ہین۔ بعضے نفی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جھوٹا قصہ ہے جسکی کچھ بھی اصل نہین۔ اور اُن تمام احادیث پر طعن کرتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ سجدہ کرنیکا سبب صرف اُنکا وہم تھا کہ اُن کے معبودون کی مدح کیگئی۔ اور بفرض ثبوت القار شیطانی تھا نہ کلام نبوی۔ اور کہا گیا کہ بعضی کافرون نے ہی درمیان مین قرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پڑہ دیا۔ کیونکہ آپ آیات پر توقف فرماتے تھے اور کافر وقت قرأت آنحضرت شور وغوغا مچاتے تھے تاکہ لوگ قرآن نہ سنین اور یہ سب اغواء شیطانی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے بھی کافرون کا حال بیان فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۔ جب یہ بات ظاہر ہوگئی تو اللہ تعالے نے آیت وما ارسلنا من قبلك الخ کو نازل فرمایا اب اسوقت آیت مین بھی کوئی اشکال نہین رہا (سیرت نبویہ)۔

انه الحق۔ قال ابن جريج يعنى القران۔ (ابن جرير) اخرج عبد بن حميد وابن الانبارى فى المصاحف عن عمرو بن دينار قال كان ابن عباس يقرأ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى ولا محدث (در)

اُن لوگونکی آزمایش کا ذریعہ گردانے کہ جن کے دلونمین مرض ہی اور جن کے دل سخت ہین۔ اور بیشک

ظالم پرلے درجہ کی مخالفت مین (پڑے) ہین۔ اور تاکہ جان لین وہ لوگ کہ جنکو علم دیا گیا ہے کہ وہ

(قرآن) برحق تمھارے پروردگار کی طرف سے ہی تو اسپر ایمان لے آئین اور اُن کے دل اللہ کی آگے

عاجزی کرنے لگین اور مقرر اللہ ایمان والون کو سیدہی راہ کی جانب ہدایت کیا کرتا ہے شیطان

اسی لئے مخلوق ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کو آزمائے۔ تو ہر وقت اُن کے عمدہ خیالات اور تلاوت

و ذکر مین اپنے وساوس و خیالات ڈالتا ہے۔ پھر اُن کے ذکر کے انوار سے جل جاتا اور صولت اسرار

سے ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالے اپنے انوار و آیات کو محکم فرماتا ہے **فقیر** کہتا ہے کہ ہمارے

نبی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی مستثنیٰ ہین کیونکہ آپکا اثر اپنے جن پر اسطرح پڑا کہ وہ بھی

بھلائی کی بات عرض کرنے لگا صحیح مسلم مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم مین سے کوئی ایسا نہین مگر ہمراہ اُس کے ایک ہمنشین اُسکا جنون سے اور ایک

ہمنشین اُسکا فرشتون سے معین کیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے لئے بھی یا رسول اللہ فرمایا

ہان میرے لئے بھی لیکن اللہ نے مجھے اُس پر مدد دی وہ مطیع (یا مسلمان) ہو گیا (اسی لئے) وہ بھلائی

کے ساتھ مجکو حکم کرتا ہے،، افسوس ہے اُن نئے مترجمون اور بدعقید ونیز کہ اس آیت کی شرح مین

لہ حوائس۔ سلہ مشکوٰۃ باب الوسوسہ محو۔ اسلہ یہ ترجمہ فاسلم کا ہے۔ تورپشتی نے فرمایا کہ میم مفتوح سے روایت آئی ہے اسلام سے مشتق ہے۔ اور میم مضموم سے بھی بصیغہ مضارع سلامت سے تو اُسکا یہ ترجمہ ہوگا کہ مین سلامت رہتا ہون مترجم کہتا ہے کہ اسوقت مین غلایا + مرنی الاخیر کا فقرہ چسپان نہین ہوتا۔ واللہ اعلم

صاف صاف لکھدیا کہ شیطان کی آمیزش سے سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے غلطی ہوجاتی تھی۔
سرکارِ عالم تو فرماتے ہیں کہ شیطان میرا مطیع ہوگیا اور لَا يَأْمُرُنِي اِلَّا بِخَيْرٍ۔ لیکن یہ سرکش بدعقیدہ
مطیع نہیں ہوتے اور حضرت کی محبت ان کے دلون مین نہین آتی جنکی شان وَمَا يَنْطِقُ عَنِ
الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ہو۔ اُن پر شیطان کس طرح مسلّط ہوسکتاہے ہ

لَاحَوْلَ وَلَا کیون نہ پڑھین نام پہ اُسکے ہے فرقہ وہابیہ شیطان مدینہ

نیچری دنیا کے بندے وہ بھی تابیر نخل کا قصہ بیان کرکے حضرت سے غلطی کو ثابت کرتے ہین۔
لیکن علمانے اُسی حدیث کی شرح مین لکھا کہ یہ بھی ایک امتحان تھا۔ اگر دوسرے سال بھی صحابہ تابیر
نہ کرتے توبے تابیر کے کھجور کے جھاڑ پھلتے۔ چنانچہ ان علما کے قول کا مؤید خود سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد سماعت کرو۔ ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اُن کے لئے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی۔ توانہون نے
اُسکو ہانڈی مین ڈالا۔ (یعنے پکانیکے لئے) تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا
اے ابورافع یہ کیا ہے۔ عرض کیا اے رسول اللہ ایک بکری میرے لئے تحفہ بھیجی گئی تھی مین نے اُسکو ہانڈی
مین پکایا۔ حضرت نے فرمایا اے ابورافع مجکو اُسکا ہاتھ دے۔ مین نے آنحضرت کو اُسکا ہاتھ دیا۔

سلہ اور (نبی کریم) اپنی خواہش سے نہین بات کرتے ہین۔ وہ گویائی صرف وحی ہے کہ وحی کیجاتی ہے۔ علمانے
اسی سبب سے کہا کہ وحی کے دو قسم ہین (۱) وحی جلی یعنے قرآن مجید۔ (۲) وحی خفی یعنے حدیث شریف ۱۲
سلہ تابیر کھجور کا جو نر جھاڑ ہو اس کے پھول لیکر مادہ مین ڈالنا ۱۲ سلہ مشکوٰۃ باب مایوجب الوضوء
صفحہ ۳۳ امام احمد و دارمی سے ۱۲

پھر فرمایا کہ دوسرا ہاتھ دے۔ مین نے دوسرا ہاتھ بھی دیا۔ پھر فرمایا اور مجکو ہاتھ دے۔ عرض کیا اے رسول خدا کہ بکری کو دو ہی ہاتھ ہوتے ہین (دونون تو دے ہی چکا اور کہان سے لاؤن) حضرت اُن سے مخاطب ہوکے فرماتے ہین۔ اَمَا اِنَّکَ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَکَتَّ یعنے خبردار ہو بے شک اگر تو چپ رہتا تو مجکو ہاتھ پھر ہاتھ دیتا جاتا جبتک کہ تو چپکا رہتا الخ

اسیطرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز مین سجدہ سہو کرنا بطورِ تشریع تھا (یعنے اُمت کو طریقہ سہو سکھلانا تھا) بعض مشایخ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین سجدہ سہو سجدہ شکر ہے، صوفیہ کرام فرماتے ہین کہ سَھْوُنَا مِنَ الْاَعْلٰی اِلَی الْاَدْنٰی۔ یعنے ہمارا سہو برتر سے (یعنے نماز سے) کمتر کی طرف ہے وَسَھْوُہٗ مِنَ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی اور آپکا سہو کمتر سے برتر کی جانب ہے۔ یعنے نماز سے بھی جو شے اعلیٰ ہے (یعنے مشاہدہ حق) اُسطرف متوجہ ہونے سے نماز مین سہو ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

[۱] یَا سَائِلِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ سَہَا	وَالسَّھْوُ مِنْ کُلِّ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاھِیْ
قَدْ غَابَ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ سِرُّہٗ فَسَھَا	عَمَّا سِوَی اللّٰہِ فَالتَّعْظِیْمُ لِلّٰہِ

[۲] وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ اس سے معلوم ہوا کہ آنکھونکی ٹھنڈک کوئی اور شے ہے جس کا محل نماز ہے حق تو یہ ہے کہ آپ کی ذات مقدس اور صفاتِ عالی تک ہماری عقل کی رسائی ممکن نہین صرف

[۱] خفاجی ۱۲ اے مجھ سے سوال کرنے والے آنحضرت کے سہو سے کہ آپ نے کسطرح بھولا۔ اور سہو تو اسی کو ہوتا ہے جسکا دل غافل ہو۔ (اسکا جواب یہ ہے) کہ آپ سواے خدا کے ہر شے سے غائب ہوگئے اس لئے سہو ہوا۔ تو حقیقت مین یہ تعظیم الٰہی ہے سہو نہین۔ [۲] امام احمد و نسائی ۱۲

اسیقدر کہہ کے چپ رہنا اچھا ہے ۵

کس خدا را ہمچو تو نشناختہ	جز خدا نشناخت کس قدر تو زانکہ

بعد بیان ہدایت اہل اسلام ضلالت کفار ذکر فرماتا ہے۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ
حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ اور کافر ہمیشہ قرآن[1] کی طرف سے شک ہی مین پڑے رہینگے یہانتک
کہ قیامت[2] آجاے یا اُن کو ناپید[3] دن کا عذاب آلیوے (یعنے اُسدن انکا نشان نہ رہے) اُس دن[4]
اللہ ہی کی حکومت ہے وہ لوگون مین فیصلہ کردیگا۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ
نعمت کے باغون مین ہونگے۔ اور جنہون نے کفر کیا اور ہماری آیتون کو جھٹلایا تو وہی ہین

---

[1] عن ابن جریج قال من القرآن (ابن جریر) [2] قیامت صغرے یعنے موت یا کبرے۔ [3] عذاب یوم عقیم مجاہد نے کہا بدر کا دن ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ (بدر کے دن) رات تک اونکو مہلت نہین دی گئی (تو اُن کے حق مین وہ عقیم یعنے بانجھ ہوگیا۔ (ابن جریر) بانجھ اسلئے کہتے ہین کہ روز بدر کفار کو کسی قسم کی بھلائی نہین پہونچی جسطرح ریح عقیم جو بارآور اور اوسمین کسی قسم کا نفع نہو (سراج) ابن مردویہ اور ضیا مختارہ مین ابن عباس سے عذاب یوم عقیم بدر کا دن ہے (در) عبید بن حمید و ابن منذر و ابن حاتم سعید بن جبیر سے کہ انہون نے کہا کہ وہ روز بدر ہے۔ (در) ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا کہ وہ بدر کا دن ہے ضحاک سے مروی ہے کہ ایسے روز کا عذاب کہ جسکے بعد رات نہین ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ وہ روز قیامت ہے جسکے بعد رات نہین (ابن جریر) ابن کثیر نے اسکو اختیار کیا۔ [4] یعنے قیامت کے دن کسیکو بادشاہی کا دعوے نہین رہیگا جسطرح آج دنیا مین دعوے کررہے ہین اُسدن سلطنت فقط اُسی اللہ کی ہے کوئی بھی اسکا دعویدار نہین ہے اپنی مخلوق مشرکین و مومنین مین فیصلہ کرے گا۔ ۱۲

جن کے لئے ذلت کا عذاب ہی طبعی کافرون کے دلمین ابلیس جو وسوسہ ڈالتا ہے کہ آپ نے قرآن بنالیا ہے وہ ہرگز نہین نکلیگا - یہان تک کہ دوسرا عالم ابنر کھلے - روایت ہی کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے اگر تمکو موت سے شک ہے تو نیند کو اپنے سے دفع کرو اور یہہ تمسے ہرگز نہ ہوسکے گا - اور اگر تمکو مرے بعد اُٹھنے مین شک ہے - توجب تم سو جاتے ہو تو ہوشیاری نہ چاہو - اور بیداری کو روکو - اور یہہ بھی تم سے نہ ہوسکیگا - جب تم اسکو سوچوگے تو معلوم ہوجائیگا کہ تمھاری ذات دوسرے کی اختیار مین ہے تو نیند بجائے موت ہے - اور بیداری بجای بعث بعد موت - جب اللہ تعالے نے یہ بیان فرمایا کہ روز قیامت ہماری ہی حکومت ہی اور مومنین کیلئے جنت ہے تو اوس کے بعد مہاجرین کے لئے وعدہ فرماتا ہے اور اونکی شان بڑہانے کے لئے خاص طور سے انکا ذکر فرماتا ہی - وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

قُتِلُوْا ابن عامر ساتھ تشدید کے

مُدْخَلًا نافع ساتھ فتح میم کے

لیرزقنہم اللہ - اگر لیرزقنہم سے جنت کا رزق مرادین تو لیدخلنہم اُس سے بدل ہے یا یہ کہ لیرزقنہم سے مراد عالم برزخ مین رزق پانا ہے - اور لیدخلنہم مستقل جملہ ہے - صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین لیرزقنہم مین روزی کا بیان اور لیدخلنہم مین مسکن کا - لینصرنہ اللہ - اخبار عن الغیب ہے اور جس طرح اللہ نے خبر دی وہی ہوکر رہا تو یہ معجزات سے ہے - مدخلا - اسم مکان یا مصدر میمی ہے - ومن عاقب - وانما سمی الابتداء بالعقاب الذی ھو الجزاء للازدواج ای للمشاکلۃ ۱۲ -

لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ اور جنہوں نے اللہ کی راہ مین وطن چھوڑے پھر مارے گئے یا مرگئے البتہ اللہ انکو ضرور عمدہ روزی دیگا۔ اور بے شک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہی۔ البتہ انکو ایسی جگہ داخل کریگا (یعنی جنت مین)

فضل مہاجرین

لہ: مہاجرین کا بیان ہے کہ بعد ہجرت خواہ جہاد مین شہید ہون یا اپنی موت سے مرین ہرحال مین اونکو بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ دوسری جا فرمایا وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنے جو شخص اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ تعالے اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا پھر اوسکو موت آگئی تو اسکا ثواب اللہ پر ثابت ہے۔ علما فرماتے ہین کہ اللہ کی راہ مین وطن کا چھوڑنا عام ہے۔ جہاد مین۔ یا دار الکفر کے چھوڑنے مین۔ یا علم دین کے طلب کے یا حج کے لئے یا زیارت مدینہ طیبہ کے لئے کیونکہ و رسولہ آیت مین موجود ہے۔ لیکن ہرحال مین اچھی نیت شرط ہے صحیحین مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال نیتون پر ہی موقوف ہین اور ہر شخص کیلئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ تو جسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوسکے رسول کی طرف ہو تو اوسکی ہجرت اللہ تعالے اور اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی۔ اور جسکی ہجرت دنیا کی طرف کہ اوسکو حاصل کرے یا کسی عورت کے جانب کہ اوسکو نکاح مین لائے تو اوسکی ہجرت اوسی چیز کی طرف ہی جو اوسنے نیت کی ہے۔ ہجرت ابتدا اسلام مین خاص مدینہ طیبہ کی طرف فرض تھی کیونکہ اوسوقت دار اسلام سوائے مدینہ طیبہ کے کہین نہ تھا۔ بعد فتح مکہ معظمہ کے بحدیث لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وہ ہجرت منسوخ ہوگئی۔ یعنے اب وہ ہجرت نہین رہی جس کے واسطے بڑا ثواب مخصوص تھا۔ لیکن ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے یعنے دار کفر وحرب سے دار اسلام کو جانا۔ البتہ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت افضل ہے۔ اِسلئے کہ وہ دونون مقام روئے زمین سے افضل ہین۔ اب رہے دار اسلام والے وہ ہجرت کا ثواب اسطرح پاسکتے ہین کہ وہ اپنی نفس کی خواہشات چھوڑدین۔ اور اللہ کے لئے تقوے اختیار کرین۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ہجرت یہ ہے کہ جو تیرے رب نے مکروہ رکھا ہے اوسکو تو چھوڑدے (رواہ الامام احمد) بخاری کی حدیث مین ہے وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ یعنے مہاجر وہی ہے جس نے ہر ایسی چیز چھوڑدی جس سے اللہ تعالے نے منع فرمایا ہے۔ غرض جس نے اپنے وطن ظاہری سے یا اپنے نفس کے وطن مالوف سے ہجرت کی وہ اللہ کی راہ مین ہے۔ سلہ اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قولہ مدخلا یرضونہ قال الجنۃ (در)

جسکو وہ پسند کرینگے - اور بے شک اللہ جاننے والا بردبار ہے۔ بات یہی ہے۔ اور جس[۱] نے بدلا لیا اسیقدر

جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اوسپر (دوبارہ) زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اوسکی مدد کریگا - بے شک اللہ

بخشنے والا معاف[۲] کرنے والا ہے - ظاہری مہاجرین تو معلوم ہین اور باطنی مہاجرین وہ ہین جو

سوائے اللہ تعالےٰ کے سب چیزسے ہجرت کر گئے اور اپنے وطنِ نفس سے مہاجرت اختیار کی پھر خواہ

وہ تیغ محبت سے مقتول ہوے یا غلبۂ شوق مین مردہ ہو گئے تو اللہ تعالےٰ انکو رزقِ مشاہدہ اور دوام

[۱] مقاتل ابن حیان و ابن جریج نے کہا کہ نزول اس آیت کا اوس صحابہ کے لشکر کی شان مین ہے جو ایک گروہ مشرکون سے ماہ محرم مین ملاقی ہوا - (لیکن معالم مین ہے کہ مشرکین خود ہی ان مسلمانون پر چڑھ آئے) اور ماہ محرم مین سے دو راتین باقی رہگئین تھین - باہم کہنے لگے کہ اصحابِ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ماہ حرام مین قتال مکروہ جانتے ہین - اور تم جماعت کثیر ہو - اگر انپر حملہ کرین - مسلمانون نے قسم دلائی کہ ماہِ حرام مین ہم سے قتال نکرو - مگر مشرکون نے نہ مانا - اور قتال ہی کیا جب ابتدا اون سے ہوئی اور اونکی زیادتی ثابت ہو گئی تو مسلمانون نے بھی اون سے مقاتلہ کیا - اللہ تعالےٰ نے مسلمانون کو فتح دیا (ابن کثیر) مسلمانون نے کافرون سے بڑی بڑی ایذائین اٹھا کر آخر تنگ ہو کر جنگ بدر مین انتقام لیا لیکن انہون نے پھر بھی مسلمانون کو چین لینے نہ دیا - اسی قسم کے زیادتیان کرتے رہتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے مظلوم مسلمانون کو وہ فتوحات دئے کہ اہلِ اسلام کے بلند جھنڈے کفار کی زمین مین جا گاڑے - [۲] اس آیت کو عفوٌ و غفورٌ پر ختم کرنے مین اسطرف اشارہ ہے کہ مظلوم کا معاف کر دینا بہتر ہے کیونکہ فرمایا وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اور فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ - جب اوس شخص نے اس مستحب بات کو ادا نہ کیا تو مقربین کے لحاظ کرتے یہ ایک برائی ہوئی تو حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معاف کیا اور بخش دیا کیونکہ مین نے اس بدلہ کی اجازت دی تھی - یا یہ کہ مین معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہون تو میرے بندون کو بھی چاہئے کہ میری اخلاق سے متخلق و متصف ہون - ۱۲

مقام وصال عطا فرماتا ہے اور حیاتِ جاودانی سے اسکو زندہ جاوید فرماتا ہے پھر یہ ملک حیات و
رزق کبھی نہ منقطع ہوگا اور نہ کبھی اوس سے منع کئے جاوینگے جب مسلمانون کی نصرت کا
ذکر آیا تو ناصر و مددگار وہی ہوگا جو قادر ہو اسلئے اپنی قدرت کے دلائل کو صاف اور واضح طور
سے ارشاد فرمایا پہلی دلیل۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ
وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ
الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ یہ (نصرت اس لئے کہ وہ قادر ہے اور اوسکی قدرت
سے ہے) کہ اللہ رات کو دن مین داخل کرتا ہے اور دن کو رات مین داخل کرتا ہے (یعنی[1] رات
اور دن کو گھٹاتا ہے اور بڑھاتا ہے) اور بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ یہ[2] (قدرت کے
کام) اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جسکو یہ کافر اللہ کے سوا عبادت کرتے ہین وہی باطل ہے اور
اللہ ہی عالیشان بڑا ہے۔ جب عارفون کے دل مین ظہور نور حق بشانِ حقیقت ہوتا ہے تو
تمام حوادث و مخلوقات کا اعتبار ان کے دلون سے ساقط ہوجاتا ہے اور کسی چیز کا کسی چیز کیواسطے
سبب و علت ہونا اونکی نگاہ مین باقی نہین رہتا کیونکہ جو چیز علت و سبب سمجھی جاتی ہے وہ

تدعون، نافع وابن کثیر وابن عامر وشعبہ نے بتاء خطاب پڑھا ہے ۱۲

ذلك۔ ای النصر الدال علیه قوله لننصرنه والباء فی قوله بان الله سببیة (خفاجی)۔

۱ یعنے دن مین سے کچھ حصہ رات مین چلا جاتا اور کبھی رات کا حصہ دن مین جسطرح سرما مین رات بڑی اور دن چھوٹے ہین گرما مین دن بڑے اور رات چھوٹی ہوتی ہے۔ ۲ ذلك یعنے وہ وصف مقدم یعنے ان امور کی قدرت اس لئے اوسکو حاصل کہ وہ حق ہے یعنے واجب بالذات ہے جسپر تغیر و زوال ممتنع ہے۔ ۱۲

بقدرتِ حق جل شانہ ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی قدرت مین ہر ذرہ مسخر ہے تو ظہورِ قدرت باوضاع و اطوار وصفات ہی اور کوئی چیز درمیان مین نہین ہے ولیکن ظاہر مین امتحان ہے شیخ ابن عطا نے کہا کہ حق عزوجل نے حقیقتِ امر کو تجھپر ظاہر کر دیا۔ چاہئے کہ تیر اسر باطن سوا ے حق عزوجل کے کسی طرف رجوع نکرے کیونکہ جو کچھ سوا ے اُسکے ہے سب باطل ہے پھر حق سبحانہ تعالے اپنے کمال قدرت

کی دوسری دلیل ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نے نہین دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا تو زمین سر سبز ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ مہربان اور خبردار ہے۔ اوسیکا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے

ع ۱۵

فتصبح الارض مخضرۃ اول تو انزل ماضی کا صیغہ فرمایا پھر فتصبح مضارع فرمایا۔ جس سے یہ تصویر پیش نظر ہو گویا دیکھا کہ سحاب سے اللہ تعالے نے مینہ برسایا پھر اب زمین سبزہ سے لہلہاتی ہے۔ اور صاحب تفسیر کبیر نے لکھا کہ فتصبح مضارع سے ایک فائدہ لطیف یہ ہے کہ وہ صبح کرتی رہتی ہے یعنے بارش متفرق زمانہ مین ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ مین باقی رہتی ہے اور یہ فائدہ فعل ماضی سے نہین ہے مثلاً کہا جاے کہ فلان شخص نے مجھپر فلان سال مین یہ انعام کیا تھا جس سے مین شب و روز راحت پاتا ہون۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ اوسکا اثر اب تک ہوتا چلا جاتا ہے بخلاف اس کے اگر کہتا کہ جس سے مین نے راحت پائی تو یہ معلوم ہوتا کہ اب بھی رہا یا نہ رہا۔ ل بطور اشارات وتاویل معرفتِ علم پانی سے مشابہ ہے اور دل زمین سے چنانچہ عرائس مین ہے کہ جیسے اہل ایمان ویقین کے قلوب بارانِ تجلی صفات سے تر و تازہ و سبزہ زار ہو جاتے ہین ان مین تازگی مکاشفات ومحبت وشوق وعلم سے پیدا ہوتی ہے اور ان امور مین سے قلب جس لائق ہے اور جس مادہ سے اللہ تعالے نے اس مین فیض دیا ہے وہ قلب اسی صفت سے تر و تازہ ہوتا ہے۔ ۱۲

اور جو کچھ زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز سراہا گیا ہے یعنے اسکی ذات وصفات وافعال سب محمود ہیں اور ہر شان میں وہی مستحقِ حمد ہے۔ بعض علما نے کہا کہ اگر یہی بارش موسم اور وقت پر نہ برسے یا اندازہ سے کم یا زائد برسے تو کسی طرح کا فائدہ نہیں۔ بلکہ اُلٹا نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر برسے ہی نہیں تو ملک میں عالمگیر قحط پڑجاتا ہے خشک دانہ میں پانی پہونچاکر زمین سے تازہ تازہ لہلہاتا سبزہ اُبھارنا اور اسے نشو ونما دیکر چندروز میں پودا اور پودے سے بڑا درخت بنانا پھر درخت کی رنگ برنگی ذریعے سے بیتے طراوت اور تری پہونچانا اور اس میں عجیب وغریب صنعت وگلکاری کے بعد پھل پھول پیدا کرنا قادرِ مختار خدا کا کام نہیں تو پھر کسکا ہے ؟ دلیل سوم وچہارم کو اسطرح بیان فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَ يُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

22-6

لَرَءُوفٌ
بصری وشعبہ وحمزہ وکسائی نے بقصر کے ساتھ پڑھا ہے۔

والفلك - عطف على ما وجملة تجرى حال، او على اسم ان وجملة تجرى خبر۔ والواو عطفت الاسم على الاسم والخبر على الخبر (خفاجی) ويمسك السماء۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی بادشاہ صاحب ہیبت کے روبرو جائے اور تجھے اوسکے حملہ کرنیکا خوف ہو تو یہ دعا تین مرتبہ پڑھ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (در) مترجم کہتا ہے کہ بجاے فلان کے اُس متکبر کا نام لیوے۔ ان تقع اى من ان تقع على حذف حرف الجر۔ والبصريون يقدرون فى مثله كراهة ان تقع۔ والكوفيون لئلا تقع وجوز فيه ان يكون فى محل نصب على انه بدل اشتمال من السماء اى ويمنع وقوع السماء (خفاجی) -

(اے مخاطب) کیا تونے نہین دیکھا کہ جو کچھ زمین مین ہے اللہ نے اوسکو تم لوگون کے بس مین کر دیا
اور کشتی کو (بھی) جو اوسکے حکم سے دریا مین چلتی ہے۔ اور وہی آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے
ہوے ہے مگر اُس کے حکم سے (یعنے اگر وہ حکم دے تو ابھی گر پڑے) بے شک اللہ لوگون پر بڑا شفیق (اور)
مہربان ہے تو بندہ کو چاہئے کہ اپنے مالک و مشفق و مہربان کے حکم پر چلے۔ وہ غیب دان ہم عیب دار
وہ جسطرح ہمکو اپنی مخلوق مین تصرف کرنیکا حکم کیا ہے اسیطرح برتاؤ کرکے مطیع و مہذب لائق و مودب
کہلائین اور آخرت مین اسکا بدلہ اُسی سے پائین اور جس نے باقتضائے نفس و شہوات مخالفانہ
تصرف کیا تو وہ نافرمان غیر مہذب نالائق و بے ادب قابل جہنم ہوگا دلیل ششم اسطرح بیان
فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝ اور وہی ہے
جس نے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارتا ہے پھر وہی تمکو جلائیگا۔ بے شک انسان ناشکر ہے حسن
بصری نے فرمایا کہ اوسکی ناشکری یہ ہے کہ مصیبتون کو یاد رکھتا ہے اور نعمتون کو بھول جاتا ہے"

سلہ پتھر سے کوئی شے سخت نہین۔ اور لوہے سے کوئی تیز نہین اور آگ سے کوئی چیز زیادہ ہیبت ناک نہین یہ سب تمہارے
مسخر ہین حیوانات سے قسم قسم کا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ کھاتے ہین۔ سوار ہوتے ہین۔ بوجھ لادتے ہین۔ تفریح نظر کے لئے
اون کے طرف دیکھتے ہین۔ کشتی و جہاز کی تسخیر اسطرح کہ پانی اور ہوا اور جس سے کشتی بنائی جاتی ہے ان سب کو تمہارے لئے
مہیا کر دیا۔ ۱۲ سلہ یعنے جماد و عناصر اور نطفے تھے۔ جس مین خدا نے جان ڈالکر زندہ کیا۔ ع اس مین ہے اول احیا
بایمان ہے۔ کیونکہ کافر مردہ ہے پھر موت دینا اس فنا سے ہی ہے جو عین بقا بروح قدس ہے پھر زندہ کیا بعد موت
جو کہ بقائے حق کے ساتھ دوام بقا ہی شیخ جنید رح نے کہا کہ اول معرفت سے زندہ کیا پھر اوقات غفلت سے مردہ کیا پھر فتور کے بعد جذب سے
زندہ کیا پھر سب سے جدا کرکے تمکو وصل حقیقت فرمائیگا سلہ اتنے احسانات پر بھی اوسکا شکر ادا نہین کرتا سلہ ابن ابی حاتم (د د) ۱۲

جب اپنی الوہیت وقدرت ثابت فرمائی تو اوس کے بعد بعض مناسکِ عبودیت کو ارشاد فرمایا

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى

هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جَادَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ ہم نے ہرایک اُمت کے لئے ایک عبادت کا طریقہ

مقرر کردیا ہے کہ وہ اسپر چلتے ہین تو اونکو چاہئے (اے نبی) کہ تم سے اس امر (دین) مین جھگڑین

منسکا ھم ناسکوہ۔ حاکم نے اور تصحیح بھی کی اور امام احمد اور بیہقی شعب الایمان مین امام علی بن امام حسین علی جدہما وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ذبحا ھو ذالحجوہ الخ (در) عبد بن حمید نے عکرمہ سے بھی اسیطرح تخریج کی (در) ابن منذر مجاہد سے کہ مشرکین جھگڑا کرتے تھے اس بات مین کہ تم اپنے ہاتھ کے ذبح کئے ہوے جانور تو کھالیتے ہو۔ اور اللہ کے ہاتھ کے ذبح کئے ہوے (یعنی مردار) نہین کھاتے (در) تو اس روایات پر منسک کے معنے ذبح کے ہین۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر امت کے لئے حلال جانور ذبح کرنیکا خاص قاعدہ مقرر رکھا تھا۔ اب اہلِ اسلام کے لئے بھی ایک قاعدہ ذبح کا معین کردیا تو چاہئے کہ اسی کے عامل رہین جھگڑا نہ کرین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ وہ عید ہے (ابن جریر) صاحب تفسیر کبیر کہتے ہین کہ نسک عبادت کو بھی کہتے ہین تو اُس کے عام معنے شریعت لینا چاہئے تا یہ سب معنی اس مین داخل ہوجائین وادع الی ربک گویا اللہ تعالے نے گذشتہ دستون کی اتباع اور سابق کی پابندی سے منع فرماتا ہے بلکہ انکو حکم فرماتا ہے کہ اب اس سے رجوع کرکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم کروا سلئے وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ فرمایا۔ یعنے آپکی دعوت عام ہووے۔ کسی اُمت کو خاص طور سے نہو۔ کیونکہ سب آپکی اُمت مین داخل ہین (کبیر)۔

وان جادلوک۔ یعنے اگر ان دلائل مین نظر نکرکے کٹ حجتی اور رسم وعادت کی پابندی اختیار کرین تو وعید شدید سنادو کہ اللہ کو تمھارے سب عمل معلوم ہین۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی۔ ۱۲

اور تم اپنے پروردگار کی طرف بلائے چلے جاؤ۔ بلاشبہ تم سیدھی راہ پر ہو۔ اور (اے نبیؐ) اگر (اسپر بھی)

جھگڑین تو کہدو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔ جس مین تم اختلاف کر رہے ہو اللہ قیامت کے

دن تم مین فیصلہ کردیگا۔ چنانچہ جو اُمت موسیٰ علیہ السلام کی تھی وہ عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوے تک توریت پر چلتی تھی اور انہون نے اُسی کو اپنی شریعت بنالیا تھا۔ پھر عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ سے حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تک انجیل پر لوگ عامل رہے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے بعد اب تمام امتین قیامت تک ایک ہی امت ہے۔ جنکی عبادت کا طریقہ قرآن بتلا رہا ہے۔ اب جھگڑا کرنے کا کونسا موقع ہے ع در نور آفتاب چہ جاے تامل است۔ اگر اس ظہور حق اور لزوم حجت کے بعد بھی مجادلہ کرین تو اللہ تعالےٰ کافرون اور مسلمانون کے درمیان قیامت مین ثواب وعقاب کا فیصلہ کردیگا۔ جسطرح دنیا مین حجج وآیات سے فیصلہ فرمایا ہ

سنت جیتے جی کے جھگڑے تھے سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے	جب موت سے اگر کام پڑا سب قضیے قصے پاک ہوے

جب قیامت مین اپنی حکومت کو ثابت فرمایا اوسکے بعد اپنی وسعت علمی کو بیان فرماتا ہے یعنے ہر ایک جس بات کا مستحق ہے ہم اوس کے حال سے آگاہ ہین تو حکم بھی عدل سے ہوگا

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔ قلم کا لوح محفوظ مین اُن باتون کا لکھنا کہ جو آیندہ ہونے والی ہین یہ اللہ تعالےٰ

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (اے مخاطب) کیا تو نہین

جانتا کہ جو کچھ آسمان و زمین مین ہے اللہ کو معلوم ہے۔ بے شک یہ سب کچھ کتاب (لوح محفوظ) مین

لکھا ہوا ہے۔ کچھ شک نہین کہ سب کچھ اللہ کے لئے آسان ہے۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت

کرتے ہین جسکی اسنے کوئی سند نہین اتاری اور نہ ان کے پاس اسکی کوئی عقلی دلیل ہے۔ اور ان ظالمونکا

کوئی بھی مددگار نہین۔ اور جب ان کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتین پڑھی جاتی ہین تو (اے

پیغمبر) ان کافرون کے چہرے سے ناخوشی پہچانتے ہو۔ (یہانتک کہ) نزدیک ہوتے ہین کہ ان

لوگون پر حملہ کر بیٹھین جو اون کے روبرو ہماری آیتین پڑھتے ہین۔ (اے پیغمبر) کہدو کہ اس بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶۱) آسان ہے۔ ابن جریج کہتے ہین کہ اسکو روز قیامت مین حکم کرنا آسان ہے (ابن جریر) لیسیر قال ابن عباس ہین (در) یسطون خلیل فراء و زجاج نے کہا والسطوۃ البطش والوثوب مراد اس سے یہ ہے کہ انکو یہ بات نہایت ہی بری معلوم ہو کر حملہ کرنا چاہتے ہین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما یبطشون اخرجہ عبد بن حمید و ابن المنذر و ابن ابی حاتم (در) اَلنَّارُ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ گویا کہ کہنے والے نے کہا کہ اس سے بری کیا شے ہے تو کہا گیا ھُوَ النَّارُ یعنے وہ دوزخ ہے۔ اور وَعَدَهَا اللّٰهُ جملہ مستانفہ ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اَلنَّارُ مبتدا ہو اور وَعَدَهَا اوسکی خبر (کبیر) لے قال ابن عباس ان ذلک العلم فی کتاب یعنی فی اللوح المحفوظ مکتوب قبل ان یخلق السموٰت والارض اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ (در) یعنی ان ساری باتونکا حال لوح محفوظ مین آسمان و زمین پیدا ہونیکے پہلے ہی لکھا ہوا ہے ۱۲ ے بلکہ صرف اپنے باپ دادا کو جسطرح پایا بلا دلیل انھین کی تقلید کرتا ہو گئے۔ گو اللہ و رسول کے خلاف ہی کیون نہ ہو۔

بدتر تمھین ایک چیز بتاؤن! وہ دوزخ ہے۔ اللہ نے کافرون سے جسکا وعدہ کیا ہے۔ اور وہ بُرا ٹھکانا ہی۔ مراد یہ ہے کہ تمکو آیتین سنکر اسقدر غصہ آتا ہے تو جسوقت تم دوزخ مین جاؤگے تو اُسوقت اُس سے زیادہ تم کو رنج وغم ہوگا۔ ابن کثیر نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ اہلِ ایمان تلاوت کرنے والون پر جو تم حملہ کرنے سے بُرائی پہونچانی چاہتے ہو اِس سے زیادہ جو تمھارے واسطے مُہیّا ہے وہ تم کو بتلا دون! وہ آتشِ جہنم ہے۔ جب کافرون کا ذکر فرمایا کہ بتون کی بغیر دلیل نقلی وعقلی کے پرستش کرتے ہین۔ اب اون کے فرضی معبودونکی ضعف وناتوانی کا اظہار فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

یاایھا الناس۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت بت کی مذمت مین نازل ہوی (درمنثور از ابنِ مردویہ)

اور جب اُن کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتین پڑہی جاتی ہین۔ عرائس مین ہے حق عزوجل نے بیان فرمایا کہ شواہد ملک وملکوت کے جو موجود نظر آتے ہین سب کے سب اس انتظار مین ہین کہ خطابِ ازل کو سنین اور شوق کے کان لگائین کہ معادنِ صفات کی خوشبو پائین یعنے کلام قدیم سے معطر ہون اور پاکیزہ ارواح سماعِ غیب کے منتظر ہین کہ اپنے کانون سے سنین اور عقول ملکوتی سے سمجھین پس جب رسول کرم اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خطابِ ازل سے مخاطب کیا تو اُن کے اسرار اور تمام مخلوقات کے اسرار منجذب ہوکر مواقعِ خطاب کی طرف جاتے ہین اور نورِ حق جلشانہ اونپر پڑتا ہے پس وہان سے منور بنورِ صفات ہوجاتے ہین اور یہ نوران عارفون کے چہرون سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایسے اس حال مین وہ اصل ہین لیکن دیکھنے والے وہی لوگ ہین جنکی نظر قابلِ انوارِ ملکوتی ہے اور نورِ خطاب سے موجودات کا ہر ذرہ نظر آتا ہے۔ رہے وہ لوگ جو غبی جاہل وبارگاہ کبریائی ازلی سے ملعون مردود مطرود ہین وہ تاریکی جہالت مین نور سے بہت دور پڑے ہین اور پردہ ضلالت اون کو قہر کے ظہور مین ڈھانپے ہوے ہے اُن کے کان البتہ سماعِ قرآن سے بعوارضِ امتحان محجوب ومحروم ہین اور انکار سے اون کے اسرار کی سیاہی اون کے چہرون سے ظاہر ہوتی ہے

لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے

تو اسکو کان لگا کر سنو۔ کہ خدا کے سوا جنکی تم عبادت کرتے ہو۔ ایک مکھی بھی نہین پیدا کر سکتے اگرچہ

اوس کے (پیدا کرنے کے) لئے سب اکٹھے ہو جائین۔ (پیدا تو کیا کر سکتے) اگر مکھی اُن سے کچھ چھین کر

لے جائے تو اس سے اسکو چھڑا نہین سکتے۔ کمزور ہے طالب بھی (یعنی بت) اور مطلوب بھی (یعنی مکھی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶۳) جس بندے کو اللہ تعالے نے بصیرت عطا فرمائی ہے وہ اسکو دیکھ لیتا ہے اور ان کافرونکی کمال شقاوت سے یہ بات ہے کہ نور و جلال و ازل و کمال مین سے کچھ نہین پہچانتے ہین کاش وہ مصدرِ قہریات ہی کو پہچانتے جسنے اُن کو اس میدانِ غفلت مین خوار کیا ہے کیونکہ اگر وہ اپنی معادنِ فطرت کو پہچانتے تو قرآن وغیرہ جسکا ظہور معادن لطف جل سے ہوا ہے اس سے مخالفت نکرتے کیونکہ جمیع مصادر از لیہ جمیع وجوہ سے واحد ہین شیخ ابوبکر بن طاہر نے فرمایا کہ جو لوگ رب عزوجل سے اعراض کرتے ہین اُن پر آثار وحشت و تاریکی کے ظاہر ہوتے ہین کیونکہ نور سے خلافِ ظلمت کا ظہور ہوتا ہے اسلئے ظاہر پر روشنی اسرار کی ہے اور اسرار کو روشنی صرف نورِ حق جل شانہ سے ہوتی ہے پس جس شخص کا سرِ باطن نور سے خالی ہے اوسکے ظاہر پر آثارِ نور کہان سے ظاہر ہون گے اور جب بجائے نور کے باطن مین سیاہی ہو تو اوسکے ظاہر پر بھی سیاہی ظاہر ہوگی۔ پھر ہوشیار رہنا چاہئے کہ جو کوئی عوض و اجرت و مخلوق کو نظر مین رکھے وہ تاریکی مین رہیگا جبتک کہ وہ حق عزوجل کے واسطے اخلاص نکرے اور حق تعالے کے ساتھ کسی کو مشاہدہ نکرے تو اوسوقت البتہ اوس پر مشاہدۂ حق عزوجل کا نور ظاہر ہوگا۔ ۱۲ حق قل رہٗ

ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ جو مکھی سے بدلہ نہ لے سکے اُسکو اللہ کے ساتھ عبادت مین شریک کرتے ہین (در) لہ حدیث صحیح مین ہے کہ اُس کے ایک پر مین بیماری اور دوسرے پر مین شفا ہے لیکن وہ اپنا وہی پر مارتی ہے جس مین بیماری ہے اور جب کھانے مین گر پڑے تو چاہئے کہ اسکو غوطہ دیکر نکال کر پھینکدین۔ ۲ اخرج ابن جریر و ابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ضعف الطالب الهتکم والمطلوب الذباب (در) ابن ابی حاتم نے سدی سے کہ طالب سے مراد کافر ہین اور مطلوب سے مراد صنم (د ملخصا) دونون طرح بھی معنی ٹھیک ہوتے ہیں۔

انہون نے اللہ کی قدر جیسی کہ چاہئے تھی نہ جانی۔ بیشک اللہ قوت والا زبردست ہے۔ جب اکٹھے
ہوکر ایک مکھی پیدا کرنا محال ہے تو کیسے ہونگی صورت مین بطریق ادنے غیر ممکن ۔ اچھا خلق وہ جا
کو چھوڑ دو اوس سے جو سہل کام ہے یعنے مکھی کا مقابلہ اسطرح کروہ بیچاری ناتوان انکی خوشبو لیسے
کچھ چھین لے تو اس سے چھڑا نہین سکتے۔ جب اپنا بدلا ایک کمترین مخلوق الٰہی سے نہین لے سکتے
تو پھر اپنے عابدونکی دستگیری ہو چکی **فائدہ** ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے اللہ پر ہی بھروسہ رکھے
اور تمام مخلوق کو اسی کے قبضہ جبروت مین عاجز سمجھے **بعد** متعلق الوہیت متعلق نبوت کا ذکر فرماتا
ہے یا یہ کہ بتونکی تعظیم کا ابطال فرماکے پیغمبرون کی عظمت بیان فرماتا ہے۔ یعنے کوئی شئے بالذات
معظم نہین تو کسی طرح مستحق پرستش بھی نہین۔ ہان فرشتون اور پیغمبرون کو جو یہ منصب بزرگی اور
علو درجہ میسر ہوا ہے تو خدا ہی کا دیا ہے۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ 2
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ 2
اللہ فرشتون مین سے پیغام پہونچانے والون کو انتخاب کر لیتا ہے۔ اور آدمیون مین سے (بھی)۔
بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ جانتا ہے جو اُن کے روبرو اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور اللہ ہی
کی جانب سب کام لوٹائے جاتے ہین یعنی اپنے رسولون کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا جاتا ہے اسکو
جانتا ہے۔ اور وہ انکا نگہبان و مددگار ہے **بعد** الٰہیات و نبوات کے شرائع و احکام کا بیان

ترجع — ابن عامر وحمزہ وکسائی ساتھ فتح تا و کسر جیم کے بصیغہ معروف ۱۲

لہ یعنے تمام امور کا وہ بالذات مالک ہے۔ تمام امور مرجع اسیکی طرف ہے وہ کسی کو برگزیدہ کرے یا جو کچھ کرے اُس سے
کوئی پوچھ نہین سکتا۔ بلکہ وہ سب پوچھے جائینگے۔

فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ السجدة

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ؕ ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور نیکی

کرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہونچو۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا سے نماز کا خاص حکم فرمایا پھر ۷۷

عرائس میں ہے قولہ تعالیٰ۔ ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ یہ مقام مراقبہ میں

مکاشفہ کا ہے۔ یعنی جب مشاہدہ کبریائی کا شہود ہو تو رکوع کرو اور جب مشاہدۂ عظمت کا شہود ہو تو سجدہ کرو اور جب مشاہدۂ

ربوبیت کا ہو تو توحید الٰہی میں فنا ہو جاؤ۔ قولہ تعالیٰ۔ اور نیکی کرتے رہو۔ یعنی طالبان معرفت کو تعلیم و تربیت کرو اور انکو

آگاہ کرو۔ قولہ تعالیٰ۔ تاکہ تم مراد کو پہونچو۔ میرے ہی فضل سے تم مجھے پاؤ۔ اور خود فنا ہو کر میری بقا سے باقی ہو جاؤ۔ اور اللہ

کی راہ میں محنت کرو جیسا کہ محنت کرنے کا حق ہے۔ یعنے فنا فی اللہ ہو جیسے چاہئے ہے حتے کہ بعد فنا کے اوسکی بقا میں تکو

فنا ہونا یاد بھی نہ ہو ورنہ ہنوز بقیۂ فنا موجود ہے۔ پس اوس وقت تم بالکل فنا ہو کر اوس کے وجود کو اسی سے دیکھو گے

اپنے دیکھنے سے نہیں دیکھو گے پس اسیواسطے تکو اجتبا کیا کیونکہ اس سے تم اسکا مشاہدہ پاؤگے اور جب مشاہدہ پاے

تو اسی میں فنا ہو جاؤگے۔ پھر بیان فرمایا کہ اس دین شریف اور طریق مستقیم میں حرج و غیر ممکن تکلیف نہیں ہے بمشاہدۂ

جمال ازلی سے فنا آسان ہے۔ کیونکہ جس نے دیکھا وہ عاشق ہوا اور جو عاشق ہوا وہ خوش عیش میں اس کدورت سے

نابود ہوا۔ اور اپنے آپ کو قربان کرنا اسپر سہل و آسان ہے حتے کہ آگ میں جلنا و قربان ہونا اسکے نزدیک عیش ہے۔

لہذا فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کا دین تمہارے لئے تجویز کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی ملت عشق میں خلت و محبت و انقیاد

و طاعت و تسلیم و رضا ہے اور وجود کو کرم اور جوانمردی سے قربان کرنا اور آگ میں کود پڑنا اور لڑکے کو ذبح کرنا

انھیں کا شیوہ ہے۔ اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ پہلے سے اور اس میں بھی۔ اور کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تم لوگوں

میں یہ استعداد دیکھی تو تمہارا نام مسلمین رکھا۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنیں جیسے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم میں

مشاہدہ ان اوصاف کا فرمایا وہ تمہارے گواہ ہیں اور انہوں نے معارف الٰہی جلشانہ کی تم کو تعلیم دی۔ اور تم لوگوں

پر گواہ ہو۔ وہ لوگ جس حال میں گذرے ہیں جانتے ہو اور رسولوں نے انکو دعوت پہونچائی تم جانتے ہو پھر ان صحابہ

[illegible] کا نام حضرت ابراہیم کو رکھا ہوا ۱۲

وَالْعُبُدُوْا رَبَّكُمْ مین عام کردیا پھر اُس سے بھی زیادہ عام کر کے وَافْعَلُوا الْخَیْرَ فرمایا یعنے ہر طرح کے
تقرب کے کام کرو جس طرح صلۂ رحام وعیادتِ مریض وغیرہ۔ پھر لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فرمانے مین اسطرف
اشارہ ہے کہ جب اچھے کام کرلئے تو ابِ فلاح کے امیدوار ہو۔ کہین اعمال پر یقین اور بھروسہ نہ کرو امام
ابو قاسم انصاری فرماتے ہین کہ کلمہ لَعَلَّ جو ترقی و امید کے لئے ہے آگاہ کر رہا ہے کہ بہت ہی کمتر ایسا
ہوگا کہ آدمی سے ادای فرایض مین تقصیر نہ ہو۔ اور وہ یقین نہین کر سکتا کہ جو اُسنے کیا وہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶۶) تابعین واتباع سب کو نماز قایم کرنے کا حکم دیا اور زکوٰۃ ادا کرنے کو تعلیم فرمایا کہ نعمت کا شکر کرین
یعنے نماز کے مقامِ مناجات مین مجھے ڈھونڈو اور ہمت کے ساتھ نماز مین داخل ہو اور دنیا و مافیہا سب سے تجرید کر کے اپنی
جان کو قربان کرو اور تم اِن سب مقامات مین میرے وصول کی توفیق مجھی سے چاہو اور مجھی سے استعانت چاہو لہذا فرمایا اور
اللہ ہی کا سہارا پکڑو دہی تمھارا کارساز ہے ناصر و مولیٰ ازل مین تھا۔ تو کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اوسکے سواے کوئی مولےٰ
نہین ہے۔ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے جسکو خوار کیا اُسکا کوئی ناصر نہین۔ اور جسکو نصرت دی وہ کبھی خوار نہین شیخ جعفر
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حق المجاہد قلب پر ہے کیونکہ نفس مقابلہ حق مجاہدہ کے نہین ٹھیر سکتا ہے۔ اور حقِ مجاہدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے سواے کسی چیز کو اختیار نہ کرے۔ جیسے اُس نے تم کو اختیار کیا۔ بعض مشایخ نے کہا کہ مجاہدہ کئی قسم کا ہے ایک مجاہدہ کافرونکا
اعدا کے ساتھ۔ دوم مجاہدہ شیاطین کے ساتھ سوم مجاہدہ نفس کے ساتھ اور یہی مجاہدہ سب سے زیادہ سخت ہے اور یہی
جہاد فی اللہ ہے اور یہی روایت حدیث مین بیان ہوی ہے کہ ہمنے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔ یعنے مجاہدۂ
نفس کیطرف رجوع کیا۔ اسطرح کہ نفس کو اتباع اوامر اور اجتناب نواہی پر مضبوط قایم کرین۔ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ
علیہ نے کہا کہ اعتصام باللہ خواص کا مرتبہ ہے۔ اور اعتصام بحبل اللہ عوام کا مرتبہ ہے۔ پھر اعتصام بحبل اللہ کے یہ معنے
ہین کہ سنت کے موافق احکام آلہی بجالائے۔ اور ممنوعات سے اجتناب کرے اور اعتصام باللہ یہ ہے کہ سِرِ باطن و قلب کو ایسے
امور سے محفوظ رکھے جو اللہ تعالےٰ سے غافل کر کے اپنی طرف مشغول رکھین۔ اور ہمیشہ مراقبہ مین رہے۔ ۱۲

پاس مقبول ہو کیونکہ انجام کا مخفی ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ. بعد عبادات ہر دینی کام مین دل سے
کوشش کرنیکا حکم فرماکر سورہ کو ختم فرماتا ہے وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَ
فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۧ اور اللہ کی راہ ۱۰ ع
مین محنت کرو جیسا کہ محنت کرنیکا حق ہے. اُس نے تم کو انتخاب فرمایا اور دین کے بارے مین تم پر
کسی طرح کی سختی نہین کی. تمھارے باپ ابراہیم کا دین تمھارے لئے تجویز کیا. اُسی (خدا) نے تمھارا نام
مسلمان رکھا. پہلے سے اور اس (قرآن) مین بھی. تاکہ رسول تم پر گواہ بنین اور تم لوگون پر گواہ
بنو. تم نماز قایم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو. اور اللہ ہی کا سہارا پکڑو وہی تمھارا کارساز ہے تو (کیا ہی)
اچھا کارساز ہے اور (کیا ہی) اچھا مددگار. جہاد عام ہے زبان سے حال سے جان سے خواہ نفس
خواہ کفار سے یعنے ہر طرح سے اللہ کی راہ مین کوشش کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجاہد[1]
یعنے جہاد کرنیوالا وہ ہے جس نے طاعت الٰہی مین اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا غرض جسمین نفس کو

[1] بروایت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ترمذی و ابن حبان) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بیہقی
شعب الایمان مین بزیادت روایت کیا ہے. جب یہ حدیث صحیح موجود ہے تو اوس حدیث بیہقی سے اور بھی تقویت ہوگی وہ
یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے واپس ہوکر فرمایا کہ ہم جہادِ اصغر سے واپس ہوکر جہادِ اکبر کی طرف آئے "
(جہادِ اصغر سے مراد جہاد مع الکفار ہے. اور جہادِ اکبر سے مراد مع النفس ہے) اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے ۱۲.

تکلیف پہونچے وہی جہاد ہے۔ پھر فرمایا ھواجتبٰکم۔ یعنے اس نے اپنی رحمت سے تم کو اپنی عبودیت وخدمت کے لیئے برگزیدہ کیا۔ اس سے زیادہ کونسا شرف اور کونسا مرتبہ ہے ؎

من شاد ازانم کہ ترا بندہ شدم	ہر بندہ کہ آزاد شود شاد شود

اور تمکو امتِ محمدی بنا کر سب امتون سے بڑھا دیا۔ اور ایسی فضیلت وشرف وخصوصیت دی کہ تمھاری شریعت بھی سب شریعتون سے کامل اور تمھارے رسول بھی سب رسولون سے افضل۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔ پھر فرمایا مَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ یعنے ایسے کام کا تمکو حکم نہین کیا جو تم سے نہو سکے۔ چنانچہ نماز جو اعظمِ ارکانِ اسلام ہے۔ حضر مین چار تو سفر مین دو۔ وقت خوف پیدل وسوار اور قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو ہر طرح جائز۔ قیامِ نماز بسبب عذر کے ساقط۔ بیمار بیٹھکر ادا کرے جو اسطرح بھی نہ ہو تو لیٹ کر۔ اسیطرح تمام فرایض وواجبات مین ہر طرح کی تخفیفات ہین۔ اسلئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ یعنے مین ملتِ حنیفیہ آسان کے ساتھ مبعوث ہوا ہون۔ اور معاذ و ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو امیر بنا کر یمن کی طرف روانہ فرماتے وقت فرمایا۔ کہ تم دونون خوشخبری دو۔ نفرت نہ دلاؤ۔ آسانی کرو سختی نہ کرو۔ اس باب مین اور بہت سی احادیث ہین اسیواسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین حرج سے مراد ضیق یعنے تنگی اور سختی ہے۔ پھر فرمایا مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ابراہیم علیہ السلام عرب کے قطعًا باپ تھے اور باقی لوگ عرب کے ساتھ انکو مثل باپ کے جانتے تھے اور

حق تو یہ ہے کہ نبی کی حرمت و تعظیم باپ کی طرح بلکہ باپ سے بھی زیادہ ہے اسلئے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ فرمایا اور جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بجائے پدر ہین تو جو آپ کے باپ ہین وہ ہمارے پدر ہوے۔ چنانچہ ازواجِ طاہرات کے متعلق فرمایا وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمْ ازواج طیبات رضی اللہ عنہن کو مان کہنے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ نہ کہنے مین یہ نکتہ ہے۔ کہ آپکی تعظیم باپ سے بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ ہے۔ اور دوسرا یہ نکتہ ہے۔ کہ قیامت مین باپ بیٹے کو چھوڑ دیگا چنانچہ فرمایا یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ۔ برخلاف اس پدرِ مشفق کے کہ صراط پر اُمت کیلئے بیقرار ہے رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ کا وظیفہ ہر بار ہے۔ میزان کے پاس آکر کھڑے ہین کہ وزنِ اعمال ہو کر کون سوئے جنت اور کون جانبِ دوزخ جاتے ہین ؎

روزِ قیامت شود دیلہ میزان نہند	خلق بجنت رود من نگرم سوئے تو

پیاسون کو حوضِ کوثر پر پانی پلانے موجود۔ خیال آتا ہے کہ اُسدن دونون عالم کا سردار و مخدوم اپنی پیاری اُمت کی خدمت پر کیون آمادہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ وہی شفقتِ پدری کا جوش ہوگا۔ اُسدن کی تشنگی سے اُمت کی بدحواسی و پریشان حالی دیکھی نگئی تو خود ہی جام کوثر بھر بھر کے دینے لگے خلیق ؎

رحمتِ عالم جو ساقی ہون تو پھر	حوضِ کوثر پر رہین میخوار سب

میان اسوقت آپ کے غلام کو رقت طاری ہو رہی ہے۔ بے ٹھکانہ دل اسطور سے پکارنا چاہتا ہے

کہ اے باباجان ہم نالائق لڑکونکی بھی خبر لو خصوص اُسوقت مین نہ بھولو۔ لیکن سرکا یہ بھی بے ادبی ہوی معاف کیجے۔ غلامونکا غلام باپ کہکے کسطرح پکارے۔ ہان اے دل ادب سیکھ اور سطرح پکار اے حضرت زہرا علیہا السلام کے والد مکرم۔ اے حضرت حسنین علیہما السلام کے پدرِ شفیق اپنی پاک بیٹی کا طفیل اپنے پیارے نواسونکا صدقہ اپنی معیت سے سرفراز کیجے۔ کوئی لحظہ آپ سے دوری نہ ہونے پائے۔ یہ حجابِ غفلت اُٹھ جائے ہ

پھر وہی رنگ روپ ہو جائے	ساتھ سورج کے دہوپ ہو جائے

بعضے سست عقیدہ اس تقریر سے متعجب ہو کر کہین گے کہ تفسیر سے اسکو کیا تعلق۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ جبتک محورسالت مآب صلعم نہ ہو اللہ کا وصال محال ہے اسی لئے اپنا یہ حال ہے خلیق ہ

یاد ہے مصحفِ رخ کی مجھے ہر آن دل مین	دَور اسطور سے کرتا ہون مین قرآن دل مین

یہ شعر سُنکر تو اور بھی لوگ بولاہون گے کہ ہم تو تفسیر کے متعلق کہتے تھے لو اب تو مصحف بھی کہدیا۔ اوسکا جواب یہ ہے کہ ہم نے اُسکی اقتدا کی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہے۔ صحابہ نے روے مبارک کو مصحف سے تشبیہ دی ہے۔ حدیث صحیح مین کَاَنَّہٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ آیا ہے۔ ایک حدیث مین ہے اَلْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَۃً مِنَ الْکَعْبَۃِ۔ جب مومن کامل کا یہ حال ہو تو سید الکاملین صلعم کی عظمت کو سوچو اور سمجھو

لہ صحیح مسلم مین ہے کہ جو ایکبار مجھپر درود بھیجے تو اللہ تعالی اُسپر دس مرتبہ اپنی رحمت بھیجتا ہے سبحان اللہ اسی کو منظور ہے کہ کسی طرح اُس کے بندے اسکے محبوب کی یاد مین رہین۔ زہے طالع اس اُمت مرحومہ کے کہ اُن کا جو محبوب ہے وہ خدا کا محبوب ہی ہ اللہ کے محبوب سے ہے عشق کا دعوے ہ بندونکا بھی کیا حوصلا اللہ غنی ہے ہ لہ ابن ماجہ نے دو سندون سے اسکو روایت کی ۱۲

تمت

للہ الحمد کہ پارہ اقترب سنہ ۱۳۲۲ شہر رمضان المبارک مین تمام ہوا اسکے بعد اگر خدا چاہے تو پارہ قد افلح و سورہ مومنون شروع ہوتا ہے ۱۲